اِتَّبِعُوا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ط

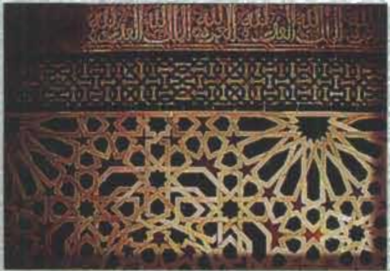

معیار الحق

تالیف

شیخ الکل، محدث جلیل،
میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ
المتوفی ۱۳۲۰ھ

تحقیق وتخریج

استاذ الحدیث ابو انس
محمد یحییٰ گوندلوی، حفظہ اللہ

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث

اِتَّبِعُوا مَآ اُنزِلَ اِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِۦٓ اَوْلِيَآءَ ط

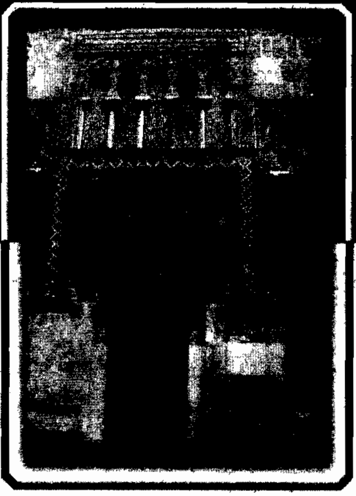

معیار الحق

تالیف

شیخ الکل، محدث جلیل،

میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ

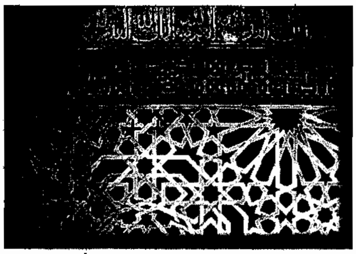

تحقیق وتخریج

استاذ الحدیث ابو انس

محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ اللہ

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تخریج وتعلیق کے حقوق محفوظ!

نام کتاب

معیار الحق فی تنقید تنویر الحق

مؤلف

شیخ الکل محدث جلیل میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ

تخریج وتعلیق	ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی	
پروف ریڈنگ	حافظ محمد علی بن اللہ دتہ مظفر گڑھی	شاہد بن بشیر مظفر گڑھی
کمپوزنگ وسیٹنگ	فاطمہ سعدیہ گوندلوی	خدیجۃ الکبریٰ گوندلوی
ناشر	صاحبزادہ عبدالحفیظ مظہر	حافظ محمد انس گوندلوی
	مئی 2007	

251.15

ن ذ ی م

اسٹاکسٹ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 16032

In England Contact:

Maktabah Ahlul_ Hadeeth P.o.Box 3070,Coventry Cv6 SWL, England U.K. PH: 0044-2476-725881-684633,Reg Charity No: 1099009

E_Mail :Maktabah_ AhlulHadeeth @hot mail.Com

Sumama Composing Center Sahowala Sialkot
03006126421

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ
ابتدائیہ	7
تفریظ	10
پیش لفظ	12
خطبۂ کتاب	25
محمد شاہ پنجابی کا قریب چار سال کے مؤلف	25
معیار سے پڑھنا پھر معتزلی ہونا	25
باب اول	❀
تحقیق فضائل امام میں	29
کیا اما صاحب تابعی تھے	29
قول صاحب درمختار کا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسی علیہ السلام مذہب حنفی پر عمل کریں گے	32
اور رد کرنا اس قول طحطاوی کا	32
قول بعض حنفیوں کا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے امام صاحب سے تیس برس تک علم حاصل کیا پانچ برس حیات امام میں اور پچیس برس قبر پر باشارہ باری تعالی	33
قصہ قشیری کا جس میں حضرت خضر علیہ السلام کو امام صاحب کا مقلد بنایا ہے	33
دین میں سند کا ضرور ہونا	34
موضوع ہونا احادیث منقولہ عن الامام کا	35
حل مقام جس میں تحقیق ہے کہ مقدم ہونا مثبت کا نافی پر علی الاطلاق ہے یہ نہیں	
بیان غلطی فاحش لور کذب صریح مولف تنویر کہ امام کے دقت جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس موجود تھے اور نسبت اسکی طرف امام نووی کے	35
بیان محال ہونا ملاقات امام کا جابر بن عبداللہ سے	35
قول محقق کہ امام سن اسی میں پیدا ہوئے	
بیان مسند امام کا کہ ۶۷۴ھ میں جمع ہوئے	36
بیان وفات عبداللہ بن انیس اور محال ہونا ملاقات امام کا ان سے	37
عدم لقار امام کا عائشہ بنت عجرد سے اور بیان عدم صحابیت عائشہ	40
واثلہ بن اسقع کی ملاقات عقلاً گو محال نہیں لیکن عادۃً تو محال ہے	40
عبداللہ بن جزء سے امام کی ملاقات عقلاً محال ہے	40
لطیفہ	42
موضوع ہونا ان احادیثوں کا جن کو مقلدین حنفیہ مناقب امام میں لاتے ہیں اوز امام شافعی کے حق میں حدیث اضربین ابلیس کی نقل کرتے ہیں نعوذ باللہ	43
وضع کرنیوالا حدیث سراج امتی یا مامون سلمی یا احمد بن عبدالجوئیباری ہے	44
عدم قبول قول تابعی سے اگر امام صاحب تابعی ہوں جیسا کہ مؤلف تنویر زعم ہے تو لازم آتا ہے کہ کرخی اور دبوسی اور شافعی بوجہ عدم فیوب قول صحابی ہو جائیں	45
بیان امام صاحب کی ایک رات میں ہزار رکعت نماز پڑھنے کا اور تمام شب بیداری کرنے اور ستر ہزار ختم قرآن کرنا اور ایک وضو سے نماز عشاء اور فجر پڑھنی	45
امام صاحب کا کاروبار تجارت میں مصروف رہنا	48
باب دوم	❀
بیان تقلید ائمہ اربعہ کی بیان عدم مخصص اور ظنی الدلالت	50

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
	ہونا آیۃ فاسئلوا کا۔	
	ابطال دعوی اجماع کہ مراد اہل الذکر سے ائمہ اربعہ میں	50
	ابطال تقلید ایک کی ائمہ اربعہ سے	
	رد ادعار طحطاوی کہ فرقہ ناجیہ آج کے دن منحصر شافعی	54
	مالکی حنبلی حنفی میں ہے	
	بیان ان مجتہدوں کا جو ائمہ اربعہ کے ہوئے	58
	بحث اجماع بسیط	64
	بحث اجماع مرکب	65
	جواب ملاجیون کے قول کا	68
	مقدمہ بیان معنی تقلید	72
	تقلید مجتہدوں کی عالم بالحدیث والقرآن کو وقت	73
	جاننے ایک مسئلہ کے قرآن مجید سے یا حدیث سے اس	
	مسئلہ معلومہ میں نہ جائے	
	جواب عذر متبدعین کہ آج کے دن ہم کو قرآن اور	76
	حدیث پر عمل کرنا دشوار ہے	
	بیان جواز تجزی فی الاجتہاد	78
	بیان اقسام تقلید	80
	قسم اول واجب ہے	80
	قسم ثانی مباح ہے	81
	قسم ثالث حرام و بدعت	81
	قسم رابع شرک ہے	81
	اقوال ائمہ اربعہ منع تقلید میں	86
	قول محی الدین ابن العربی و شیخ عبدالقادر جیلانی منع تقلید میں	87
	قول عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل ابوشامہ منع تقلید میں	88
	قول شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہ اللہ تعالی نے	93
	کسی کو تکلیف نہیں دی کہ حنفی یا مالک یا شافعی یا حنبلی ہو	
	وہ روایتیں جن سے التزام مذہب معین کا ابطال کما	95
	حقہ ظاہر ہوتا ہے	
	اول روایت منقول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین سے	96

نمبر	عنوان	صفحہ
	دوسری روایت شیخ عزالدین بن عبدالسلام	97
	تیسری روایت شیخ عبدالوہاب شعرانی	98
	چوتھی شیخ ابن الہمام	99
	پانچویں سید بادشاہ شارح تحریر	99
	چھٹی روایت علامہ ابن امیر الحاج	103
	ساتویں روایت ابن حاجب	104
	آٹھویں روایت قاضی عضدالدین شافعی	105
	نویں روایت محب اللہ بہاری	105
	دسویں روایت مولانا بحرالعلوم	107
	گیارہویں روایت فاضل قندہاری	110
	بارہویں روایت شیخ اکمل صاحب	111
	تیرہویں روایت شرح ابن الحاجب	112
	چودہویں روایت ملاحسن شرنبلالی	112
	پندرہویں روایت شامی	114
	سولہویں روایت عابد سندی	115
	سترہویں روایت امام ابن حزم	115
	اٹھارہویں روایت مولانا بحرالعلوم	116
	انیسویں روایت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب	116
	بیسویں روایت مولوی اسمٰعیل صاحب شہید ایضاح الحق کی	118
	اکیسویں روایت مولانا اسمٰعیل صاحب تنویر العینین کی	120
	بائیسویں روایت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی	120
	تیئسویں روایت ملا علی قاری	121
	چوبیسویں روایت علماء عراق اور ماوراء النہر	122
	پچیسویں روایت حکم زوجہ مفقود الزوج	122
	چھبیسویں روایت بعض علما خوارزم	123
	ستائیسویں روایت قضاۃ متاخرین کا تزکیہ شہود میں بنا بر	123
	مذہب ابن ابی لیلی کے فتوی دینا	
	اٹھائیسویں روایت شیخ السلام عطاء بن حمزہ	123
	انتیسویں روایت عطاء بن حمزہ قضی علی خلاف المذہب	124

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
	تیسویں روایت امام طرطوسی	124
	اکتیسویں روایت قاضی ابوعاصم عامری	125
	بتیسویں روایت صاحب بحرالرائق	126
	ف تعریف تلفیق	126
	تینتسویں روایت خاینہ کی	126
	چونتیسویں روایت مولوی حید علی ٹونکی کی	127
	پنتیسویں روایت شیخ عبدالوہاب شعرانی	132
	بیان دلائل شرعیہ کا منع تقلید میں اہل حق کے لئے	135
	پہلی دلیل آیت قرآن	135
	وجہ استدلال کی پہلے ذکر فید مقدمات کا	139
	دوسری دلیل حدیث اسود کی	
	تیسری دلیل اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا	140
	چوتھی دلیل قیاس	141
	ابطال دلائل وجوب تقلید عین	144
	تحقیق رجوع بعد العمل	147
	جواز متتبع رخص	159
	ناواقف ہونا مولف تنویر کے نزدیک خیر خواہ سنت ہو خواہ مستحب سب واجب ہے	162
	بحث تلفیق	163
	تحقیق انتقال مذہبی	170
	جواب ملاجیون کا	176
	تبصرہ بیان معنی وجوب شرعی	183
	بیان اجماع شرعی	184
	وصیت شیخ محی الدین ابن العربی	187
	بحث قلتین	189
	حدیث استیقظ اور حدیث اذا ولغ معارض حدیث قلتین کی نہیں	191
	حدیث لا یبولن بھی معارض نہیں	193
	حدیث نزح زمزم معارض قلتین نہیں	193
	توفیق در بیان ان احادیث اور حدیث قلتین کے توفیق حدیث اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حدیث قلتین کی	196
	بیان حدیث بیر بضاعہ کا	197
	تضعیف واقدی کا	200
	غلطی صاحب ہدایہ کہ حدیث قلتین کی ابوداود نے تضعیف کی ہے	202
	حاشیہ	202
	تصحیح حدیث قلتین	203
	جواب مصنفین حدیث قلتین کے	207
	بیان جرح اور تعدیل	207
	تعریف اضطراب اور رفع اضطراب اسناد ہے حدیث قلتین سے	209
	اجماع سکوتی حجت نہیں	212
	رفع اضطراب معنوی حدیث قلتین سے	214
	نامقبول ہونا ان روایتوں کا جن میں ثلث قلال وار بعین غربا آیا ہے	217
	تحقیق معنی قلہ	221
	حدیث الماء طہور میں الف لام عہد خارجی کا ہے	224
	بے اصل ہونا مسئلہ دہ دردہ کا	230
	مستحب وقت فجر غلس ہے	240
	توثیق اسامہ بن زید لیثی	242
	توفیق درمیان حدیث اسفار اور تغلیس کے	243
	بیان معنی اسفار	247
	تضعیف ان حدیثوں کی جس سے مؤلف تنویر نے استدلال کیا ہے اسفار پر	249
	قول طحاوی کا کہ غلس میں شروع کرے اور اسفار میں تمام کرے اور مذہب ہے امام صاحب اور صاحبین کا	250
	بیان ترجیح صحیحین کی غیر پر اور بیان مؤخر ہونا حدیث غلس کا حدیث اسفار پر	251
	بیان دوام فعل آنحضرت ﷺ کا تغلیس	253
	بیان صحابہ رضی اللہ عنہم کا غلس میں نماز پڑھنا	256

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
	استحباب اول وقت ظہر	258
	احفظ ہونا سفیان کا شعبہ سے حاشیہ	259
	بیان ورا احادیث تہجیر اور ابراد کی بیان آخر وقت ظہر کا	264
	جواب استدلال حدیث ابردوا بالصلوۃ	288
	جواب استدلال سے احادیث اجارہ کے	289
	جواب استدلال حدیث ابوذر غفاری کے سے	296
	جواب دلیل رابع	298
	رد کرنا حنفیوں کا صاحب ہدایہ کی دلیل مثلین کو	299
	خلاف کرنا مؤلف تنویر کا اپنے امام اور فقہاء کے حاشیہ	302
	رجوع کرنا امام کا اپنے مذہب مثلین سے طرف ایک مثل کے جو مذہب صاحبین اور جمہور کا ہے	302
	مسئلہ جمع بین الصلوتین	307
	جمع بین الصلوتین دو قسم ہے جمع تقدیم اور جمع تاخیر	307
	احادیث جمع تقدیم	307
	احادیث جمع تاخیر	314
	ابطال جمع صوری بطریق نقل	322
	قول شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جو کوئی صحیحین کی تحقیر کرے وہ مبتدع ہے اور بیان طبقات حدیث کا	333
	ابطال جمع صوری بدلیل عقلی	336
	جواب استدلال آیت ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا	238
	بیان جواز تخصیص عام کتاب اللہ کی خبر واحد سے نزدیک جمہور حنفیہ و دیگر ائمہ کے	
	ظنی ہونا آیت ان الصلوۃ کانت الخ کا موافق مذہب حنفیہ کے بسبب مخصص ہونے اس کے ساتھ حدیث جمع عرفات و مزدلفہ کے	238
	جواب اذا تعارضا تساقطا	347
	جواب مؤلف تنویر کے اخیر عذر کا کہ عدم جمع احتیاط ہے	347
	جواب ان عذرات کا جو مولف تنویر نے نہیں بیان کئے مگر ان کے پیشواؤں نے بیان کیا ہے	348
	خاتمۃ الکتاب	351
	تقاریظ ائمہ اعلام رحمہم اللہ	352
	مختصر سوانح حیات حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ	370
	جریدہ مصادر	384

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون۔

برصغیر میں اسلامی عربی حکومت کے خاتمہ کے بعد جو یہاں اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں وہ افغانی فاتحین کی تھیں اور متحدہ ہندوستان میں آخری اسلامی حکومت مغلیہ خاندان کی تھیں۔ ان میں اکثر حکمران حنفی المذہب تھے اور بمصداق الناس علی دین ملوکہم کے تحت یہاں کے مسلمانوں کی اکثریت حنفی مذہب کے پیروکاروں کی تھی اور اب بھی ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں کتاب وسنت کے بجائے تقلید کو زیادہ رواج تھا بلکہ عوام کی اکثریت کتاب وسنت سے واقف ہی نہ تھی پیشوانان مذہب نے ایک ہی بات ان کے ذہن میں مرتسم کی تھی کہ کتاب وسنت کا سمجھنا عوام کے بس میں نہیں ان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے امام کے قول پر عمل کریں۔ اور پھر اس موقف میں اس قدر شدت آ گئی بسا اوقات یہ بھی ہوا کہ اگر کسی شخص نے امام کے قول کے معارض کوئی حدیث رسول پیش کر دی تو اس کے قتل کا فتوی جاری کر دیا جاتا۔ ان حالات میں کتاب وسنت پر عمل کی پیش رفت کیسے ہو سکتی تھی تاہم خال خال ایسے لوگ موجود تھے جو اپنے طور پر سنت پر عمل پیرا تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی تحریک عمل بالسنہ سے بھی عمل بالسنۃ پر پیش رفت ہوئی اور پھر آگے چل کر اس خاندان نے عمل بالسنہ کی شمع روشن کی۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ بھی اسی خاندان کے گل سرسبد تھے جنہوں نے اپنے دادا امجد شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تحریک کو آگے بڑھایا اور تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین ایک علمی تمکین رسالہ زیب رقم کیا۔ جس میں اہل حدیث اور احناف کے مابین مشہور اختلافی مسائل رفع الیدین۔ فاتحہ خلف الامام۔ اور آمین جیسے مسائل کے اثبات کے ساتھ تقلید شخصی کا خوب رد کیا اور اسے بدعت قرار دیا۔ شاہ صاحب کا یہ رسالہ تقلیدی زنگ سے آلود اذعان کو برداشت نہ ہو سکا تو انہوں نے اس کے جواب میں تنویر الحق نامی کتاب لکھی جب یہ کتاب شیخ الکل حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی نظر سے گزری تو انہوں نے اللہ داد بصیرت سے اس کتاب کے مالہ وما علیہ کو پا لیا۔ اور اس کے رد اور جواب کا ارادہ فرمایا۔

میاں صاحب چونکہ اسی خاندان کے علمی ورثہ کے وارث بنے تھے۔ حضرت شاہ اسحاق رحمہ اللہ نے خود میاں صاحب کو اپنی سند پر بٹھایا تھا اس لیے میاں صاحب کو اس خاندان سے اتم درجہ عقیدت تھی۔ غالباً اسی عقیدت کا ہی نتیجہ تھا کہ میاں صاحب نے اس کتاب کا خود جواب تحریر فرمایا حالانکہ اس وقت ان کے سینکڑوں شاگرد موجود تھے جو اس کتاب کا جواب بآسانی لکھ سکتے تھے۔

معیار الحق صرف تنویر الحق کا جواب ہی نہیں بلکہ اس کا پوری طرح علمی احاطہ ہے کہ جس نے تنویر کے دلائل اور پھر شاہ شہید پر جو اعتراضات میں کو ھباء منشوراً کی طرح ہوا میں اڑا دیا ہے۔ کتاب کا اسلوب نہایت شستہ اور ذہن جلاء ہے۔ جس میں غیر متعلقہ مباحث کے بجائے ٹھوس دلائل سے گفتگو کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب معیار الحق اہل علم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھوں میں پہنچی تو انہوں نے اس کی مدح اور توصیف کی حتی کہ اس وقت کے سب سے بڑے ادیب مولانا ابوالکلام آزاد بھی اس کے دلائل اور اسلوب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

معیار الحق اس سے قبل کئی بار منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکی ہے اور ہر بار اس کی مانگ اور طلب میں اضافہ ہوا ہے جو اس کتاب کی مقبولیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

معیار الحق کی طباعت:۔

پاکستان میں اس کتاب کو طبع کرنے کا شرف مولانا محمد حنیف یزدانی رحمہ اللہ کو ہوا انہوں نے شیخ الحدیث والتفسیر شیخی الامام محمد عبدہ الفلاح رحمہ اللہ سے تخریج کرا کے طبع کیا۔

حضرت الشیخ مولانا محمد عبدہ رحمہ اللہ علمی حلقوں میں محتاج متعارف نہیں ہیں ان کی زندگی حدیث پڑھاتے گزری بڑے بڑے جامعات میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ راقم الحروف کو بھی ان سے صحیح بخاری پڑھنے کی سعادت حاصل ہے۔ موصوف ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث تھے اور طلباء کو تخصص فی الحدیث کرواتے تھے۔ راقم نے اسی ادارہ میں ان سے صحیح بخاری کے منتخب ابواب محدثانہ انداز میں پڑھے تھے۔ موصوف نے جب معیار الحق کی تخریج کی تھی تو اس وقت مراجع کا بڑا مسئلہ درپیش تھا جس بنا پر تخریج ناقص رہ گئی تھی۔

محترم ذوالفقار ابراہیم حفظہ اللہ جو مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں ان کا اصل تعلق برطانیہ سے ہے نے معیار الحق کو نئے اسلوب کے ساتھ شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اس کام کے لیے راقم الحروف کا انتخاب کیا۔

ہم نے جب مراجع کی فہرست تیار کی تو ہمت جواب دینے لگی مگر بعض ساتھیوں نے یوں کہہ کر ہمت باندھی کہ مالا یدرك كله لا يترك كله کے تحت جتنا کام مقدور میں ہے کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ علمی ورثہ علماء کے ہاں متداول رہے چنانچہ ہم نے اللہ کی توفیق کے ساتھ کام کا آغاز کر دیا اور اس کے لیے کتنی مشکلات آئیں انہیں زیر قلم لانے کی ضرورت نہیں۔ بعض مراجع کی دستیابی عنقا کی تلاش سے بھی دشوار تھی۔ چنانچہ ہم نے ملک کی بعض نامور لائبریریوں سے رابطہ کیا لیکن اس کے باوجود بھی چند مراجع دستیاب نہ ہو سکے۔

اس سلسلہ میں ہم نے سب سے زیادہ استفادہ اور امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کی لائبریری سے اٹھایا۔ لائبریری کے انچارج حافظ محمد شفیق اختر نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا جس پر راقم ان کا بیحد ممنون ہے۔

اس کتاب کی تیاری اور طباعت کے اخراجات میں برطانیہ میں مقیم بعض پاکستانی جن میں بعض سیالکوٹ کے احباب بھی شامل ہیں کے علاوہ فضیلۃ الشیخ ذوالفقار ابراہیم حفظہ اللہ نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالی ان تمام کو اجزائے خیر سے نوازے۔ ہمارے سامنے معیار الحق کے تین نسخے ہیں۔ ایک نسخہ ہے جو مطبع رحمانی دہلی ۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء کا مطبوع ہے۔ دوسرا نسخہ انتصار الحق کے حاشیہ پر ہے۔ اور تیسرا نسخہ مولانا محمد عبدہ رحمہ اللہ کی تخریج والا ہے۔ اول الذکر نسخہ ہمیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف ادیب اور وقائع نگار جناب عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ سے دستیاب ہوا ہے ہم نے اسی نسخہ کو معیار بنایا ہے۔

عملی نوعیت:۔

ا۔حتی الامکان ہر حوالہ کی تخریج ہم نے اصل ماخذ سے کی ہے۔

۲۔معیار الحق کی اکثر عبارات اصل مراجع سے ملائی گئی ہیں۔

۳۔یہاں معیار الحق میں مندرج عبارات اور اصل ماخذ کی عبارات میں واضح اختلاف نظر آیا ہے ہم نے ان عبارتوں کو اسی طرح رہنے دیا ہے۔اس لیے میاں صاحب کے دور میں مشینی طباعت عام نہ تھی زیادہ تر عبارات مخطوطات سے لی جاتی تھیں۔اور یہ تو بدیہی امر ہے کہ ایک کتاب کے مختلف مخطوطات میں اختلاف ہوتا ہے۔ہوسکتا ہے جو کتاب ہمارے سامنے ہے وہ کسی ایسے مخطوطہ سے طبع ہوئی ہو جو میاں صاحب کے پاس نہ تھا بلکہ اس کتاب کا کوئی اور نسخہ تھا۔

۴۔ تخریج میں موجودہ دور کے اسلوب کو سامنے رکھا ہے کہ عبارات کس باب کی ہے اور اگر حدیث ہے تو حدیث نمبر کیا ہے۔تاکہ مراجیت کے وقت دقت پیش نہ آئے۔

۵۔ وہ کتب جن کے صفحات ایک طبع سے متداول ہیں وہاں صرف کتاب کا صفحہ لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

۶۔ بعض جگہ حضرت الشیخ کی تخریج وفوائد سے بھی استفادہ کیا ہے تو وہاں حوالہ کے آخر میں (ع) لکھ دیا ہے۔

۷۔قارئین حضرات کی آسانی کی خاطر متن میں قوسین ( ) کے درمیان عنوانات قائم کئے ہیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ دفاع سنت میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی کوشش کو اور پھر ان کی کوشش کی تخریج وفوائد میں ہماری محنت کو بھی قبول فرمائے۔(آمین)

کتبہ
ابوانس محمد یحیٰ گوندلوی حفظہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

مؤرخ اسلام عبدالرشید عراقی سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

خاندان ولی اللہی دہلوی کے گل سر سبد حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) نے تنویر العین فی اثبات رفع الیدین کے نام سے ایک بے نظیر کتاب لکھی اور یہ کتاب عربی زبان میں تصنیف کی (اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس کتاب میں رفع الیدین کرنے اور سینہ پر ہاتھ باندھنے سے متعلق احادیث نبوی جمع کی گئیں ہیں اس کتاب کی تصنیف کے بعد حضرات شاہ صاحب نے خود بھی رفع الیدین پر عمل شروع فرما دیا تھا اور اس کتاب میں آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام کی طرف اشارات کئے گئے ہیں اور کتاب کا آخری باب تقلید شخصی کی تردید میں ہے جب یہ کتاب حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے لکھی تو اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ اور حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ بقید حیات تھے حضرت مولانا سید نواب حسن خاں رحمہ اللہ (م ۱۳۰۷ھ) نے انتخاب الہند صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے کہ:

> ”حضرت شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر نے یہ کتاب پڑھ کر اظہار پسندیدگی فرمایا تھا اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ”خدا کا لاکھ شکر ہے کہ یہ گھر محققین علم حدیث سے خالی نہیں ہے“

جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مقلدین حضرات کو بہت ناگوار گذری چنانچہ اس کتاب کی تردید مولوی محمد شاہ پاک پٹنی جو بڑے غالی مقلد تھے نے تنویر الحق کے نام سے کتاب شائع کی ”تنویر الحق“ کے جواب میں شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰ھ) نہایت مدلل اور مفصل کتاب ”معیار الحق“ لکھی ”معیار الحق“ میں ان تمام اعتراضات کا جواب دیا گیا جو تنویر الحق میں کئے گئے تھے معیار الحق جب شائع ہوئی اور اسکا اثر علمی حلقوں پر بڑا شدید ہوا۔ مقلدین حضرات کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا اور وہ بھی اس سے بوکھلا گئے۔

معیار الحق کے جواب میں مولوی ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) نے انتصار الحق تالیف کی جب یہ دونوں کتابیں (معیار الحق اور انتصار الحق) امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے مطالعہ میں آئیں تو انہوں نے فرمایا:

> ”مجھ پر معیار الحق کی سنجیدہ اور وزنی بحث کا بہت اثر پڑا اور صاحب ارشاد الحق (انتصار الحق) کا علمی ضعف صاف صاف نظر آ گیا۔“ (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی بروایت قلعے آبادی ص ۳۶۶)

مولوی ارشاد حسین رام پوری نے دعویٰ کیا گیا تھا کہ میری اس کتاب کا کوئی غیر مقلد عالم جواب نہیں دے سکے گا لیکن یہ ان کی غلط فہمی تھی حضرت شیخ الکل محدث دہلوی کے چار تلامذہ نے انتصار الحق کے جواب لکھے اور آج تک کسی تقلیدی عالم کو جرأت نہیں ہوئی کہ ان چاروں جوابات میں سے کسی ایک کا جواب الجواب لکھ سکے اور انشاء اللہ کسی تقلیدی عالم کو قیامت تک جرأت نہ ہوگی کہ وہ جواب الجواب لکھ سکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا جواب حضرت مولانا سید امیر حسن سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۱ھ) نے ایک دن میں برائین اثنا عشر کے نام سے لکھا اور اس کی ایک نقل مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی الکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ) کو ارسال فرمایا مولانا لکھنوی نے اپنے خط میں سید امیر حسن سہسوانی کو لکھا:

''از محمد عبدالحی مولوی صاحب مکرم معظم مجمع البحرین المعقول والمنقول منبع نہرین الفروع والاصول مولوی سید امیر حسن صاحب اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عنائت نامۂ لطف شمامہ مورخہ ۲۰ ماہ رواں بورود خود ممتاز ساختہ وبراہین اثنا عشر رسیدہ اغلاط اسامی کتب ومولفین ردوانتصار لاتعد ہستند شاید بنظر اختصار بر چند کفایت شدہ۔'' (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۲۹۵،۲۹۶)

انتصار الحق کا دوسرا جواب مولانا سید احمد حسن دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ احسن التفاسیر (م ۱۳۳۸ھ) نے تلخیص الانظار فیما بنی علیہ الانتصار کے نام سے لکھا۔

تیسرا جواب مولانا شہور الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ) نے البحر الذخار لازہاق صاحب انتصار

اور چوتھا جواب مولانا احتشام الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۰ھ) اختیار الحق کے نام سے لکھا

راقم نے یہ چاروں جواب کتب خانہ استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۱ھ) میں دیکھے تھے مگر اب یہ چاروں کتابیں کتب خانہ سے غائب ہیں حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۷ء) نے ان چاروں کتابوں کے فوٹو اسٹیٹ کرائے تھے معلوم نہیں کہ یہ چاروں فوٹو اسٹیٹ کتابیں الدار الدعوۃ السلفیہ کی لائبریری میں موجود ہے یہ نہیں۔

معیار الحق سب سے پہلے مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی پاکستان میں مولا محمد حنیف یزادانی مرحوم نے اپنے اشاعتی ادارہ مکتبہ نذیریہ لاہور سے شائع کی تھی اس کی تخریج وتعلیق مولانا محمد عبدہ مرحوم نے کی تھی جو ناقص تھی اب جماعت اہلحدیث کے نامور عالم محقق علامہ ابوانس محمد یحیی گوندلوی حفظہ اللہ نے اس کی تخریج وتعلیق کر کے اپنے اشاعتی ادارہ مکتبہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ ضلع سیالکوٹ کے زیر اہتمام شائع کی ہے موصوف گوندلوی بھی پوری تخریج وتعلیق نہیں کر سکے بہت کوشش سے انہیں جو کتابیں دستیاب ہوسکی ہیں ان سے انہوں نے کافی مدد لی ہے لیکن کچھ کتابیں ان کو نہیں مل سکیں حضرت شاہ بدیع الدین شاہ راشدی مرحوم کا کتب خانہ پاکستان میں سب سے قدیم کتب خانہ ہے وہاں سے بھی انہیں مطلوبہ صرف ایک کتاب مل سکی ہے تاہم علامہ گوندلوی حفظہ اللہ کا یہ عظیم علمی کارنامہ ہے کہ انہوں نے کافی محنت کر کے تخریج وتعلیق کی ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ان کی محنت کو قبول فرمائے انہوں نے اہل علم کو ایک عظیم تحفہ دیا ہے۔

عبدالرشید عراقی

سوہدرہ۔ضلع گوجرانوالہ

۲۷ مارچ ۲۰۰۶ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

از شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد اسمعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله خاتم النبين وعلى اتباعه الهادين المهديين من الصحابة والتابعين ومن بعدهم من الغارة الغر المحجلين سيما الايمة المجتهدين ومن معهم من الفقهاء المحدثين واتباعهم من ايمة السنة ورواة الملة المجاهدين في سبيل الدين اللهم صل عليه وعلى اله واتباعه وازواجه و زرياته اجمعين الى يوم الدين۔

ائمہ سنت کے نزدیک بنیادی اصول چار ہیں تمام دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے قرآن وسنت اجماع امت اور قیاس ان میں بھی اصل قرآن وسنت ہے اجماع اور قیاس کا ماخذ بھی قرآن وسنت ہے کتاب وسنت کے خلاف نہ اجماع ہوسکتا ہے نہ قیاس۔قرآن وسنت دونوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالی نے لیا ہے حفاظ قرآن نے قرآن کے الفاظ کو حفظ کیا ہے اور الفاظ کے مختلف لہجوں کو ضبط کیا حرکات اور سکنات کو پوری احتیاط سے امت تک پہنچایا فصحاء عرب اور جن قبایل اور علاقوں کی زبان مستند تھی قرآن عزیز کی قرأت میں اسکا پورا پورا خیال رکھا آج پوری ذمہ داری سے کہا جاسکتا ہے کہ قرآن عزیز ہمارے پاس پوری طرح محفوظ ہے اس میں کمی ہوئی ہے نہ زیادتی۔

حفاظ حدیث نے سنت کے متون اور اسانید کو پوری ذمے داری اور محنت سے ضبط کیا جیسے قرآن عزیز میں بعض لوگوں نے خبط پیدا کرنے کی کوشش کی اسی طرح سنت میں بھی بعض غلط کار ہوا پرست اور تعصب پسند حضرات نے وضع تخلیق کا سلسلہ شروع کردیا اور سینکڑوں احادیث بناڈالی آنحضرت ﷺ اپنے مقام کو سمجھتے تھے قرآن عزیز کی صریح نصوص اسکی مؤید تھیں کہ آنحضرت ﷺ کا قول فعل سکوت اجتہاد سب حجت شرعی ہیں یقیناً لوگ اس مقام رفیع سے فائدہ اٹھانے کوشش کریں گے اور غلط چیزیں حضرت ﷺ کی طرف منسوب کرکے اپنی بدعات اور خرافات کی ترویج کے لئے بہانہ تلاش کریں گے حضرت ﷺ نے پوری صاف گوئی سے اس کے عواقب کو واضح فرمایا عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ﴿من كذب على متعمد افليتبوء مقعده من النار﴾ ۔①

''جس نے جان کر میری طرف کوئی جھوٹی اور غلط بات منسوب کی اسے اپنا مقام جہنم میں بنانا چاہئے''

یہ حدیث حضرت جابرؓ ابن عباسؓ حضرت زبیرؓ حضرت مرہؓ حضرت انس بن مالک ابوقتادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے دارمی اور سنت کے باقی دفاتر میں بتواتر منقول ہے۔اس کے بعد اس آبرو باختہ گروہ نے آنحضرت ﷺ کی طرف

---

① بخاری کتاب العلم و مسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط چیزیں منسوب کیں خودعذاب الیم میں مبتلا ہوئے اورعوام کے لئے گمراہی کا سامان بہم پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ نے ائمہ حدیث اور حفاظ سنت کوتوفیق مرحمت فرمائی انہوں نے چھان پھٹک کر سچ اور جھوٹ کو الگ الگ کر دیا اس وقت تین قسم کا ذخیرہ امت کے پاس موجود ہے۔

۱- بالکل صحیح جہاں انسانی کوشش اور امکان کی حد تک صحیح احادیث کو ضعاف اور اکاذیب سے الگ کر دیا گیا ہے۔

۲- موضوع اور مختلق جسے چھانٹ کر الگ موضوعات کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے۔اس میں ان لوگوں کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے جنہوں نے اس معصیت کا ارتکاب کیا ہے تا کہ چور کے ساتھ وہ مال بھی برآمد ہو جائے جسے چرالیا گیا ہے اللہم بردمضاجعہم وارفع درجاتہم۔

۳-مخلوط مواد ایسا ذخیرہ جس میں صحیح ضعیف مختلق ہر قسم کی احادیث موجود ہیں جو اہل علم کو محنت اور بصیرت کی دعوت دے رہے ہیں طالب حق ان اسباب اور زرائع کو استعمال کریں جو حق و باطل کی پہچان کے لئے بنائے گئے ہیں اور کھرا اور کھوٹا الگ الگ کرلیں۔

یہ دین کی بہت بڑی خدمت تھی جو صدیوں کی محنت اور دیدہ ریزی سے کی گئی گویا علمائے امت کے ان کارناموں کی بدولت ہمیشہ کے لئے امت کو انحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔

اس حفاظت کا تعلق صرف قوت حافظہ سے ہی نہیں بلکہ امت نے اس کے لئے کئی جدید علوم ایجاد کئے علم رجال، علم موالید، علم وفیات، معرفت البلدان، علم الاباءُ والانباء، کتابت میں مخصوص اصطلاحات، علم اصول حدیث، یہ تمام علوم اور ان کے علاوہ کئی فنون کی ایجاد صرف اسی فن کی حفاظت کے لئے کی گئی۔شروح حدیث، لغۃ الحدیث، سنن اور جوامع احکام معاجم، اطراف غرض کئی قسم کے تحفظات تھے جو امت نے اس فن کی افادیت وقدردانی کے لئے ایجاد فرمائے۔ یہ سب اسی لئے تھا کہ مقام نبوت کی معرفت اور حفاظت اسی صورت میں ہوسکتی تھی کہ یہ فن محفوظ رہے۔اگر حدیث شرعی حجت نہ ہوتی اسکی حیثیت عام تاریخی ذخیرہ کی ہوتی تو ان خطیر مساعی اور عظیم الشان تحفظات کی قطعاً ضرورت نہ تھی انسانیت کا تقاضا ہے کہ اپنے اکابر کی اس میراث کی حفاظت کی جائے کیونکہ مقام نبوت اور دین کی حفاظت کا اصل طریق یہی ہے۔

تفقہ فی الدین

قرآن وسنت کی حفاظت کے باوجود دنیا کے حوادث لامتناہی ہیں۔اور کتاب وسنت کی رہنمائی کے سوا ان حوادث سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں اس لئے لازماً اہل علم اور اصحاب بصیرت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔قرآن عزیز کا ارشاد ہے۔

﴿فاسئلو اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون بالبينت والزبر۔﴾ ②

② النحل ۴۳-۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب کسی چیز کا علم نہ ہو تو اہل علم کی طرف رجوع کرو۔''
آنحضرت ﷺ نے فرمایا **انما شفاء العی السوال**۔ ③

انجان آدمی کے لئے صحت مند طریقہ یہی ہے کہ وہ اہل علم کی طرف رجوع کرے۔ یہ ایک فطری جذبہ تھا ہر زمانہ میں اہل علم نے اس ذمہ داری کا احساس فرمایا وقت کی ضرورت اور ماحول کے مطابق کتاب وسنت کے تقاضوں کو پورا فرمایا۔ آوارگی سے بچتے ہوئے غیر منصوص حوادث کے فیصلے نصوص یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں کئے اور اس کے ساتھ وقت کے مصالح اور ضرورتوں کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔

صحابہ تابعین تبع تابعین کی زندگیاں اسی میں صرف ہوئیں ہر شہر میں ہر علاقہ میں حاجت مند اپنی مشکلات میں علماء کی طرف رجوع کرتے رہے بلکہ خود اہل علم دوسرے اہل علم سے مستفید ہوتے رہے۔ اور تمام لوگ بلا تعصب اور بلا تخصیص اپنے اپنے علاقہ اور ماحول کے علماء سے مسائل پوچھتے رہے۔ اور ان کے مطابق عمل کرتے رہے۔ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف بھی ہوا تو اسے فرقہ بازی کا رنگ نہیں دیا گیا بلکہ اساتذہ اور تلامذہ ایک دوسرے کے خلاف فتوے دیتے رہے اور اسے گوارا کیا گیا صحابہ اور تابعین کے بعد ائمہ اربعہ اور ان کے شاگردوں میں بھی یہ صورت جاری رہی مذاہب اربعہ کی مروجہ کتب فقہ اسکی شاہد ہیں ہر ایک کے فتوے ایک دوسرے کے خلاف ان میں مرقوم ہیں۔ آزادی فکر اور اصطلاح وتجدید کا یہ واجبی تقاضا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کلی طور پر کسی کی اطاعت نہ کسی پر فرض ہو نہ واجب۔ یہ عقیدت کی وابستگی اباحت سے آگے نہیں بڑھنی چاہئے اطاعت کے وجوب وفرضیت کا مقام آنحضرت ﷺ کے لئے مخصوص رہنا چاہئے مقام نبوت کا یہ تقاضا قطعاً قابل تقسیم نہیں جو اطاعت کا مقام آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے وہ کسی کو امت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

یہ صورت حال پہلی صدی سے چوتھی صدی تک بدستور جاری رہی علماء کے ساتھ عقیدت مشکلات میں ان کی طرف رجوع انکا احترام یہ دین کا مزاج ہے۔ اس لئے علماء کے ساتھ عقیدت تو قدرتی چیز تھے بتدریج اس میں غلو آنے لگا جن ائمہ سے تعلق تھا ان کے مقابل دوسرے ایمہ سے عقیدت کم ہونے لگی بلکہ تنقید اور تیزی کے اثرات بھی زبان اور قلم سے ظاہر ہوتے رہے۔

فقہاء حنفیہ نے اصول فقہ میں ایسے جذبات کا کافی اظہار فرمایا اور شیخ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ کی تصنیفات ہیں امام شافعی ابن حزم وغیرہ ائمہ کے خلاف لہجہ خاصا تلخ ہے اس قسم کی تلخی چوتھے صدی سے کم ہے جونہی دنیا میں تقلید کا رواج ہوا علماء کے لہجے تلخ ہونے لگے اور سوء ادب کا انداز بڑھتا گیا۔

ائمہ کے صحیح احترام کا طریق تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ ان سے محبت کرنے والے بحث ونظر کی راہوں میں ان کے نقش قدم پر چلتے ان کی طرح علوم میں دقت نظر پیدا کر کے مسائل کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے اور اجتہاد کی راہوں کو کھلا رہنے دیتے ہر وقت اسباب وعلل پر غور فرماتے اور قرآن وسنت کی روشنی میں پیش آمدہ مسائل حل فرماتے۔

③ بخاری ص ۲۱ ج ۱ ط کراچی - مسلم ص ۷ ج ۱ ط کراچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہوا یہ کہ ائمہ کی محبت کے ساتھ کچھ بے عمل، بے محنت، غبی ہونے کے ساتھ احساس کہتری کے مریض علم و دانش کی بستیوں میں آباد ہونے لگے اور یہ ذہن پیدا کرنا شروع کر دیا کہ تم دین اور شریعت کو کہاں سمجھ سکتے ہو اجتہاد و نظر کے دروازے کھلے ہونے کے بجائے اس طرح بند کر دیئے جیسے نبوت کی راہیں مسدود ہو چکی ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ابتدا میں تو ائمہ کے اصولوں کو سامنے رکھ کر بعض فروع کی تخریج کی گئی لیکن بتدریج وہ متخرج جزئیات ہی مستقل شریعت قرار پا گئیں۔ ان کے سہارے پر متون اور کچھ شروح محافل درس کی زینت بن گئے ان جزئیات کا حفظ وضبط اوران حروف الفاظ کی پابندی منتہائے علم تصور ہونے لگی۔ کتاب وسنت سے استخراج مسائل شجر ممنوع تصویر کیا جانے لگا ہمارے جمود کا یہ حال ہے کہ بارہ بارہ سال مدارس میں صرف کرنے کے بعد ایک عالم متون فقہ کو مقدس ماننے لگا قدوری اور کنز الدقائق اصل دین شمار ہونے لگے۔ گویا احساس کہتری اور جمود نے مزمن مرض کی صورت اختیار کر لی۔ ائمہ کے احترام کے نام سے کچھ کیا گیا حضرات ائمہ اوران کے پاکیزہ مقاصد کو ذبح کرنے کے مترادف تھا۔ گویا علم کی ترقی اوراجتہاد کی سربلندیوں کے لئے ان بزرگوں نے جو مساعی کی تھیں انہیں غارت کر کے رکھ دیا گیا۔ الفاظ کی پرستش اور حشویت کا نام فقہ رکھ دیا گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک امام یا عالم کی محبت نے دوسرے کے ساتھ بغض کی صورت اختیار کر لی اور احادیث نبویہ کی تقسیم اس طرح ہوگئی کہ گویا میراث بٹ رہی ہے۔ ہر امام اور اس کے مقتدی اپنے اپنے حصہ پر قابض ہو رہے ہیں۔ دوسرا اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا اگر کوئی شافعی کسی حدیث پر بحث کرنا چاہئے تو استاد یہ کہہ کر مطمئن کر دے گا کہ یہ احناف یا اہل کوفہ کی حدیث ہے اور اہل حجاز کیز اور طالبعلم اس سے مطمئن ہو جائے گا کہ میرا اس حدیث سے کوئی تعلق یہ دوسرے امام کی ہے۔

چوتھی صدی کے بعد تقلید کا رواج عام ہو گیا ائمہ کی علمی اور اجتہادی کوششیں اپنے اپنے حلقوں میں محدود ہو کر رہ گئیں پانچویں چھٹی صدی کی فقہیات بالکل کتاب وسنت کے برابر سمجھی گئیں۔ سائل جب علمائے دین سے شریعت کے متعلق سوال کرتا ہے تو ہمارے ملک کے علماء بلا تامل ہدایہ، درمختار اور شامی، عالمگیری وغیرہ کی عبارات لکھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ کہ ہم نے شریعت کی بات بتادی۔ اور حق ادا ہو گیا۔ وہ قرآن یا حدیث کا نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ یہ ایک خاص مکتب فکر کی ترجمانی ہے بالکل ممکن ہے کہ قطعی طور پر غلط ہو۔ یہی حال شافعی، مالکی اور حنبلی فقہوں کا ہے کسی کو عین شریعت یا شریعت کا مرداف نہیں سمجھا جا سکتا۔

اجتہاد کی بندش

اسی عقیدت اور احساس کہتری کی بنا پر چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کی بندش کا فیصلہ کر دیا گیا۔ رسالہ ''حمیدیہ فی حقیقۃ الدیانۃ الاسلامیۃ وحقیقۃ الشریعۃ المحمدیۃ۔'' ④ میں پوری وضاحت سے اجتہاد کی بندش کا ذکر فرمایا

ولكن من عصر اربع مائة من الهجرية النبوية علي صاحبها ازكى الصلوة و السلام قال بعض العلماء الاعلام كما ينقل عن علماء الحنفية ان باب الاجتهاد وقد

④رسالہ حمیدہ ص ۳۲۸ ⑤رسالہ حمیدہ ص ۳۲۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسد من ذلك التاريخ۔

بعض علماء خصوصاً علماء حنفیہ سے منقول ہے کہ اس تاریخ سے اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا۔ یہ ایک رسالہ ترک عالم شیخ حسین آفندی سبر نے سلطان عبدالحمید کی حکومت میں سلطان کے لئے لکھا اس کے بعد بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ ہمتیں قاصر ہیں عزائم ختم ہو چکے ہیں اس لئے ان لوگوں کی رائے درست ہے کہ اجتہاد بند ہے۔

لكن اذا دقق النظر يظهر ان ما قاله اولائك الاعلام هو الموافق للصواب وعين الحكمة۔⑤

''دقت نظر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی رائے اجتہاد کی بندش کے متعلق صحیح ہے۔''

وقت معین پر اجتہاد کا بند کرنا ایسا معلوم ہوتا ہے گویا یہ کوئی خدائی حکم ہے حالانکہ قرآن وسنت میں کوئی حکم نہیں کہ اجتہاد فلاں صدی میں بند ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت یہ قوت مخلوق سے سلب فرمالیں گے یہ ساری جمود کی کارستانی ائمہ مجتہدین نے کب یہ دعویٰ فرمایا تھا کہ ہم مجتہد ہیں یا ہمیں مجتہد سمجھا جائے۔ بلکہ ان کے علمی کارناموں اور دینی خدمات اور کتاب وسنت کی اشاعت کی وجہ سے آنے والے لوگوں نے انہیں مجتہد سمجھا۔

چوتھی صدی کے بعد

چوتھی صدی کے بعد واقعی یہ تصور عام ہو گیا کہ اب کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا جن لوگوں کے قلمی کارناموں ائمہ اجتہاد کر طرح روشن اور نمایاں تھے ان کے متعلق بھی لفظ بولنے کی بظاہر جرأت نہ ہو سکی۔

اس کے بعد وجود ارشاد نبوی **لا يزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم۔**

''دنیا میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے جو حق کی حمایت کرتے رہیں گے اور انہیں ناکام اور ذلیل نہیں کیا جا سکے گا۔''

طبقات کی کتابیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یسے لوگ ہمیشہ رہے جو لوگوں کی نفرت کے باوجود ان پابندیوں سے آزاد رہے اور براہ راست کتاب وسنت سے استدلال فرماتے رہے۔

تذکرۃ الحفاظ للذہبی، الدیباج المذہب، البدر الطالع، التاج المکلل، شذرات الذہب، طبقات السبکی، طبقات حنابلہ۔ وغیرہم سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے لوگ ہر زمانہ میں ملتے رہے ہیں۔

ہندوستان میں اسلام

تیسری صدی ہجری کے آخر تک خراسان ایران میں ائمہ حدیث کی کثرت تھی محدثین عموماً وطنیت کے لحاظ سے فارسی تھے اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان اطراف میں شوافع کا کافی اثر رہا چنانچہ شیخ ابو اسحاق، ابراہیم بن علی بن یوسف الشیر ازی مصنف مہذب فیروز آباد کے رہنے والے تھے فیروز آباد فارس کا شہر ہے اور بھی بہت سے مشاہیر ائمہ شوافع ان اطراف میں شمار کئے جا سکتے ہیں اس کے بعد ماوراء النہراء میں احناف اور شوافع کی باہمی آویزشوں اور حکومت کے سیاسی مصالح نے یہاں اہل حدیث شوافع کو ختم کر دیا جس طرح ایران میں جب تشیع کو غلبہ حاصل ہوا اسی طرح جن مغل فاتحین ہندوستان میں داخل ہوئے ان کے اثر سے ہندوستان میں احناف کی کثرت ہو گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب فاتحین جو سمند کی راہ سے ۹۲ھ کے پس و پیش سندھ میں وارد ہوئے یہ سب اہل حدیث تھے اس وقت تقلید ائمہ رحمہم اللہ کا دور شروع ہی نہیں ہوا تھا چند سال بعد مرکز میں خلفشار کی وجہ سے واپس چلے گئے ان کے اخلاقی اور دینی آثار زیادہ دیر نہ رہ سکے سلطان محمود شافعی تھے وہ باطنی فرقہ کی شازشوں اور مسلم آزاریوں کو روکنے اور ان کی قوت ختم کرنے لئے آئے اور واپس چلے گئے عمومی طور مغل بادشاہ حنفی المذہب تھے اور علماء بھی غالباً اسی خیال کے تھے اس لئے ہندوستان کے علاقوں میں حنفی مسلک کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا اور اب تک ہے حکومت اور علماء جب ایک خیال کے ہوں تو عوام کا ان سے تاثر قدرتی بات ہے۔

تقلید اور جمود

حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کا ایک انداز فکر ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ اس مکتب فکر کے بانی ہیں اگر عوام اس سے متاثر ہوں تو اس میں کوئی عیب نہ تھا بشرطیکہ اس میں جمود نہ ہو اور دوسرے مکاتب فکر سے نفرت نہ پیدا کی جائے ان مکاتب فکر پر عمل کے لئے بھی راہیں کھلی ہوں افسوس ہے کہ ہندوستان کیا کہیں بھی اس معاملہ میں وسعت ظرف کا ثبوت نہ دیا گیا۔ سوڈان، مصر، حجاز، عراق، ایران، ہندوستان جہاں ایک مکتب فکر کو تمکن حاصل ہوا اس نے دوسروں کے لئے زمین کو تنگ شروع کر دیا۔ اگر کبھی تھوڑا سا وسعت کا ظرف پایا گیا تو یہ انہیں لوگوں میں تھا جن کو فن حدیث کے ساتھ تعلق تھا جیسے علامہ شیخ علی المتقی صاحب کنز العمال م ۹۷۵ء اور شیخ محمد طاہر پٹنوی مؤلف مجمع البحار م ۹۸۶ھ حضرت شیخ الامام احمد الفارقی سرہندی م ۱۰۳۴ھ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم یہ حضرات فروغ میں عملاً حنفیت سے متاثر تھے۔ لیکن ان حضرات میں نہ جمود تھا نہ تعصب۔

لیکن عام اہل علم جو حدیث سے متاثر نہ تھے ان میں جمود بھی تھا اور تعصب بھی۔ اس لئے حضرات کی اصلاحی مساعی کے باوجود جمود اور عصبیت کو فروغ ہوتا رہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے دور سے معلوم ہوتا ہے کہ تقلید اور جمود کی مضرتوں کا احساس زیادہ ہوا اور اس کی اصلاح کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ فرمائی گئی چنانچہ حضرت مجدد صاحب کے محترم رفقاء سے شمس الدین، مرزا مظہر جانجاناں جن کا سلسلہ نسب محمد بن حنیفہ سے ملتا ہے فروعی مسائل میں احناف کی روش سے انحراف فرماتے اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے لخت جگر شاہ محمد یحییٰ وقتی جمود سے کھلا تصادم فرماتے تھے مجدد صاحب کی روش کے متعلق نواب صاحب مرحوم نے فرمایا۔

ثم انه باحث الملاحدة فی زمانة جادلهم بقلمه ولسانه ورد علی الروافض وحقق الفرق بین البدعة والسنة واقسیة المجتهدین واستحسانات المتاخرین والتعارف علی القرون المشهود لها بالخیر امام احدثه الناس فر القرون المتاخرة وتعارفوه فیما بینهم فرد بذلك مسائل مما استحسنهاالمتاخرون من فقهاء مذهبه وكان فقیها ما تریدیا حریصا علی السنة مجتهداً فیه ا ه۔

”حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ملحدین سے مباحثات کئے اور ان کے ساتھ قلم اور زبان سے جہاد کیا روافض کا رد کیا سنت اور بدعت میں فرق فرمایا ائمہ اجتہاد کے قیاس اور متاخرین کے استحسان میں فرق واضح فرمایا اور قرون خیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معروفات اور متاخرین کی بدعات مالوفہ میں امتیاز فرمایا اور اپنے مسلک کے علماء کی بدعات پر رد کیا وہ عقیدۃً ما تریدی تھے اور اتباع سنت کے عاشق۔''

مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ

مجدد الف ثانی کی مساعی جو مصالح حکم کے پردوں میں مستور تھیں حضرت شاہ ولی اللہ کے دور میں اور زیادہ نکھر گئیں احناف اور شوافع میں متاخرین کے جمود کی وجہ سے جو بعد واضح ہو چکا تھا اسے حتی المقدور کم کرنے کی کوشش فرمائی اور علماء اور عوام کو کتاب وسنت سے زیادہ مانوس فرمایا اور اس امر پر زور دیا کہ یہ مکاتب فکر کوئی مستقل حقیقت نہیں اصل چیز قرآن وسنت ہے حجۃ اللہ البالغہ۔ تفہیمات انصاف اور عقد الجید میں تقلید کے وجود کے معمہ کو پوری طرح حل فرمایا یہ اوراق اسکی تفصیل کے متحمل نہیں شاہ صاحب کا یہ اثر ہوا کہ احناف سے بدعت پسند حضرات نے تو شاہ صاحب کو بالکل نظر انداز کر دیا اور احناف کا توحید پسند گروہ چونکہ حدیث کے ساتھ تعلق اور تعارف کی وجہ سے شاہ صاحبؒ کا ممنون ہے۔ اس لئے ان سے عقیدت کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن حضرت کے اس پروگرام سے وہ متفق نہیں۔ نہ وہ اس پر مطمئن ہیں انکی کوشش ہے کہ قرون وسطی کے جمود کو پھر دعوت دیں اور را کتاب وسنت سے تعلق مشروط رکھیں کہ اگر وہ عراق اور کوفہ کی راہ سے آئے تو اسے منظور کر لیا جائے اور اگر حجانہ یا مصر کی راہ سے آئے یا وہ ائمہ سلف اور قرون خیر کے انداز فکر کا ترجمان ہو تو حتی الامکان اسے قبول نہ کیا جائے۔ اور راہ میں ہر رکاوٹ ڈالی جائے چنانچہ ان کے مرکز اب بھی اسی کوشش میں مصروف ہیں۔

شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب (م ۱۳۲۰ھ)

اس دور کے دو بزرگ ہیں جنہیں خدمت سنت اور طریقۂ سلف کے احیا میں بلند ترین مقام حاصل ہے حضرت نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم بھوپال اور شیخ الکل سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ نواب صاحب ریاست میں بااختیار مقام کے باوجود تصنیف وتالیف اور دینی مشاغل کی طرف راغب تھے اور تقلید وجمود کے خلاف ان کے قلم نے اتنا کام کیا جو شائد کوئی جماعت بھی مشکل کر سکے مرحوم کی تصانیف مختلف فنون میں سینکڑوں تک پہنچی ہے حضرت میاں صاحب کے پاس اللہ پر توکل اور مسجد کی چٹائیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ میاں صاحب مولانا اسحٰق کے شاگرد تھے اور شاہ ولی اللہ کے سلسلہ کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی علوم آلیہ اور عالیہ میں پوری مہارت تھی۔ جامع العلوم تھے مزاج میں تواضع اور انکسار تھا۔ تملق اور لجاجت نام کے لئے طبیعت میں موجود نہ تھا۔ لجاجت اور طمع ایسے امراض سے ذہن بالکل صاف تھا۔ فن حدیث کی اشاعت اور مسلک سلف کی خدمت کو زندگی کا مقصد سمجھتے تھے مشاہرات کا نہ یہ دور تھا نہ طبیعت میں اس کے لئے کوئی مقام۔ زمانہ کے اتفاقات سمجھئے کہ حضرت شاہ اسحاق کی ہجرت کے بعد اسی مسند پر دین کی خدمت کا موقعہ میسر آیا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے تقلید مروج اور جمود کے خلاف جو جرأت مندانہ قدم اٹھایا تھا لیکن جہاد کی مشغولیت اور اس کے مصالحوں کے تقاضوں کی بنا پر اس کی تکمیل نہیں فرما سکے تھے۔ میاں صاحب نے اسے مقصد حیات قرار دیا اور تمام مشاغل سے فی الجملہ الگ ہو کر اس میں مشغول ہو گئے۔ اور پوری عمر اس میں صرف فرما دی پوری عمر نہ نقل مکانی کی ضرورت محسوس کی اور نہ کسی خوف وہراس نے پروگرام کی تبدیلی پر مجبور کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۵۷ء کے انقلاب ایسی ہیبت ناک صورت نے بھی میاں صاحب پر کوئی اثر نہ کیا شہر پر توپیں آتش باری کر رہی تھیں ادھر مسند درس گرم تھی اسباق شروع تھے طلبہ خائف تھے لیکن حضرت میاں پر اسکا کوئی اثر نہ تھا وہ بدستور تدریس کے سلسلہ میں تشریف لاتے۔

۱۸۵۷ء کا انقلاب بالکل بے قاعدہ تھا انگریزوں کی بدکرداریوں کے سبب تقریباً پورے ملک میں پھیلا۔ لیکن بد نظمی کیوجہ سے ناکامی پر منتج ہوا۔ میاں صاحب نے اس میں انگریز عورت کو باغیوں سے بچایا اور اسے پناہ دی یہ بالکل اسلامی تعلیمات کے مطابق تھا عورت پر ہاتھ اٹھانا شرعاً نہ درست تھا۔ باغی اور آوارہ مزاج لوگوں نے اسی بہانہ سے میاں صاحب کے مکان پر حملہ کیا اور ایذا پہنچائی اس کی اطلاع رضی الدولہ بہادر میرزا قدرت اللہ بیگ نے بہادر شاہ ظفر شاہ دہلی کو دی بادشاہ نے شہزادوں کو حکم د. یا کہ وہ اس ہنگامہ کو فرو کروائیں اور میاں صاحب سے دعا کے لئے عرض کریں کیونکہ ہمارے بزرگ مشکلات میں اہل اللہ سے دعا کرایا کرتے تھے

اسی روزنامچہ میں میاں صاحب کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

ہمانا مولانا از سعادت حسنی و حسینی است در حدیث پایۂ اجتہاد گرفت۔ در فقہ برتری مایہ در اصول آگاہی کمال دار و در علم تفسیر بے مثال است امرز ور علم و عمل بے نظیر است شب باز و سفید کار است ہر آئینہ در پرستش ایزدی بزرگی گرفت بہ پژوہش ایزدگی ستردگی یافت

افکار اور مذہبی خیالات میں اختلاف کے باوجود میاں صاحب کے علم و عمل اور اخلاق کی پاکیزگی مسلم تھی۔

واقعات دارالحکومت دہلی ج ۳ص ۲۵۹ میں میاں صاحب کا ذکر بڑے اچھے الفاظ میں کیا گیا ہے اور انہیں شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین اور شاہ اسحاق کے شاگرد ظاہر کیا گیا ہے۔ اور آپ کی تصنیفات معیار الحق، واقعۃ الفتوی، واقعۃ البلوی، ثبوت الحق اور۔ فلاح الولی کا ذکر کیا گیا ہے۔

وفور علم کے ساتھ میاں صاحب اخلاق فاضلہ میں اکابر ملت سے پوری پوری مماثلت رکھتے تھے۔ صحت فکر، تدبر اور دوراندیشی میں میاں صاحب آپ اپنی نظیر تھے مخالفین کے کثرت کے باوجود ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ دہلی سے نہ بھاگنا، متحارب طاقتوں سے نہ الجھنا، نہ مرعوب ہونا انتہائی تدبر تھا۔ حلم و دنانت میں میاں صاحب کا مقام بہت اونچا تھا علماء کی جماعت میں میاں صاحب نظریاتی اختلاف کے باوجود بڑی عزت سے دیکھے جاتے تھے سر سید احمد خاں علی گڑھی، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، ڈپٹی احمد حسن، نواب ضمیر مرزا ایسے اعاظم رجال کو میاں صاحب سے استفادہ کا شرف حاصل تھا۔

میاں صاحب کے تلامذہ کا تاثر

میاں صاحب کے تلامذہ کے مزاج اور طریق کار میں عجیب تنوع معلوم ہوتا ہے ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق مرحوم سے اثر لیا۔ مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری، مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی، مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی، حاجی علی جان کا خاندان انگریز کے سخت مخالف تحریک مجاہدین کے حامی بنے اور تحریک مجاہدین جب ۱۸۳۱ء کے بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیر زمین چلی گئی تو ان حضرات کی مخلصانہ مساعی سے تحریک زندہ رہی اور ۱۹۴۷ء تک انگریز کے لئے وبال جان بنی رہی۔

پنجاب میں مولانا عبدالقادر قصوری، وکیل مولانا عبدالاول غزنوی، مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی، مولانا ولی محمد فتوحی والے، مولانا اکبر شاہ سخانہ اس تحریک کے سرگرم رکن اور مؤید تھے۔ وللتفصیل موضع آخر۔

ایک جماعت کا رجحان تدریس کی طرف تھا جن میں مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری، مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی، مولانا عبدالمنان صاحب وزیرآبادی، مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی، مولانا عبدالقادر صاحب لکھوی۔ **وسواهم خلق لا يحصون۔**

بعض کا رجحان تصنیف و تالیف کی طرف تھا مولانا شمس الحق صاحب ڈیانوی، مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، احمد غزنوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

بعض کا رجحان مناظرانہ تھا مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی، مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولانا عبدالحکیم صاحب نصیرآبادی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم۔

بعض وعظ و تقریر میں نابغہ دوراں تھے مولانا محمد علی بوپڑہ، مولانا محمد صاحب لکھوی، مولانا عبدالوہاب صاحب ملتانی دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم۔

شیخ کی جامعیت کے یہ تاثرات تھے جو تلامذہ میں مختلف طور پر پائے گئے ہر ایک نے شیخ سے حسب استعداد اخذ کیا اور اسی تاثر کے ماتحت اپنے اپنے ماحول میں خدمت فرمائی بنگال، سندھ، آسام وغیرہ ممالک کے تلامذہ کا مجھے علم نہیں۔ نہ ان کے اسمائے گرامی معلوم ہیں نہ ان کے اعمال سے واقفیت۔ عرب میں شیخ سید محمد ثقیف جدہ، شیخ عبداللطیف آل شیخ نجد، شیخ ابوبکر خوقیر مکہ مکرمہ، یہ حضرات مسلم دوست اور توحید و سنت کے خادم اور حضرت میاں صاحب کے علمی فیوض کے شاہد ہیں اور ان کے تلمذ پر نازاں:

میاں صاحب کا اخلاص

زیر طبع کتاب ''معیار الحق'' حضرت میاں صاحب نے ''تنویر الحق'' کے جواب میں لکھی تھی یہ کتاب حضرت میاں صاحب کے ایک شاگرد محمد شاہ نے لکھی تھی لیکن نواب قطب الدین صاحب مرحوم کے اسم گرامی سے شائع کی گئی تھی۔ محمد شاہ صاحب پاک پٹن ضلع منٹگمری کے رہنے والے ایک معمولی طالب علم تھے اور نواب قطب الدین صاحب مغفور مشہور عالم تھے اور میاں صاحب کے ہم سبق۔ بعض مصالح کی بنا پر یہ کتاب ان کے نام سے شائع کی گئی تھی لیکن میاں صاحب نے اپنی رفعتوں سے بے نیاز ہو کر اپنے شاگرد کو مخاطب کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں فرمائی۔ آج کل ہمارے علماء کا یہ حال ہے کہ وہ کسی اپنے ہمسر سے بھی خطاب پسند نہیں فرماتے اور یہاں ایک معمولی شاگرد سے تخاطب میں بھی توہین کا احساس نہیں فرمایا گیا۔

حضرت کی متانت

معیار الحق کا لب و لہجہ مصنف کی متانت اور سنجیدگی کا شاہد ہے اس وقت کے تصنیفی انداز کو دیکھا جائے تو معیار الحق ٹھنڈی سنجیدہ کتاب ہے حالانکہ بحث و مناظرہ کی کتاب ہے لیکن اس کا انداز محققانہ ہے۔ طعن و تشنیع کے بغیر نفس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ پر بحث فرمائی گئی ہے اصل مسئلہ میں کوئی خلا نہیں چھوڑا گیا ہر تشنگی کو علمی حوالوں سے پورا دیا گیا ہے۔

معیار الحق کے لہجہ کی پسندیدگی، دلائل کی فروانی اور استدلال کی پختگی نے حضرت امام الہند خطیب الملک یگانہ روز گار اپنے وقت کے بلند پایۂ عالم کو اتنا متاثر کیا کہ وہ اپنے آبائی خیالات کو خیر باد کہہ کر میاں صاحب کے ہمنوا ہو گئے۔ حالانکہ مولانا کے والد بزرگوار حضرت مولانا خیر الدین صاحب سخت قسم کے بریلوی تھے۔ وہ اپنی حنفیت کے سامنے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی بریلویت کو بھی مشکوک سمجھتے تھے شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان سے علمی استفادہ کے باوجود ان کے اصلاحی پروگرام پر تنقید فرماتے تھے لیکن معیار الحق نے اس خاندانی مقلد اور غالی حنفی کو اپنی آغوش عاطفت میں تسکین بخشی ملاحظہ ہو آزاد کی کہانی ص ۳۶۶۔

میاں صاحب نے تقلید کی متعدد اقسام لکھیں ہر ایک کے حکم کو واضح فرمایا۔ کسی کے مدح و ذم میں مبالغہ آمیزی سے کام نہیں لیا۔ مولانا آزاد نے معیار الحق کے متعلق فرمایا کہ معیار الحق سنجیدگی اور دلائل کے لحاظ سے بہت وزنی تھی فریق مخالف نے اس کے خلاف جو کچھ لکھا اس میں وہ وزن نہ تھا مولانا کے الفاظ کسی دوسری جگہ مذکو ہیں۔

حضرت کی امن پسندی

میاں صاحب کا ذہن قطعاً تفریق پسند نہ تھا دہلی شہر میں رہتے ہوئے اور تلامذہ کے حلقۂ میں بیحد وسعت کے باوجود میاں صاحب نے الگ جمعہ قائم نہیں فرمایا بلکہ مدت العمر شاہی مسجد کے حنفی امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا فرماتے رہے مغل دربار تک تعارف اور شناسائی کے باوجود جمعہ علیحدہ کرنا پسند نہ فرمایا۔ حضرت میاں صاحب کے انتقال کے بعد احناف کے تشدید اور عصبیت کی وجہ سے دہلی میں اہل حدیث اور احناف کے متعدد جمعے قائم ہو گئے۔

دہلی میں علماء کی کثرت تھی مختلف مکاتب فکر کے جید علماء دہلی میں موجود تھے لیکن کبھی کسی سے کسی ہم اور قابل ذکر آویزش کی اطلاع نہیں ملی۔ نہ مناظرہ بازی اور چیلنج پسندی کے آپ عادی معلوم ہوتے ہیں۔ میاں صاحب کے اسی مزاج کو بھانپ کر مرزا غلام احمد نے اپنی شہرت کے لئے دہلی میں یہ میدان مناظرہ گرم کیا مرزا غلام احمد ایسے عوامی اور نمائش پسند آدمی کے لئے یہ بہترین راہ تھی میاں صاحب نے اپنے وقار اور مقام کے لحاظ سے توجہ نہ فرمائی۔ اس اشتہا بازی اور مناظرہ پروری کی اطلاع پا کر مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی پہنچ گئے حیاتِ مسیح پر مناظرہ شروع ہوا مرزا صاحب مناظرہ درمیان میں چھوڑ کر واپس قادیان پہنچ گئے۔

ابتذال اور عوامیت

معیار الحق فتاویٰ نذیریہ اور بعض دوسری تصانیف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میاں صاحب کے ذوق میں ابتذال اور عوامیت نہ تھی۔ پوری کتاب علمی مباحث پر مشتمل اور انداز بیان علمی ہے اسے عوامی بنانے کی کوشش نہیں فرمائی۔ علمی حلقے بھی اس سے متاثر ہو سکتے تھے اور ہوئے حالانکہ اس دور میں جامع الشواہد اخراج الوہابین من المساجد اور انتظام المساجد ایسی مبتذل اور عامیانہ کتابیں شائع کی گئی مگر میاں صاحب کے ذوق پر ان کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا میاں صاحب کے تلامذہ اور متوسلین نے ان کے جواب نرم گرم ہر طرح دیئے جامع الشواہد ایسی گھٹیا کتاب کا بڑا متین جواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پور رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ جو اسی نام سے شائع ہوا افسوس ہے کہ یہ متانت دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ بریلی، بدایوں، لدھیانہ اور دہلی کے علمی مراکز اس قسم کا ردی لٹریچر شائع کرنے لگے علمی مسائل کو بازاری انداز سے شائع کیا جانے لگا۔ حضرت میاں کے انتقال کے بعد بلکہ ان کی حیات کے آخری ایام میں یہ وبا عام ہوگئی نہ اہل حدیث حضرات اس سے بچے نہ بریلی اور دیوبند اس سے محفوظ رہے علمی تدریسی مسائل بازار کا سودا بن کر عوام کے لئے بدگمان اور سنجیدہ حضرات کے لئے مضحکہ کا موجب بنے۔

میاں صاحب کا تحمل

۱۳۰۰ھ مطابق اکتوبر ۱۸۸۳ء میاں صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے اتفاقاً مولوی رحمت اللہ کیرانوی مرحوم اور حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم اور مولانا خیر الدین صاحب مرحوم پہلے وہاں موجود تھے کچھ اور علماء کرام ہندوستان سے صرف اس لئے حجاز پہنچے کہ میاں صاحب کو وہاں گرفتار کروا دیں۔ اور رسالہ جامع الشواہد کا عربی ترجمہ کر کے ترکی کے گورنر کے سامنے پیش کیا۔ حالانکہ وہ انہی حضرات نے ہی یہاں شائع کروایا تھا تعجب ہوتا ہے مذہبی تعصب کتنے بڑے بڑے اعاظم رجال کو ایسے کبایر پر آمادہ کر لیتا ہے وہ ان غلط بیانوں میں نہ اپنے مقام کو سوچتے ہیں اور نہ مستقبل کی بدنامی سے گھبراتے ہیں اسکی تفصیل مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے اشاعۃ السنہ جلد نمبر ۶ ص ۱۰۱، ۱۱ میں دی ہے اور الحیات بعد الممات ص ۸۴۰ پر بھی موجود ہے گورنر ترکی کو جب حقیقت حال کا علم ہوا تو میاں صاحب کو باعزت بری کر کے اپنی نگرانی میں مدینہ منورہ بھیجا ان حضرات کو سخت تنبیہ کی لیکن میاں مرحوم نے اس کے متعلق کوئی انتقامی کاروائی نہ وہاں کی اور واپس دہلی آ کر کسی رنج کا اظہار فرمایا بلکہ صفح جمیل پر عمل فرمایا حالانکہ یہاں پہنچ کر انتقامی طور پر بہت کچھ کیا جا سکتا تھا لیکن اس خیر مجسم نے کسی انتقامی کاروائی کے لئے آمادگی کا اظہار نہ فرمایا۔

اولئك ابائی فجئنی بمثلهم اذا جمعتنا یاجریر المجامسع

''معیار الحق'' کی اشاعت

میاں صاحب کا عام مشغلہ درس و تدریس تھا تنویر الحق کی اشاعت کے بعد ضرورۃ اس موضوع پر قلم اٹھایا اور مسئلہ کے ہر پہلو کو واضح فرمایا اسکا اثر علمی حلقوں پر شدید ہوا۔ مخالف بہت سٹپٹائے انصاف پسند لوگوں نے سنجیدگی سے اس بات پر غور کیا کہ جب قرآن عزیز اتر رہا تھا اور آنحضرت ﷺ اس کی تبلیغ اور تشریح میں مشغول تھے اس وقت ائمہ مجتہدین جن کے مذاہب مروج ہیں موجود ہی نہ تھے بلکہ پیدا نہ ہوئے تھے انکی تقلید واجب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب ائمہ پیدا ہوئے ان کے علوم اور فیوض سے دنیا متعارف اور متاثر ہوئی اس وقت فرضیت اور وجوب کا زمانہ گذر چکا تھا پیغمبر کے سوا کسی کو استحباب کا بھی حق حاصل نہیں فرض، واجب تو بڑی چیز ہے آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ اور تابعین کے وقت ایسے مجتہد صلحاء اور اتقیاء کی جماعت موجود تھی نہ انہوں نے اپنی تقلید کے لئے دعوت دی نہ آنحضرت ﷺ نے ان کی تقلید کے لئے اشارہ فرمایا اور فرضا کوئی اشارہ ہے تو انہیں چھوڑ کر مفضول کو بلاوجہ کیوں ترجیح دی جائے۔

مسئلہ بڑا اصاف تھا اس لئے خواص کیا عوام نے بھی اس سے اثر لیا اثر کی تلافی کے لئے معیار الحق کے جواب میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت جہاں تک میرا خیال ہے دو کتابیں شائع کی گئیں۔ ارشاد الحق مؤلفہ مولانا ارشاد الحق صاحب رام پوری اور انتصار الحق مولفہ ارشاد حسین رام پوری پہلی کتاب میری نظر سے نہیں گذری اس کے متعلق مولانا آزاد فرماتے ہیں۔

اسی زمانے میں معیار الحق لکھی گئی اور اس کا جواب ارشاد الحق مؤلفہ مولانا ارشاد الحق صاجب رام پوری کا۔ اور مجھ پر معیار الحق کی سنجیدہ اور وزنی بحث کا بہت اثر پڑا اور صاحب ارشاد الحق کا علمی ضعاف صاف صاف نظر آ گیا۔

مولانا آزاد کی کہانی خود ان کی زبانی۔ ص ۳۶۶ مولفہ مولانا عبد الرزاق صاحب

انتصار الحق اس وقت میرے سامنے ہے مولانا محمد حسین صاحب نے لکھی لیکن مولانا اس پتھر کو نہیں اٹھا سکے جو معیار الحق نے ان کی راہ میں ڈال دیا تھا مولانا مرحوم نے تشقیق فرما کر مسئلہ کو الجھانے کی کوشش فرمائی ہے لیکن وہ مسئلہ کے منہ پر تشکیک کا غبار بھی نہیں ڈال سکے ویسے یہ کتاب معیار الحق سے بڑی تقطیع پر شائع ہوئی ہے اس سے ضخیم بھی زیادہ ہے۔

بتدریج یہ مسئلہ مجلسی اور عوامی ہو گیا ہے ہر طرف سے عامیانہ انداز میں اس پر گفتگو ہونے لگی ہر فریق نے جذباتی طور پر عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا۔ متون اور شروح فقہ کی بعض جزئیات کو اشتہاری صورت میں عوام کے سامنے رکھا گیا ہر فریق نے عوامیت اور ابتذال کی راہ اختیار کی جسکی بدولت یہ نزاع انگریزی عدالتوں تک پہنچ گئی مساجد سے اخراج تک کی نوبت آئی دونوں طرف کے اہل علم خالص دینی مسئلہ کے لئے خالص کفر کی عدالتوں میں پہنچ گئے اس ہنگامہ کے صدائے بازگشت پریوی کونسل تک اثر انداز ہوئی اس صورت پر کسی فریق کو بھی فخر مناسب نہیں البادی أظلم درست ہے لیکن فاصفح الصفح الجمیل بھی آخر قابل فخر مقام ہے۔

(شیخ الحدیث والتفسیر) مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی گوجرانوالہ

شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

❀❀❀❀❀❀❀❀

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدك يا من بعث فى الاميين رسولاً منهم يتلوعليهم آياتك ويزكيهم ويطهرهم تطهيرا ونصلى على نبيك محمدٍ الذى اوجبت علينا اتباعه وجعلته لنا هاديا وسراجا ومنيرا وعلى آله وصحبهٖ الملتزمين بهديه المستنين بسنة الذين جعلت كُلّاًمنهم شمس الهدٰى وللدين نصيرا وعلى سائر امته سيماالائمه الاربعة الذين هم لقوام دينه كا لعناصر الاربعة ولاينكر غير المعاند كون كلواحد منهم له معوانا وظهيرا۔

امابعد فيقول العبد الاحقر طالب الحسنين المبتغى مرضاة خالق الثقلين السيد محمدنذيرحسين انه قد وصلت الى الرسالة الموسومة بتنويرالحق المنسوبة فى الظاهر الى جامع الحسنات المولوى محمد قطب الدين شرح الله صدره بنور اليقين المصنفة فى الحقيقة لمحمد شاه الفنجابى الذى اقام عندى زهاء اربع سنين واستفاد منى ثم اعتزل عنى كاعتزال واصل بن عطاء عن الامام الحسن البصرى فاطلعت عليها وفزت الى مافيها فوجدتها مشتملة على المفاسد و الخطوروتذكرت من المطالعة اسمها۔ قول الشاعر مصرع :

بر عكس نهند نام زنگى كافور

اذوجدت بعضها وهو الباب الاول مخالفا لما روى عن المحققين من المحدثين والمؤرخين من المعتبرين ومتضمنا للاحاديث الواهية الموضوعة التى نص على حرمة روايتها الحفاظ المحققون وبعضها وهو الباب الثانى مخالفا لما صرح به امامنا وسيدنا ابوحنيفة النعمان افاض الله عليه شئابيب العفوو الغفران وصاحباه ومن تبعهم من جمهور الفقهاء والاصولين من المتقدمين و المتأخرين وبعضها وهو االكثر الباب الثالث خلاف مسلك المحققين المنصفين فتصديت لتحرير جواباتها اظهارا للحق لقوله تعالىٰ لايخافون لومة لائم ولقوله عليه السلام "الساكت عن الحق شيطان اخرس" فجاء بعون الله كتاب ينطق بالحق فلذاسميته باسم كالمسمى "معيار الحق" واعلم ان ماادعيناه من كون تلك الرسالة فى الحقيقة لمحمد شاه يقتضى تفصيلاً وهو انه لما اعتزل عنى كان ساعيا من عدة سنين فى جمع ما اورد فيها من المزخرفات لردما فى الرسالتين المتبركتين ايضاح الحق وتنويرالعينين لمقتد انا المولوى اسمعيل الشهيد حاج الحرمين فلمااختتم ماجمعه وتم مايفيد قصده اراد اظهاره وافشاء ه لكنه فهم انى لست مشهورا وملتفتا اليه للناس فكيف يظهر ثمرة كبدى وانى يلتفت الى وجه من وجوه الناس فتجس من ينسب الى نفسه ماجمعه وهو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من المشهورين ومع ذلك يكون ساذجاغير واقف من كيدالخائنين واقعافوجده واقعا لمدعاه فجمع الحياء والكرم المولوى قطب الدين صانه الله عن مكرالد الخصام فى الدين فالتجاء اليه بهذا السوال نهاره وليله وكان يذهب فى حضرته ضحائه ومساء ه ولما كان المولوى قطب الدين كذلك لماصرف مدة عمره فى تاليف الكتب المتضمنة للمسائل السهله المشهور ولم تيسر له مطالعة كتاب كبير دقيق من كتب الاصول ومباحث فروع العلماء الماهرين بالفقه والحديث من العدول حتىٰ يطلع على مباحث عضال معركة اراء المحققين ليعصم نفسه عن اغواء المغوين اغتر من كيده ورضى بقوله فاستجاب دعوته واخذما جمعه وكان فى العبارة العربية فترجمه فى الهندية وسماه بتنوير الحق ونسبه الى نفسه خلافا للمواقع الاحق ولنا الشهود على ما اوردناه فى هذا التفصيل فمن ارتاب فليحضر عند نا فليطلب منا الشواهد والدليل، والذى له طبع سليم وعقل مستقيم سيطمئن قلبه من مطالعة آخر تلك الرسالة لان فى آخرها اقرار من محمد شاه بما يصدق هذه المقالة ولما كانت الرسالة فى العبارة الهندية ينبغى ان يكون جوابها ايضاً فى الهندية فالمامول من ارباب الفضل والكمال ان ينظروا الى ماقيل لا الى من قال فان المحققين يعرفون الرجال بالحق لاالحق بالرجال والتوفيق من الله المنعام المفضال۔

حامدا و مصلیاً

بعد حمد ونعت کے بندہ عاجز طالب حسنات دارین محمد نذیر حسین عرض کرتا ہے کہ بیچ خدمت علمائے ماہرین شریعت غراو مستبصرین ملت بیضاء کے کہ ۱۲۸۰ ہجری میں ایک رسالہ مسمّی بہ تنویر الحق نامزد بہ نسبت جناب مولوی محمد قطب الدین خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے چھپ کر جابجا مشہور ہوا چنانچہ ناگاہ اس عاجز کی نظر سے بھی گزرا تو معلوم ہوا کہ یہ رسالہ حقیقت میں جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا شیخ محمد شاہ ساکن موضع پیر سکندرہ ضلع پاک پٹن کا ہے لیکن نام بردہ نے باسبب غیر مشہور ہونے اپنے کے آمد رفت اور رابطہ اخلاص کا جناب مولوی صاحب سلمہ اللہ سے پیدا کیا اور شیوہ عجز و انکسار اور چاپلوسی وخوش آمد سے عرض معروض کر کے جناب مولوی صاحب ممدوح کو اس پر آمادہ اور مستعد کیا کہ آپ بذات خود اس رسالہ کو منسوب فرما کر ترجمہ اردو زبان میں فرمادیں اور معرفت اپنی چھپوادیں کہ عوام الناس بنابر شہرت فضیلت اور دیانت آپ کی خواہش کر کے لے لیں اور دستور العمل اپنا ٹھہرائیں۔

پس جناب مولوی صاحب نے بپاس حیاء وکرم ومروت جبلی اپنی کے عرض میاں محمد شاہ مقرون بہ اجابت فرما کر اچانک اس میدان جاں فرسا میں پانداز ہوئے اور عادت معہودہ قدیمہ کو اپنی چھوڑ کر ذات شریف اپنی حیص بیص مباحثہ دقیقہ معرکہ آرا سے اہل اصول میں ڈالی حالانکہ جناب ممدوح پہلے اس سے ایام شباب تابغایت حال فارس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجربہ وحذاقت اس میدان لق ودق کے نہ تھے صرف بمقتضائے رافت ومروت کے بنظر سرسری نامبردہ کے لکھنے پر کار بند ہو کر ترجمہ کر دیا اور کما حقہ قوت ماخذ اور صحت وضعف اور راجح اور مرجوح احادیث اور مسائل متنازع فیہا کہ جن میں شیخ محمد شاہ نے قدم ڈالا مطلع نہ ہوئے کسی کہنے والے نے خوب کہا ہے۔ مصرع

نہ ایں کار بازیچہ وسرسرے است

اس واسطے کہ جناب مولوی صاحب معزی الیہ کو ہمیشہ درود وظائف اور سرانجام امر ضروری روزمرہ اہل حاجات سے فرصت کہاں ملتی ہے۔ کہ بہ دل جمعی تمام مباحث عضال اور مسائل مشکلہ اصولیہ میں نظر باریک فرمادیں اور شیخ صاحب نے جس جس مقام میں بہ سبب خام طبعی اور نہ تجربہ کاری کے اس رسالہ کی توجیہات میں لغزش کھائی ہے نیز مولوی صاحب ممدوح سے او پر اعتماد اسکی کے لغزش واقع ہوئی سچ ہے دیکھنے اور سننے میں بڑا فرق ہے۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ اور کوئی نادان اس بیان سے نہ سمجھے کہ اس میں مذمت اور منقصت جناب مولوی صاحب کی پائی جاتی ہے حاشا کہ یوں نہیں کیونکہ مباحث دقیقہ اور اصولیہ لوازمات اور ضروریات دین سے نہیں کہ جاننا ان کا ہر اہل صلاح و یقین پر واجب ہو ومع ہذا الکل فن رجال موقع ومزیب ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

اور پوشیدہ نہ رہے کہ شیخ صاحب نے ظاہر بزعم اپنے اس رسالہ میں تائید مذہب حنفی کی کی ہے مگر بباحث کج فہمی اور ناواقفیت کے کہ ہنوز نو آموز ہے (ابھی تک نا تجربہ کار ہے)۔ بیان وجوب تقلید مذہب معین میں خلاف مسلک ورائے امام صاحب اور صاحبین وغیرھم کے چلا خصوصا درپے رد کرنے رسالہ ایضا الحق وغیرہ کہ جو منجملہ مصنفات مبارکات جناب فیض مآب قامع شرک وبدعت مجاہد فی سبیل اللہ مولانا وبالفضل اولانا محمد اسمٰعیل شہید عمری رحمہ اللہ سے ہے۔ بہمہ متوجہ ہوا چنانچہ ناظرین واقفین رسالہ مذکورہ پر خوب روشن اور ہویدا ہے۔

بہر رنگ کہ می آمید شناسم

مقام افسوس کا ہے کہ مشار الیہ ہمارے پاس کئی برس رہ کر شب وروز مستفید ہوتا رہا لیکن مذاق تحقیق علماء حقانی ربانی سے بے بہرہ رہا۔

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل

بنا بر اس کے اس عاجز نے واسطے اظہار حق اور خیر خواہی عوام مومنین کے کہ افراط وتفریط میں نہ پڑیں در باب اعتقاد رکھنے حقیقت تقلید مذاہب ائمہ اربعہ وغیرھم رحمہ اللہ کے مطابق تحقیق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ والد ماجد جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور موافق تقریر دل پزیر مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اور جس طرح سے کتب اصول حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ وغیرہ میں دلیل شرعی کے ساتھ معمول بہ نزدیک علماء محققین منصفین کے چلا آتا ہے بے کم وکاست لکھ دیا اور اپنی رائے کو اس میں دخل نہ دیا اور نام اس رسالہ کا ''معیار الحق'' رکھا خداوند کریم اپنے فضل وکرم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے افراط وتفریط اور تعصب مذہب سے محفوظ رکھ کر توفیق جواب دہی باصواب کی عطا فرمادے۔

(رب زدنی علماً) آمین رب العلمین ثم آمین

اب دانش مندان شرع شریف سے کہ حکمت وحقیقت کتاب وسنت اور تامل آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اخیار اور آداب وردش تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین نامدار ومحدثین کبار وطریقہ علماء ثقات ومتاخرین منصفین سے بخوبی واقف ہیں التماس کرتا ہے کہ رسالہ معیار الحق کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمادیں اور چین بہ جبین نہ لادیں کہ الحق مر کلام متین سید المرسلین ہے①

پس اگر تائید حق میں محلی ومجلی پادیں تو بلاخوف لومۃ لائم اظہار الحق میں اغماض نہ کریں بلکہ صاف دل سے دادِ حق گوئی کا اس طرح سے ادا کریں۔

هذا كتاب ينطق بالحق وماذا بعد الحق الا الضلال ولكن اكثر كم للحق كارهون ②

''اور جو کہیں اس میں خطاء واقع ہوئی ہو تو بمقتضائے واعفوا واصفحوا اصلاح دے دیں۔ اور جو اصلاح نہ دیں سکیں تو خاموش رہیں۔''

❀❀❀❀❀❀❀❀

① رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ حق بات کڑوی ہوتی ہے۔
② یہ کتاب حق کے ساتھ بولتی ہے امر حق کے بعد صرف گمراہی ہے لیکن تمہارے اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال المؤلف : باب الاوّل

بیچ فضائل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے

اقول ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب کے ہم کو عین عزت اور فخر ہے اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں۔اور ہم ان کے امر حق میں پیرو ہیں لیکن ان فضائل سے جو فی الواقع بھی ہوں اور ساتھ اسناد صحیح کے ثابت ہوں نہیں تو جھوٹی تعریف شعبہ رفض کا ہے کیونکہ وہ لوگ اسی مرض سے ہلاک ہو گئے ہیں۔اور رافضی ٹھہرائے گئے ہیں۔① اس لئے ہم پر ضرور ہوا کہ اس بات کی بھی تحقیق لکھیں کیونکہ کچی کچی باتیں کہ جو پایۂ تحقیق سے نزدیک علماء محققین ثقات کے دور ہیں بھر رہی ہیں اور اس میں امام صاحب کے تابعی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور واسطے اثبات اس دعویٰ کے احادیث موضوعہ اور معلقہ اور قصے واہیات وارد کیے گئے ہیں۔اور اس میں کچھ امام صاحب کی کسر شان اور مذمت نہیں ہے۔اس لئے کہ ان کی فضلیت تابعی ہونے پر موقوف نہیں ان کا مجتہد ہونا،اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار رہونا کافی ہے ان کے فضائل میں اور آیہ کریمہ:﴿ان اکرمکم عنداللہ اتقکم﴾②

(بحث تابعیت امام صاحب)

زینت بخش مراتب ان کی کے ہے اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونے کے قائل نہیں چنانچہ آگے بیان اس کا آئے گا۔

قال اور''اعلام الاخبار''میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں نقل کی ہیں:

اول حدیث: ''طلب العلم فریضة علی کلم مسلم''

دوم حدیث: ''ان اللہ یحب اغاثة اللھفان''

تیسری حدیث: لو وثق العبد باللہ تعالیٰ ثقة الطیر لرزقه کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا کما فی الطحطاوی. ③

دوسرے عبداللہ بن ابی اوفی بن علقمہ ہیں کہ انہوں نے کوفے میں سن چھیاسی یا ستاسی میں سب اصحاب کے بعد رحلت فرمائی۔اس وقت امام صاحب چھ یا سات برس کے تھے اور امام صاحب نے ان سے یہ حدیث نقل کی ہے:

''من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی اللہ له بیتا فی الجنة کذا فی الطحطاوی'' ④.

اور مختصر میں ابن حجر نے لکھا ہے کہ پانچ برس کی عمر سماع حدیث میں معتبر ہے چنانچہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ نے

---

① امام شافعی فرماتے ہیں میں نے رافضیوں سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا امام مالک فرماتے ہیں تم رافضیوں سے روایت نہ لو بلاشبہ یہ جھوٹ بولتے ہیں (ضعیف اور موضوع روایات ص ۳۵ ط ثانی)

② الحجرات ۱۳۔(اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے)

③ طحطاوی مقدمۃ الکتاب ص ۴۷ ج ۱ ④ طحطاوی مقدمۃ الکتاب ص ۴۷ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمود بن ربیع کی روایت پانچ برس کی عمر میں قبول ہے تیسرے سہل بن ساعدی کہ مدینہ میں سن اٹھاسی یا اکانوے میں بعد سب اصحاب کے داخل جنت ہوئے۔ اس وقت امام صاحب آٹھ یا گیارہ برس کے تھے لیکن ان سے کچھ روایت نہیں کی۔ چوتھے ابو طفیل بن عامر بن واثلہ مکہ میں بعد سن ایک سو دو کے سارے جہاں کے اصحاب کے بعد رحلت فرمائی اور پہلا حج امام صاحب نے سولہ برس کی عمر میں ۹۶ھ میں کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب بے شک ابو طفیل سے ملاقات کی ہوگی کیونکہ وہی جہان میں ایک صحابی باقی رہے تھے اور لوگ تلاش کر کے اصحاب سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ اقول : و بالله التوفيق ومنه الوصول الى التحقيق

یہ چاروں صحابی امام صاحب کے زمانہ میں موجود تھے لیکن ملاقات امام صاحب کی ان میں سے کسی سے یا روایت کرنے ان سے اکثر ائمہ نقل کے نزدیک ثابت نہیں ہوتی چنانچہ شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار جن کی تحقیق سے فن حدیث واخبار میں علماء خوب واقف ہیں تذکرہ موضوعات میں فرماتے ہیں:

وكان في ايام ابی حنيفة اربعة من الصحابة انس بن مالك بالبصرة وعبدالله ابن ابی اوفی بالكوفة وسهل بن سعد الساعدى بالمدينة وابو طفيل عامر بن واثلة بمكة ولم يلق احداً منهم ولا اخذ عنه واصحابه يقولون انه لقى جماعة من الصحابة وروى عنهم ولا يثبت ذالك عند اهل اهل النقل انتهى كلامه. ⑤

”بطریقہ اختصار کے چاروں صحابی امام کے زمانہ میں موجود تھے لیکن ملاقات امام کی ان میں سے ایک سے بھی ثابت نہیں نزدیک ائمہ نقل کے انتہیٰ“

اور اسی انداز پر آئندہ بھی بعض عبارتوں کا ترجمہ مختصر کیا جائے گا اور ملا علی قاری نے بیچ شرح شرح نخبۃ الفکر کے لکھا ہے کہ علامہ سخاوی صاحب مقاصد الحسنہ سے کہ قول معتمد اور صحیح یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ کو کسی صحابی سے روایت کرنی ثابت نہیں۔ اور ایسا ہی ذکر کیا علامہ محمد اکرم حنفی نے بیچ حاشیہ نخبۃ الفکر کے علامہ سخاوی سے:

نقل على القارى فی شرح شرح النخبة عن السخاوى ان المعتمد انه لا رواية للامام عن احد من الصحابة لصغره فی زمن من ادراكه اياهم انتهىٰ كلامه وذكر محمد اكرم الحنفى فی امعان النظر والتوضيح نخبة الفكر فی ذكر قلة الوسائط فی الرواية منها الثلاثيات للبخارى والثنا ئيات فی مؤطا امام مالك والواحدان فی حديث الامام ابی حنيفة قال العلامة السخاوى لكن الاخير بسند غير مقبول اذا المعتمد انه لا رواية للامام ابی حنيفة عن احد من الصحابة انتهىٰ كلامه. ⑥

اور قاضی علامہ شمس الدین ابن خلقان نے بھی ایسا ہی افادہ فرمایا ہے چنانچہ وفیات الاعیان میں فرماتے ہیں:

---

⑤ تذكرة الموضوعات (مبحث الائمة الاربعة) ص ١١١ ⑥ شرح شرح نخبة الفكر ص ٦٢٠ – فتح المغيث ص ١١ ج ٣ (ملا علی قاری نے شرح نخبہ میں فرمایا ہے کہ قابل اعتماد یہی بات ہے کہ امام صاحب کی صغر سنی کی وجہ سے کسی صحابی سے روایت نہیں ہے محمد اکرم حنفی نے بھی شرح نخبہ میں فرمایا ہے کہ قابل اعتماد یہی بات ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہے انتہی ترجمہ ملخصاً۔)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وادرك ابوحنيفة اربعة من الصحابة رضوان الله عليهم، وهم انس بن مالك بالبصرة وعبدالله بن ابى اوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدى بالمدينة وابو طفيل بن عامر بن واثلة بمكة ولم يلق واحداً منهم ولا اخذ عنه واصحابه يقولون لقى جماعة من الصحابة وروى عنهم ولم يثبت ذالك عند اهل النقل انتهىٰ ⑦

اقول۔ قوله ادرك ابوحنيفة اربعة من الصحابة معناه ادرك زمانهم كما صرح الشيخ ابن طاهر والافلا معنىٰ لما قال ولم يلق واحداً منهم وهذا لايخفى على من له ادنىٰ لب.

اورامام نووی شارح ''صحیح مسلم تہذیب الاسماء'' میں فرماتے ہیں:

قال :الشيخ ابو اسحق فى الطبقات هو النعمان بن ثابت بن زوطى ابن ماه مولىٰ تيم الله بن ثعلبة ولد سنة ثمانين من الهجرة وتوفى ببغداد سنة خمسين و مائة وهو ابن سبعين سنة اخذ الفقه من حماد بن ابى سليمان فكان فى زمانه اربعة من الصحابة انس بن مالك رضی اللہ عنہ وعبدالله بن ابى اوفى وسهل بن سعد و ابوطفيل ولم ياخذ عن احدمنهم۔انتهىٰ .⑧

اور شیخ ابن طاہر ''مجمع البحار'' میں فرماتے ہیں:

ابو حنفة النعمان بن ثابت ابن زوطا بن ماه الامام الكوفى مولى تيم الله بن ثعلبة وهو من رهط حمزة الزيات وكان خزازاً يبيع الخز وكان جده من اهل كابل او بابل مملوكا لبنى تيم فاعتقه وقال اسمعيل بن حماد بن ابى حنيفة نحن من ابناء فارس من الاحرار ماوقع علينا رق قط ولد جدى سنة ثمانين وذهب به الى على وهو صغير فدعاله بالبركة فيه وفى زريته ومات ببغداد سنة خمسين ومائة على الاصح وكان فى ايامه اربعة من الصحابة انس بن مالك وعبدالله ابن ابى اوفى وسهل ابن سعد وابوالطفيل ولم يلق احداً منهم ولااخذ منه واصحابه يقولون انه لقى جماعة من الصحابة وروى عنهم ولايثبت ذالك عند اهل النقل انتهىٰ۔ ⑨

اقول نقل الشيخ مقولة اسمعيل بن حماد بن ابى حنيفة تعريضا عليه وتنبيها على كذبه بناءً على التحقيق فان مقولته متضمنة على حرية اصله والمحقق الرق كما صرح به الشيخ انفا والحافظ ابن حجر فى التقريب والامام النووى فى التهذيب والعلامة بن خلكان فى وفيات الاعيان وغيرهم ومشتملة على ان الامام اباحنيفة جد اسمعيل ذهب به الى على رضی اللہ عنہ فدعاله بالبركة وهوخلاف التحقيق عندهولاء الا ربعة وغيرهم من كافة المسلمين بل هولم يقل به احد من الجهلاء فما ظنك بالعلماء لان

⑦وفيات الاعيان ص ١٦٣ (ترجمۃ ابی حنیفہ) ⑧تهذيب الاسماء ترجمة ابى حنيفة حرف الجاء فى الكنى ص ٢١٦ ج ٢
⑨مجمع البحار نوع فى بعض الصحابة والتابعين ص ٣٠١ ج ٥

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیاً مات قبل ولادة الامام باربعین سنة کما صرح به العسقلانی فی التقریب وغیرهم فافهم لایتوهم ان مراد اسماعیل من الجد الذی ذهب به الی علی یحتمل ان یکون جدا اعلی لان اسمعیل یعنی بالجد الجد الذی مات ببغداد سنة خمسین ومائة کما یدل علیه کلامه وهو لیس الا اباحنیفة رحمۃ اللہ علیہ ⑩

اور اس مقام مزلۃ الاقدام میں حافظ دراز پشاوری بھی پھسلے اور راہ تحقیق سے نکلے چنانچہ اول ترجمہ فارسی پارہ اول صحیح بخاری میں بیچ بیان مناقب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لکھتے ہیں کہ:

''اسمعیل پسر حماد گفت کہ جد من امام ابوحنیفہ در سال ہشتاد متولد شد واور اپدر او ثابت بخدمت علی شاہ ولایت بردہ بود آں حال او خورد سال بود پس حضرت علی رضی اللہ عنہ در ہماں حال بدرگاہ ایزد متعال دعا نمود ال کرد کہ حق تعالیٰ بہ لطف ورحمت بسیار وخیر وبرکت بیشمار در وے واولاد وے پائدار نمائید'' انتہیٰ بحروفہ۔'' ⑪

عجب یہ لوگ ساتھ حبك الشيء يعمي و يصم کے موصوف اور ممتاز ہیں کہ ایسی بے خبری پر اپنی کہ موجب شرم وحیا کی ہے خبر نہیں رکھتے۔ کیونکہ سال وفات علی المرتضیٰ کجا اور سال پیدائش امام صاحب کجا؛

آنہا کہ چشم بر گل تحقیق وا کنند — از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در مبحثے کہ غیر خموشی علاج نیست — پر ہرزہ است تکیہ بچوں وچرا کنند

اور حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں:

النعمان بن ثابت الکوفی ابوحنیفة الامام یقال اصله من فارس ویقال مولی بنی تیم فقیه مشهور من السادسة انتهیٰ. ⑫

اقول حافظ ابن حجر نے امام صاحب کو چھٹے طبقے میں شمار کیا ہے اور چھٹا طبقہ ان لوگوں کا جن کو کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ چنانچہ خود ابن حجر مقدمۃ الکتاب میں فرماتے ہیں:

السادسة طبقة عاصروا الخامسة لکن لم یثبت لهم لقاء احد من الصحابة کابن جریج انتهیٰ. ⑬

تو دیکھو علماء محققین کے معتبرین کلام سے ظاہر ہو کہ القاء امام کا ان چاروں میں سے کسی بھی صحابی سے نہیں۔ سو مانع کو اس قدر سند منع کی کافی ہے اور مدعی کو اثبات دعوٰی کا ساتھ تو دلیل قوی کے لازم ہے حالانکہ جناب مؤلف نے دعوی لقاء ان چاروں صحابہ کو کسی دلیل اور بینہ سے ثابت نہیں کیا۔ یعنی کوئی قول ائمہ نقل سے مثبت اس دعوے کا نقل نہیں کیا سو نہ نقل کرنا جناب مؤلف کا قول کسی امام کا ائمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کے سہل بن سعد اور ابو طفیل

---

⑩ تمام عبارت کا ملخص ترجمہ یہ ہے کہ ابوحنیفہ کی زندگی میں چار صحابہ کرام بقید حیات تھے لیکن امام صاحب کی ان میں سے کسی ایک سے ملاقات نہیں ہوئی رہی وہ حکائت جو امام صاحب کے پوتے اسماعیل نے بیان کی ہے وہ خالص جھوٹ ہے کہ امام صاحب کے والد امام صاحب کو حضرت علیؓ کے پاس لے گئے تھے اور انہوں نے امام صاحب اور ان کی اولاد کے حق میں دعا کی تھی اس لئے کہ جناب علی امام صاحب کی ولادت سے چالیس سال قبل فات پا گئے تھے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

⑪ ''امام صاحب کے پوتا: اسماعیل بن حماد نے کہا ہے کہ میرے دادا ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ان کے والد (ثابت) ان کو جناب علی کی خدمت میں لے گئے اس وقت امام صاحب نو عمر تھے پس جناب علی نے ان کے حق میں دعا کی کہ اللہ اس میں اسکی اولاد میں بے شمار خیر وبرکت کرے۔''

⑫ تقریب التهذیب ص ۳۵۸ ⑬ تقریب التهذیب (مقدمه) ص ۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تو ظاہر ہی ہے، لیکن ملاقات انس اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی جس پر قول طحطاوی کا نقل کیا ہے وہ بھی حقیقت میں مجرد از شاہد وبینہ ہے اس لئے کہ طحطاوی اور مثل اس کے ائمہ نقل سے نہیں ہیں اور قول ان کا ایسے دعاوی کو ثبت نہیں ہو سکتا جب تک ائمہ نقل سے روایت متصل نہ ہو کیونکہ فقہاء مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف میں کیا کچھ نہیں لکھ گئے چنانچہ صاحب الدر نے درمختار میں امام اعظم کی مدح میں کیا کچھ غلوط کیا ہے۔ اور کہا کہ عیسی بن مریم علیہ السلام بھی آخری زمانہ میں امام ہی کے مذہب پر عمل کریں گے:

حيث قال الىٰ ان يحكم بمذهبه عيسىٰ عليه الصلوة والسلام ۔انتهىٰ. ⑭

اور اگر چہ اس قول کے حلبی نے اس کی تاویل کر دی ہے لیکن وہ تاویل توجیہ: **القول بما لايرضى به قائله** ہے اسی واسطے طحطاوی نے بعد نقل کرنے تاویل حلبی کے کہا ہے:

وَالذى يَنبغى للطائفة الحنفية لايتكلموا بهذه الا لفاظ المْوهمة فانهاموجبة للتكلم فيهم بل ان بعض الحمقى يسبون الامام وينفون الاجتهاد فالاولىٰ تجنبه ۔انتهىٰ. ⑮

اور بعض حنفیوں نے یہ کہا ہے کہ امام صاحب خضر علیہ السلام کے استاد تھے خضر علیہ السلام نے ان سے تیس برس علم حاصل کیا تھا۔ پانچ برس حین حیات میں اور پچیس برس قبر پر سے چنانچہ طحطاوی نے نقل کیا ہے:

اعلم ان الله قد خص ابا حنيفة بالشريعة والكرامات ومن كراماته ان الخضر عليه السلام كان يجئى اليه كل يوم وقت الصبح ويتعلم منه احكام الشريعة الى خمس سنين فلما توفى ابو حنيفة ناجى الخضر ربه الهٰى ان كان لى عندك منزلة فاذن لابى حنيفة حتىٰ يعلمنى من القبر على حسب عادته حتىٰ اعلم شرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم على الكمال لتحصل لى الطريقة والحقيقة فنودى ان اذهب الى قبره وتعلم منه ماشئت فجاء الخضر عليه السلام وتعلم منه ماشاء كذالك الى خمس وعشرين سنة حتى ائمه الدلائل والاقاويل انتهىٰ.ما نقله الطحطاوى ⑯

اور اس سے بڑھ کر ہے قصہ قیشری کا جس میں خوب تفصیل سے حضر علیہ السلام کو امام صاحب کا مقلد بنایا ہے چنانچہ وہ بھی طحطاوی میں منقول ہے اور سوائے اس کے بہت ایسی باتیں فقہاء مقلدین مادحین سے اپنے اپنے ائمہ کی تعریف میں صادر ہو چکی ہیں تو اگر مجرد قول مادحین کا کالوحی من السماء ہوتا اور ایسے امور اہم میں حاجت دلیل اور روایت کی

---

⑭ الدرالمختار برحاشيه رد المختار مقدمه ص ٣٩ ج ١ عیسی علیہ السلام ابوحنیفہ کے مذہب پر حکم (عمل) کریں گے۔

⑮ حنفیوں کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ اس قسم کا کلام نہ کریں جو ان میں کلام (تضحیک) کا موجب بنے یہ قول تو بلاشبہ بیوقوفوں کا قول ہے جو امام صاحب کو گالیاں دیتے ہیں اور اجتہاد کی نفی کرتے ہیں اس جیسے کلام سے اجتناب واجب ہے۔

⑯ طحطاوی مقدمة الكتاب ص ٤٠ ج ١۔ (اللہ تعالی نے ابوحنیفہ کو شریعت اور کرامات کے ساتھ خاص کیا ہے ان کی کرامات میں ایک کرامت یہ ہے کہ جناب خضر علیہ السلام ہر روز صبح ان کی خدمت میں حاضر ہو کر متواتر پانچ سال احکام شریعت سیکھتے رہے جب ابوحنیفہ فوت ہوئے تو خضر علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں التجاء کی کہ اے اللہ تیرے ہاں ابوحنیفہ کا کوئی مقام ومرتبہ ہے تو ان کو اجازت دیجئے کہ وہ مجھے حسب عادت اپنی قبر میں پڑھائیں۔ حتی کہ میں پوری طرح شریعت محمدیہ سیکھ لوں تو ان کو آواز دی گئی کہ ابوحنیفہ کی قبر میں جا کر جو چاہو سیکھو تو وہ پچیس سال تک ان سے سیکھتے رہے حتی کہ اقوال اور دلائل پورے ہو گئے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ نقل سے نہ ہوتی تو پھر قصہ قشیری اور قصہ خضر وامثالھا کو علماء حنفیہ ہی نے کیوں رد کر دیا ہے دیکھو کہ طحطاوی میں ان قصوں پر کیا کیا کچھ لے دے ہوئی ہے تو خوب ثابت ہوا کہ طحطاوی ومن مثلہ کا قول امام صاحب کو تابعی نہیں کر سکتا جب تک ائمہ نقل سے ثبوت نہ پہنچے اور اس کا حال تم دیکھ ہی چکے ہو۔

اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ بے شک امام کی ملاقات ان صحابہ سے بہ نقل ائمہ نقل تو ثابت نہیں لیکن ہمعصر تو تھے اور روایت کرنا امام کا انس اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے طحطاوی وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے سو یہ امر اثبات دعوٰی لقائے انس اور عبداللہ رضی اللہ عنہما کے کافی ہے بنا بر مذہب امام مسلم صاحب صحیح کے تو جواب اس کا یہ ہے کہ روایت کرنا امام کا انس اور عبداللہ رضی اللہ عنہما سے طحطاوی وغیرہ نے بسند متصل الی الامام امام سے روایت نہیں کیا اور علم حدیث وسیر میں ملاحظہ حال روایوں کا درجہ درجہ آخر تک پر ضرور ہے عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں بیان کرنا اسناد منجملہ دین سے ہے کیوں کہ جو اعتبار اسناد کا نہ ہوتا ہر کوئی جو چاہتا کہہ دیتا جھوٹ اور سچ میں امتیاز نہ ہوتا عبداللہ بن مبارک۔

(اہمیت سند)

یقول الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء کذا فی مقدمة صحیح مسلم وغیرہ. ⑰

اور روایت معلق بلا سند اسی لئے حجت نہیں ہوتی نزدیک جمہور علماء کے "**کما فی نخبة الفکر وشرحه وغیرهما**" ⑱ تو بنا بر مذہب مسلم کے بھی لقاء ثابت نہ ہوا علاوہ یہ ہے کہ جو تین حدیثیں مروی امام کی انس سے مؤلف نے طحطاوی سے نقل کی ہیں وہ تینوں موضوع ہیں نزدیک اکثر کے۔ خاص کر حدیث پہلی کہ اس کو بہت سے علمائے نقاد نے موضوع کہا ہے پس کس طرح ہمعصر سے روایت کرنا ضم کر کے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی انس رضی اللہ عنہ سے ثابت کہو گے۔ اب موضوع ہونا ان احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار میں فرماتے ہیں:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم روی عن انس بطرق کلها معلولة واهیة وقال احمد لا یثبت فی هذا الباب شیء وکذا قال ابن راهویه وابو علی النیشابوری والحاکم انتهیٰ مختصراً. ⑲

یہ حدیث مروی ہے انس سے کئی طریقوں سے جو سب کے سب واہیات ہیں (یعنی ضعیف ہیں) اور امام احمد نے فرمایا کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث ثابت نہیں اور ایسا ہی کہا ہے ابن راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے اور حاکم نے:

اقول ایسا ہی کہا ہے نور الدین علی نے مختصرا "**تنزیة الشریعه المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة**" ⑳ میں کہا ابن حبان نے "یہ حدیث باطل ہے اس کی کچھ اصل نہیں" ㉑ اور لایا ہے اس کو ابن الجوزی اپنی موضوعات میں "**کذا فی الفوائد المجموعة فی الاحایث الموضوعة للقاضی محمد بن الشوکانی**" ㉒ اور سید محمد امین المشہور بابن العابدین نے رد المحتار حاشیہ الدر المختار میں کہا ہے:

⑰ مسلم مقدمه ص ۱۲ ج ۱ ⑱ شرح نخبة الفکر (بحث المعلق) ص ٦٢

⑲ تذکرة الموضوعات کتاب العلم حدیث اول ص ۱۷۔ (اس حدیث کی تمام اسناد معلول (ضعیف) ہیں امام احمد کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ مفصل بحث ضعیف اور موضوع روایات میں ملاحظہ کریں)

⑳ تنزیه الشریعه کتاب العلم الفصل الثانی ص ۲۵۸ ج ۱ ㉑ کتاب المجروحین ترجمة طریف بن سلیمان ص ۳۸۲ ج ۱

㉒ کتاب الموضوعات کتاب العلم ص ۱۵٤ ج ۱۔ والفوائد المجموعه کتاب الفضائل باب فصائل العلم ص ۲۷۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجاء من طرق انه روی عنه احادیث ثلثة لکن قال ائمة المحدثین مدارها علی من اتهمته الائمة بوضع الاحادیث ۔انتھٰی.㉓

روایت کرنا امام کا ان تینوں حدیثوں کو انس سے منقول تو ہے لیکن مدار ان کا بقول ائمہ محدثین کے ان راویوں پر ہے جو کہ متہم ہیں ساتھ وضع کرنے احادیث کے۔

وماقال محمد امین بعد وقال بعض الفضلاء وقد اطال العلامة طاش کبریٰ فی سرد النقول الصحیحة فی اثبات سماعه منه والمثبت مقدم علی النافی فعجیب من شأنه ان لم یحمل علی انه نقله لاعلی وجه التعویل علیه کیف وان المثبت انما یکون مقدماً علی النافی اذا کان النافی نافیا بالاصل واما اذا کان مما یعرف بالدلیل فله صلوح المعارضة الثبت وفی المسلم و المختار ان کان النفی بالا صل فیقدم الاثبات تقدیم الجرح علی التعدیل کحریة زوج بریرة حین اعتقت لان عبدیته کانت معلومة فالاخبار بها با لاصل وان کان مما یعرف بدلیله تعارضا وطلب الترجیح کالا حرام فی تز ویج میمونة نفی للحل اللاحق انتھیٰ۔

وھکذا فی سائر کتب الاصول فاقول متفرعاً علیٰ ھذا الاصل ان نفی سماع الامام عن انس لیس کحریة زوج بریرة لان عبدیته کانت ثابتة مستمرة من حین النکاح الی ان الاعتاق ولیس کذلك سماع الا مام عن انس بان یکون ثابتا مستمرا من یوم ولادته الی وفات انس ولم یقل به احد من الجهلاء فکیف علماء بل ھو کالاحرام فی تزویج میمونة فکما ان الاحرام نفی للحل اللاحق کذالك نفی سماعه نفی سماع اللاحق الحادث فیصلح للمعارضة المثبت ثم الترجیح عندنا فیما نحن فیه للنافی لان مدار السماع عن انس علی الاحادیث المعلقة الموضوعة کما رجح الاحرام فی التزویج میمونة بان رواته کلهم ائمة فقهاء کماقال الطحاوی کذا فی المسلم فافهم وتشکر. ㉔

قال اور تہذیب الاسماء میں امام نووی شافعی اور یافعی شافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس اور عائشہ بنت عجرد اور واثلہ بن الاسقع اور عبداللہ بن جزء بھی امام کے وقت میں تھے اور روایت بھی کی ہے اور طحطاوی میں مندرج ہے کہ امام صاحب نے چودہ برس کی عمر میں عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے کوفے میں چورانوے میں یہ حدیث سنی:

حبك الشیء یعمی ویصم. ㉕

اور عائشہ بنت عجرد سے یہ حدیث روایت کی ہے:

اکثر جند الله فی الارض الجراد لا اکله ولا احرمه.㉖

اور واثلہ بن الاسقع سے دو حدیثیں نقل کیں ایک تو یہ ہے:

㉓ رد المحتار (مقدمه) ص ٤٤ ج ١
㉔ ردالمحتار مقدمه ص ٤٤ ج ١
㉕ طحطاوی مقدمة الكتاب ص ٤٧ ج ١
㉖ طحطاوی مقدمة الكتاب ص ٤٧ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دع ما یریبک الی مالا یریبک. ㉗

اور دوسری حدیث یہ ہے **لاتظهر شماتة لاخیك فیعافیه الله ویبتلیك.** ㉘

اور عبداللہ بن حارث بن جزء سے کعبہ کے پاس چھیانوے میں کہ امام صاحب اپنے باپ کے ساتھ حج کو گئے تھے یہ حدیث سنی:

اعانة المسلم فریضة علی کل مسلم. ㉙

اور مسند خوارزمی میں ابن جزء سے یہ حدیث نقل کی ہے:

من نفقه فی الدین کفاہ الله همه ورزقه من حیث لا یحتسب ㉚

اور جابر سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک انصاری نے نبی اکرم ﷺ سے آ کر پوچھا کہ میرے ہاں کبھی بیٹا نہیں ہوا) پس آپ نے فرمایا: "**فاین کنت من کثرة الاستغفار و کثرة الصدقة یرزق بها الولد**" پس اس نے بہت استغفار پڑھنا اور بہت صدقہ دینا شروع کیا تب اس کے نو بیٹے ہوئے۔

اقول: عائذا بالله من الکاذبین ہر چند کے بعد منع کرنے ملاقات وروایات امام کی ان چاروں صحابہ سے جن کی ہمعصری امام سے مسلم ہے اور بعد ایراد سند منع کے کلام سے ابن طاہر اور ابن خلکان اور نواوی اور ابن حجر کی حاجت رد کرنے کی اس قول کو تو نہ تھی۔ لیکن چونکہ مؤلف سے اس قول میں غلطی فاحش واقع ہوئی بسبب عدم امتیاز کے درمیان نقل صحیح اور نقل غلط واہی کے افسوس کہ جناب مترجم بنا بر اعتماد اور تقلید شیخ محمد شاہ نو آموز کے ایسی غلطی میں پڑے اس لیے اس کی بھی تحقیق کی جاتی ہے تو سنو یہ بات کہ امام کے وقت میں جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس وغیرہما موجود تھے اور امام نے ان سے روایت بھی کی ہے۔

امام نووی کی طرف اس کو نسبت کرنی جیسا کہ مؤلف نے دعوی کیا ہے کذب صریح اور بہتان قبیح ہے۔ (نعوذ بالله منه) اس لئے کہ امام نواوی نے تہذیب الاسماء میں یہ ہرگز نہیں کہا کہ یہ لوگ امام کے وقت میں موجود تھے جس کسی کو شک ہو وہ تہذیب الاسماء کو ملاحظہ کرے بلکہ امام نواوی کے کلام سے جو عنقریب منقول ہوگا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما امام سے پہلے کئی برس انتقال کر چکے تھے اور جب کہ جناب مؤلف نے بہ سبب حوالہ کرنے طرف امام نواوی کے غلطی صریح کھائی تو اسی قیاس پر امام شافعی کی طرف نسبت کرنا اس قول کا بھی محض غلط ہے۔ حاشا کہ امام شافعی نے کہا ہو کہ یہ لوگ امام کے زمانہ میں تھے اور امام کو ان سے لقا ہوا ہے اور روایت کی ہے ان سے اب عبارت مرأة الجنان تاریخ امام شافعی کی نقل کی جاتی ہے تا کہ جھوٹ سچ معلوم ہو جائے:

قال الیافعی فی تاریخ قرأة الجنان فی حوادث سنة خمسین ومائة فیها توفی فقیه العراق الامام ابوحنیفة النعمان بن ثابت الکوفی مولی بنی تیم الله بن ثعلبة ومولده

㉗ طحطاوی مقدمۃ الکتاب ص ٤٧ ج ١ ㉘ طحطاوی مقدمۃ الکتاب ص ٤٧ ج ١

㉙ طحطاوی مقدمۃ الکتاب ص ٤٧ ج ١ ㉚ مسند خوارزمی النوع الثالث انه روی عن اصحاب رسول الله ص ٢٤ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنة ثمانين رای انسا وروی عن عطاء بن ابی رباح وطبقته فكان قد ادرك اربعة من الصحابة هم انس بن مالك بالبصرة وعبدالله بن ابی اوفی بالكوفة وسهل بن سعد الساعدی بالمدينة وابوطفيل عامر بن واثلة بمكة قال بعض اصحاب التاريخ ولم يراحداً منهم ولا اخذ عنه واصحابه يقولون لقی جماعة من الصحابة وروی عنهم ولم يثبت ذالك عند اهل النقل انتهٰی كلام اليافعی مختصراً (31)

تو صاف معلوم ہوا کہ اس تاریخ سے کہ ذکر جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس کا اوپر بیان لقاء امام صاحب کے اس میں مذکور نہیں تو بجزء افترا پردازی کے کچھ اور متصور نہیں ہوتا روایت قرطاسی پر عمل واعتماد کرنا موجب ندامت کا ہوتا ہے اور اگر بالفرض والتقدیر امام شافعی نے یہ قول کہا بھی ہو تو یہ قول ان کا نامقبول اور مخالف عقل اور نقل کے ہوگا اس لئے کہ لقاء بعض صحابہ کا ان پانچ میں سے امام سے محال ہے عقلاً، اور بعض سے عادتاً تو پھر کس طرح سے قول ان کا سنا جائے گا کیا امام شافعی اگر بالفرض یہ کہہ گئے ہوں کہ امام کو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہے تو قول ان کا مقبول ہوگا حاشا وکلا اب تفصیل محال ہونے ملاقات کی سنو کہ جابر بن عبداللہ ۷۹ھ میں ایک سال ولادت امام کے پہلے انتقال کر چکے تھے کہ امام ۸۰ھ میں پیدا ہوئے چنانچہ محقق ابن العابدین شامی ''ردالمحتار'' میں فرماتے ہیں:

واعترض بانه مات قبل ولادة الامام بسنة۔انتهٰی. (32)

اور ابن شاہین فرماتے ہیں:

هذا وهم صريح فان جابر بن عبدالله باتفاق الروايات مات فی بضع وسبعين ولم يعش الی ثمانين وهی التی ولد فيها الامام ابوحنيفة رضی الله عنه فكيف يتصور رواية عنه انتهٰی قوله علی مانقله الطحطاوی (33)

اور بنا بر تصریح امام نواوی کی کہ جابر بن عبداللہ تولد امام کے سے کئی سال پہلے انتقال کر چکے تھے چنانچہ ''تہذیب الاسماء'' میں فرماتے ہیں:

توفی جابر بن عبدالله بالمدينة سنة ثلاث وسبعين وقيل ثمان وسبعين وقيل ثمان وستين وهوابن اربعة وتسعين سنة رضی الله عنه وكان ذهب بصره اخرعمره انتهٰی. (34)

اور وہ حدیث جو مؤلف نے اخیر میں اس قول کے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث امام نے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے وہ موضوع ہے چنانچہ محقق شامی حنفی ''ردالمحتار'' میں فرماتے ہیں:

ومن ثم قالوا فی الحديث المروی عن ابی حنيفة عن جابر رضی الله عنه انه صلی الله عليه وسلم امر من لم يرزق ولدا بكثر الاستغفار والصدقة ففعل فولد له تسعة ذكور اه انه

---

(31) مراۃ الجنان (سنة خمسين ومائة) ص ۱۵۰ ج ۱ اس عبارت کا ترجمہ گزر چکا ہے

(32) رد المحتار مقدمه ص ٤٤ ج ۱. (اور اس پر اعتراض ہوا کہ جناب جابر امام کی ولادت سے ایک سال پہلے فوت ہوئے تھے)

(33) طحطاوی مقدمة الكتاب ص ٤٧ ج ۱ (34) تهذيب الاسماء فی ترجمة جابر ين عبدالله

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث موضوع ابن حجر انتھی۔ [35]

اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ستر (۷۰) میں پیدا ہوئے تھے تو ملاقات جابر رضی اللہ عنہ کی ممکن ہوئی۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر مسلک تحقیق اور قول حق اختیار کرو تو اس ستر (۷۰) سن کی روایت کو مردود سمجھو کیونکہ جمہور کے نزدیک یہی حق ہے کہ امام (۸۰) ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور جناب مولف نے بھی کہا ہے کہ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ امام (۸۰) ھ میں پیدا ہوئے انتھی۔ تو قول اسی (۸۰) کا برحق ہے۔ قول ستر (۷۰) محض باطل اور اگر تحقیق سے کچھ علاقہ نہ ہو تو خصم کو بھی گنجائش ہے کہ وہ روایت منقولہ امام نواوی کی جس سے وفات جابر رضی اللہ عنہ کی (۸) ھ آٹھ میں معلوم ہوتی ہے، اختیار کرے۔

اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ حدیث تو بیچ مسند امام کے موجود ہے، پھر کیوں کر کہا جائے کہ یہ موضوع ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث موضوع کو امام نے بذات خود مسند نہیں کیا۔ کیونکہ یہ تمام مسند ابو حنیفہ کی بذات خود جمع کی ہوئی نہیں ہے، بلکہ سن چھ سو چوہتر (۶۷۴) تک امام کے مسانید کو کئی شخصوں نے علیحدہ علیحدہ جمع کر رکھا تھا۔ اور اس سال میں خوارزمی نے سب کو جمع کر دیا اور ایک مسند امام ابو حنیفہ کی مشہور ہوئی جیسا کہ کہا ''بستان المحدثین'' میں:

''بر ہر عاقل پوشیدہ نمی ماند کہ مرویات شخص از رطب و یابس مجموع و مخلوط می باشد۔ تا وقتیکہ خود آن شخص کہ اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم۔ آں مخلوط را متمیز نہ کند و بار ہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ نماید و شاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود؟ و تفصیل این اجمال آنکہ مسند حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کہ بالفعل مشہور است تالیف قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی است۔ کہ در سنہ شش وصد و ہفتاد و چہار آن را رائج ساختہ مسانید امام اعظم را کہ علماء سابق پرداختہ بودند دریں جمع کردہ بزعم خود ہیچ چیز را از مرویات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ترک نہ کردہ۔ پس ایں مسند را نسبت بحضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کردن ازاں باب است کہ مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نسبت بحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نمایم و از تصانیف ایشاں انکار یم و آں از مغالطہ پیش نیست۔'' [36]

خلاصہ تقریر مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی ''بستان المحدثین'' سے نقل کی گئی۔ تو کیا جانے یہ غلطی اور درج کرنا حدیث موضوع کا اس میں کس جامع سے واقع ہوا۔

فقط اور عبد اللہ بن انیس قبل تولد امام کے چھبیس برس سن چون (۵۴) میں انتقال کر چکے تھے۔ کہ پیدائش امام کی چھبیس برس کے بعد اسی (۸۰) ھ میں ہوئی تھی۔ اور بنا بر بعضی روایات کے (جناب عبد اللہ بن انیس) (۷۴) ھ میں انتقال کئے ہیں۔ تو اس صورت میں تولد امام کا چھ برس پیچھے ہوا۔ چنانچہ حافظ الحدیث عسقلانی تقریب میں فرماتے ہیں:

عبدا للہ بن انیس الجھنی ابو یحی المدنی حلیف الانصار صحابی شھد العقبة واحدا و مات بالشام فی خلافة معاویة سنة اربع و خمسین و وھم من قال سنة ثمانین انتھی۔ [37]

---

[35] رد المحتار (مقدمه) ص ٤٤ ج ١

[36] بستان المحدثین مترجم در تذکرہ موطا امام اعظم ص ٥٠۔ (ملخصاً مفہوم یہ ہے کہ مسند احمد امام اعظم ابو حنیفہ کی تالیف نہیں بلکہ یہ ان کی طرف منسوب ہے اصل میں خوارزمی کی ہے)

[37] تقریب التهذيب ص ١٦٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور امام نووی تہذیب میں فرماتے ہیں:

قال ابن عبدالبر توفی سنة اربع و سبعین وقیل توفی سنة اربع و خمسین ۔ انتھی. (38)

تو جونسی روایت وفات میں اس عبداللہ کی اختیار کرو گے اسی سے تقدیم وفات اس کی کے امام کے تولد پر ثابت ہوگی تو پھر کس طرح کہہ سکو گے کہ امام نے قبل تولد کے ملاقات عبداللہ بن انیس کی حاصل کی ہے۔ اور ایک حدیث بھی سنی۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ عبداللہ بن انیس جو قبل تولد امام کے وفات پا چکے تھے عبداللہ جہنی تھے تو ہو سکتا ہے کہ امام کے ملاقاتی کوئی اور عبداللہ ہوں۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ جنہوں نے دعویٰ امام کی ملاقات کا عبداللہ بن انیس سے کیا ہے تو مراد ان کی وہی عبداللہ ہیں جو کوفے میں گئے تھے نہ کوئی اور عبداللہ۔ چنانچہ مولف کے کلام میں گزرا ہے کہ طحطاوی میں مندرج ہے کہ امام نے چودہ برس کی عمر میں عبداللہ بن انیس سے کوفے میں چورانوے (۹۴) کے بعد حدیث سنی ...الخ۔ اور ردالمحتار وغیرہ میں بھی ایسا ہی منقول ہے اور حال یہ ہے کہ وہ عبداللہ کوفے والے نہیں ہیں مگر جہنی کیونکہ سوائے ان کے اور کوئی عبداللہ بن انیس کوفے میں نہیں گئے۔ چنانچہ محقق ابن العابدین ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

واجیب بان ھذا الاسم لخمسة من الصحابة فلعل المراد غیر الجھنی ورد بان غیرہ لم یدخل الکوفة۔انتھی. (39)

اور اس حدیث کو جس کو مولف نے طحطاوی سے نقل کر کے کہا ہے کہ امام نے چودہ برس کی عمر میں کوفے میں چورانوے میں عبداللہ سے یہ حدیث سنی۔ اسی نظر سے کہ عبداللہ تو چون (۵۴) میں انتقال کر چکے تھے۔ پھر سن چورانوے میں ان سے کس طرح ملاقات ہوئی؟ اور اس نظر سے کہ جس سند سے وہ حدیث امام سے نقل کی گئی اس میں دو راوی مجہول الحال ہیں۔ محققین نے رد کر دیا ہے۔ چنانچہ محقق ابن العابدین ''ردالمحتار'' میں فرماتے ہیں:

واخرج بعضھم بسندہ الی الامام انه قال ولدت سنة ثمانین و قدم عبد الله ابن انیس صاحب رسول الله ﷺ الکوفة سنة اربع و تسعین ورایته و سمعت منه عن رسول الله حبك الشیء یعمی و یصم واعترض بان فی سندہ مجھولین و بان ابن انیس مات سنة اربع و خمسین انتھی. (40)

تو دیکھو کہ جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کے وفات پا چکے تھے۔ اور قطع نظر سب محققین کے کلام سے امام نواوی ہی کے قول سے تقدیم وفات ان دونوں کی تولد امام پر ثابت ہو رہی ہے۔ تو انصاف سے کہو کہ ان موتیٰ (فوت شدگان) سے ملاقات کا دعویٰ کرنا کیا مخالف عقل اور نقل کے ہے۔ اور نسبت اس کی طرف امام نواوی کی کیسا بہتان عظیم ہے۔ اور شیخ مولف کیسا شیر بہادر ہے کہ اکیلا عقل اور نقل دونوں سے لڑتا ہے۔ اور جناب مترجم صاحب نے دھوکا کھایا اس کے اعتماد پر۔

---

(38) تھذیب الاسماء رقم ترجمه ۲۸٦. ص۲٦۱ ج ۲ – الاستعاب برحاشیه الاصابه ص ۲۵۹ ج ۲

(39) رد المحتار (مقدمه) ص ٤٥ ج ۱

(40) رد المحتار (مقدمه) ص ٤٥ ج ۱ (امام ابوحنیفہ کی عبداللہ بن انیس سے روایت میں مجہول راوی ہیں اور عبداللہ ۵۴ء کو فوت ہو گئے تھے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عائشہ بنت عجرد کی ملاقات اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو اس کی ملاقات سے امام صاحب تابعی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ عائشہ بنت عجرد صحابیہ نہ تھیں۔ جیسے کہ شیخ الاسلام حافظ الحدیث و اسماء الرجال محمد بن احمد ابو عبداللہ ذہبی ترکمانی کے کلام سے جن کی جلالت شان اور علو مکان سے سب علماء ادنیٰ اور اعلیٰ واقف ہیں۔ اور شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانیؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ محقق ابن العابدینؒ ''ردالمحتار'' میں فرماتے ہیں:

قوله بنت عجرد اسمها عائشة واعترض بان حاصل كلام الذهبى وشيخ الاسلام ابن حجر العسقلانى ان هٰذه لا صحبة لها وانها لا تكاد تعرف۔انتهى. (41)

اور اسی نظر سے وہ حدیث جس کو مولف نے مروی امام کی عائشہ سے قرار دیا ہے وہ نامقبول ہے۔ چنانچہ محقق شامیؒ ''ردالمحتار'' میں فرماتے ہیں:

بذالك رد ما روى ان ابا حنيفة روى عنها هذا الحديث الصحيح "اكثر جند الله فى الارض الجراد لا اكله ولا احرمه" ابن حجر الهيثمى۔انتهى. (42)

اور واثلہ بن الاسقع کی ملاقات عقلاً محال نہیں تو محال عادتاً تو ہے۔ اور منقول نہ ہونا اس کا کسی امام ائمہ نقل میں سے مرجح دوسرا ہے۔ اور وجہ استحالہ عادی کی یہ ہے کہ واثلہ نے بقول متفق علیہ سن پچاسی (۸۵) میں ملک شام میں بیچ شہر دمشق کے وفات پائی ہے۔ اور امام صاحب اس زمانہ میں پانچ برس کے لڑکے تھے۔ اور یہ بات کہ امام صاحب پانچ برس کے لڑکے ہو کر دمشق میں واسطے ملاقات واثلہ کے تشریف لے گئے ہوں ثابت نہیں۔ اور عقل سلیم کو بھی اس سے انکار ہے کہ پانچ برس کے لڑکے سے یہ امر صادر ہو۔ اور سن وفات واثلہ کا اور محل انتقال کا تصریح سے کلام حافظ ابن حجر اور امام نواوی کے ظاہر ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں:

واثلة بن الاسقع بالقاف ابن كعب الليثى صحابى مشهور نزل الشام و عاش الى سنة خمس وهو ابن ثمانتسعين قاله ابو مسهر و قال سعيد بن خالد توفىٰ سنة ثلث و ثمانين وهو ابن مائة و خمس سنين۔ انتهى. (43)

ان روایات میں سے روایت متفق علیہا کو جس میں امام نواوی اور حافظ عسقلانی کا اتفاق ہے ہم نے اختیار کیا اور باقی دو روایتیں بھی ہمارے موافق ہیں۔ خاص کر تیسری روایت جو کہ سعید بن خالد سے مروی ہے بہت مفید ہے اس لئے کہ بنابر اس کے امام کی عمر وقت وفات واثلہ کے تین ہی برس کی ہوتی ہے۔ **کما لا یخفی**

اب باقی رہے عبداللہ بن جزء سوان سے بھی ملاقات امام کے چھیانوے (۹۶) میں جیسا کہ مولف اور اس کے متبع کو دعویٰ ہے عقلاً محال ہے۔ اس لئے کہ عبداللہ بن جزء نے چھیاسی میں مصر میں انتقال کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر ''تقریب'' میں فرماتے ہیں:

عبد الله بن الحارث بن جزء بفتح الجيم و سكون الزاى الزبيدى بضم الزاء صحابى

(41) رد المحتار (مقدمه) ص ٤٥ ج ١ (42) رد المحتار (مقدمه) ص ٤٥ ج ١ (43) تقريب التهذيب ص ٣٦٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حارث سكن مصر و هو اخر من مات بها من الصحابة سنة خمس او ست او سبع او ثمان و ثمانين والثانی اصح۔ انتهى. ㊹

اور یہی سن وفات کا عبداللہ کا محقق شامی نے اور شیخ ابن طاہر نے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ تو علی التحقیق امام صاحب نے کل چھ سال حیات سے عبداللہ بن جزء کے پائے اور امام چھٹے سال میں تھے کہ ابن جزء نے انتقال کیا پس کیوں کر تسلیم کیا جائے کہ پھر سولہ برس کے ہو کر سن چھیانوے میں عبداللہ سے ملاقات کی۔ اور دو حدیثیں سنیں تو دیکھو یہ کیسی غلطی فاحش اور خطا صریح مولف مذکور سے واقع ہوئی بنا بر عدم تمیز اور عدم اطلاع او پر کتب سیر محققین کے۔

بد نام کن نام نکو نام چند

چنانچہ اس دعوے کو بنظر اسی کذب بدیہی اور بہتان قطعی کے علماء محققین حنفیہ ہی نے رد کر دیا ہے۔ چنانچہ ابن العابدین حنفی ''رد المختار'' میں فرماتے ہیں:

واما ما جاء عن ابی حنيفة من انه حج مع ابيه سنة ست و تسعين وانه رای عبد الله هذا يدرس بالمسجد الحرام وسمع منه حديثا فرد ه جماعة منهم الشيخ قاسم الحنفى بان سند ذلك فيه قلب و تحريف و فيه كذب باتفاق وبان ابن جزء مات بمصر ولابى حنيفة ست سنين و بان ابن جزء لم يدخل الكوفة فى تلك المدة ابن حجر۔ انتهى. ㊺

اور شیخ ابن طاہر حنفی ''تذکرہ موضوعات'' میں فرماتے ہیں:

فى الذيل حدثنى عبد الله بن احمد ثنا محمد بن احمد اشعينى ثنى اسمعيل بن محمد ثنا احمد بن الصلت الحمانى ثنا محمد بن سماعة عن ابى يوسف عن ابى حنيفة قال حججت مع ابى ولى ست و عشرين سنة فمررنا بحلقة فاذا رجل فقلت من هذا قالوا عبد الله بن الحارث بن جزء فتقدمت اليه فسمعته يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول من نفقه فى دين الله كفاه الله تعالى همه و رزقه من حيث لا يحتسب فى الميزان ص ١٤١ ج ١ ان هذا كذب فابن جزء مات بمصر ولابى حنيفة ست سنين والافة من الحمانى قال ابن عدى ما رايت فى الكذابين اقل حياء مثله قال الدار قطنى كان يضع الحديث وقد وقع لنا هذا الحديث من وجه اخر وهو باطل ايضاً واخرجه ابن الجوزى فى الواهيات انتهى. ㊻

㊹ تقريب التهذيب ص ٣٦٨

㊺ رد المحتار (مقدمه) ص ٤٥ ج ١۔ (یہ روایت کہ ابو حنیفہ نے ٩٦ھ میں حج کیا تو مسجد حرام میں عبداللہ بن جزء کو درس دیتے دیکھا اور ان سے حدیث سنی۔ ایک جماعت نے اس روایت کو رد کیا ہے اس لئے کہ اس کی سند میں الٹ پلٹ اور تحریف ہے اور بالاتفاق جھوٹ ہے ابن جزء مصر میں فوت ہوئے اس وقت ابو حنیفہ کی عمر چھ سال تھی اور اس دوران عبداللہ بن جزء کبھی کوفہ میں بھی نہیں آئے)

㊻ تذكرة الموضوعات (الائمة الاربعة) ص ١١١ والعلل المتناهية ص ١٢٨ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لطیفہ : دعویٰ امام کی ملاقات کا جابر سے جو قبل تولد امام کے ایک سال یا دو سال انتقال کر چکے تھے اور ایسا ہی عبد اللہ بن انیس سے جو چھبیس برس پہلے تولد سے امام کے وفات پا چکے تھے۔ اور ایسا ہی ابن جزء سے سن چھیانوے (۹۶) میں حالانکہ وہ سن چھیاسی میں رحلت فرما چکے تھے۔ ایسے بدتمیزوں سے کچھ نئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شخص جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خضر علیہ السلام نے تیس برس میں امام سے علم حاصل کیا پانچ برس زندگی میں اور پچیس برس بعد موت کے قبر پر سے وہ بھی تو انہیں کا بھائی بے تمیز تھا۔ پھر اگر انہوں نے بھی دو تین مُردوں سے امام کی ملاقات کا دعویٰ کیا تو کچھ عجب نہیں کیونکہ تعصب اور بے تمیزی میں دونوں برابر ہیں۔ فتدبر

قال الحاصل امام نے بمصداق آیت کریمہ:

﴿السابقون الاولون من المهاجرين والا نصار والذين اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم و رضوا عنه واعد لهم جنت تجری تحتها الانهر﴾ ⑰

علم مفاخرت اور فضیلت کا اوپر ہر سہ مجتہدین کے بلند کیا کہ باقی مجتہدین میں یہ فضیلت نہیں پائی جاتی اسی لئے کہ امام مالک ترانوے یا چورانوے یا ستانوے سن میں پیدا ہوئے۔ اور لڑکپن میں مکہ میں تشریف لے جانا ان کا ثابت نہیں ہوتا کہ ابو طفیل سے ملاقات کا احتمال ہو۔ بلکہ ابن صلاح نے تصریح کی ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعین سے ہیں کہ کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ سن ڈیڑھ سو میں پیدا ہوئے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اور امام احمد بن حنبل شاگرد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں کہ ایک سو چونسٹھ میں پیدا ہوئے۔ پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ سب مجتہدین سے نہایت ہی بڑا ہے۔

اقول امام صاحب اس آیت کے مصداق تب ہوتے جب کہ تابعی ہوتے۔ اور اس حال کا خوب روشن ہو گیا تو فضیلت امام کی باقی تینوں مجتہدوں پر اگر تابعی ہونے کی نظر سے تھی تو نہ رہی۔ پھر تابعی نہ ہونے میں چاروں برابر ہیں اور باوجود تابعی نہ ہونے کے اتباع باحسان میں عموماً داخل ہیں۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے:

﴿والذين اتبعوهم باحسان اللاحقون بالسابقين من القبيلتين او من اتبعوهم بالايمان والطاعة الى يوم القيامة(انتهى)﴾ ⑱

اب اگر کہو کہ امام کی فضیلت بعض حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے جیسا کہ جناب مولف نے کہا ہے کہ "تبییض الصحیفۃ" میں سیوطی نے لکھا ہے کہ امام کی فضیلت میں یہ حدیث صحیح بخاری کی کافی ہے۔

لو کان الایمان عند الثریا لنا له رجال من فارس. ⑲

---

⑰ التوبه ۱۰۰۔ (مہاجرین اور انصار میں سے پہلے سبقت لے جانے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ پر راضی اور ان کے لئے اللہ نے جنت تیار کی ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں)

⑱ انوار التزیل المعروف تفسیر بیضاوی (سورت التوبه ۱۰۰) ص ۳٤٦ ج ۲۔ (وہ لوگ جنہوں نے سابقون صحابہ کی نیکی کے ساتھ پیروی کی وہ سابقون کو جنہوں نے دونوں قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی یا وہ لوگ ہیں جو قیامت تک اطاعت اور ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کریں گے)

⑲ تبییض الصحیفه ص ۸۔ (اگر ایمان کہکشاں کے بھی پاس ہو تو فارس کے چند لوگ اسے حاصل کر لیں گے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو بھی باقی اور اماموں پر فضل نہیں ثابت ہوتا۔ کیونکہ اور ائمہ بھی کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث: یو شك ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینة. (50) کی جو کہ ترمذی نے روایت کی ہے مصداق ہو سکتے ہیں جیسا کہ عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ سے جو راوی ہیں اس حدیث کے ترمذی نے روایت کی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ امام نووی نے ان احادیث کو تہذیب میں خوب تفصیل سے وارد کیا ہے۔ طالب تفصیل کو چاہیے کہ ''تہذیب'' کو ملاحظہ کرے۔ اور اگر کہو کہ ان احادیث مذکورہ بالا میں تو نام کسی کا بھی نہیں اور مصداق ہونا کسی امام کا مثلاً ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یا شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ان احادیث میں تو تجویز اور فرع اپنے اپنے عقیدہ کی ہے۔ لیکن ابوحنیفہ کی فضیلت میں بعض ایسی حدیثیں ہیں جو ان میں اسم مبارک پر ان کی تنصیص اور تصریح ہے۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے۔:

یکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة وھو سراج امتی۔ (51)

اور ایک میں یوں آیا ہے:

سیاتی بعد رجل یقال له النعمان بن ثابت الکوفی و یکنی بابی حنیفة لیحسن دین الله و سنتی علی یده. (52)

اور ایک میں یوں فرمایا ہے:

یخرج فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة و بین کتفیه خال یحی الله تعالیٰ علی یده سنتی. (53)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

الا انبئکم برجل من کوفتکم ھذه یکنی بابی حنیفة قد ملئی قلبه علما و حکما و سیھلك به قوم فی اخر الزمان الغالب علیھم التنافر یقال لھم البنانیة کما ھلکت الرافضة بابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما (54)

اور یہ دو روایتیں اخیر کی مولف نے نقل کی ہیں۔ سو یہ بات کسی کو سوائے امام صاحب کے میسر نہیں تو اوروں پر فضل ثابت ہوا۔ تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ سب واہیات مفتریات اور موضوعات ہیں اور واضعین اس کے مصداق ہیں اس حدیث کے:

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار. (55)

اور ناقلین ان کے اگر باوجود علم بالوضع کے ان کو نقل کئے ہیں تو فاسق ہیں بالاجماع کیونکہ روایت کرنا حدیث

---

(50) ترمذی باب ما جاء فی عالم المدینه ٢٦٨٠ (51) تاریخ بغداد ص ٣٣٥ ج ١٣۔ جامع المسانید ص ١٤ ج ١۔ کتاب الموضوعات ص ٣٥٥ ج ١۔ اللآلئی المصنوعه ص ٤١٧ ج ١۔ الفواعد المجموعه ص ٤٢٠۔ تذکرۃ الموضوعات ص ١١١۔ اللولوء المرصوع ح ٧۔ کتاب المجروحین ص ٤٦ ج ٣۔ میزان الاعتدال ص ١٠٦ ج ١۔ لسان المیزان ص ١٩٣ ج ١

(52) تاریخ بغداد ص ٢٨٩ ج ٢۔ جامع المسانید ص ١٦ ج ١۔ کتاب الموضوعات ص ٣٣٥ ج ١۔ اللآلی المصنوعه ص ٤١٧۔ تنزیه الشریعه ص ٣٠ ج ٢۔ میزان الاعتدال ص ٦٦ ج ٤۔ الکامل ص ١٨٢ ج ١

(53) جامع المسانید ص ١٨ ج ١ (54) جامع المسانید ص ١٧ ج ١ (55) بخاری ص ٢١ ج ١ مسلم ص ٧ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوع کا حرام ہے اتفاقاً۔ اور اگر بہ سبب جہل کے ان کے موضوع ہونے سے نقل کیے ہیں تو جاہل اور مغرور ہیں اور موضوع ہونا ان واہیات کا اس کے الفاظ اور معنی سے ظاہر ہے۔ اور محدثین نے بھی تنبیہ کی ہے۔ چنانچہ نور الدین علی کتاب ''مختصر تنزیه الشريعة المرفوعة عن الا خبار الشنيعة الموضوعة'' میں فرماتے ہیں:

بعد رجل يقال النعمان بن ثابت ويكنى ابا حنيفة (ليحيين دين الله وسنتي على يده (خط) من حديث انس من طريق ابان و عنه ابو المعلى بن المهاجر مجهول وعنه سليمان بن قيس كذالك وعنه محمدبن يزيد بن عبدالله السلمي متروك (عد)ووجد من طريق الجوئبارى وناهيك به كذابا. (56)

اور قبل اس عبارت کے فرماتے ہیں:

حديث يكون في امتى رجل؛ يقال له محمد بن ادريس اضرعلى امتى من ابليس ويكون في امتى رجل يقال له ابو حنيفة وهو سراج امتى فامامن حديث انس وفقيه احمد الجوئبارى وعنه مامون السلمي واحدهما وضعفه وذكر الحاكم في المدخل ان مامونا قيل له الاترى الشافعي ومن تبعه الى خراسان فقال حدثنا احمد الى اخره فبان بهذا انه الواضع له فعليه من الله مايستحقه وجعلوه ايضاً من حديث ابى هريره اخرجه الخطيب من طرق بن محمد بن سعيدالمروزى البورقى وقال الحاكم والخطيب وهو من وضعه۔انتهى. (57)

اور قاضی محمد بن علی الشوکانی ''کتاب الفوئد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ'' میں فرماتے ہیں:

ويكون في امتى رجل يقال له ابوحنيفة وهو سراج امتى وهو موضوع وفي اسناده وضاعان مامون السلمي واحمد بن عبدالله الجوئبارى والوضع له احدهما ۔انتهى. (58)

اور شیخ ابن طاہر ''تذکرہ موضوعات'' میں فرماتے ہیں:

قال الصغانى سراج امتى ابوحنيفة موضوع ۔انتهى. (59)

اور علامۃ الدہر رئیس المحدثین فی عصرہ مجد الدین صاحب قاموس ''سفر السعادت'' میں فرماتے ہیں:

''در فضائل امام ابی حنیفہ و امام شافعی رضی اللہ عنہما و ذم ایشاں چیزے صحیح ثابت نشدہ و ہر چہ در آں معنی مذکور است مجموع مفتری در موضوع است۔ انتہی'' (60)

---

(56) تنزيه الشريعه ص ٣٠ ج ٢ كشف الخفاء ص ٣٣ ج ١ وقال موضوع

(57) تنزيه الشريعه (منقب و مثالب فصل اول) ص ٣٠ ج ٢۔ (58) الفوائد المجموعه ص ٤٢٠ رقم ١٨٥

(59) تـذكرة الموضوعات (باب الائمة الاربعة) ص ١٠١ ان تمام عبارات کا ملخص ترجمہ یہ ہے کہ میرے بعد ایک شخص آئے گا جسے نعمان ابوحنیفہ کہا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دین کو زندہ کرے گا یہ روایت جھوٹ اور کذب ہے اس کے تمام طرق میں کذاب راوی ہیں اس کو مامون سلمی اور عبداللہ جوئیباری جیسے کذابوں نے وضع کیا ہے اور بلاشبہ یہ روایت من گھڑت ہے۔ (60) سفر السعادت فارسی مع شرح عبدالحق ص ٥٢٣. ابوحنیفہ اور شافعی کی فضلیت میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں اس بارہ میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب جھوٹ اور من گھڑت ہیں.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ائمہ اربعہ میں سے حضرت کو دوسرے پر تفضیل کلی نہیں سب حضرات انصار الدین اور مقتدائے شرح متین تھے اس لئے میزان الشعرانی میں کہا ہے: **الائمة کلهم علی هدی من ربهم** (61)

اور کسی صاحب میں کچھ فضل تھا اور کسی میں کوئی فضیلت تھی مصرع:

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

تنبیہ اس قول کی ایسے انداز پرداز پر لکھی گئی ہے کہ اس میں باقی بعض اقوال سے بھی جواب ہوگیا ہے جو شخص ادنی بھی فہم رکھتا ہوگا اس ردکو اس کے باقی کلام پر منطبق کرے گا۔

قال اور امام کا قول ہے کہ فرمودہ حضرت ﷺ کا اور صحابہ کا سر آنکھوں ہماری پر۔ اور قول تابعین کا ہمارے قول کے برابر ہے اعنی ان کا قول ہم پر حجت نہیں ہے (62) اس قول سے بھی تابعی ہونا ثابت ہے۔

اقول اگر عدم تسلیم سے امام کے قول کو تابعین کے امام صاحب کا تابعی ہونا ثابت ہو تو چاہیے کہ کرخی کو اور دبوسی کو اور شافعی کو اور ایک جماعت عظیمہ کو علمائے اصول سے صحابی کہہ دیں کیونکہ شافعی سے بنا بر قول جدید اور ان تمام سے جن کا نام گزرا ہے یہ مروی ہے کہ قول صحابی کا کہ جس میں رائے کو دخل ہو ہم پر حجت نہیں۔ جیسا کہ "مغتنم" وغیرہ میں لکھا ہے" حالانکہ ان لوگوں کو کوئی شخص صحابی نہیں کہتا تو چاہیے کہ امام کو بھی تابعی نہ کہو بہ سبب انکار ان کے تسلیم سے قول تابعی کے۔" فافہم

قال پھر ایک روز لڑکوں نے امام صاحب کو دیکھ کر کہا یہ شخص ہزار رکعت ہر شب میں پڑھتا ہے اور تمام شب بیدار رہتا ہے اور اس روز سے آپ ہزار رکعت پڑھتے تھے اور تمام شب جاگتے تھے۔ طحطاوی میں نقل ہے کہ جس مقام پر امام صاحب نے وفات پائی ہے وہاں ستر ہزار ختم کئے تھے۔ تاریخ بغداد میں خطیب صاحب نے لکھا ہے تیس یا چالیس برس تک امام صاحب نے ایک ہی وضو سے نماز عشاء اور صبح کی پڑھی ہے (63)

اقول یہ سب واہیات ہیں اور موجب ذم کا ہے نہ یہ کہ مدح کا باعث ہو اور جناب حضرت امام کی تو یہ شان نہیں ہے کہ ایسی تکلیف شاق اور بدعات کو انکی طرف منسوب کیا جائے اور دلیل بدعت ہونی اس عبادت کی یہ ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ عمر بھر میں کبھی شب کو تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل نہیں پڑھے اور نہ کبھی تمام شب جاگے بلکہ ایک ثلث جاگتے اور دو ثلث سوتے اور اس پر زیادتی کرنے والے کو فرماتے کہ یہ شخص میری سنت سے نفرت کرتا ہے اور یہ ہم میں سے نہیں اور ایسا ہی ختم کرنا قرآن کا بھی سات دن کے ورے درست نہیں رکھتے اور فرماتے کہ تین دن سے کم مدت پڑھنے والا قرآن کو سمجھتا ہی نہیں۔ چنانچہ روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے:

قال قال رسول الله ﷺ احب الصلوة الی الله صلوة داؤد واحب الصیام الی الله صیام داؤد کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثه وینام سدسه ویصوم یوما ویفطر یوما رواه الشیخان. (64)

---

(61) المیزان الکبری ص ۳۶ ج ۱ (62) تفصیل "مقلدین ائمہ کی عدالت میں" فرمائیں

(63) تاریخ بغداد ص ۳۵ ج ۱۳ (64) بخاری کتاب التهجد من نام عندالسحر ح ۱۱۳۱۔

(اللہ تعالی کے ہاں سب سے پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی ہے وہ نصف رات سوئے اور ثلث رات قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورروایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے:

قالت کان رسول الله ﷺ ینام اول الیل ویحیی اخره ثم ان کانت له حاجته الی اهله قضی حاجة ثم ینام وان کان عندالنداء الاول جنبا وثب فافاض علیه الماء وان لم یکن جنبا توضاء للصلوٰة ثم صلی رکعتین رواه ایضا الشیخان ⑥⑤

اورروایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں:

ولا علم ان النبی ﷺ قراء القرآن کله فی لیلة ولا قام لیلة کاملة الصباح ولاصام شهرا کا ملاغیر رمضان الحدیث رواه النسائی ⑥⑥

اورروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں

ان النبی ﷺ بعث الی عثمان بن مظعون فجاء۔ فقال یا عثمان ارغبت عن سنتی قا ل لا والله یا رسول الله ولکن سنتك اطلب قال فانی انام واصلی واصوم وافطر وانکح النساء فاتق الله یاعثمان فان لا هلك علیك حقا وان لضیفك علیك حقا وان لنفسك علیك حقا فصم وافطر وصل ونم رواه ابوداؤد. ⑥⑦

اورروایت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں:

انه قال اخبر رسول ﷺ انی اقول والله لا صومن النهار ولا قومن اللیل ماعشت فقال رسول الله ﷺ انت الذی تقول ذالك فقلت له بابی وامی قد قلته یارسول الله ﷺ قال فانك لاتسطیع ذلك فصم وافطر ونم وقم صم من الشهر ثلثة ایام فان الحسنة بعشر امثالها وذلك مثل صیام الدهر فال قلت فانی اطیق افضل من ذلك قال فصم یومین قال قلت فانی اطیق افضل من ذلك قال علیه السلامؑ فصم یوماً وافطر یوماً فذلك صیام داؤد علیہ السلام وهو اعدل الصیام وفی روایة افضل الصیام فقلت فانی اطیق افضل من ذلك فقال رسول الله ﷺ لا افضل من ذلك ⑥⑧

وزاد فی روایة فان لجسدك علیك حقا وان لزوجك علیك حقا وان لزورك علیك حقا وفی روایه اخری له الم اخبر انك تصوم الدهر وتقراء القرآن فی کل لیلة فلقت یا نبی الله وانی لم اردبذلك الاخیرا وفیها وقال واقراء القرآن فی کل شهرٍ قال قلت یانبی الله انا اطیق افضل من ذلك قال فاقراء ه فی سبع لا تزد علی ذلك الحدیث رواه الشیخان. ⑥⑨

---

⑥⑤ بخاری باب الدعاء والصلوة من آخر اللیل ح ۱۱۴۶۔ مسلم باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی فی اللیل ح ۱۷۲۸

⑥⑥ نسائی باب صوم النبی ح ۲۳۱۵۰۔ ابن ماجه باب فی کم یستجب یختم القرآن ۱۳۴۸

⑥⑦ ابوداؤد باب ما یومو من القصد فی الصلوة ج ۱۳۶۹۔ مسند احمد ص ۲۶۸ ج ۶

⑥⑧ بخاری باب صوم داؤد ح ۱۹۷۶۔ مسلم باب النهی عن صوم الدهر لمن تفرد ج ۲۷۲۹ تا ۲۷۴۳

⑥⑨ بخاری باب صوم داؤد ح ۱۹۷۶۔ مسلم باب النهی عن صوم الدهر لمن تفردبه ج ۲۷۲۹ تا ۲۷۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

قال یا رسول اللہ ﷺ فی کم اقراء القرآن قال فی شهر قال فانی اقوی من ذلك ردد الكلام ابو موسی وتناقصه حتی قال اقراء۔ فی سبع قال فانی اقوی من ذلك قال لا يفقه من قرء القرآن۔ فی اقل من ثلث رواه ابو داؤد۔⑩

اور روایت ہے انس سے:

قال جاء ثلاثة رهط الی بيوت ازواج النبی ﷺ يسئلون عن عبادة النبی ﷺ فلما اخبروا كانهم تقالوها فقالوا اين نحن من النبی ﷺ قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فقال احدهم اما انا فاصلی الليل ابدا وقال آخر انا اصوم الدنهارا ابدا هر ولا افطر وقال اخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا فجاء اليهم رسول الله ﷺ فقال انتم الذين قلتم كذا وكذا اما والله انی لا خشاكم لله واتقاكم له لكنی اصوم وافطر واصلی وار قد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فليس منی رواه الشيخان⑪

قال سلمان لابی الدرداء نم فلما كان اخر الليل قال قم سلمان الان قم فانی البنی ﷺ فذكر ذلك له فقال له النبی صدق سلمان⑫

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت كانت عندی امراة بنی اسد فدخل علی رسول الله فقال من هذه قلت فلانة لا تنام الليل تذكر من صلاتها فقال مه عليكم ما تطيقون من الاعمال فان الله لا يمل حتی تملوا رواه البخاری فی باب ما يكره من التشديد فی العبادة ⑬

مالك عن اسمعيل بن ابی حكيم انه بلغه ان رسول الله ﷺ سمع امراة من الليل تصلی فقال من هذه فقيل له هذه الخولاء بنت تويت لاتنام الليل فكره رسول الله ﷺ ذلك حتٰی عرفت الكراهية فی وجهه ثم قال "ان الله تبارك وتعالی لا يمل حتی تملوا اكلفوا من العمل مالكم به طاقة" رواه مالك فی موطا. ⑭

پس اہل بصیرت اور صاحبان فطانت پر بسبب ملاحظہ ان احادیث مذکورہ بالا کے بدعت ہونا مواظبت تمام شب کے جاگنے کا اور ساتھ مداومت کے رات بھر میں ہزار رکعت پڑھنے کا کہ اس میں طرح طرح کی مشقت اور تکلیف اور سختی پائی جاتی ہے اور ستر ہزار قرآن ختم کرنے کا جو ستر برس کی عمر میں بعد منہا (خارج) کرنے چار پانچ سال طفولیت کے تین ختم تخمیناً ہر روز میں ہوتے ہیں۔

اور ایک وضو سے عشاء اور فجر کی نماز پڑھنے کا ظاہر ہے ایسی بدعات کو جناب امام کی طرف ہرگز نسبت کرنی نہ چاہئے کیونکہ امام صاحب لحاظ سنت کا بہت رکھتے تھے اور برخلاف سنت کے نہیں کرتے تھے علاوہ بدعت ہونے اس

---

⑩ ابوداؤد فی کم یقرأ القرآن ج ۱۳۹۰۔ مسند احمد ص ۲۲۰ و ۲۰۱ و ۲۱۵ ج ۲۔ (اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں جس نے تین جن سے کم میں ختم کیا)

⑪ بخاری باب الترغیب فی النکاح ح ۵۰۶۳ مسلم باب استجلب النکاح لمن ثاقت نفسه ج ۲۴۰۳۔

⑫ بخاری کتاب الصیام ح ۱۹٦۸ ⑬ بخاری کتاب التھجد باب ۱۸ ج ۱۱۵۱۔ ⑭ موطا مع ضوء السالك کتاب صلوة اللیل ص ۷۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کے سے تو یہ عبادت عقلاً بھی دشوار ہے اس لئے کہ تمام رات کے درجہ اوسط میں بارہ گھنٹے ہوتے ہیں اور چار گھنٹے اس میں سے منہا (خارج) کرنے چاہیں تین گھنٹہ اول شب کے کہ ان میں کھانا پینا شب کا اور استنجا' طہارت اور وضوء اور نماز عشاء کی ادا ہو اور ایک گھنٹہ آخر سے شب کے کہ اس میں وقت فجر کی آمد ہوتی ہے اور نوافل نہیں پڑھے جاتے تو باقی رہے آٹھ گھنٹے تو ان میں اگر ہزار رکعت پڑھتے تھے تو فی گھنٹہ سوا سو رکعت پہلی اور ادائے سوا سو رکعت کے کا مع اَدائے ارکان یعنی رکوع و سجود و قیام و قعدہ و قوما جلسہ اور قرات کے اور مع لحاظ واجبات اور سنن اور مستحبات ایک گھنٹہ کی معیاد میں عقل تسلیم محال جانتی ہے ہاں اگر یہ کہو کہ اس کیفیت سے پڑھتے تھے کہ بعد تحریمہ کے قرأۃ بقدر مدھاتان کر کے رکوع سجود میں اشارۃً ذرا سر کو جھکا کر رکعت پوری کرتے تھے تو البتہ امکان ہے لیکن یہ کیا عبادت ہوئی اور اس میں کیا تقرب اور ثواب ہوا اور ایسا ہی ستر ہزار ختم جس کے تخمیناً تین ہر روز ہوتے ہیں بھی دشوار ہے اس لئے کہ امام صاحب کاروبار تجارت بھی کرتے تھے جیسا کہ کلام میں ابن طاہر کے جو مجمع البحار میں سے نقل کیا گیا ہے۔ گزر چکا ہے اور اجتہاد مسائل بھی کرتے تھے اور بعد اجتہاد کے مباحثہ کے اور مشورہ شاگردوں سے کرتے تھے اور تعلیم و تعلم میں بھی شاغل رہتے تھے پس بایں ہمہ ہر روز تین ختم قرآن کے کس طرح کرتے ہونگے؟ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ کرامت سے تین ختم ہر روز کرتے تھے اس لئے کہ کرامت تو ایک امر اتفاقی ہے کہ خارق عادت کے ہوتی ہے نہ مدامی اور عادی' حالانکہ یہ شعار امام کا بقول خصم کے مدامی تھا تو خوب ثابت ہوا کہ ایسی شاذ عبادت شرعاً بدعت ہے اور عادۃً دشوار ہے اور نسبت کرنا اس کا طرف جناب امام کے اچھا نہیں۔ اور شان حضرت امام کی اس سے بلند تر ہے اور ثواب کثیر اتباع سنت میں ملتا ہے نہ زیادہ مشقت اٹھانے میں جیسا کہ حضرت قاضی ثناء اللہ مرحوم ترجمہ ارشاد الطالبین وغیرہ میں ارشاد فرماتے ہیں اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرھما حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

ومنها التشددو حقيقة اختيار عبادات شاقة لم يامر بها الشارع كدوام الصيام والقيام والتبتل وترك التزوج وان يلتزم السنن والآداب كالتزام الواجبات وهو حديث نهى النبى ﷺ عبدالله بن عمرو و عثمان بن مظعون عما قصدا من العبادات الشاقة وهو قوله ﷺ لن يشاد الدين احد الاغلبه فاذا صار هذاالمتعمق او المتشدد معلم قوم ورئيسهم ظنوا ان هذا امر الشرع ورضاه وهذا داء رهبان اليهود والنصارىٰ انتهى كلام فى باب احكام الدين من التحريف[75]

وعن عائشة رضی اللہ عنہا قالت كان رسول الله ﷺ اذا امر هم امرهم من الاعمال بما

---

(75) حجة الله البالغه (احكام الدين من التحريف) ص ۱۲۰ ج ۱ ☆ بخاری حدیث ۲۰۔ دین میں تشدد کرنا اور مشکل ترین عبادات جن کے کرنے کا شریعت نے حکم نہیں دیا کو اختیار کرنا جیسا کہ ہمیشگی کا روزہ رکھنا اور نکاح نہ کرنا اور سنن و آداب کو واجبات کی طرح نذر سر پکڑنا عبداللہ بن عمر اور عثمان بن مظعون کی حدیث میں اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور فرمایا۔ دین میں سختی کو پسند نہیں کرنا مگر وہ دین اس پر غالب آ جاتا ہے جب تشدد پسند قوم کا معلم اور رئیس بن جائے تو لوگ اس کے امر کو شریعت خیال کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یطیقون قالوا انا لسنا کهیئتك یا رسول الله ﷺ ان الله قد غفرلك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فیغضب حتی یعرف الغضب فی وجهه ثم یقول ان اتقاکم واعلمکم بالله انا" کما رواہ البخاری فی کتاب الایمان (76)

اور صاحب فتح الباری نے اس حدیث کے نو فائدے لکھے ہیں منجملہ اس کے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ:

الثالثه الوقوف عند ماحد الشارع من عزیمة ورخصة والا عتقاد ان الاخذ بالارفق الموافق للشرع اولی من الاشق المخالف له" انتهی ما فی فتح الباری مختصرا (77)

پس مداحین جو کچھ قصہ واہیہ بلا سند صحیح کے فضیلت میں امام صاحب کی نقل کرتے ہیں امام صاحب تک ساتھ سند صحیح متصل مسلسل کے نہیں پہنچتا اور نیز مخالف سنت کے ہو اور شان امام کی بھی اس کو متقضی نہ ہو تو پایہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اخبار میں سند صحیح متصل لازم ہوئی وقبول کرنے میں اس کے نزدیک فقہاء اور محدثین کے اور یہ سند صحیح متصل الاسناد یہاں پائی نہیں جاتی پھر کیوں کر قابل اعتماد کے ہو اب اہل انصاف سر رشتہ عدل کا ہاتھ سے نہ دیں اور خوب غور وفکر کر کے مطابق اس آیت کریمہ کے:

﴿اعدلوا هو اقرب للتقوٰی﴾ (78) (انصاف کرو یہی تقوی کے زیادہ قریب ہے.)

اظہار حق میں چشم پوشی نہ فرمادیں کہ حق اور باطل میں امتیاز ہو جائے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

(76) بخاری کتاب الایمان باب قول النبی انا اعلمکم بالله ج ٢٠

(77) فتح الباری ج ٢٠ ص ٧١ ج ١. تیسرا فائدہ یہ ہے کہ شریعت نے جو عزیمت اور رخصت کی حد مقرر کی ہے اسی پر توقف کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وف اور نرمی پر عمل کرنا شریعت کے زیادہ موافق ہے لمشکل امر اور بر عمل کرنے سے۔

(78) المائدہ ٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال باب دوسرا :

بیچ بیان تقلید ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہ کے

فرماتا ہے اللہ تعالیٰ:

﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾ ①

''یعنی پس پوچھو ان سے جو اہلیت ذکر کی رکھتے ہیں اگر نہیں جانتے ہو تم''

پس یہ آیت ساتھ اجماع امت کے مخصص اور ظنی ہے اس لئے کہ ہرگز اہل سنت اجازت نہیں دیتے ہیں کہ پیروی کی جائے روافض وخوارج کی اور اسی طرح روافض وغیرہ بھی نہیں اجازت دیتے ہیں کہ پیروی کی جائے اہل سنت کی پس اجماع ہوا امت کا اوپر تخصیص اس آیت کے پس ہوئی یہ آیت مخصص اور ظنی الدلالۃ۔

اقول اصل غرض مولف کی عقد باب ثانی سے اثبات وجوب تقلید مجتہد معین ہے لیکن دعوٰی تخصیص مذاہب اربعہ کو محض واسطہ بتایا ہے تو سنو کہ مقصود مولف کا اس دعوٰی سے کہ یہ آیت مخصص ہے بالا جماع اور ظنی الدلالۃ ہے یہ کہ جب ایک دفعہ ظنی ہو چکی اب تو جتنی تخصیص چاہیں گے کیا کریں گے تو کہ تخصیص ایک مذہب خاص کی ثابت ہو جائے تو سنو کہ دعوٰی تخصیص کا اور ظنی الدلالۃ ہونے اس آیت کا غلط اور بے اصل ہے اس لئے کہ لفظ اہل کا اس آیت میں اپنے عموم پر ہے اور اس کی تخصیص پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے نہ تو کتاب اللہ اور نہ تو حدیث متواتر یا مشہور یا خبر واحد اور نہ قیاس صحیح کسی مجتہد کا اور نہ کوئی قرینہ عقلی جس سے عموم آیۃ میں استحالہ معلوم ہو سو پھر اگر تخصیص کی جائے تو تخصیص اس کی بلا مخصص ہو گی اور تخصیص بلا مخصص نسخ کرنا ہے کتاب اللہ کو جیسا کہ عبارت شرح ابن الحاجب کی سے معلوم ہو گا اور ممنوع ہے باتفاق امت محمدیہ کے کیونکہ ارفع ہے امان لغت اور شرع سے یعنی جو لفظ باعتبار لغت یا شرع کے عام ہونے پر دلالت کرتا ہو اور کوئی دلیل شرعی اس کے خاص ہونے پر قائم نہیں ہے پھر جو کوئی اپنے فہم مجرد سے بلا دلیل اس کو خاص کر ڈالے تو اعتبار لفظ عموم کا از روئے لغت اور شرع کے جاتا رہے اور احکام شرعی درھم برہم ہو جائیں اور یہ بات مخالف اہل زبان اور اہل شرع کے ہے تو بلا قرینہ لفظ عام خاص نہیں ہو سکتا اور مولف لفظ اہل کہ عام ہے بلا دلیل خاص کرتا ہے تو اس میں مخالفت اہل لغت اور شرع کی لازم آئے گی اور یہ مخالفت ممنوع ہے چنانچہ صدر الشریعۃ توضیح میں فرماتے ہیں:

ولو جاز ارادالبعض بلا قرينة لا رتفع الامان عن اللغة و الشرع بالكلية لان خطابات الشرع عامة انتهىٰ. ②

''اگر بغیر قرینہ کے بعض معنوں کا ارادہ کر لینا جائز ہوتا تو لغت اور شرع سے بالکل امن اٹھ کیونکہ خطابات شرع کے عام ہیں ہو چکی عبارت توضیح کی۔''

اور علامہ تفتازانی تلویح میں فرماتے ہیں:

فتقريره انه لو جاز ارادة بعض مسميات العام من غير قرينة لا رتفع الامان عن اللغة

---

① النمل ٤١ ②التوضيح بحث حكم العام ص ٣٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لان کل ماوقع فی کلام العرب من الا لفاظ العامة یحتمل الخصوص فلا یستقیم ما یفهمه السامعون من العموم وعن الشرع لان عامة خطابات الشرع عامة فلو جوزنا ارادة البعض من غیر قرینة لما صح فهم الاحکام بصیغة العموم انتھیٰ. ③

تقریر اس کی یہ ہے کہ اگر جائز ہوتا ارادہ رکھنا کچھ افراد عام کا بغیر قرینہ کے تو اٹھ جاتا امن لغت سے' کیونکہ جتنے عام لفظ ہیں جو زبان میں بولے جاتے ہیں سب میں خاص ہو جانے کا احتمال ہے اس لئے وہ معنی ٹھیک نہ رہیں گے جو عام لفظوں سے سننے والوں نے سمجھے ہیں اور شرع سے بھی امن اٹھ جاتا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہیں اس حالت میں اگر جائز رکھیں ہم ارادہ بعض معنوں کا بغیر قرینہ کے تو ہرگز عام لفظ سے احکام کا سمجھنا صحیح نہ رہیگا''۔ ہو چکی عبارت تلویح کی۔

بلکہ یہ تخصیص بلا مخصص عادت یہود اور نصاریٰ کی ہے کیونکہ وہ لوگ عمومات توریت اور انجیل کی بلا مخصص شرعی تخصیص کر لیا کرتے تھے چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

انما اھلك الذین قبلکم انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیه الحد رواہ البخاری و مسلم عن عائشة عن النبی ﷺ فی تمام قصة المراۃ المخزومیة. ④

''اگلے لوگوں کی ہلاکت کا یہی سبب ہے کہ ان میں سے جب کوئی عزت دار آدمی چوری کرتا تھا تو وہ اس کو بری کر دیتے تھے اور جب کوئی غریب چوری کرتا تھا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔'' روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی مخزومیہ عورت کے قصہ میں۔''

آج تک کسی ایک فرد نے بھی یہ دعوٰی نہیں کیا کہ یہ آیت مخصص ہے اور پھر اجماع کے کیا معنے؟ اور مولف کے دعوٰی اجماع کو جو محض بے بینہ (بے دلیل) اور بے سند ہے کون سنتا ہے؟ اور جو کچھ مولف نے کہا ہے اہل سنت اجازت نہیں دیتے کہ پیروی کی جائے روافض کی اور ایسا ہی بالعکس اس سے اجماع تخصیص پر لفظ اہل کے اس آیت میں نہیں نکلتا ہے اس لیے کہ اجازت نہ دینا سنیوں کا واسطے اتباع روافض کے اور اجازت نہ دینا رافضیوں کا واسطے اتباع اہل سنت کے مبنی اس پر نہیں ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا مصداق جان کر پھر اپنی تخصیص کرتا ہے بلکہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا مصداق ہی نہیں جانتا اور اس میں داخل ہی نہیں رکھتا اور جبکہ اپنے مقابل کو اہل ذکر میں داخل نہ مانا تو حاجت اس کے خارج کرنے کی اور اپنے فرقے کو خاص کرنے کی کہاں ہوئی۔

تقریر مفصل اس کی فرقہ اہل سنت کی طرف سے کی جاتی ہے اہل سنت کہتے ہیں کہ اہل ذکر ہم ہی ہیں۔ اور کسی پر فرقہ ضالہ سے اہل ذکر صادق نہیں آتا اس لئے کہ وہ لفظ ذکر کا جو کہ مضاف الیہ لفظ اہل کا ہے فی نفسہ مطلق تو شامل تھا ذکر حق صریح کو بھی اور ذکر باطل محض کو بھی اور ذکر مخلوط اور مشوب بہ ہوائے نفسانی کو بھی لیکن اس آیت میں مقید ہے اور ساتھ قید حق ہے اور باعث اس تقلید پر آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ بھی ہیں اور عقل نیز تائید کرتی ہے: قال اللہ تعالیٰ:

③ التلویح مع التوضیح مبحث حکم العام ص ۲۰۲ ج ۱ ④بخاری احادیث الانبیاء باب ۵۴ ح ۳۴۷۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ذالك بان الله نزل الكتاب بالحق﴾ ⑤

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ سب باسبب اس کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے''

﴿نزل عليك الكتاب بالحق﴾ ⑥

''اتاری اوپر تیرے کتاب حق کے ساتھ۔''

﴿ولاتلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وانتم تعلمون﴾ ⑦

''اور نہ ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ اور چھپاتے ہو تم حق کو جان بوجھ کر۔''

﴿ويكفرون بماورآه وهو الحق﴾ ⑧

''جھٹلاتے ہیں ماسواء توریت کے حالانکہ وہ حق ہے۔''

﴿من بعد ما تبين لهم الحق فاعفوا واصفحوا﴾ ⑨

''بعد اس کے ظاہر ہو گیا انہیں حق پس معاف اور کور در گزر کروان سے۔''

﴿وان فريقا منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون ۞ الحق من ربك فلا تكونن من الممترين﴾ ⑩

''بے شک ایک گروہ ان کا حق کو جان بوجھ کر چھپاتا ہے حق وہی ہے جو اللہ کے پاس سے آیا پس تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔''

﴿وانه للحق من ربك وما الله بغافل عما تعملون﴾ ⑪

''اور بے شک یہ حق ہے اللہ کی جانب سے اور اللہ غافل نہیں ہے تمہارے کاموں سے۔''

﴿وكذب به قومك وهو الحق﴾ ⑫

''اور جھٹلایا اسکو تیری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے۔''

﴿قل الحق من ربكم فمن شاء فليومن ومن شاء فليكفر﴾ ⑬

''تو کہہ دے اے محمد ﷺ کہ حق اللہ کی جانب سے ہے پھر جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے۔''

﴿حتى جاء هم الحق ورسول امين﴾ ⑭

''یہاں تک آیا ان کے پاس حق اور رسول امین۔''

﴿ولما جاء هم الحق قالوا هذا سحر﴾ ⑮

''اور جس وقت آیا ان کے پاس حق لوگوں نے کہا یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔''

ولذا قال في التفسير النيشا بورى العالم بالحق يجب عليه اظهاره ويحرم كتمانه انتهىٰ ○

''اسی واسطے تفسیر نیشا پوری میں کہا ہے عالم حق پر اظہار حق واجب ہے اور چھپانا اس کا حرام ہے۔ ہو چکی عبارت نیشا پوری کی''

---

⑤ البقره ۱۷٦ ⑥آل عمران ۳ ⑦البقره ٤۲ ⑧البقره ۹۱ ⑨البقره ۱۰۹

⑩البقره ۱٤٦۔۱٤۷ ⑪ البقره ۱٤۹ ⑫الانعام ٦٦ ⑬الكهف ۲۹ ⑭الزخرف۲۹

⑮لزخرف ۳۰ ☆ تفسير نيشاپورى البقره ٤۲ برحاشيه تفسير طبرى ص ۲۷۳ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال اللہ تعالیٰ: ﴿واتبعوا احسن ماانزل الیکم من ربکم﴾ ⑯
''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پیروی کرو بہتر کی وہ جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے''
﴿اتبعو ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیآء﴾ ⑰
''پیروی کرو اس کی جو اتارا گیا ہے تمہارے اللہ کی جانب سے اور نہ پیروی کرو سوائے اس کے رفیقوں کی۔''
﴿فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه﴾ ⑱
''سو تو خوشی سنا میرے بندوں کو جو سنتے ہیں بات پھر چلتے ہیں اس کے نیک پر۔''
﴿ارئیت من اتخذالهه هواه﴾ ⑲
''بھلا دیکھ تو جس نے پوجنا پکڑا اپنے چاؤ کا۔'' (جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا) تا آخر

وقال رسول الله ﷺ لیاتین علیٰ امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتیٰ ان کان منهم من اتی امه علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلك وان بنی اسرائیل تفرقوا علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلاث سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله ﷺ قال ما انا علیه واصحابی رواه الترمذی عن عبدالله بن عمرو. ⑳

''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے البتہ میری امت پر ہو بہو ایسا وقت آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے کھلا کھلا اپنی ماں سے زنا کیا ہے تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا کرے گا اور بے شک بنی سرائیل بہتر فرقے ہوگئے اور میری امت تہتر فرقوں پر متفرق ہوگی سب کے سب آگ میں ہونگے مگر ایک فرقہ لوگوں نے پوچھا وہ کونسا فرقہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔'' روایت کی یہ حدیث ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے۔''

اور سوائے اس کے اور بہت احادیثیں جو کہ رد میں خارجیہ اور مرجیہ اور جہمیہ اور معتزلہ اور قدریہ اور جبریہ کے وارد ہیں اس تقید پر باعث ہیں اور باعث ہونا عقل کا تو ظاہر ہے کیونکہ اللہ عزوجل شانہ نے بھیجنا ہے رسولوں کا اور نازل کرنا وحی متلو اور غیر متلو کا نہیں کیا مگر واسطے اتباع حق کے تو بالیقین معلوم ہوا کہ اس آیت میں مراد ذکر سے ذکر حق ہے سو جو کوئی اہل ایسے ذکر کا ہوگا عموماً خواہ کوئی اس کا اتباع وقت لاعلمی کے واجب ہوگا اور وہ نہیں ہے مگر ہمارا فرقہ سنیہ اور ماسوائے ہمارے سب فرقہ اہل ذکر میں داخل ہی نہیں باعتبار عقائد کے کیونکہ ذکر اور مذہب ان کا باطل ہے اکثر امور میں بنا بر عقیدہ اور اعمال کے چنانچہ علامہ ابن نجیم صاحب البحر الرائق نے کتاب الاشباہ والنظائر میں ناقلاً عن المصفی کہا ہے:

واذا سئلنا عن معتقد ناو معتقد خصومنا فی العقائد یجب علینا ان نقول الحق ما نحن علیه والباطل ما علیه خصومنا هکذا نقل عن المشائخ انتهیٰ. ㉑

---

⑯ الزمر ۵۵ ⑰ لاعراف ۳ ⑱ الزمر ۱۸ ⑲ الجاثیه ۲۳
⑳ ترمذی باب فی افتراق هذه الائمة ح ۲۶۴۱ ㉑ الاشباہ والنظائر (اعتقاد الانسان فی منهبه الفصل الثالث) ص ۲۰۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جس وقت ہم پوچھے جائیں اپنے مسلک اور اپنے مقابل کے مسلک سے عقیدے کے باب میں تو واجب ہے ہم پر یہ کہنا کہ جس پر ہم ہیں وہ حق ہے اور جس پر ہمارا مقابل ہے وہ ناحق ہے یوں ہی اگلوں سے منقول ہے اور ہو چکی عبارت اشباہ کی۔''

اور ایسا ہی طحطاوی نے دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے:

فعليكم معاشر المومنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصره اى نصرة الله وحفظه و توفيقه فى موافقاتهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفتهم انتهىٰ. ㉒

واجب ہے تم پر اے گروہ مومنوں کے پیروی اس فرقہ نجات یافتہ کی جس کا نام اہل سنت والجماعت ہے کیونکہ مدد اس کی یعنی اللہ کی مدد اور نگہبانی اور توفیق انہیں کی موافقت میں ہے اور ذلت دینا اس کا اور خفا ہونا اور بگاڑنا ان کی مخالفت میں ہے ہو چکی عبارت طحطاوی کی۔

اور ایسا ہی سب اہل سنت کا دعویٰ ہے اور علیٰ ہذا القیاس ہر ایک فرقہ اپنی حقیقت کی تقریر کرتا ہے باقی رہی ترجیح اپنے اپنے دعوے کی کہ فی الواقع کون اہل ذکر حق کا ہے فروع میں سو یہ مبحث دوسرا ہے اس مقام میں اس سے بحث نہیں۔ اس محل میں تو اتنا معلوم کر لینا چاہیے کہ ہر ایک فرقہ ذکر کو قید حق کی ضم کر کے اس کو اپنے مذہب میں منحصر کرتا ہے اور اپنے لوگوں کو اہل اس ذکر کا ٹھہراتا ہے باوجودیکہ اہل اپنے عموم پر رہے یعنی اس طرح کہتا رہے کہ ہمارے ذکر کے جو کہ حق ہے سب اہل عموماً قابل اتباع کے ہیں تو اجازت نہ دینا ہر فرقہ کا واسطے اتباع اپنے مخالف کے مستلزم تخصیص کو لفظ اہل میں نہ ہوا اور یہ آیت ظنی الدلالۃ نہ ہوئی۔

قال پس بعد تخصیص اس آیت کے اور تقرر مذاہب کے پھر مخصص ہوئی باجماع اہل سنت و جماعت کے بایں طور کہ مراد اب اہل ذکر سے ائمہ اربعہ ہیں پس دلالت کی اس آیت نے کہ تقلید ایک کی ائمہ اربعہ میں سے واجب و لازم ہے اور وہ اجماع اہل سنت کا نقل کیا ہے طحطاوی وغیرہ نے کہا۔ طحطاوی نے بیچ شرح در المختار کے کتاب الذبائح میں:

قال بعض المفسرين فعليكم يا معشر المومنين اتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالىٰ وحفظه وتوفيقه فى موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفتهم وهذة الطائفة الناجية قد اجمعت اليوم فى المذاهب الاربعة هم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فهو من اهل البدعة والنار انتهىٰ ㉓

''کہا بعض مفسروں نے کہ واجب ہے تم پر اے گروہ مومنوں کے کی پیروی کرنا اس فرقہ نجات یافتہ کا جس کا نام اہل سنت والجماعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور حفاظت اور توفیق ان کی موافقت میں ہے اور ذلت دینا اس کا اور خفا ہونا اور بگاڑنا ان کی مخالفت میں ہے اور یہ گروہ نجات یافتہ آج کے دن مجتمع ہو گیا ہے چار مذہب میں کہ وہ

㉒ طحطاوی کتاب الذبائح ص ١٥٤ ج ٤
㉓ طحطاوی کتاب الذبائح ص ١٥٤ ج ٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی ہیں جو کوئی نکلا ان چاروں مذہبوں میں سے تو وہ اہل بدعت اور اہل نار سے ہے۔
ہو چکی عبارت طحطاوی کی۔''

اقول اس میں دو دعوے کیے ہیں پہلا یہ کہ اہل سنت کا اجماع ہو گیا ہے اس پر کہ اب اس آیت میں اہل ذکر سے ائمہ اربعہ مراد ہیں۔ دوسرا یہ کہ جب کہ ائمہ اربعہ بالا جماع مراد ہوئے تو تقلید ایک کی ائمہ اربعہ میں سے واجب ہو گئی سو دعوی دوسرا تو باطل اور غلط محض ہے جائے غور ہے کہ فرض کیا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید چاہیے لیکن اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ایک مذہب کی خاص کر بھی تقلید واجب ہو جائے۔ یہ تو آج تک کسی اہل عقل نے دعوٰی نہیں کیا جیسا کہ چار کے جفت ہونے سے ایک کے جفت ہونے کا دعوٰی کسی نے نہیں کیا اور دعوی اول اس سے زیادہ تر باطل ہے اس لئے کہ آج تک یہ بھی کسی نے نہیں کہا کہ اس آیت میں ائمہ اربعہ مراد ہیں پھر اجماع کا کیا نام لینا ہے اجماع کے تو تمام اصولین یہ معنی کرتے ہیں:

هو اتفاق المجتهدين من امة محمد ﷺ في عصر واحد علىٰ امر شرعي . (24)

''وہ متفق ہونا امت محمدیہ کے مجتہدوں کا ایک زمانہ میں ایک امر شرعی پر۔''

اور جو عبارتیں شواہد اس دعوے پر طحطاوی وغیرہ سے نقل کیا ہے ان عبارتوں میں سے ایک سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس آیت میں ائمہ ربعہ کے مراد ہونے پر اجماع اہل سنت کا ہوا ہے طحطاوی کے کلام کے معنی ظاہری یہ ہیں کہ اکٹھا ہو گیا ہے آج کے دن وہ فرقہ ناجیہ مذاہب اربعہ میں یعنی اگر چہ قبل اس سے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور مجتہدین آخرین سوائے ائمہ اربعہ اور اتباع ان کی کے فرقہ ناجیہ میں داخل تھے لیکن چونکہ زمانہ ان کا منقرض (ختم) ہو گیا ہے اور کسی صاحب مذاہب کے سوائے ائمہ اربعہ کے اتباع اور مقلدین نہیں رہے تو اب اہل سنت میں سے ائمہ اربعہ ہی کے لوگ باقی رہ گئے ہیں اور وہ فرقہ انہیں میں اکٹھا ہو گیا ہے تو انصاف سے کہو کہ اس کلام سے اجماع مراد ہونے پر ائمہ اربعہ کے کہاں نکلتا ہے شاید جناب مولف نے لفظ اجتمعت سے کہ جس میں الف ج م ع حروف اجماع کے موجود ہیں اجماع کو استنباط کیا ہے تو استشہاد مولف کا ساتھ کلام طحطاوی کے باطل ہوا اور باقی ان عبارتوں کو جن سے اجماع سمجھا ہے عنقریب نقل کر کے ان سے جواب دیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اب طحطاوی کے اس دعوے کی کہ آج کے دن اہل سنت مذاہب اربعہ ہی میں منحصر ہیں اور سوائے ان کے جو ہو سو وہ اہل بدعت اور اہل نار میں سے ہے تحقیق کی جاتی ہے تو سنو کہ اگر اس حصر کو عادی اور اکثری کہیں تو مسلم الثبوت ہے جیسا کہ عقائد جلالیہ میں حصر ادعائی محض کیا ہے۔

الفرقة الناجية هم الاشاعرة اجمع وهم السلف الصالحون من المحدثين العارفين باحاديث رسول الله ﷺ وتمييز اقسامها من الصحيح والحسن والضعيف وغيرها ونقدها من الموضوعات انتهى۔

''فرقہ نجات یافتہ سب کے سب اشاعرہ ہیں اور وہ اگلے محدثوں میں کے نیک لوگ ہیں کہ ان کو احادیث رسول

---

(24) مسلم الثبوت (الاصل الثالث الاجماع) ص ١٦٦ ج ٢ و التوضيح مع التلويح (الركن الثالث) والنظامی شرح الحسامی ص ٩٤ ۔ تیسر الاصول ص ٢٥ الاجماع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ میں شناخت اور اقسام حدیث میں امتیاز اور موضوعات کی جانچ حاصل ہے۔" مافی العقائد الجلالیۃ (25)

حالانکہ ماتریدیہ بھی فرقہ ناجیہ میں بلا ریب داخل ہیں پس مراد عبارت عقائد جلالیہ سے حصر عادی واکثری ہے نہ حصر حقیقی تنزیلی کہ ماتریدیہ اس سے خارج ہو جائیں کمالا یخفی علی الماہر المتفطن اسی طور سے توجیہ عبارت طحطاوی کی کی جاوے گی کہ تمام اہل سلف اور ائمہ اربعہ اور محدثین اصحاب صحاح ستہ وغیرھم فرقہ ناجیہ میں داخل ہو جائیں اور جو بزعم خویش ہر شخص اپنے کو فرقہ ناجیہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرے کو خلاف اس کے جانتا ہے تو اس طرح کا دعویٰ لغو محض ہے شرعا اور عقیدہ اہل تعصب کا ایسا ہی ہوتا ہے۔

المشهور فی دیار الخراسان والعراق والشام واكثر الاقطار ان اهل السنة والجماعة هم الاشاعرة وفی دیار ماوراء النهر ان اهل السنة والجماعة هم الماتريدية اصحاب ابی المنصور الماتریدی كما ذكر في حاشية شرح العقايد الجلالية هذا هوس من هو ساتهم ما انزل الله بها من سلطن بل كلهم من اهل السنة والجماعة كما لا يخفى على اهل الخبرة بالشريعة واحوال القرون الثلثة وغيرها.

"مشہور شہر خراسان اور عراق اور شام میں اور اکثر اطراف میں یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت تو اشاعرہ ہیں اور مشہور ماوراء النہر میں یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت تو ماتریدیہ ساتھی ابو منصور ماتریدی کے ہیں جیسا کہ مذکور ہے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں یہ کہ ایک ہوس ہے لوگوں کی ہوسوں میں سے کچھ اللہ تعالیٰ نے اس پر دلیل نہیں اتاری بلکہ اشاعرہ اور ماتریدیہ سب کے سب اہل سنت و جماعت ہیں چنانچہ یہ امر ماہر حال قرون ثلاثہ اور خبردار علم شریعت پر مخفی نہیں ہے۔" (26)

اور معنی عادی اکثری کے یہ ہیں کہ فی الواقع تو بموجب حکم خدا اور رسول ﷺ کے سب اہل سنت کے مقتدائے صحابہ اور تابعین اور مجتہدین اور ائمہ اربعہ اور سوائے ان کے اور مقلدین ان کے فرقہ ناجیہ میں داخل تھے لیکن آج کے دن عادت ایسی ہو گی ہے کہ سوائے اہل مذاہب اربعہ کے کوئی نہیں رہا اور روایت بھی کسی مذہب کی سوائے مذاہب اربعہ کے اکثر کو نہیں ملتی تو اس طرح سے حصر کرنا حصر شرعی تنزیلا نہ ہوا بلکہ عادی اور اکثری بہ سبب وجوہ مانع کے ہوا تو ارتفاع اس مانع کی سے یہ حصر نہ رہے گا یعنی جب کہ کوئی روایت صحیحہ بنقل متصل ثابت کسی مجتہد سے سوائے ائمہ اربعہ کے ہم کو ملے گی تو اس وقت ائمہ اربعہ اور وہ مجتہد آخر یکساں ہوں گے جیسا کہ کلام بلاغت نظام سے مولانا بحر العلوم عبد العلی حنفی کے معلوم ہوتا ہے چنانچہ شرح تحریر ابن ہمام میں فرماتے ہیں کہ:

واما المجتهدون الذين اتبعوهم باحسان فكلهم سواء فی صلوح التقليد بهم فان وصل فتوىٰ سفيان بن عينية اومالك بن دينار يجوز الا خذ به كما يجوز الا خذ بفتوى

(25) اشعری گروہ ابو الحسن علی بن اسماعیل بن اسحق الاشعری متوفی ۳۲۴ کی طرف منسوب ہے اور الماتریدی گروہ ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی الحنفی متوفی باختلاف الروایات ۳۳۲ یا ۳۳۵ کی طرف منسوب ہے یہ دونوں گروہ صفات میں موول ہیں اور بہت سے عقائد میں سلف الصالحین کے مخالف ہیں (گوندلوی)

(26) اشاعرہ تو اپنے امام ابو الحسن کے طریق سے کٹ چکے ہیں ان کے عقائد ابو الحسن الاشعری کے خلاف ہیں جیسا کہ امام اشعری کی کتاب الابانہ سے واضح ہے اور ماتریدیہ کے عقائد بھی اہل سنت سے مختلف ہیں بلکہ یہ بدعتی ہیں تفصیل الماتریدیہ للدکتور شمس الدین الافغانی ملاحظہ فرمائیں۔ (گوندلوی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الائمة الا ربعة الا انه لم يبق عن الائمة الآخرين نقل صحيح الا اقل القليل ولذ امنع من منع من التقليد اياهم فان وجد نقل صحيح منهم في مسئلة فالعمل به والعمل بفتوى الآئمة الاربعة سواء انتهى.

''لیکن وہ علمائے مجتہد جو صحابہ کرام کے نیک پیرو ہیں سو وہ سب کے سب صلاحیت تقلید میں برابر ہیں سو اگر پہنچ جاوے فتوی سفیان بن عینیہ کا یا مالک بن دینار کا تو روا ہے اس پر عمل کرنا جیسا کہ روا ہے ائمہ اربعہ کے فتووں پر عمل کرنا مگر اتنی بات ہے کہ سوا ائمہ اربعہ کے اور اماموں کے اقوال نقل صحیح سے کمتر مہیا ہوتے ہیں اور اس لئے منع کیا ہے ان کی تقلید سے جس کسی نے منع کیا ہے پھر اگر پائی جائے نقل صحیح کسی مسئلہ میں تو عمل کرنا اس پر اور عمل کرنا ائمہ اربعہ کے قولوں پر برابر ہے ہو چکی عبارت شرح تحریر کی۔''

اور شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

ثم في كلامه يعني ابن الصلاح خلل اخر اذ المجتهدون الآخرون ايضا بذلوا جهد هم مثل الائمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب بل الحق انه انما منع من تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتى لو وجد رواية صحيحة من مجتهد آخر يجوز العمل بها الا ترى ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود اقامة له موقع التزكية على مذهب ابن ابي ليلى فافهم انتهى. ㉗

''پھر اس کے کلام یعنی ابن صلاح کے کلام میں ایک اور خلل ہے کیونکہ سوائے ائمہ اربعہ کے اور مجتہدوں نے بھی مثل ائمہ اربعہ کے کوششیں کی ہیں چنانچہ انکار کرنا اس بات کا ہٹ دھرمی اور بے ادبی ہے بلکہ حق الامر یہ ہے کہ سوائے ائمہ اربعہ کے اوروں کی تقلید سے ممانعت اس لئے ہے کہ اوروں کے مذہبوں کی روایتیں محفوظ نہیں ہیں ہاں کسی اور مجتہد کے مذہب کی روایت صحیح مل جائے تو اس پر عمل روا ہے سوجھتا نہیں کہ پچھلے علماء نے قائم مقام تزکیہ کے گواہوں کی قسم دلانے پر بموجب مذہب ابن ابی لیلی کے فتوی دے دیا ہے ذرا سمجھ تو سہی ہو چکی عبارت شرح مسلم کی۔''

اور اگر یہ حصر اس نظر سے نہ ہو جو مذکور ہوا ہے، بلکہ اس نظر سے ہو کہ اجتہاد مستقل ائمہ اربعہ پر ختم ہو گیا ہے بلکہ سوائے ائمہ اربعہ کے اہل سنت میں کوئی مجتہد ہوا ہی نہیں نہ قبل ان کے اور نہ بعد ان کے یا اس نظر سے ہو کہ مجتہد تو سوائے ائمہ اربعہ کے بہت ہوئے ہیں لیکن سوائے ان چار کے اتباع کسی کا درست نہیں خواہ وہ صحابی ہو خواہ تابعی ہو خواہ بعد ائمہ اربعہ کے خواہ پہلے ان سے تو یہ حصر ان دونوں نظروں سے باطل ہے اور نئی شریعت نکالنی ہے اپنے گھر سے: ﴿**ما انزل الله بها من سلطان**﴾ ''نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی دلیل۔'' اور قائل مبتدع اس کا مخاطب اس آیت کریمہ کا ہے:

﴿**ولاتقولوا لماتصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب**﴾ ㉘

''اور نہ کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بتانے سے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔''

㉗ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص ۳۹۹ ج ۲ مع المستصفى للغزالي

㉘ النمل ۱۱٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ اگر نظر اول سے ہو تو ہوس محض اور رجم بالغیب ہے اسی واسطے مولانا نظام الدین لکھنوی جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ نے کہا ہے کہ یہ جو متعصبین نے مشہور کر رکھا ہے کہ اجتہاد ائمہ اربعہ پر ختم ہو چکا ہے یہ بات غلط ہے اور رجم بالغیب ہے کہ اگر ان متعصبوں سے اس کی دلیل پوچھی جائے تو ہرگز دلیل بیان نہ کر سکیں گے معلوم نہیں کہاں سے یہ غیب کی باتیں کہتے ہیں اور اللہ کی قدرت میں تحکم کرتے ہیں سو بچو ایسے تعصّبات سے چنانچہ شرح مسلم میں فرمایا ہے:

اعلم ان بعض المتعصبين قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على ائمة الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد فى المذهب اختتم على العلامة النسفى صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد فى المذهب بعده وهذا غلط ورجم بالغيب فان سئل من اين علمتم هذا لايقدرون على ايراد دليل اصلاثم هو اخبار بالغيب وتحكم على قدرة الله تعالىٰ فمن اين يحصل علم ان لايوجد الىٰ يوم القيمة احد يتفضل الله عليه بنيله مقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذا التعصبات انتهىٰ. (29)

"جان لے کہ بعض ہٹ دھرم لوگ کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ پر اجتہاد مطلق ختم ہوگیا ہے ان کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں پایا گیا اور مذہب میں کا اجتہاد علامہ نسفی صاحب کنز پر ختم ہوگیا بعد اس کے کوئی مجتہد مذہبی نہیں پایا گیا حالانکہ یہ بات غلط اور اٹکل پچو سخن سازی ہے اگر پوچھا جائے ان سے کہ یہ بات تم نے کہاں سے جان لی تو ہرگز دلیل نہ لا سکیں گے۔ پھر یہ بات غیب گوئی اور اللہ کی قدرت پر سینہ زوری ہے کس لئے کہ کہاں سے یہ علم حاصل ہوگیا کہ قیامت تک کوئی ایسا نہ پایا جائے گا جس پر اللہ مقام اجتہاد تک پہنچانے کا فضل کرے سو ہر کسی کو چاہیے کہ ایسی ہٹ دھرمیوں سے بچے۔ ہو چکی عبارت شرح مسلم کی۔"

(ائمہ اربعہ کے بعد ائمہ مجتہدین)

اور مولانا بحر العلوم عبد العلی نے یہی مضمون بعینہ فرمایا ہے اس سے زیادہ یہ کہ وہ لوگ مصداق ہیں اس حدیث کے۔" **افتوا بغير علم واضلوا**" (یعنی فتویٰ دیتے ہیں بغیر علم کے پس آپ بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں) چنانچہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

ثم ان من الناس من حكم بوجوب الخلو من بعد العلامة النسفى واختتم الاجتهاد به وعنوا الاجتهاد فى مذهب واما الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة الاربعة حتىٰ اوجبوا تقليد واحد من هولاء على الامة وهذا كله هوس من هوساتهم لم ياتوا بدليل ولايعباء بكلامهم وانما هم من الذين حكم الحديث "انهم افتوا بغير علم فضلوا واضلوا" (30) **ولم يفهموا ان هذا اصح اخبار بالغيب فى خمس لايعلمهن الاالله تعالى انتهىٰ.** (31)

---

(29) فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص٣٩٩ ج٢ مع المستصفى للغزالى
(30) بخارى كتاب العلم باب كيف يقتض العلم ح ١٠٠- مسلم كتاب العلم باب رفع العلم وقبضه ح ٦٧٩٦
(31) فواتح الرحموت ص ٣٩٩ ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پھر بعض لوگ وہ ہیں کہ انہوں نے قطعی حکم لگا دیا ہے کہ بعد علامہ نسفی کے زمانہ مجتہد سے خالی ہے اور اجتہاد کو علامہ نسفی پر ختم ہونا بتاتے ہیں اور مراد رکھتے ہیں وہ لوگ اجتہاد سے اجتہاد مذہب کا اور اجتہاد مطلق کو کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ پر ختم ہو چکا یہاں تک کہ واجب کر دی ہے انہیں لوگوں نے تقلید ایک کی ان چاروں میں سے امت پر اور یہ سب ان کی ہوسوں میں سے ایک ہوس ہے نہیں لا سکتے ہیں اس پر دلیل اور ان کے کلام کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں حدیث آئی ہے کہ انہوں نے جانے بے جانے بوجھے فتوے دیئے سو خود بھی گمراہ ہوئے اور ان کو بھی گمراہ کیا اور یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اس قسم کی باتیں ان پانچ باتوں میں غیب گوئی ہے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہو چکی عبارت شرح مسلم کی۔''

بلکہ انکار اجتہاد سے مجتہدین کے اور یہ گمان کہ سوائے ائمہ اربعہ کے کوئی بھی مجتہد نہیں ہوا ہے کذب ظاہر ہے اور انکار بدیہی کا ہے کیونکہ تمام اہل علم قائل ہیں کہ سینکڑوں مجتہد سوائے ائمہ اربعہ کے ہوئے ہیں۔ کئی پہلے ائمہ اربعہ کے صحابہ اور تابعین اور کئی بعد انکے سو جو کہ قبل ان کے ہوئے ہیں وہ ظاہر ہی ہیں پھر ان کا انکار مکابرہ محض ہے اس لیے ان مجتہدوں کو جو کہ بعد ائمہ اربعہ کے ہوئے ہیں بطور مشت نمونہ از خروارے ذکر کیا جاتا ہے تو سنو کہ ایک دن ان میں سے امام عالی مقام ابوثور ہیں کہ تھے وہ ابتدا میں حنفی المذہب پھر شافعی مذہب کو مرجح دیکھ کر اختیار کیا بعد اس کے بذات خود تبحر حاصل کر کے مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے۔ اور بہت لوگ ان کے مقلد ہوئے۔ چنانچہ جنید بغدادی رحمہ اللہ ابتدا میں انہیں کے مقلد تھے اور قرن خامس تک مقلدین ان کے کثرت سے منتشر ہوئے۔ **کذافی اسماء الفقهاء**۔

اور کہا حافظ الحدیث ذہبی نے کہ ابوثور تھے امام مجتہد مستقل اور کہا نسائی صاحب صحیح نے تھے ابوثور ثقہ مامون احد الفقہاء اور کہا ابن حبان نے کہ تھے ابوثور ایک امام ائمہ دینا سے علم میں اور فضل میں اور فقہ میں اور ورع میں اور کہاں امام نووی نے تہذیب میں کہ ابوثور صاحب مذہب مستقل تھے اور کہا امام شافعی نے مراۃ الجنان میں کہ ابوثور احد الاعلام تھے اور بارع فی العلم تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے یعنی خود مجتہد مستقل تھے (32)

اور ایک ان میں امام المحدثین حامل رایہ (جھنڈا) رسول صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۶ھ) اجتہاد، مستقل ان کا ناظر صحیح ان کے پر مخفی نہیں ہے اور محتاج طرف اثبات کے ساتھ تصریحات سلف کے نہیں لیکن جن کا یہ مقولہ ہے کہ ہم حدیث کچھ نہیں سمجھتے ان کی سوائے نقل اقاویل کے اطمینان نہ ہوگی اس لئے کچھ اقاویل نقل کئے جاتے ہیں۔

تو سنو کہ علامہ رملی نے امام بخاری کو مجتہد مستقل لکھا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابومصعب سے نقل کیا ہے کہ کہا انہوں نے کہ محمد بن اسماعیل بخاری ہماری دانست میں زیادہ تر ہیں علم فقہ اور حدیث میں امام احمد بن حنبل سے اور کہا اگر پاتا میں امام مالک کو اور دیکھتا طرف اس کے اور طرف محمد بن اسماعیل بخاری کے تو بے شک کہتا میں کہ دونوں برابر ہیں فقہ اور حدیث میں اور کہا قتیبہ بن سعید نے نشست کی میں نے بہت سے فقہاء اور زہاد اور عباد سے لیکن نہ

(32) مراۃ الجنان ص ۱۸۴ ج ۲ سیر اعلام النبلاء ص ۷۳ ج ۱۲ تاریخ بغداد ص ۶۵ و ۶۶ ج ۶ طبقات شافعیہ للسبکی ص ۷۴ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا میں نے جب سے کہ ہوش سنبھالا ہے مثل محمد بن اسماعیل کے اور سوال کیا کسی نے قتیبہ سے مسئلہ طلاق سکران سے اتنے میں پہنچے پاس ان کے بخاری تو کہا قتیبہ نے سائل کو کہ اس محمد بن اسماعیل کو امام احمد سمجھ لے اور اسحاق بن راہویہ سمجھ لے اور علی بن المدینی سمجھ لے بے شک لے آیا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو طرف تیرے انتہی (33)

اور ایک مجتہدان میں سے امام داؤد ظاہری ہے کہ تھا وہ مجتہد مستقل صاحب اتباع کثیرہ۔ کہا امام شافعی نے مراۃ الجنان میں کہ تھے داؤد ظاہری فقیہ اور امام اصبہانی صاحب مذہب مستقل اور بہت لوگ ان کے مقلد ہوئے جو کہ ظاہری کے نام سے مشہور تھے۔ اور کہا شیخ ابو اسحاق شیرازی نے طبقات میں:

کہ داؤد ظاہری مجتہد تھے (34) اور ائمہ متبوعین میں سے تھے اور کہا قاضی ابن خلفان نے وفیات الاعیان میں کہ ابو سلیمان اور داؤد بن علی بن خلف الاصبہانی امام مشہور تھے اور ظاہری کے نام سے معروف تھے اور بڑے زاہد اور پرہیزگار تھے علم حاصل کیا تھا اسحاق بن راہویہ سے اور امام ابو ثور سے۔ اور امام شافعی کی طرف بہت میلان رکھتے تھے اور ان کی مدح میں دو کتابیں تصنیف بھی کی تھیں اور تھے صاحب مذہب مستقل کے، تابع ہوئے ان کے بہت لوگ جو ظاہری کہلاتے تھے اور تھا بیٹا ان کا ابو بکر محمد انہیں کے مذہب پر اور منتہی ہوئی طرف داؤد کے ریاست علم کی شہر بغداد میں اور کہا گیا ہے کہ ان کی مجلس میں چار سو سبز طلسان والے حاضر ہوا کرتے تھے اور تھے بڑے عقلمند کہا ابو العباس احمد بن یحییٰ نے جو معروف تھے ثعلب کے نام سے بیچ حق داؤد کے کہ تھے داؤد ایسے کہ عقل ان کی زیادہ تھی علم سے ان کے اور پیدائش ان کی کوفے میں ہوئی ہے اور دو سو دو ہجری میں بعض روایات میں ہے کہ دو سو ایک میں اور نشو و نما پائی بغداد میں اور فوت ہوئے ۲۷۰ھ کو ماہ ذیقعدہ میں یا رمضان میں انتہی (35)

اور کہا علامہ محلی نے شرح جمع جوامع میں کہ داؤد ایک پہاڑ تھے پہاڑوں علم اور دین کے سے اور ان کو محکمی نظر کی اور فراخی علم کی اور فوز بصیرت کا اور احاطہ اقوال پر صحابہ اور تابعین کے اور قدرت او پر استنباط مسائل کے اس قدر تھی کہ اب متعذر اور عظیم ہے وقوع اس کا اور بے شک مدون ہوئیں کتابیں ان کی اور بہت ہوئی اتباع ان کی اور ذکر کیا ہے ان کو شیخ ابو اسحاق شیرازی نے اپنے طبقات میں ان اماموں میں جو اتباع کئے گئے ہیں بیچ فروغ کے اور تھے وہ مشہور زمانہ میں شیخ کے اور بعد ان کے بہت جگہ خاص کر بلاد فارس میں مثل شیراز کے اور متصل اس کے جانب عراق تک اور بیچ بلاد مغرب کے انتہی اور شیخ بلقانی نے بھی شرح جوہرہ میں داؤد ظاہری کو مجتہد مستقل کیا ہے اور عینی حنفی نے بھی شرح بخاری میں مجتہد مستقل قرار دیا ہے۔

اور ایک ان میں سے امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہیں کہ تھے وہ مجتہد مستقل بڑے زبردست عالم اور بڑے مفسر چنانچہ ایک تفسیر ان کی بہت بڑی حجم اور ضخامت میں موجود ہے۔

اور کہا امام شافعی نے مرآۃ الجنان میں کہ ابو جعفر طبری ایک عالم تھے بڑے علماء میں سے اور تھے صاحب

(33) تهذيب التهذيب ص ٤٩ تا ٥٥ ج ٩ سير اعلام النبلاء ص ٣٩١ تا ٤٧٠ ج ١٢۔ هدى السارى ص ٤٨٢ و ٤٨٣

(34) طبقات شيرازى ص ١٠٢

(35) وفيات الاعيان ص ٢٥٥ ج ٢ سير اعلام النبلاء ص ٩٧ تا ص ١٠٨ ج ١٣ تاريخ بعداد ص ٣٦٩ تا ٣٧٥ ج ٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کبیر اور تاریخ شہیر کے اور صاحب مصنفات عدیدہ اور اوصاف حمیدہ کے اور تھے مجتہد اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے انتہی (36)

اور کہا قاضی ابن خلقان نے وفیات الاعیان میں:

ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد اور کہا بعض نے یزید بن کثیر بن غالب تھے صاحب تفسیر کبیر اور تاریخ شہیر کے اور تھے امام کئی فنوں میں یعنی تفسیر اور احادیث اور فقہ اور تاریخ وغیرہ میں اور ان کی تصنیف میں کئی ایسی کتابیں ہیں کہ ان کی وسعت قدر اور طبعی فضل پر دال ہیں اور تھے ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے مقلد نہ تھے اور ابو الفراج المعاف بن ذکریا النھر وانی جو کہ ابن طراز کے نام سے مشہور تھے انہیں کے مذہب پر تھے اور پیدائش ان کی ۲۲۴ھ میں ہوئی تھی اہل طبرستان میں اور وفات پائی ہے آخر وقت دن کے ہفتہ کو اور مدفون ہوئے اتوار کے دن شہر بغداد میں ستائیویں شوال کو سن ۳۱۰ھ میں انتہیٰ (37)

اور کہا حافظ ابو محمد ابن حزم نے کہ ''میں نہیں دیکھتا ہوں روئے زمین پر محمد بن جریر سے بڑا عالم اور بے شک ظلم کیا حنبلیوں نے اس سے''

اور کہا شیخ جلال الدین سیوطی نے:

کہ محمد بن جریر پہنچ گے تھے مرتبہ اجتہاد مطلق کو اور مدون کیا انہوں نے اپنا مذہب مستقل اور بہت لوگ ان کے مقلد ہوئے اور انہیں کے مذہب پر ان مقلدین نے قضاء اور فتوے جاری کئے اور وہ لوگ جریریہ کہلاتے تھے اور کہا خطیب بغدادی نے کہ محمد بن جریر ایک امام تھے ان ائمہ میں سے جن کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور ان کے حکم پر چلا جاتا تھا انتہیٰ (38)

اور ذکر کیا ہے شیخ ابو اسحٰق شیرازی نے ان کو طبقات فقہاء اور محدثین میں: (39)

اور ایک ان میں سے شیخ عز الدین بن عبدالسلام ہیں اور ایک ابن دقیق العید ہیں کہ یہ دونوں صاحب بھی مرتبہ اجتہاد مطلق کو پہنچ گئے تھے چنانچہ فاضل حبیب اللہ قندھاری مغتنم الحصول میں فرماتے ہیں:

وقال بعضهم لا يختلف اثنان ان ابن عبدالسلام و ابن دقيق العيد بلغا رتبة الاجتهاد انتهىٰ۔

''اور بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی دو آدمی اس میں خلاف نہ کریں گے کہ ابن عبدالسلام اور ابن دقیق العید دونوں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ ہو چکی عبارت مغتنم کی۔''

پس تو مشتے نمونہ از خروارے ذکر بعض مجتہدوں کا جو کہ ائمہ اربعہ کے بعد ہوئے ہیں کیا گیا اب طالب شائق کو لازم ہے کہ کتب تواریخ اور طبقات فقہاء کو ملاحظہ کرے۔ ہماری غرض یعنی ابطال حصر مذاہب اربعہ بنظر اول اسی قدر میں حاصل ہوگئی ہے اور اگر یہ حصر بنظر ثانی ہو یعنی اس نظر سے ہو کہ مجتہد تو ائمہ اربعہ کے سوائے کتنے ہی ہوئے ہیں قبل ان کے صحابہ اور تابعین اور بعد ان سے مجتہدین آخرین لیکن اتباع کسی کا سوائے ان چاروں کے درست نہیں تو بھی

(36) مراة الجنان ص ٢٦١ ج ١
(37) وفيات الاعيان حرم الميم ص ٤٥٦ ج ١٢
(38) تاريخ بغداد ص ١٦٣ ج ٢
(39) طبقات شيرازى ص ١٠٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل ہونا اس حصر کا ظاہر ہے اس لئے کہ یہ حصر نسخ کرتا ہے عام کتاب اللہ کو اور رد کرتا ہے حدیث:

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث۔ (40)

اور رد کرتا حدیث ابن مسعود کو۔

من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا یؤمن علیه واولئك اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تکلفا اختار هم الله لصحبة نبیه ولاقامة دینه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم علی اثارهم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدیٰ المستقیم رواه رزین. (41)

”جو شخص طریقہ اختیار کرے تو چاہے کہ اس کا طریقہ اختیار کرے جو مر گیا ہے کیونکہ زندہ آدمی بدگوئی سے مامون نہیں ہوتا اور مرے ہوئے لوگ آنحضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں کہ اس امت کے افضل اور نیک باطن اور بڑے عالم اور بے تکلف تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی اکرم ﷺ کی صحبت کے لئے اور اپنا دین قائم کرنے کے لئے ان کو پسند فرمایا تھا سو تم ان کا رتبہ جانو اور ان کی پیروی کرو قدم بقدم اور تا بمقدور ان کی عادتیں مضبوط پکڑو کیونکہ وہ سیدھے رستہ پر تھے روایت کیا اس حدیث کو ابن رزین نے۔“

اور مخالف ہے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور اجماع تمام مسلمین کے جو کہ علامہ قرافی نے نقل کیا ہے اور مخالف ہے قیاس کے، اور برخلاف ہے تصریحات سلف اور خلف کے چنانچہ مبحث میں تقلید شخصی کے بوجہ بسط معلوم ہوگا اسی واسطے علامہ ابن حزم کتاب ابطال تقلید میں فرماتے ہیں:

فما الذی خص ابا حنیفة وما لکا والشافعی بان یقلدوا دون ابی بکر وعمر وعثمان وعلی وابن مسعود وابن عباس وعائشة ودون سعید بن المسیب والزهری والنخعی والشعبی وعطاء وطاؤس والحسن البصری رضی اللہ عنہم. (42)

”سو نہیں معلوم وہ کیا چیز ہے جس نے خاص کر دیا ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی کو تقلید کئے جاتے ہیں سوا تقلید ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عائشہ۔ رضی اللہ عنہم اور سوا سعید بن المسیب اور زہری اور نخعی اور شعبی اور عطاء اور طاؤس اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم کے۔ ہو چکی عبارت ابن حزم کی۔“

اور مولانا بحر العلوم شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

فان المقلدان فهم مراد الصحابی عمل والّاسأل عن مجتهد آخر فافهم انتهیٰ (43)

”سو اگر مقلد سمجھا مراد صحابی کی تو عمل کرے گا ورنہ پوچھ لے گا اور مجتہد سے سمجھتا ہے آخر عبارت۔“

اور شرح تحریر میں فرماتے ہیں:

الصحابة احقاء بالتقلید فانهم اقرب الی اخذالاحکام من صاحب الوحی الی آخره.

---

(40) بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۱ ح ۳۶۴۹۔ مسلم کتاب فضائل الصحابه باب ۵۲ ح ۶۴۶۹

(41) مشکوۃ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثالث ح ۱۹۳

(42) نبذ فی اصول الفقه ص ۱۴۲

(43) فواتح الرحموت ص ۴۰۷ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ بہت ہی مستحق ہیں تقلید کئے جانے میں کیونکہ وہ صاحب وحی سے احکام لیتے ہیں اوروں سے زیادہ قریب ہیں آخر عبارت تک

(اجماع)

اور چونکہ تحقیق مذاہب اربعہ کی بنظر ثانی مثل تخصیص مذہب معین کی ہے اور وجہ بطلان ان دونوں کی متحد ہیں اس لئے اس مقام میں قدر قلیل بیان کیا گیا اور تفصیل مبحث میں ابطال تخصیص مذہب کی آئے گی انشاء اللہ۔

تنبیہ! کلام طحطاوی کا جس سے مؤلف اجماع اور مراد ہونے ائمہ اربعہ کے ﴿فاسئلوا اهل الذكر﴾ (پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے) سے سمجھتا تھا خوب منقح ہوا اور یہ بھی خوب ثابت ہوا کہ اس وہ اجماع نہیں نکلتا انباور عبارتوں کو جس سے وہ اجماع سمجھا ہے نقل کر کے ان سے جواب دیا جاتا ہے۔

قال اور کہا شیخ محقق ابن ہمام کمال الدین صاحب فتح القدیر نے بیچ کتاب تحریر کے کہ علم اصول میں ہے:

انعقد الاجماع على عدم العمل بالمذاهب المخالفة الآئمة الاربعة انتهىٰ

''منعقد ہو گیا ہے اجماع کہ جو مذاہب اربعہ کے مخالف ہو اس پر عمل نہ کیا جائے۔''

اور کہا صاحب البحر الرائق نے بیچ کتاب اشباہ والنظائر کے فن اول میں:

ان ومن خالف الآئمة الاربعة فهو مخالف للاجماع (44)

''جس نے خلاف کیا ائمہ اربعہ کا تو مخالف ہوا اجماع کا۔''

یعنی جو کوئی مخالف ہے چاروں اماموں کے پس وہ مخالف ہے اجماع کے اور کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بیچ تفسیر مظہری کے اس آیت کے بارہ میں:

﴿ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله﴾

''اور نہ پکڑیں بعض ہمارے بعضوں کو پروردگار سوائے اللہ کے۔''

فان اهل السنة والجماعة قد افترق بعد القرون الثلثة الاربعة على اربعة مذاهب ولم يبق فى فروع المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد انعقد الاجماع المركب على بطلان قول يخالف كلهم وقد قال رسول الله ﷺ لا يجتمع امتى على الضلالة وقال الله تعالىٰ ﴿ومن يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولىٰ ونصله جهنم وسائت مصيرا﴾ انتهىٰ (النساء ١١٥) (45)

''پس بے شک اہل سنت و جماعت پھیل گئے قرون ثلثہ یا قرن چہارم کے بعد چار مذہبوں پر اور جزئی مسائل میں سوائے ان چار مذہبوں کے روایت باقی نہیں رہی تو اجماع مرکب منعقد ہو گیا اس پر کہ ان چاروں کا مخالف قول ٹھیک نہیں ہے اور بلا شک آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور جو پیروی کرے خلاف راہ مسلمانوں کی متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی۔'' تم ترجمہ بالہندیۃ

---

(44) الاشباه والنظائر الفن الاول ص ٥٥

(45) تفسير مظهری آل عمران ١٦٤ ص ٦٤ ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثم قال : اوراسی طرح اجماع مرکب چاروں اماموں کا اس پر ہوا ہے کہ جو بات خلاف ان چاروں اماموں کے ہے وہ باطل ہے اور ہونا اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا اوپر باطل ہونے عمل کے کہ وہ مخالف ہو ان سب کے پوشیدہ نہیں کسی شخص پر خواہ عوام ہوں خواہ خواص پس دلیل نقل کرنی اقوال کی اس پر ضرور نہیں بعض کا قول اس میں کافی ہے کہاں فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے بیچ کتاب محصول کے کہ وہ علم اصول میں ہے۔

ان الامة اذا اختلف فی مسئلة علی اقوال کان اجماعهم علی ان ماعدا ها باطل

''بے شک امت جس وقت کسی مسئلہ میں کئی قولوں پر خلاف کرے تو اس پر اجماع ہو جاتا ہے کہ ماسوائے ان قولوں کے اور قول ٹھیک نہیں۔''

پھر کہا آگے: **المراد من الامة الآئمة الاربعة انتهیٰ** ''مراد امت سے ائمہ اربعہ ہیں۔''

یعنی جب امت مختلف ہو ایک مسئلہ میں کئی اقوال پر تو ہوتا ہے اجماع اس امت کا اس پر کہ سوائے ان کے اقوال کے باطل ہے اور مراد امت سے چاروں امام ہیں پس بہ سبب اس اجماع کے کہ نقل کیا گیا ہے ''فقہوں'' سے کہا محدث ابن صلاح نے کہ وہ مشہور ہے درمیان اہل حدیث اور اصول کے:

ان التقلید غیر الاربعة ممنوع [46] ''بے شک تقلید سوائے ائمہ اربعہ کے منع ہے۔''

کہا یہ مسلم الثبوت میں اور مسلم الثبوت میں جو کہا ہے '' **وفیه مافیه** ''یعنی اس میں شبہ ہے پس وہ اٹھ گیا اس کا شبہ ساتھ نقل کرنے کے ان ثقات مذکورین کے اس اجماع کو۔

(اجماع بسیط)

اقول : اس قول ثالث سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے پہلی تین عبارتوں سے یا تو اجماع بسیط سمجھا ہے اس لئے اب کہتا ہے کہ اس طرح اجماع مرکب بھی ہوا ہے اور یا ان سے بھی اجماع مرکب ہی سمجھا ہے لاکن کسی اور کا سوائے ائمہ اربعہ کے اس لئے اب کہتا ہے کہ اس طرح اجماع ائمہ اربعہ کا بھی ہوا ہے تو سنو کہ سمجھنا اس کا اول معنی کو ان تین عبارتوں سے غلطی فاحش ہے کیونکہ غلطی سمجھنی معنی اول کی یعنی اجماع بسیط کی عبارت قاضی صاحب کی سے تو ظاہر ہے اس لئے کہ اس میں ساتھ لفظ اجماع کے لفظ مرکب کا بھی **منهم** ہے اسی طرح عبارت تحریر کی اور اشباہ کی اگر تسلیم کیا جائے وجود اس کا تو اس میں بھی لفظ اجماع کے سوائے اجماع مرکب کے معنی نہیں کر کیونکہ منعقد ہونا اجماع بسیط کا اوپر بطلان حکم مخالف کے واسطے ائمہ اربعہ کے کسی طرح متصور نہیں اور آج تک کسی عاقل نے یہ دعویٰ نہیں کیا پھر ایسے معنی باطل ایسے شخصوں کے کلام کے کس طرح کئے جاویں اور وجہ نہ متصور ہونے اس اجماع کی یہ ہے کہ اجماع بسیط میں دو امر ضروری ہیں ایک تو مجتہد ہونا اہل اجماع کا اور دوسرا ہم عصر ہونا اور ایک عصر میں اتفاق کرنا ان کا جیسا کہ صدر الشریعہ تنقیح میں فرماتے ہیں:

الرکن الثالث فی الاجماع وهو اتفاق المجتهدین من امة محمد ﷺ فی عصر علی حکم شرعی انتهیٰ [47]

---

[46] التقریر والتجبیر ص ۳۵٤ ج ۳ [47] التوضیح مع التلویح (الاجماع) ص ۸۷ ج۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رکن تیسرا اجماع میں متفق ہونا مجتہدوں امت محمد ﷺ کا ایک زمانہ میں حکم شرعی پر۔''

یعنی اتفاق کرنا تمام مجتہدین ایک عصر کا کسی امر شرعی پر اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے کہا کہ قید ایک زمانہ میں اتفاق کرنے میں بہت ضروری ہے ورنہ قیامت تک اجماع نہیں پایا جائے گا اس لئے کہ اتفاق سب مجتہدین ہر زمانہ کا تو اسی وقت ہوگا کہ جبکہ قیامت برپا ہوگی اور اجتہاد ختم ہوگا چنانچہ تلویح میں فرماتے ہیں قولہ:

فی عصری الحال من المجتهدین معناه زمان ماقل او کثرع وفائدته الاحترازعما یعد علی من ترك هذالقید من لزوم عدم انعقاد الاجماع الیٰ آخر الزمان اذلا یتحقق اتفاق المجتهدین الاحینئذ ولا یخفی ان من ترکه انما ترکه لوضوحه لکن التصریح به انسب بالتعریفات انتهیٰ وهکذا فی السامی شرح الحسامی وغیره⁽⁴⁸⁾

''لفظ فی عصر کا حال ہے مجتہدین سے معنی اس کے کچھ زمانہ تھوڑا یا بہت اور فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ بچاؤ ہو جاوئے اس سے کہ جس نے اس قید کو چھوڑ دیا ہے اس پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ قیامت تک اجماع نہیں ہو سکتا اس لئے کہ سارے مجتہدوں کا تو جب ہی متفق ہونا پایا جائے گا اور یہ امر کھلا ہوا ہے کہ جس کسی نے اس قید کو چھوڑا ہے اس نے ظاہر جان کر چھوڑا ہے لیکن مقام تعریف میں اس قید کی تصریح کر دینا بہت مناسب ہے اسی طرح شامی شرح حسامی وغیرہ میں ہے۔''

اور جب تک ان دو امروں کو لحاظ کریں گے انعقاد اجماع بسیط کا اوپر بطلان قول مخالف کے واسطے ائمہ اربعہ کے ممکن نہ ہوگا اس لئے کہ اہل اجماع اگر خود ائمہ اربعہ کو ٹھہرا دیں تو بلحاظ امر ثانی یعنی اتحاد زمانہ کے نہیں کہہ سکتے کیونکہ زمانہ ائمہ اربعہ کا ایک نہیں **کمالا یخفی** اور اگر مقلدین کو ائمہ اربعہ کے اہل اجماع کہیں تو بلحاظ امر اول یعنی مجتہد ہونے اہل اجماع کے نہیں کہہ سکتے اور یہ متصور ہی نہیں کہ اور مجتہدین نے سوائے ائمہ اربعہ کے بطلان پر اس قول کے جو مخالف ہو ائمہ اربعہ کے اجماع کیا ہے اس لئے کہ اس سے بطلان ان کے اقادیل مخالفہ کا بھی لازم آتا ہے اور اس کا کوئی قائل نہیں کہ مجتہدین اپنے قولوں کو باطل کہیں اور دوسرے مجتہدین کی تقلید جو کہ حرام ہے۔ ان کے حق میں اختیار کر کے ان کے اقاویل کا اتباع واجب کہیں تو ثابت ہوا کہ فہم معنی اول کا یعنی اجماع بسیط کا ان تین عبارتوں سے غلط ہے۔

(اجماع مرکب)

تو اب سنو کہ فہم معنی ثانی کا یعنی اجماع مرکب غیر ائمہ اربعہ کا ان تین عبارتوں سے بوجہ اظہر باطل ہے اس لئے کہ اجماع مرکب نام ہے اختلاف کا چنانچہ مؤلف ہی کے قول میں جس میں عبارت محصول کی لایا ہے موجود ہے اور جب کہ اختلاف ائمہ اربعہ کا مبطل قول مخالف کا ٹھہرایا گیا، تو اس خنلاف کو اجماع اور مجتہدوں کا کس طرح کہا جائے گا:

کما لایخفٰی علی من له ادنی فطانة ''چنانچہ پوشیدہ نہیں اس پر جس میں کچھ سمجھ ہے۔''

اور جب کہ مولف کا فہم دونوں معنوں کو باطل ہوا تو سنو کہ ان چاروں عبارتوں کے معنی یہی ہیں کہ اجماع مرکب ہے ائمہ اربعہ کا ہے اوپر بطلان اس قول کے جو مخالف ہوا ائمہ اربعہ کے تو ان عبارتوں سے بھی معلوم نہ ہوا

⁽⁴⁸⁾ التلویح مع التوضیح (الاجماع) ص ۹۰ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ائمہ اربعہ کے مراد ہونے پر بیچ آیۃ اہل ذکر اجماع ہو گیا ہے۔ لیکن ان عبارتوں سے انحصار بے شک سمجھا جاتا ہے اس لئے جواب دینا ان سے ضروری ہوا تو سنو کہ ان عبارتوں سے جواب یہ ہے کہ یہ عبارتیں مخالف ہیں تصریح سب علماء سلف اور خلف کے اور نسبت پہلی عبارت کی طرف شیخ ابن الہمام کی اور نسبت چوتھی عبارت کی طرف امام رازی کی معرض منع میں ہے۔

حاشا کہ شیخ نے یا رازی نے یہ دعوٰی جو ان عبارتوں سے مستفاد ہوتا ہے کیا ہو تو جیسا کہ سابق میں امام نواوی پر بہتان مولف کا معلوم ہوتا ہے ایسا ہی یہ بھی کذب معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب مولف تصحیح نقل کر بھی دیں اور شیخ نے اور رازی نے یہ دعوٰی کیا بھی ہو جیسا کہ قاضی صاحب نے کیا ہے تو دعوٰی ان کا مخالف دلیل اجماعی کے اور نا مقبول عند ارباب العقول اور درجہ مخالف ہونے اس دعوی کی دلیل اجماع سے یہ ہے کہ ہر اجماع مرکب ہو خواہ بسیط اس میں اتحاد زمانہ اہل اجماع کا شرط ہے ورنہ قیامت تک اجماع منعقد ہی نہ ہو۔

چنانچہ ابھی کلام تفتازانی کا متضمن ان معنی کا گزرا بلکہ خاص کر اجماع مرکب کی تعریف میں بھی یہ امر ملحوظ ہے اس لئے کہ اجماع مرکب عبارت ہے اختلاف سے تو چاہیے کہ زمانہ اختلاف کرنے والوں کا ایک ہو ورنہ اجماع مرکب قیامت تک منعقد نہ ہوگا کیونکہ اختلاف مجتہدین مختلفین ہر زمانہ کا تو اسی دن ہو چکے گا جب کہ قیامت برپا ہوگی اور امید اختلاف کرنے مجتہدین کی منقطع ہوگی چنانچہ عنقریب تفسیر احمدی سے معلوم ہوگا اسی واسطے کتب اصول فقہ کشف بزدوی اور مسلم اور نور الانوار وغیرہ میں اتحاد زمانہ پر تصریح کی ہے۔ اور کہا مسلم میں:

اذالم یتجاوز اهل العصر علی قولین فی مسئلة لم یجز احداث ثالث عند الاکثر وخصه بعض الحنفیة بالصحابة وجاز عندطائفة مطلقا ومختارا الامدی والرازی ان رفع مااتفقا علیه ممنوع انتهیٰ وهکذا فی الکشف وغیره . (49)

''جس وقت کہ زمانہ کے لوگ کسی مسئلہ میں دو قولوں سے تجاوز نہ کریں تو تیسرا قول نکالنا روا نہیں ہے اکثر علماء کے نزدیک اور بعض حنفیوں نے اس امر کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص کیا ہے اور ایک جماعت کے نزدیک ہر صورت میں نکالنا قول ثالث کا روا اور پسندیدہ آمدی اور رازی کا یہ ہے کہ متقدمین کے دونوں قولوں کا امر اتفاقی کو متاخرین کا اٹھا دینا ممنوع ہے اور کشف وغیرہ میں بھی ایسا ہی ہے۔''

اور ائمہ اربعہ کا اختلاف ایک زمانہ میں نہیں ہوا اس لئے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سال وفات میں پیدائش امام شافعی کی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ان سے بھی بعد پیدا ہوئے پھر ان کے اختلاف کو کس طرح اجماع مرکب قرار دیا جائے اور اگر بطور تنزل کے اجماع مرکب میں اتحاد زمانہ مشروط نہ کہیں تو بھی لازم آتا ہے کہ فقط ائمہ اربعہ کے اختلاف کو اجماع مرکب نہ کہیں بلکہ یہ کہیں کہ ان کا اختلاف اور امام ابو ثور کا اور امام بخاری کا اور داؤد ظاہری کا اور امام محمد بن جریر طبری کا کسی مسئلہ میں اجماع مرکب ہے اوپر بطلان قول آخر کے تو عدم اعتبار اتحاد زمانہ سے تمہاری ہی دلیل سے

---

(49) مسلم الثبوت ص۱۸٦ و المنهاج للبیضاوی ص ۱۸٦ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف مذاہب اربعہ کا درست ہوا اور انحصار باطل ہوا اور یہ دلیل الٹی تم پر حجت ہوئی بلکہ اس عدم اعتبار اتحاد زمانہ سے لازم آتا ہے کہ قیامت تک اجماع مرکب پایا نہ جائے۔ کیونکہ اختلاف سب مجتہدین کا اسی دن ہو چکے گا تو ورے اس کے ہر مذہب کا اختلاف درست ہوگا تو بنظر اسی اعضال اشکال کے اور بے دلیل ہونے بلکہ مخالف دلیل ہونے دعوٰی اجماع مرکب ائمہ اربعہ کے صاحب تفسیر احمدی نے اثبات سے اس دعوٰی کے عاجز ہوکر اعتراف کیا ہے کہ اس اعتراض سے جواب دینا سخت امر ہے چنانچہ نور الانوار میں بعد بیان اجماع مرکب کے فرماتے ہیں:

عندی ان هذا الاصل هو المنشاء لانحصار المذاهب فی الاربعة وبطلان الخامس المستحدث ولكن يرد عليه انه ان اريد بالاختلاف الاختلاف مشافهة فی زمان واحد فينبغی ان يكون مذهب الشافعی و احمد ابن حنبل باطلاً حين اختلف ابو حنيفة رحمہ اللہ مع مالك فی زمان واحد وان اريد بالاختلاف اعم من ان يكون فی زمان واحد ام لا فكيف لا يعتبر اختلافنا كما اعتبر اختلاف الشافعی واحمد بن حنبل والجواب عنه صعب وقد بالغت فی تحقيقه فی التفسير الاحمدی انتهىٰ. (50)

"میرے نزدیک یہ ہے کہ یہی قاعدہ منشاء ہے مذہبوں کا چار میں منحصر ہونا اور نئے پانچویں کے باطل ہونے کا لیکن اس پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ اگر اختلاف سے منہ درمنہ کا اختلاف ایک زمانہ کا ارادہ کیا جائے تو چاہئے کہ جب ابوحنیفہ اور مالک رحمہ اللہ ایک زمانہ میں اختلاف کر چکے تو مذہب امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا باطل ٹھہرے اور اگر اختلاف عام ارادہ کیا جاوے کہ ایک زمانہ کا ہو یا نہ ہو تو ہمارا اختلاف کیوں کر معتبر نہیں ہوسکتا جس طرح کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد بن حنبل کا اختلاف معتبر ہوا۔ اور جواب اس اعتراض کا دشوار ہے اور اس کی تحقیق تفسیر احمدی میں میں نے خوب کی ہے۔"

کاتب الحروف التماس کرتا ہے کہ حضرات مدعین اجماع کو حسرت نہ ہو کہ ملا احمد نے خدا جانے تفسیر احمدی میں کیا کچھ تحقیق کی ہے۔ کیونکہ یہ عاجز اس کلام کو ان کے بھی نقل کرتا ہے اور بعد نقل کے اس کی جوابدہی سے بھی مشرف ہوگا۔

قال فی التفسیر الاحمدی وليت شعری ما معنى الاختلاف فی الاقوال اهو فی زمان واحد بالمشافهة ام مطلقا فان كان مطلقا فالاختلاف باق الی يوم القيامة فلم تنحصر المذاهب فی الاربعة وان كان فی زمان واحد فمن المعلوم ان زمان الشافعی وزمان احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغير زمان ابی حنيفة رحمہ اللہ ومالك رحمہ اللہ فاذا اختلف ابو حنفية ومالك رحمہ اللہ ينبغی ان يكون اجماعا علی قول بطلان الشافعی رحمہ اللہ واحمد بن حنبل رحمہ اللہ الا ان يقال الاختلاف المعتبر هو الذی فی زمان واحد والشافعی وغيره اذا قالوا قولا انما يقولون اذا جری به رای ابی يوسف و محمد مع ابو حنيفة او كان الاختلاف بين الصحابة فاخذ ابو حنيفة رحمہ اللہ بقول صحابی والشافعی بقول صحابی آخر انتهىٰ. (51)

(50) نور انوار (مراتب الاجماع) ص ۲۲۷ (51) تفسیر احمدی ص ۵۲۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تفسیر احمدی میں کہا ہے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا معنی ہے اختلاف کے قولوں میں آیا وہ ایک زمانہ کا منہ درمنہ ہے یا مطلق ہے سو اگر مطلق لو تو اختلاف قیامت تک چلا جائے گا اور چار میں مذہب منحصر نہ ہوں گے اور اگر ایک زمانہ کا اختلاف لو تو یہ بات ظاہر ہے کہ زمانہ شافعی اور زمانہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا الگ ہے زمانہ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سو جب اختلاف کیا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک نے تو چاہیے کہ یہ اجماع ہو جائے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے قولوں کے باطل ہونے پر۔ ہاں مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ معتبر اختلاف ایک ہی زمانہ کا ہے اور امام شافعی وغیرہ نے جب کوئی قول کہا ہے تو یہ اس کے نہیں کہ وہ اس رائے پر کہا ہے جسے امام ابو یوسف اور امام محمد نے امام ابو حنیفہ کے مقابلے میں برتا تھا یا یہ کہ اختلاف صحابہ میں تھا سو ابو حنیفہ نے ایک صحابی کا قول اپنا عمل درآمد ٹھہرایا اور امام شافعی نے دوسرے صحابی کا قول لیا۔''

(جواب قول ملاجیون)

اس کلام میں اعتراض تو وہی ہے جو کہ نور الانوار کی عبارت میں گزرا ہے جواب اس سے یہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے شق اول کو یعنی اعتبار اتحاد زمانہ کو اختیار کیا اور دفع اس ایراد کا جو اس شق پر ہوتا تھا دو وجہ سے ہے۔ وجہ اول یہ کہ امام شافعی اور احمد نے امام اعظم کے اسی قول میں اختلاف کیا ہوگا جس میں ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ابو حنیفہ سے متحد ہوگی تو اختلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد کا ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بعینہ اختلاف ہوا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نظر الی الاتحاد اور اختلاف ان کا ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تو ایک ہی زمانہ میں ہوا ہے تو لازم آیا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک ہی زمانہ میں ہوا اور وجہ دوسری یہ کہ بے شک بہ سبب اخذ اتحاد زمانہ کے ائمہ اربعہ کا اپنا خاص اختلاف تو اجماع مرکب نہیں ہوسکتا لیکن چونکہ اختلاف ان کا رجوع کرتا ہے طرف اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس لئے یہ اختلاف اجماع مرکب ہوسکتا ہے اس لئے کہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کا بلا خلاف اجماع مرکب ہونا مسلم ہے۔

اقول فی الجواب عن جوابہ: یہ جواب دونوں وجہ سے باطل ہے۔ وجہ اول تو قابل مضحکہ کے ہے کیونکہ جب ایک دفعہ اختلاف امام مالک اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مثلاً مقدار مسح سر میں ایک زمانہ میں واقع ہوا اور اس کو اجماع مرکب فرض کیا گیا تو بعد انعقاد اجماع کے وقت احداث شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول ثالث کو مسح سر میں جو مخالف ہے ان دونوں کی موافقت رائے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد کی ابو حنیفہ سے کیا فائدہ کرے گی بلکہ اگر ابو یوسف کو خود ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرض کیا جائے تو بھی کچھ فائدہ نہیں اس لئے کہ اجماع مرکب ایک دفعہ منعقد ہوگیا اور احداث قول ثالث کا باطل ٹھہرایا گیا اور اگر کہو کہ وقت اختلاف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فی الفور اجماع نہ ہوا تھا بلکہ امام شافعی کے انتظاری تھے اور جب کہ ان کا اختلاف ہمعصر ابو یوسف اور امام محمد کے ہوگیا تو اجماع مرکب منعقد ہوا تو ہم کہیں گے کہ ایسا ہی امام بخاری اور طبری اور داؤد ظاہری اور سوائے ان کے اور مجتہدوں کے قیامت تک انتظاری کرنی چاہیے۔

اور اگر انتظاری شافعی کی اوروں کی انتظاری سے کوئی مرجح شرعی ہو تو بیان کرو علاوہ یہ کہ اس وجہ سے اختلاف سب مجتہدوں کا قیامت تک ایک زمانہ میں ہو جائے گا کیونکہ جس طرح ابو یوسف کی ہم عصری امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بواسطہ اتحاد رائے ابو یوسف کے امام اعظم سے موجب ہوئی ہمعصری امام شافعی کو امام اعظم سے اسی طرح ہمعصری کسی اور موافق فی الرائے ان کی کے مثلا امام ابوثور یا طبری سے یا کسی اور مجتہد سے قیامت تک موجب ہوگی ہمعصری ابوثور وغیرہ کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کیا وقت اختلاف ابوثور یا بخاری کے یا کسی اور مجتہد کے قیامت تک کوئی شخص موافق فی الرائے امام اعظم یا امام شافعی اور احمد کا نہ ہوگا۔

علاوہ یہ کہ یہ وجہ اسی صورت اور اسی مسئلہ میں جاری ہوگی جس میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ امام اعظم سے متفق ہونگے۔ اور بہت سے مسائل ہیں جن میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد امام سے مخالف ہیں ان میں اس وجہ سے اجماع مرکب منعقد نہ ہوگا حالانکہ مدعا یہ تھا کہ ہر مسئلہ مذاہب اربعہ کا خلاف درست نہیں اور بجمیع اجزائے مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب منعقد ہے اور وجہ ثانی کا لغو ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ وجہ ثانی سے اسی قدر لازم آتا ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف ائمہ اربعہ کا موافق اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہوگا اس میں احداث قول آخر کا ممنوع ہے نہ سب مسائل میں اور بہت سے مسائل قیاسیہ مختلف فیہا ائمہ اربعہ کے ایسے ہیں جو ان میں اختلاف ان کا طرف اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے راجع نہیں ہے پھر ان میں احداث قول آخر کا درست ہوگا تو جواب ملا احمد صاحب کا بوجہ احسن مخدوش اور باطل ہوا اور دعوی انحصار مذاہب کا بزعم اجماع مرکب کے بوجہ اوضح منقوض ہوا" **فالحمد الله علی توفیقه والهامه الحق بتحقیقه**" پس ناظرین اہل انصاد اور علمائے اصول بے انتساب سے امید غور اور انصاف کی ہے اور یہ جو مولف نے آخیر میں قول ثالث کے دعوی کیا ہے کہ ابن صلاح نے اس نظر سے کہ مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب منعقد ہو گیا ہے تقلید غیر الاربعۃ کو ممنوع کہا ہے اور مولف نے اس دعوے کو کتاب مسلم الثبوت کی طرف مسند کیا ہے اور یہ غلط محض اور کذب بحث ہے اس لئے کہ مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ ابن صلاح نے تقلید غیر الاربعہ کو اس نظر سے منع کیا ہے کہ یہ مذاہب اربعہ خوب مدون اور مفصل ہو گئے ہیں اور باب باب اور فصل فصل کئے گئے ہیں اور خوب مہذب اور منقح اور معلل ہو گئے ہیں اور سوائے ان مذاہب کے یہ تحقیق اور تفصیل اور تعلیل اور تبویب اور تنقیح کسی میں پائی نہیں جاتی اور صاحب مسلم نے ابن صلاح کی اس نظر کو جو دراصل مبنی اس کا قول امام الحرمین کا ہے بھی باطل کر دیا ہے بدلیل اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع تمام مسلمین کے اور مسلم کی شرح میں مولانا بحر العلوم لکھنوی حنفی نے خوب تفصیل دلائل سے قول ابن صلاح کو اور اس کے مبنی کو باطل کیا ہے اور اچھی طرح سے تحقیق اور تعیین مذاہب اربعہ کو اٹھایا ہے چنانچہ کہا ہے مسلم اور شرح بحر العلوم میں:

قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة رضوان الله تعالیٰ علیهم فان اقوالهم قد تحتاج من استخراج الحکم منها الی تنقیة کما فی السنة ولا یقدر العوام علیه بل یجب علیهم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای اور دوا ابوابا لکل مسئلة علی حدة فهذبوا مسئلة کل باب ونقحوا کل مسئلة عن غیرها وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا الکل مسئلة علة وفصلوا تفصیلا یعنی یجب علی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العوام تقليد من تصدٰى لعلم الفقه لالاعيان الصحابة وعليه ابتنى ابن الصلاح منع تقليد غير الائمة الاربعة هم الامام الهمام امام الائمة ابو حنيفة الكوفى والامام مالك والشافعى والامام احمد رحمہم اللہ اجمعين وجزاهم عنا احسن الجزا لان ذلك المذكور لم يدرفى غيرهم وفيه مافيه فى الحاشية قال القرا فى انعقد الاجماع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء من غير حجر واجمع الصحابة على ان من استفتىٰ ابا بكر وعمر اميرى المومنين فله ان يستفتى ابا هريرة ومعاذ بن جبل وغيرهما ويعمل بقولهم من غيرنكير فمن ادعى برفع هذين الاجماعين فعليه البيان انتهىٰ

فقد بطل بهذين الاجماعين قول الامام وقوله اجمع المحققون لايفهم منه الاجماع الذى هو حجة حتىٰ يقال يلزم تعارض الاجماعين بل الذى يكون مختاراً عنداحد ويكون الجماعة متفقين عليه يقال اجمع المحققون على كذاثم فى كلامه خلل آخر وهو ان التبويب لا دخل له فى التقليد وكذا التفصيل فان المقلد ان فهم مراد الصحابى عمل والاسال عن مجتيهد آخر فافهم وبطل بهذا قول ابن الصلاح ايضا ثم فى كلامه خلل آخر اذا المجتهدون الآخرون ايضا بذلوا جهدهم مثل الآئمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب فالحق انه انما منع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتى لو وجد رواية صحيحة من مجتهد آخر يجوز العمل بها الاترى ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود اقامة له مقام التزكية على مذهب ابن ابى ليلىٰ فافهم انتهىٰ مافى المسلم وشرحه لبحر العلوم .(52)

”امام نے کہا کہ محقق لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں اس پر کہ عام لوگوں کو صحابہ کی پیروی منع ہے۔ کیونکہ صحابہ کے قول حدیث کی طرح حکم کے برآمد کرنے میں بحث و تفتیش کے محتاج ہیں اور عام لوگ اس پر قادر نہیں بلکہ عام لوگوں پر پیروی ان لوگوں کی واجب ہے جنہوں نے ہر مسئلہ کے باب جدا جدا مقرر کر دیئے ہیں اور ہر مسئلہ میں وجوہات بیان کر دیے ہیں اور تفصیل کر دی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عام لوگوں پر پیروی ان کی واجب ہے جو تدوین علم فقہ کے درپے ہوئے۔ صحابہ کی پیروی ان کو نہیں چاہیے اور اسی پر سوا ائمہ اربعہ کے اوروں کی پیروی کے ممنوع ہونے کی بنا ابن صلاح نے رکھی ہے اور وہ ائمہ اربعہ امام عالی ہمت اماموں کے امام ابوحنیفہ کوفی اور امام مالک امام شافعی اور امام احمد ہیں اللہ ان پر رحمت کرے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھا بدلا دے اور انہیں کی پیروی اس لئے ہے کہ وہ باب اور فصلیں وغیرہ اوروں کے کلاموں میں نہیں سمجھی جاتی اور اس قول میں بڑا اعتراض ہے ۔حاشیہ میں ہے کہ قرانی نے کہا ہے کہ اجماع ٹھہر چکا ہے اس پر کہ جو مسلمان ہے اسے روا ہے کہ بلا روک ٹوک علماء میں سے جس کی پیروی چاہئے کرے اور متفق ہوئے صحابہ اس پر کہ جو فتوی پوچھے دونوں مومنوں کے سردار ابو بکر اور عمر سے تو اسے روا ہے کہ فتویٰ پوچھے ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما وغیرہ سے اور بلا کھٹکے ان کے قولوں پر عمل کرے اور جس کسی کو ان دونوں اجماعوں کے مرفوع (ختم) ہونے کا دعوٰی ہے تو دلیل اس کی اس

(52) مسلم الثبوت مع فواتح الرحموت ص٤٠٧ ج٢ آخر الكتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذمہ پر ہے ہو چکی عبارت حاشیہ کی۔ سو بلا شک ان دونوں اجماعوں سے امام الحرمین کا قول جھوٹا پڑ گیا ہے اور امام کے اس قول سے کہ محقق لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں وہ اجماع نہیں سمجھا جاتا جو حجت ہے تا کہ یہ کہہ دیا جائے کہ دو اجماعوں کا آپس میں مخالف ہونا لازم آتا ہے بلکہ کبھی کسی شخص کے امر مختار کو جس پر ایک گروہ متفق ہو جائے کہہ دیتے ہیں کہ محقق لوگ اس پر اکھٹے ہو گئے ہیں پھر اس کے کلام میں اور خرابی ہے کہ باب بنانے کو اور اسی طرح تفصیل کو پیروی میں دخل نہیں ہے۔ کیونکہ اگر مقلد نے مراد صحابی کو سمجھ لیا تو عمل کرے گا اور نہیں تو اور مجتہد سے پوچھ لے گا سمجھ تو اس کلام کو اور اس سے ابن صلاح کا قول ہی باطل ہو گیا پھر اس کلام میں اور خلل ہے اس لئے کہ اور مجتہد نے بھی مثل ائمہ اربعہ کے صرف توجہ کیا ہے چنانچہ نہ ماننا اس کا ہٹ دھرمی ہے اور بے ادبی سوچ تو یہ ہے کہ جس کسی نے سوا ائمہ اربعہ کے اوروں کی پیروی کو منع کیا ہے سو اس لئے منع کیا ہے کہ صحیح روائتیں اوروں کے مذہبوں کی باقی نہیں رہیں یہاں تک کہ اگر کسی اور مجتہد کے مذہب کی روایت صحیح مل جائے تو اس پر عمل کرنا روا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ قائم مقام تزکیہ کے متاخرین نے گواہوں کی قسم دلانے پر موافق مذہب ابن ابی لیلیٰ کے فتوی دے دیا ہے سمجھ لے تو ہو چکی ہے عبارت جو مسلم اور اس کی شرح میں ہے کہ جو بحر العلوم کی تصنیف ہے۔'' (53)

اور ایسا ہی فاضل قندھاری نے مغتنم الحصول میں فرمایا ہے اور تو اس عبارت مسلم کی اور شرح کی سے جناب مولف کی کیسی تکذیب ہوئی اور معلوم ہوا کہ منع کرنا ابن صلاح کا تقلید سے غیر ائمہ اربعہ کی اجماع مرکب پر مبنی نہیں بلکہ قول پر امام الحرمین کے اور وہ پھر بھی غلط اور مخالف اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع تمام مسلمین کے ہے اور اسی جگہ سے باطل ہوا جو کہ مولف نے اعتراض فیہ مافیہ سے جواب ناصواب دیا تھا اور کہا تھا کہ اٹھ گیا شبہ اس کا ساتھ نقل کرنے ان ثقات مذکورین کے اس اجماع کو انتہی اور وجہ باطل ہونے اس جواب کی یہ ہے کہ مبنی اعتراض مسلم کا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے جس کے بعد کوئی اجماع مخالف اس کے اور ناسخ اس کا اجماع اہل اصول کے مقبول نہیں ہے اور اجماع تمام مسلمین کا ہے جو کہ قرافی نے نقل کیا ہے اور مبنی مولف کے جواب کا اختلاف ائمہ اربعہ کا ہے جس کو بے دلیل و حجت اجماع مرکب نام رکھ لیا ہے اور جس کی قرار واقعی تغلیظ کی گئی ہے'' **فتدبر ولا تکن من المغترین** ''سو سوچ تو نہ ہو ڈگمگانے والوں میں سے)۔

تنبیہ : بعد رد کر دینے دعوٰی اجماع مرکب کے حاجت رد کرنے کی باقی کلام کو مولف کے نہیں رہی کیونکہ وہ تمام اسی سے مستنبط اور اسی پر مبنی ہے اور جب کہ مبنی اور اصل باطل ہو گیا تو جو کہ اس پر بنا کیا گیا ہے اور اس پر متفرع کیا ہے بطریق اولی باطل ہو گیا لیکن چونکہ کلام باقی مولف کا قطع نظر بطلان دعوٰی اجماع مرکب کے سے اور دلائل اور وجوہات سے بھی باطل تھا اس لئے اس کے رد کے درپے ہوتے ہیں۔

---

(53) اگر ائمہ اربعہ کی تقلید اس لئے واجب ہے کہ ان کے مذاہب مدون اور مبوب ہو چکے ہیں تو ان مذاہب سے بہتر تدوین اور تبویب کتب حدیث مثل بخاری، ترمذی، ابوداؤد، مجلی ابن حزم، صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان کی ہے تو پھر وہ زیادہ حقدار ہیں کہ ان کی تقلید کی جائے ثانیاً فقہ حنفی کو کب امام ابوحنیفہ نے مدون کیا تھا فقہ حنفی میں جتنے مسائل مدون ہیں ان میں امام صاحب سے عشر عشیر بھی منقول نہیں یہ موجودہ تدوین میں سے کچھ حصہ تو صاحبین کا ہے جو اقل القلیل ہے باقی تمام تر متاخرین کی محنت کا نتیجہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ احناف امام صاحب کی تقلید نہیں کرتے بلکہ جن حضرات نے اس فقہ کی تدوین کی ہے ان کی تقلید کرتے ہیں اگر کہا جائے کہ امام صاحب نے چہل رکنی کمیٹی بنائی تھی تو راقم الحروف کہتا ہے وہ صرف افسانہ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تفصیل مطلوب ہو تو راقم الحروف کی کتاب ''داستان حنفیہ'' کا مطالعہ کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال : پس ثابت ہوئیں اس سے کتنی باتیں اول تو یہ کہ باطل ہوا قول ان جہلاً کا کہ کہا انہوں نے تقلید شرک ہے بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے:

﴿قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سوآء بیننا و بینکم الا نعبد الا الله و لانشرك به شیًا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله﴾ (54)

''کہہ اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ کی اور نہ شریک لائیں ساتھ اس کے کچھ اور نہ پکڑیں بعض ہمارے بعض کو پروردگار سوائے اللہ کے۔''

اور بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے:

﴿اتخذوا احبار هم و رهبانهم اربابا من دون الله﴾ (55)

''پکڑا انہوں نے عالموں اپنے کو اور درویشوں اپنے کو پرودگار سوائے اللہ کے۔''

پس حاصل یہ کہ یہ قول باطل ہے بہ سبب اس اجماع کے کہ منقول ہے بڑے علماء سے.

اور بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے:

﴿یا یها لذین امنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم﴾ (56)

''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول اکرم ﷺ کا اور صاحبوں حکم کے کا تم میں سے۔''

اور بہ سبب اس قول اللہ تعالیٰ کے:

﴿فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾ (57) ''پس پوچھو تم ذکر والوں سے اگر ہو تم نہیں جانتے۔''

(معنی تقلید)

اقول : یہ چوٹ ہے مولوی اسماعیل صاحب پر تو ثابت ہوا جو کہ ہم نے خطبہ میں کہا تھا کہ رسالہ مولف کا مقابلہ مولوی اسماعیل کی تالیف سے ہوا ہے سو بیان اس کا پھر ہوگا پہلے ایک مقدمہ سن لینا چاہیے۔ وہ مقدمہ یہ ہے کہ معنی تقلید کے اصطلاح میں اہل اصول کی یہ ہے کہ مان لینا اور عمل کر لینا ساتھ قول بلا دلیل اس شخص کے جس کا قول حجت شرعی نہ ہو تو بنابر ہوگی اس اصطلاح کی رجوع کرنا عامی کا طرف مجتہدوں کی اور تقلید کرنی ان کی کسی مسئلہ میں تقلید نہ ہوگی بلکہ اس کو اتباع اور سوال کہیں گے اور معنی تقلید کے عرف میں یہ ہیں کہ وقت لاعلمی کے کسی اہل علم کا قول مان لینا اور اس پر عمل کرنا اور اسی معنی عرفی سے مجتہدوں کے اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے۔ چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی عقد الفرید میں فرماتے ہیں:

حقیقة التقلید العمل بقول من لیس قوله احدی الحجج الاربعة الشرعیة بلا حجة منها فلیس الرجوع الی النبی ﷺ والاجماع من التقلید لان کلا منها حجة شرعیة فی الحجج الشرعیة و علی هذا اقتصر الکمال فی تحریره و قال ابن امیر الحاج و علی هذا عمل العامی

(54) آلعمران ٦٤ (التوبة ٣١)
(55) التوبه ٣١
(56) النساء ٥٩
(57) النمل ٤٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقول المفتي وعمل القاضي بقول العدول لان كلامنها وان لم يكن احدى الحجج فليس العمل به بلا حجة شرعية لايجاب النطر اخذالعامي بقول المفتي واخذ القاضي بقول العدول انتهىٰ مافي العقد الفريد لبيان الراجح من الاختلاف في جواز التقليد.(58)

''اصل تقلید کی ایسے شخص کے قول پر عمل کرنا جس کا قول چاروں حجتوں شرعیہ میں سے نہ ہواور نہ اس کے قول پر عمل کرنے کی کوئی حجت شرعی ہو سو رجوع کرنا آنحضرت ﷺ اور اجماع کی طرف تقلید نہیں ہے اس لئے کہ یہ دونوں حجتوں شرعیہ میں سے ہیں اور اسی پر بس کیا ہے کمال نے اپنی کتاب تحریر میں اور ابن امیر الحاج نے کہا ہے کہ اسی نہج پر ہے عمل کرنا انجان کا مفتی کے قول پر اور عمل کرنا قاضی کا ثقہ کے قول پر کیونکہ یہ دونوں اگر چہ خود حجت شرعی نہیں ولیکن عمل ان پر بے حجت شرعی نہیں اس لئے کہ حکم کھلا ہوا۔ انجان کے لئے مفتی کے قول پر عمل کرنے کو اور قاضی کے لئے ثقہ کے مقولہ پر عمل درآمد کرنے کو شرع میں وارد ہوا ہے ہو چکی عبارت جو عقد الفرید میں ہے۔'' وہ عقد الفرید جس میں اختلاف جواز تقلید کے امر غالب کا بیان ہے۔''

اور فضل قندھاری مغتنم الحصول میں فرماتے ہیں:

التقليد العمل بقول من ليس قوله من الحجج الشرعية بلاحجة فرجوع الى النبي ﷺ او الى الاجماع ليس منه هكذا رجوع العامي الى المفتي والقاضي الى العدول لوجوبه بالنص رجوع المجتهد او العامي الى مثله لكن العرف على ان العامي مقلد للمجتهد قال امام الحرمين وعليه معظم الاصوليين وقال الغزالي والامدى وابن الحاجب ان سمي الرجوع الى الرسول ﷺ والى الاجماع والى المفتي والى الشهود تقليد فلا مشاحة انتهىٰ. (59)

'' تقلید اس شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرنا ہے جسکا قول حجتوں شرعیہ میں سے نہ ہو سو رجوع کرنا آنحضرت ﷺ اور اجماع کی طرف تقلید نہ ٹھہری اور اسی طرح رجوع کرنا انجان کا مفتی کے قول کی طرف اور رجوع کرنا قاضی کا ثقہ کے قول کی طرف تقلید نہیں ٹھہرے گی کیونکہ یہ رجوع بحکم شرع واجب ہے۔ بلکہ رجوع کرنا مجتہد یا انجان کا اپنے جیسے آدمی کی طرف تقلید نہیں لیکن مشہور یوں ہو گیا ہے کہ انجان مجتہد کا مقلد ہے۔ امام الحرمین نے کہا ہے کہ اسی قول مشہور پر بڑے بڑے اصولی ہیں اور غزالی اور آمدی اور ابن حاجب نے کہا ہے کہ رجوع کرنا آنحضرت ﷺ اور اجماع اور مفتی اور گواہوں کی طرف اگر تقلید قرار دیا جائے تو کچھ ہرج نہیں۔''

(عالم کے لئے تقلید جائز نہیں)

پس ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا جائز ہے تمت المقدمہ اور جب کہ مقدمہ ممہد (مکمل) ہوا تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ تقلید مجتہدوں کی عالم بالحدیث و بالقرآن کو وقت جاننے ایک مسئلہ

(58) تخريج (قول الكمال وابن امير الحاج)التقرير واتحبير ص ٣٤٠ ج ٣

(59) راجع للتفصيل التقرير واتحبير ص ٣٤٠ ج ٣ و فواتح الرحموت ص ٤٠٠ ج ٢ و تيسر التحرير ص ٢٤١ ج ٣ والمختصر المنتهى الاصولى ابن الحاجب المالكى ص ٣٠٥ ج ١.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قرآن مجید سے یا حدیث سے اس مسئلہ معلومہ میں نہ چاہیے مثلاً جب کہ عالم بالحدیث و بالقرآن کو معلوم ہو کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے ہر مکلّف پر تو پھر اس کو اس مسئلہ میں تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہیے بلکہ اس وقت تقلید رسول مقبول ﷺ کی پر ضرور چاہیے اس لئے کہ جس آیت کے حکم سے کہ تقلید ثابت ہے تو وہ اسی صورت میں ہے جب کہ لاعلمی ہو: قال اللہ تعالیٰ:

﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾ (60) ”یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم۔“

اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر ”کما اشار الیہ المحقق ابن الہمام فی التحریر غیرہ“ (61)

اور ظاہر ہے کہ امر بالسوال اس آیت میں مقید بالشرط ہے اور اصول فقہ میں محقق ہے کہ حکم مقید بالشرط متعدی نہیں ہوتا ہے اس فرد میں جو کہ مجرد ہو اس شرط سے چنانچہ مسلم الثبوت میں لکھا ہے:

الظاهر ان التخصيص بمعنى القصر بالاتفاق و انما الاختلاف في اثبات النقيض انتهىٰ (62)

”یہ تو ظاہر ہے کہ تخصیص قصر کے معنوں میں بالاتفاق ہے بے اس کے نہیں کہ اختلاف نقیض کے ثابت کرنے میں ہے۔“

اور توضیح میں کہا ہے:

وعندنا لايثبت به اى بالتعليق بل يبقى الحكم على العدم الاصلى حتى لايكون هذا العدم حكما شرعيا بل عدما اصليا انتهىٰ. (63)

”اور ہمارے نزدیک تعلیق سے حکم ثابت نہیں ہوتا، بلکہ حکم اپنی ناپیدی اصلی پر باقی رہتا ہے یہاں تک کہ یہ ناپیدی حکم شرعی نہیں ہوتی بلکہ ناپیدی اصلی رہتی ہے۔“

اور ایسی کوئی دلیل قرآن سے یا حدیث سے یا اجماع سے یا قیاس سے جو کہ باوجود علم کے تقلید کو واجب یا جائز کر دے اور اس کو عدم اصلی سے نکالے نہیں ہے بلکہ کئی آیات صریح دلالت کرتی ہیں اس پر کہ بجرد علم کسی مسئلہ کے قرآن یا حدیث سے بدوں کسی کی تقلید کے پیروی قرآن اور حدیث کی لازم ہے: قال اللہ تعالیٰ:

﴿ولئن اتبعت اهوائهم بعدالذى جاء ك من العلم مالك من الله من ولى ولا نصير﴾ (64)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ”اور البتہ اگر پیروی کرے گا تو ان کی خواہشوں کی بعد اس کے کہ تیرے پاس آیا علم نہیں تیرے لئے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔“

اور وجہ استدلال کی اس آیت سے عنقریب شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے کلام سے معلوم ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿ فبشر عباد ○ الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه اولٓئك الذين هداهم الله واولٓئك هم اولوا الالباب ﴾ (65)

”پس خوشخبری دے میرے بندوں کو جو سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں بہتر اس کی کہ یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ تعالیٰ نے اور یہی لوگ ہیں صاحب بڑی عقل کے۔“

---

(60) النمل ٤٣ (61) التقرير واتحبير ص ٣٥١ ج ٣ و مسلم الثبوت ٣٥٢ ج ٢

(62) مسلم الثبوت ص ٧ الرابع الصفة الخامس بدل البعض ص ٢٢٧ ج ١

(63) التوضيح (مفهوم المخالف) ص ١٣٧ (64) البقرة ١٢٠ (65) الزمر ١٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی واسطے ائمہ اربعہ اوران کی اتباع سے نہی اورنکیر مروی ہے چنانچہ شیخ جلال الدین السیوطی کتاب الرد علی من اخلد الی الارض میں فرماتے ہیں:

هل اباح مالك وابو حنيفة والشافعي رضى الله عنهم قط لاحد تقليد هم حاشا لله منهم بل انهم قد نهوا عن ذالك ولم يقسحوا لاحد فيه انتهیٰ.

''ہرگز نہیں ،روا رکھا مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی نے خدا ان سے خوش ہو کسی کے لئے اپنی پیروی بلکہ بلا شک انہوں نے اس سے منع کیا ہے اور کسی کو اس بات میں ڈھیل نہیں دی۔''

اور شیخ عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں:

وكان الامام احمد يقول ليس لا حد مع الله ورسوله كلام لاتقلدني ولا تقلدن مالكا والاوزاعي ولا النخعي ولاغيرهم وخذ الاحكام من حيث اخذوا من الكتب والسنة انتهیٰ على ما نقله في عقد الجيد.⑥⑥

''اور امام احمد کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں کسی کو تاب سخن نہیں البتہ نہ تو میری پیروی کر اور نہ مالک کی اور نہ اوزاعی کی نہ نخعی کی اور نہ کسی کی جہاں قرآن اور حدیث سے انہوں نے حکم شرعی لئے ہیں تو بھی لے۔ ہو چکی عبارت یواقیت کی جس طرح عقد الجید میں ہے۔''

اور فاضل بہاری مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

العدول عن الدليل الى التقليد خلاف المعقول كيف وفيه ريب وقد امرنا بتركه في الحديث المنقول انتهیٰ۔

''دلیل سے پھر کر تقلید کی طرف آنا خلاف عقل ہے کیونکہ اس میں شک ہے اور شک کے چھوڑ دینے پر ہمیں حدیث میں حکم کیا گیا ہے۔''

اور تاج الدین عثمانی جامع الفواد میں فرماتے ہیں:

من يعمل بقول المجتهدين فهو مثاب في الدنيا والآخرة مالم يجد الحديث الصحيح المتصل الاسناد واذاوجده يعمل بالحديث انتهیٰ

''جو کوئی مجتہد کے قول پر عمل کرے گا تو وہ دونوں جہانوں میں ثواب پائے گا جب تک کہ حدیث صحیح متصل السند نہ پائے اور جب حدیث پائے تو اس پر عمل کرے۔''

اور علامہ مجد الدین صاحب قاموس سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

''در باب عبادات اعتماد کلی براں کنند یعنی برانچہ از حدیث ثابت است واز خلاف زید وعمرو میندیشند انتہیٰ''⑥⑦

اور قاضی عضد شارح مختصر الاصول میں فرماتے ہیں:

---

⑥⑥ كتاب اليواقيت والجواهر بيان عقائد اكابر ص ٨٦ ج ٢. عقدالجيد ص ٤٧

⑥⑦ سفر السعادت مع شرح عبدالحق ص ٥ .. عبادات میں مکمل اعتماد صحیح حدیث پر ہے زید اور عمر کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المستفتي المقلد والمفتي المجتهد والمستفتي فيه هو المسائل الاجتهادية انتهىٰ (68)

''فتوی پوچھنے والے کا مقلد ہونا اور مفتی کا مجتہد ہونا اور اجتہاد کے طور پر فتوی دینا یہ سب مسائل اجتہادی میں آتا ہے۔''

یعنی وہ مسئلہ جس میں کسی کی تقلید چاہیے وہ مسائل اجتہادیہ ہیں نہ منصوصہ اور مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ فتح العزیز میں تحت اس آیت کے ﴿**ولئن اتبعت اهواء هم بعد الذى جاء ك من العلم**﴾(الایہ) فرماتے ہیں کہ:

(ازین آیت معلوم شد کہ بعد از ضوح ودلائل وسطوح براہین تقلید باطل است زیرا کہ اتباع ہوی بعد مجی العلم است انتہیٰ) (69)

مولانا اسماعیل شہید صراط مستقیم میں فرماتے ہیں:

''پس در ہر مسئلہ کے حدیث صحیح غیر منسوخ بائد اتباع ہیچ مجتہد دران نکند'' انتہیٰ (70)

(مقلدین کا عذر)

تو ثابت ہوا کہ عالم بالحدیث کو وقت علم کسی مسئلہ کے نصوص سے تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہیے اگر چہ قول اس مجتہد کا موافق ہی اس حدیث کے ہو لیکن جو لوگ کہ حدیث پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں ان کو باوجود وضوح براہین کے حق نہیں سوجھتا تو وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ آج کے دن حدیث پر عمل کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ حدیث وقرآن ایک دریا ہے ناپیدا کنار اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا مجتہد مطلق کا کام ہے اور ہماری شان ایسی نہیں ہے کہ حدیث وقرآن کو سمجھیں اور اگر کچھ ترجمہ ظاہری سمجھتے بھی ہیں تو پھر ہم کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ فلانی حدیث منسوخ ہے یا نہیں یا معنی ظاہر پر محمول ہے یا موول ہے یا کوئی اور حدیث اس کی متعارض موجود ہے یا نہیں تو اس عذر کا دو وجہ سے جواب ہے۔

وجہ اول یہ کہ قرآن اور حدیث ایسے مشکل نہیں ہیں کہ سوائے مجتہد مطلق کے کسی کی سمجھ میں نہ آئیں بلکہ ایسے آسان ہیں کہ جس کو لغت عرب سے معرفت ہو خاص کر علماء اکرام تو وہ بخوبی بشرط قصد سمجھنے کے معنی سے قرآن اور حدیث کے واقف ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:﴿**ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر**﴾ (71)

''اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو واسطے نصیحت کے پھر کیا ہے کہ کوئی نصیحت پکڑنے والا۔''

وقال الله تعالىٰ:﴿هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلل مبين﴾ (72)

''وہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں نبی ﷺ کو انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر نشانیاں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت اور بلا شک تھے البتہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔''

وقال اللہ تعالیٰ :﴿**ولقد انزلنا اليك ايت بينت ومايكفربها الاالفسقون**﴾ (73)

---

(68) شرح مختصر الاصول بحث التقليد ص ٣٠٥

(69) تفسير عزيزى البقره ١٤٥ ص ٤٣٠ ج ١. ترجمہ. اس آیت سے واضح ہے کہ دلائل اور براہین واضح ہو جانے کے بعد تقلید باطل ہے اور علم آجانے کے بعد تقلید خواہش کی پیروی ہے۔

(70) صراط مستقيم مبحث تهذيب الاخلاق تمهيد ثالث. ترجمه. جس مسئلہ میں صحیح اور غیر منسوخ حدیث موجود ہو اس مسئلہ میں کسی مجتہد کی تقلید نہ کرو۔

(71) القمر ١٧ (72) الجمعة ٢ (73) البقرة ٩٩

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور بے شک البتہ اتاری ہم نے تیری طرف کھلی نشانیاں اور اس سے منہ نہیں موڑتے مگر بدکار لوگ۔''

تو جو کوئی اہل علم ہو کر کہہ کہ ہم قرآن وحدیث نہیں سمجھتے تو گویا وعید میں آیۃ کریمہ مذکورہ بالا کے داخل ہوا جیسا کہ مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ رسالہ ''تقویۃ الایمان''میں فرما گئے ہیں⑭

اسی واسطے سب محققین نے تصریح کی ہے کہ حکم منصوص کو ہر ایک عالم سمجھتا ہے اور جو کہ ساتھ مجتہد کے مختص ہے وہ قیاس ہی ہے چنانچہ شرح شاشی میں کہا ہے:

کل عالم له اصابة الحکم المنصوص علیه مطلقا سواء کان قطعیا اوظنیا بحسب الدالة والاثبات وماکان ظنی الثبوت اعنی القیاس فهو المختص بالمجتهد انتهیٰ.

اور قاضی عضد نے کہا ہے:

اذا ادخل الفاء فی لفظ الراوی مثل زنی ماعز فرجم فالفقیه وغیره فی ذلک سواء انتهیٰ

بلکہ شیخ ابن الہمام نے کہا ہے:

کہ دلالۃ النص کہ جو کہ عبارت النص اور اشارۃ النص سے مرتبہ خفاء میں ہے عوام یہی سمجھتے ہیں چنانچہ تحریر میں فرماتے ہیں:

ان دلالة النص یخالف القیاس فی ان القیاس یختص بالمجتهد ودلالة النص یفهمها العوام انتهی.

تو اسی سبب سے کتب فقہ میں تصریح ہے جو عامی ظاہر معنی پر حدیث افطر الحاجم والمحجوم کے مطلع ہو کر بعد حجامت کے جان کر کچھ کھا لے تو اس پر کفارہ نہیں آتا چنانچہ بحر الرائق نے کہا ہے:

وان لم یستفت ولکن بلغة الخبر وهو قوله علیه السلام افطرا الحاجم والمحجوم قوله علیه السلام الغیبة تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا تاویله فلا کفارة علیه عند هما لان ظاهر الحدیث واجب العمل به خلافا لابی یوسف لانه لیس للعامی العمل بالحدیث لعدم علمه بالناسخ المنسوخ انتهیٰ ⑮

''اور اگر فتوی نہیں پوچھا لیکن پہنچ گئے اس حدیث پر اور وہ حدیث آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ پچھنے لگانے والا اور لگوانے والا دونوں کا روزہ نہیں اور یہ فرمانا رسول اللہ ﷺ کا کہ غیبت روزہ توڑ دیتی ہے اور یہ شخص حدیث کا منسوخ ہونا اور اس کی تاویل نہیں جانتا تو اس پر کفارہ نہیں ہے شیخین کے نزدیک کیونکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے لیکن امام ابی یوسف نے اس میں خلاف کیا ہے اور ان کی دلیل خلاف کی یہ ہے کہ ان پڑھ کو بہ سبب انجانی ناسخ منسوخ کی حدیث پر عمل کرنا نہیں پہنچتا۔ ہو چکی عبارت بحر الرائق کی۔''

اور ہدایہ میں کہا ہے:

ولو بلغ الحدیث فاعتمد فکذلک عند محمد لان قول الرسول ﷺ لا ینزل عن قول مفتی انتهیٰ اقول خلاف ابی یوسف انما هو فی العامی الصرف الجاهل الذی لایعرف

---

⑭ تقویة الایمان مع تذکیر الاخوان ص ٦ ⑮ عقدالجید ص ٤٩

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی الاحادیث وتاویلا تها رأما العارف بمعانی النصوص وتاویلاتها ونسخها وجرهما وصحتهاوسلامتها عن معارضة اقوی منها فلا خلاف فی صحة عمله بها کما قال فی خزانة الروایات نقلا عن دستور السالکین واما الجواب عن قول ابی یوسفؒ ان العامی الاقتدأ بالفقهاء محمول علی العامی الصرف الجاهل الذی لایعرف معنی الاحادیث وتاویلا تها لانه اشار الیه لعدم الاهتداء فی حقه الی معرفة الاحادیث وکذا قوله وان عرف عامی تاویله یجب الکفارة یشیر الی ان المواد من العامی غیر العالم وفی الحمیدی العامی منسوب الی العامة وهم الجهال فعلم من هذه الاشارات ان مراد ابی یوسف رحمہ اللہ ایضا من العامی الجاهل الذی لایعرف معنی النص وتاویله فیما ذکرمن قول ابی حنیفة والشافعی ومحمد رحمہ اللہ یندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتهیٰ مانقله الشیخ الاجل فی عقد الجید⑯

''اور اگر اس کو حدیث ملی اور اس پر اعتماد کیا تو بھی یوں ہے امام محمد کے نزدیک اس واسطے رسول اللہ ﷺ کا فرمودہ مفتی کے قول سے کٹھیل نہیں ہوتا۔ ہوچکی عبارت ہدایہ کی۔

میں کہتا ہوں کہ خلاف ابو یوسف کا بے اس کے نہیں کہ وہ ایسے انجان میں ہے کہ جو معنی حدیثوں کے اور ان کی تاویلیں نہیں جانتا اور کھلی کھلی آیتوں اور حدیثوں کے معنی اور تاویلیں اور ناسخ منسوخ اور صحیح ضعیف جاننے والا ہوں اس کے عمل کے صحیح ہونے میں کسی کا خلاف نہیں ہے چنانچہ بحوالہ دستور السالکین کے خزانہ الروایات میں کہاں ہے اور رہا امام ابو یوسف کے قول کا جواب کہ انجان کو فقہاء کی پیروی ہے سو یہ اس انجان پر محمول ہے جو نرا ایسا جاہل ہو کہ حدیث کے معنی اور ان کی تاویلیں نہیں جانتا اس واسطے کہ یہ اشارہ کر دیا کہ اس کے حق میں معرفت حدیث کی اور یابی نہیں ہے اور اسی طرح ابو یوسفؒ کا یہ کہنا کہ اگر انجان حدیث کے معنی جانتا ہے تو اس پر کفارہ ہے اشارہ ہے کہ انجان سے مراد جاہل ہے اور حمیدی میں ہے کہ عامی عوام کی طرف مسنوب ہوتا ہے اور وہ لوگ جاہل ہوتے ہیں سو ان اشارات سے معلوم ہوا کہ ابو یوسف کی بھی مراد یہی انجان سے ہے وہ جاہل ہے جو نص کے معنی اور تاویل نہیں جانتا سو ابو حنیفہ اور شافعی اور محمد کے قول مذکور سے کسی کہنے والے کا یہ کہنا ہے کہ نص کے خلاف رویت پر عمل واجب ہے دفع ہو گیا، ہو چکی ہے وہ عبارت جسے نقل کیا شیخ بزرگ نے عقد الجید میں۔''

(تجزی فی الاجتہاد)

تلویح اور حاشیہ شیخ الاسلام علی التلویح اور شرح عقائد اور فتاویٰ فصلیہ اور نقود وغیرہ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ سمجھنا نصوص کا مجتہدوں پر خاص نہیں بلکہ غیر مجتہد بھی سمجھتے ہیں تو بر حال سمجھنا علماء کا معانی نصوص کو بلا خلاف ثابت ہوا اور جب کہ یہ ثابت ہوا کہ اہل علم نفس معانی احادیث اور قرآن کو خوب سمجھ سکتے ہیں تو اب معلوم کرنا چاہیے اسی عالم متبع طالب حق کو دیکھنے سے کتب احادیث اور شروح ان کی کے اور کتب اسماء الرجال کے غالب ظن سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے موافق

⑯ عقدالجید ص ۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہم واستعداد کے کہ فلانی حدیث صحیح ہے اور یا ضعیف ہے اور معمول بہ ہے یا منسوخ ہے اور اس کے معارض کوئی حدیث صحیح موجود ہے یا نہیں اگر چہ دو چار ہی مسئلہ پر واقف ہو جائے گو کہ حاوی کل مسائل کے دلائل پر نہ ہو یعنی دس مسئلہ کی دلیل مثلاً جانتا ہے اور مسائل میں مقلد ہے تو یہ عیب کی بات نہیں درست اور حق ہے اس لئے کہ تجزی اجتہاد میں جائز ہے بنا بر قول حق کے جیسا کہ مولانا عبدالعلی وغیرہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں اور مسلم الثبوت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ:

غير المجتهد المطلق ولو كان عالما يلزمه تقليدالمجتهد فيمالا يقدر عليه من الاجتهاديات اى تحصيله باجتهاده بناء على التجزى في الاجتهاد ويلزمه التقليد مطلقا وفيما يقدر عليه فيما لا يقدر عليه بناء على نفيه بالتجزى وقدعرفت ان الحق هو الاول انتهىٰ ماقال مولانا عبدالعلى فى شرح مسلم الثبوت⑰

''نرا غیر مجتہد اگر چہ کچھ عالم ہو لازم ہے اسے پیروی مجتہد کی ان مسئلوں میں جن میں اسے اجتہاد کی قدرت نہیں ہے اور یہ بات انقسام اجتہاد پر مبنی ہے اور یہ بات کہ اسے بالکل سب مسئلوں میں پیروی لازم ہے نفی انقسام اجتہاد پر مبنی ہے اور یہ تو تجھے معلوم ہے کہ حق پہلی ہی بات ہے ہو چکی وہ عبارت جسے مولانا عبدالعلی نے شرح مسلم میں کہا ہے۔''

اور اگر کہو کہ اطلاع اس امر کی یقیناً آج کے دن دشوار ہے تو کہا جاوے گا کہ علم الیقین تو ان امور کا مجتہدین کو بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں فرمایا ہے:

وردبانه ان اراد عدم التيقن ينفى هذه الاحتمالات فالمجتهد ايضا لا يحصل له فى زماننا التيقن بذلك وانما يبتنى اكثر امره على غالب الظن وان اراد انه لا يدرى ذلك بغالب الظن منعناه فى صورة النزاع لان المتبحر فى المذهب المتتبع لكتب القوم الحافظ من الحديث والفقه بجملة صالحة كثيرا مايحصل له غالب الظن بان الحديث غير منسوخ ولامؤول بتاويل يجب القول به انتهىٰ.⑱

''اور یہ قول اس طور پر روک لیا گیا ہے کہ اگر ان احتمالات کی نفی کا عدم یقین مراد ہے تو اس کا یقین تو مجتہد کو بھی نہیں حاصل ہوتا وہ تو اپنے اکثر مسائل غالب ظن پر مبنی کرتا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ شخص اس کو بغالب رائے نہیں جانتا تو اس کو نزاع کی صورت میں نہیں مانتے کیونکہ متجر فی المذاہب کہ قوم کی کتابوں کو دیکھتا بھالتا رہے حدیث اور فقہ میں سے مقدار شائستہ کا حافظ ہو اکثر اوقات یہ بات اسے بہ ظن غالب حاصل ہو جاتی ہے کہ حدیث منسوخ نہیں ہے اور نہ ایسی مؤول جس کی تاویل کا قائل ہونا واجب ہووے۔''

بلکہ آج کے دن پہلے سے زیادہ غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے کیونکہ ابتداء زمانہ میں علم حدیث زبانی زبانی سیکھا جاتا تھا اور کتب مدون نہ تھی اور قواعد ممہد نہ تھے اور کتب اسماء الرجال کا نام ونشان نہ تھا۔ اب بحمد اللہ سب کچھ مالا بدمنہ للعمل

⑰ فواتح الرحموت مبحث التقليد ص ٤٠٢ ج ٢ ⑱ عقدالجيد الباب الثانى ص ٤٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے چنانچہ عنقریب کلام میں عبدالرحمان بن اسماعیل ابوشامہ کے آئے گا اور وجہ ثانی یہ کہ اگر کوئی شخص اہل علم حسب وسعت اپنی کے ایک حدیث کو تحقیق کر کے اس پر عمل کرے تو نہایت یہی ہوگا کہ وہ حدیث مسنوخ ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص عمل کرنے میں ساتھ اس حدیث کے گنہگار نہ ہوگا اور وہ عمل اس کا باطل اور قابل اعادہ کے نہ ہوگا جیسا کہ مروی ہے کہ بعد نسخ قبلہ ٹھہرانے بیت المقدس کے بعض لوگ بدستور قدیم طرف بیت المقدس کی نماز پڑھتے رہے اور جب آنحضرت سے ان کو خبر پہنچی تو متوجہ مکہ کی طرف ہوئے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو یہ امر نہ کیا کہ جو نماز طرف بیت المقدس کی باوجود منسوخ ہونے استقبال بیت المقدس کے پڑھ چکے تھے ان کو اعادہ کریں چنانچہ:

فاضل قندھاری نے مغتنم میں کہا ہے:

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یامر الذین صلوا الی بیت المقدس بعد التحویل جاھلین بہ ان تعیدوا صلواتھم انتھیٰ

''آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو جنہوں نے بعد تبدیل جہت قبلہ کی انجانی میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی نماز کے پھیرنے کا حکم نہیں دیا۔''

(اقسام تقلید)

تو عذر لوگوں کا جو کہ حدیث پر عمل کرنے سے بالکل منع کرتے ہیں بجمیع وجوہ باطل ہوا اور ثابت ہوا کہ عالم بالحدیث کو وقت جاننے ایک مسئلہ کے حدیث سے تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہیے اس مسئلہ خاص میں باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم ہے۔

قسم اول: واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی سے لاعلی التعیین جس کو مولانا شاہ ولی اللہؒ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اس کی یہ علامت لکھی ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کے اسی طرح پر ہو جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت کے ہو تو عمل کئے جاؤں گا تو جب کہ معلوم ہو کہ مخالف ہے سنت کے تو اس کو پھینک دوں گا چنانچہ فرماتے ہیں:

اعلم ان تقلید مجتھد علیٰ وجھین واجب وحرام فاحدھما ان یکون من اتباع الروایۃ ولو دلالۃ تفصیلہ ان الجاھل بالکتاب والسنۃ لایستطیع التتبع ولا الا ستنباط فکان وظیفتہ ان یسال فقیھا ماحکم رسول اللہ ﷺ فی مسئلۃ کذا وکذا بلاتعین فاذا اخبر اتبعہ سوآء کان ما خوذا من صریح نص او مستنبطا منہ اومقیسا علی النصوص فکل ذلک راجع الی الروایۃ عنہ ﷺ ولو دلالۃ وھذا قد اتفقت الاقم علی صحتہ قرنا بعد قرن فمتیٰ وامارۃ ھذا التقلید ان یکون عملہ بقول المجتھد کالمشروط بکونہ موافقاً للسنۃ بقدر الامکان بل الامم کلھا اتفقت علی مثلہ فی شرائعھم ظھر حدیث یخالف قولہ ھذا اخذبالحدیث(79)

(79) عقدالجیدمبحث التقلید حرام ص۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سمجھ لے کہ مجتہد کی پیروی دوقسم کی ہے واجب اور حرام سو واجب یہ ہے کہ باعتبار دلالت کے روایت کا اتباع ہو اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص قرآن اور حدیث کو نہیں جانتا تو وہ بذات خود جستجو سے مسائل اور استنباط کی طاقت نہیں رکھتا سو اس کا یہی وظیفہ ہے کہ کسی فقیہ سے پوچھ لے کہ آنحضرت ﷺ نے فلانے فلانے مسئلہ میں کیا حکم فرمایا ہے جب فقیہ بتادے تو اس کی پیروی کرے برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہو یا اس سے استنباط کیا ہو یا منصوص پر قیاس کیا ہو یہ سب صورتیں حضرت ﷺ کی روایت کی طرف رجوع کرتی ہیں اگر چہ بطور دلالت کے ہی ہوں اور ایسی تقلید کی صحت پر تمام امت کا ہر طبقہ میں اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتیں اپنی اپنی شریعتوں میں ایسی صورت پر متفق ہیں اور اس تقلید کا نشان یہ ہے کہ اس کا عمل مجتہد کے قول پر مثال مشروط کے ہے کہ سنت کے موافق ہو پر ہمیشہ جہاں تک ہو سکے سنت کی تلاش میں رہے پھر جب ایسی حدیث مل جاوے کہ اس قول کے مخالف ہو تو اس کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرے۔"

قسم ثانی: مباح اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ مقلد اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھے بلکہ اس نظر سے تعین کرلے کہ جب کہ امر اللہ تعالیٰ کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو جس ایک مجتہد کا اتباع کریں گے اسی کی اتباع سے عہدہ تکلیف کے سے فارغ ہو جائیں گے اور اس میں سہولت بھی پائی جاتی ہے اور علامت اس تقلید کی یہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کر سکے تو اس سے انکار نہ کرے اور کسی شخص عمل کرنے والے کو برا نہ جانے اور ملامت اور نکیر نہ کرے مثلاً حنفی المذہب کو مسئلہ رفع الیدین اگر معلوم ہو تو اس کے استعمال سے نفرت اور انکار نہ کرے بلکہ کبھی کر بھی لے اور حنفی ہو کر کسی کرنے والے پر طعن نہ کرے۔☆

قسم ثالث: حرام و بدعت ہے

اور وہ تقلید ہے بطور تعین کے بزعم وجوب کے برخلاف قسم ثانی کے۔

قسم رابع: شرک ہے اور وہ ایسی تقلید ہے کہ وقت لاعلمی کے مقلد نے ایک مجتہد کا اتباع کیا پھر اس کو حدیث صحیح غیر منسوخ، غیر معارض، مخالف مذہب اس مجتہد کے مثلاً معلوم ہوگئی تو اب وہ مقلد بدستاویز ان عذرات کے جن سے سابقا بخوبی جواب دیا گیا ہے یا تو حدیث کو قبول ہی نہیں کرتا اور یا اس میں بدون سبب کے تاویل و تحریف کر کے اس حدیث کو طرف قول امام کے لے جاتا ہے، غرضکہ وہ مقلد مذہب اپنے امام کا نہیں چھوڑتا۔ سو ان قسموں میں سے قسم اول اور ثانی تو محتاج اثبات کی نہیں کیونکہ ان دونوں کو فریقین تسلیم کرتے ہیں لیکن قسم ثالث اور رابع بے شک معرکہ آرا اور محط انظار ہے۔ سو دلائل قسم ثالث کے تو مبحث میں تقلید شخصی کے آویں گے۔ فانتظر:

اور قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے تو واضح ہو جاوے کہ شرک ہونے پر ایسی تقلید کے آیات قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ بہت سی دال ہیں اور بہت علماء نے ان آیات اور احادیث سے شرک ہونا ایسی تقلید کا ثابت کیا ہے پس نقل کر دینا اقاویل ان علماء کا جن میں وہ آیات اور احادیث موجود ہیں مستغنیٰ ہے ذکر کرنے آیات کی سے علیحدہ تو سنو کہ تفسیر نیشاپوری میں ضمن اس آیت: ﴿اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله﴾[80]

[80] التوبہ ۳۱ ترجمہ: انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے علاوہ ہی رب لیا۔☆ دیکھئے تفصیل ص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مذکور ہے یہ مراد نہیں کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو خدا ٹھہرالیا تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اطاعت انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کی برخلاف حکم اللہ اور رسول اللہ کے کی تھی عبارت تفسیر مذکور کی بعینہ لکھی جاتی ہے۔

اختلفوا فی معنی اتخاذھم ایاھم اربابا بعد الا تفاق علیٰ انہ لیس المراد انھم جعلوھم الھۃ فقال اکثرا المفسرین المراد انھم اطاعوھم فی اوامرھم ونواھیھم ونقل عن عدی بن حاتم کان نصرانیاً فانتھیٰ الی النبی ﷺ وھو یقرء سورۃ برائۃ فلماوصل الی ھذہ الآیۃ قال عدی انا لسنا نعبدھم فقال الیس تحرمون ما احل اللہ وتحلون ما حرم فقلت بلیٰ فقال تلک عبادتھم قال الربیع قلت لابی العالیۃ کیف کانت الربوبیۃ فی بنی اسرائیل فقال انھم ربما وجدوا فی کتاب اللہ مایخالف قول الاحبار والرھبان فکانوا یاخذون باقوالھم وماکانوا یقبلون حکم اللہ تعالیٰ قال العلماء انما لم یلزم تکفیر الفاسق بطباعۃ الشیطان خلاف ماعلیہ الخوارج لان الفاسق وان کان یقبل دعوۃ الشیطان الاانہ یلعنہ ویستخف بہ بخلاف اولٓئک الا تباع المعظمین قال الامام فخر الدین رحمہ اللہ الرازی قال شیخنا ومولانا خاتم المحققین والمجتھدین رضی اللہ عنہ قد شاھدت جماعۃ من مقلدۃ الفقھاء قرأت علیھم ایات کثیرۃ من کتاب اللہ فی مسائل کانت تلک الایات مخالفۃ لمذھبم فیھا فلم یقبلوا تلک الایات ولم یلتفتوا الیھا وکانوا ینظرون الی کالمتعجب یعنی کیف یمکن العمل بظواھر تلک الایات مع ان الروایات عن سلفناوردت علی خلافھا ولوتاملت حق التأمل وجدت ھذا الداء ساریاً فی عروق الاکثرین من اھل الدنیا انتھیٰ فی تفسیر النشاپوری رحمہ اللہ وھکذا فی التفسیر الکبیر۔ (81)

"علماء مختلف ہیں یہود اور نصاریٰ کے اپنے علماء کو پروردگار ٹھہرانے کے معنوں میں بعد اتفاق اس بات کے کہ وہ اپنے علماء کو خدا نہیں کہتے تھے سو اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ وہ امر ونہی میں اپنے علماء ہی کا کہا کرتے تھے، عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ وہ حالت نصرانیت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ سورۃ برأۃ پڑھ رہے تھے جب اس آیت تک پہنچے تو انہوں نے کہا کہا ہم تو اپنے علماء کی بندگی نہیں کرتے۔ تو آپ نے فرمایا "کیا تم حرام نہیں ٹھہراتے جسے اللہ نے حلال کیا ہے اور حلال نہیں ٹھہراتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے" انہوں کہا یہ تو ٹھیک ہے آپ نے فرمایا "یہی تو ان کی بندگی ہے" ربیع نے کہا میں نے ابو عالیہ سے پوچھا بنی اسرائیل کا علماء کو پروردگار ٹھہرانا کیونکر تھا! انہوں نے کہا اکثر وہ کتاب اللہ میں وہ مسئلہ جو ان کے علماء کے مخالف ہوں پا کر اپنے علماء کے قولوں کو لیتے تھے اور حکم خدا کو چھوڑ دیتے تھے علماء نے کہا کہ سو اس کے نہیں جو فاسق کی تکفیر اطاعت شیطان میں لازم نہیں آتی بخالف فرقہ

---

(81) تفسیر نیشاپوری برحاشیہ تفسیر طبری ص ۷۱ ج ۱۰ تفسیر کبیر (التوبہ ۳۱) ص ۳۷ ج ۱٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوارج کے فاسق اگر چہ شیطان کا کہا مانتا ہے مگر اس کو برا کہتا رہتا ہے بخلاف ان اطاعت کرنے والوں کے کہ اپنے مقتداؤں سے برسر تعظیم ہیں امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ میں ایک گروہ مقلدوں سے ملا اور ان کے مذہب کے خلاف کچھ آیتیں میں نے ان کے روبرو پڑھیں تو انہوں نے ان آیتوں کی طرف توجہ نہ کی اور دوسری طرف تکتے رہ گئے اور یہ حیرانگی یوں تھی کہ ان آیات مخالف مذہب پر بھلا کیونکر عمل ہوسکتا ہے اگر خوب غور کیا جائے تو یہ مرض اکثر لوگوں میں پھیل رہا ہے۔ ہو چکی ہے عبارت نیشا پوری کی اور اسی طرح تفاسیر کبیر میں ہے۔"

پس امام فخر الدین رازی کی تقریر سے صاف بات واضح ہوگئی ہے کہ اکثر مقلدین متعصبین مخالف قرآن وحدیث کے ہو وہ مذموم اور واجب الرو ہے اور متعصبین سات آٹھ سو برس سے چلے آرہے ہیں کہ باعث تعصب مذہبی کے ظاہر قرآن وحدیث پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہے ان پر اور ایسے ہی مقلدین مصداق: ﴿اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله﴾ کے ہیں اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ جس کسی نے اپنے اماموں کو ایسا سمجھ لیا کہ اس کی شان سے خطا بعید ہے تو اس نظر سے اگر چہ دلیل خلاف قول اس امام کے ملے تو بھی اس کی تقلید کو نہ چھوڑے تو وہ شخص داخل ہے: ﴿اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله﴾ میں چنانچہ عقد الجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فمن يكون عاميا ويقلد رجلامن الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطاء وان لايترك تقليده ان ظهر الدليل على خلافه وذلك مارواه الترمذى عن عدى بن حاتم انه قال سمعت رسول الله ﷺ يقرأ ﴿اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله﴾ قال انهم لم يكونوا يعبدونهم ولكنهم كانوا اذا احلوا لهم شياء استحلوه واذا احرموا عليهم شياء حرموه انتهى (82)

"اور جو شخص انجان ہو اور فقہاء میں سے کسی ایک کی تقلید کرے یہ سمجھ کر کہ ایسے شخص سے خطا مشکل ہے اور یہ کہتا ہے یہی ٹھیک ہے اور دل میں یہ بات ٹھہرا رکھے کہ اس کی تقلید نہ چھوڑوں گا اگر چہ اس کے خلاف پر دلیل قائم ہو مصداق اس کا وہ حدیث ہے ہو ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت پڑھتے تھے کہ ٹھہرایا یہود اور نصاریٰ نے اپنے عالموں اور درویشوں کو پروردگار اللہ کو چھوڑ کر فرمایا کہ وہ لوگ ان کی بندگی نہیں کرتے تھے پر ان کا یہ حال تھا کہ جس چیز کو وہ انہیں حلال بتا دیتے تھے اس جو حلال جانتے تھے اور جس چیز وہ حرام بتا دیتے تھے اس کو حرام جانتے تھے۔"

اور شاہ صاحب ممدوح قدس سرہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

ومنها تقليدغير معصوم اى غير النبى ﷺ الذى ثبتت عصمته وحقيقته ان يجتهدواحدمن علماء الامه فى مسئلة فيظن متبعوه انه على الاصابة قطعا اوغالبا فيردوابه حديثا صحيحا وهذا التقليد غيرما اتفق عليه الامة المرحومة فانهم اتفقوا على جواز التقليد للمجتهدين مع العلم بان المجتهد يخطى ويصيب ومع

(82) عقد الجید (توضیح قول ابن حزم) ص ۳۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاستشراف لنص النبی ﷺ فی المسئلة والعذم علی انه اذا ظهر حدیث صحیح خلاف ماقلد فیه ترك التقلید واتبع الحدیث قال رسول الله ﷺ فی قوله تعالیٰ ﴿اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله﴾ انهم لم یکونوا یعبدوانهم ولکنهم کانوا اذا احلوالهم شیئاً استحلوه واذا احرموا علیهم شیئاً حرموه انتهیٰ کلامه⁽⁸³⁾

''اوراس میں پیروی غیر معصوم یعنی غیر نبی کی ہے جن کی عصمت ثابت ہو چکی ہے اور صورت اس تقلید کی یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں کسی عالم کی پیروی کرے اور یہ گمان کرے کہ وہ یقینی حق پر ہے یا بظن غالب اوراس تقلید کی وجہ سے حدیث صحیح کو رد کرے سو یہ تقلید سوااس کے ہے جس پر امت مرحومہ نے اتفاق کیا ہے جواز تقلید مجتہدوں پر مع یقین اس بات کے کہ جب حدیث خلاف مذہب کے ظاہر ہو گی تو تقلید کو چھوڑ کر حدیث کو لے گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کے معنی میں فرمایا کہ ٹھہرایا یہود اور نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو رب اور اللہ کو چھوڑ کر کہ وہ ان کی بندگی نہیں کرتے تھے پھران کا یہ حال تھا کہ جب ان کو وہ کوئی چیز حلال بتا دیتے تو حلال جان لیتے اور جب حرام بتا دیتے تو حرام جان لیتے۔'' ہو چکی ہے عبارت حجۃ اللہ البالغہ کی۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز نے فرمایا ہے:

کہ جو کوئی کسی کی تقلید اپنے اوپر لازم سمجھ لے باوجود مخالف ہو جانے حکم اس کے کے ساتھ حکم خدا کے اس کا اتباع نہ چھوڑے تو اس نے بحکم آیت ﴿**اتخذوا حبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله**﴾ ⁽⁸⁴⁾ کے خدا کا شریک ٹھہرایا چنانچہ فتح العزیز میں تحت آیت: ﴿**فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون**﴾ ⁽⁸⁵⁾ کے فرماتے ہیں:

دریںجا باید دانست چناچنہ عبادت غیر خدا مطلقا شرک وکفر است اطاعت غیر او تعالیٰ نیز استقلال کفر است ومعنی غیر بالا استقلال آنست کہ اور، بلغ احکام ندانستہ ربقہ تقلید اودر گردن انداز وتقلید او رالازم شمارد وبار جود ظہور مخالت حکم او باحکم او تعالیٰ دسراز اتباع او برنسوٴ دارد ایں ہم نومیست از اتخاز انداد کہ آیت کریمہ ﴿**اتخذوا حبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم**﴾ ۳۰ نکوہش آں فرمودہ اند انتہیٰ ⁽⁸⁶⁾

اور مولانا اسماعیل صاحب نے بوجہ بسط شرک ہونا ایسی تقلید کا بدلیل آیۃ ﴿**اتخذوا حبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله**﴾ اور بہ دلیل حدیث نبوی کے جو کہ ترمذی نے عدی بن حاتم سے نقل کی ہے ثابت کیا ہے اور یہی وجہ ہے چوٹ کرنی جناب مولف کی مولوی اسماعیل صاحب پر تو سنو کہ۔

مولانا اسماعیل تنویر العینین میں فرماتے ہیں:

ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الوجوع الی الروایات

⁽⁸³⁾ حجة الله (الاسباب المفضية الی البدعة) ص ۱۲۱ ج ۱ ⁽⁸⁴⁾ التوبه ۳۱ ⁽⁸⁵⁾ البقره ۲۲

⁽⁸⁶⁾ تفسیر عزیزی ص ۱۲۸ ج ۱ ترجمہ. معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح غیر اللہ کی عبادت مطلقاً شرک ہے اسی طرح غیر اللہ کی اطاعت بالاستقلال کفر ہے اطاعت بالاستقلال کے یہ معنی ہیں کہ تبلیغ احکام میں تقلید کے پٹہ کو گردن میں ڈال لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت کے باوجود تقالید کو قابل عمل سمجھا جائے اور یہ قسم اہل کتاب کی اپنے علماء اور عیسی کو رب بنانے سے ملتی جلتی ہے۔ ملخصاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنقولة عن النبی ﷺ الصریحة الدلة علیٰ خلاف قول امام المقلد فان لم یترك قول امامه ففیه شائبة من الشرك كم یدل علیه حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انه سئل رسول الله ﷺ عن قوله ﴿اتخذوا حبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم﴾فقال یا رسول الله ﷺ انالم تنحتوا احبانا ورهباننا اربابا فقال انكم حللتم ما حلواوحرمتم ماحرموا ولیس المراد بالتقلید التقلید فی العقائد علیٰ ما ینطق به لفظ حللتم وحرمتم فان التحلیل والتحریم انما یستعملان فی الافعال ولیس المراد به التقلید مطلقا والالزم تكلیف كل عامی بالاجتهاد ولیس المراد به ردالنصوص وانكار ها فی مقابلة قول ائمتهم ولالم یكونوا نصارٰی بل المراد هو تاویل الدلائل الشرعیة الی قول ائمتهم فعلم من هذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسك بقوله وان ثبت علیٰ خلافه دلائل من السنة والكتب ویاول الی قوله شوب من النصرانیة وحظ من الشرك والعجب من القوم لایخافون من مثل هذا الاتباع بل یحیفون تاركه فما احق هذه الایة فی جوابهم ﴿وكیف اخاف مااشركتم ولاتخافون انكم اشركتم بالله مالم ینزل به علیكم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان كنتم تعلمون﴾[87] فتدبر وانصف ولا تكن من الممترین ونعوذ بالله ان نكون من المعتصبین انتهی[88]

”مجھے نہیں معلوم کہ کیوں کر روا ہو گیا ہے التزام پیروی کرنے ایک شخص معین کی کا باوجود قدرت رجوع طرف ان روایات کی جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں اور صریح دلالت کرتی ہیں اوپر خلاف قول امام کے پھر اگر مقلد قول امام کو نہیں چھوڑتا تو اس میں امیزش شرک کی ہے چنانچہ دلالت کرتی ہے اس پر وہ حدیث جس کو ترمذی نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس آیت کے معنی میں کہ ٹھہرایا یہود اور نصاریٰ نے اپنے علماء کو پروردگار علاوہ خدا تعالیٰ کے پوچھا تو فرمایا کہ حلال ٹھہرایا تم نے ان کے حلال ٹھہرائے ہوئے کو اور حرام ٹھہرایا تم نے ان کے حرام ٹھہرائے ہوئے کو اور نہیں مراد ہے تقلید سے تقلید عقیدہ کی جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر لفظ حلال اور حرام کا کیونکہ حلال ٹھہرانا اور حرام ٹھہرانا دونوں افعال میں مستعمل ہوتے ہیں اور تقلید مطلق بھی مراد نہیں ہے ورنہ لازم آوے گا کہ انجان اجتہاد پر مکلف ہو اور نصوص کا رد کرنا بھی مراد نہیں ہے اماموں کے قول کے مقابلہ میں نہیں تو نصاریٰ نہ رہیں گے بلکہ مراد تاویل کرنا ہے دلائل شرعیہ کا اماموں کے قولوں کی طرف سو اس سے یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ پیروی کرنی ایک شخص معین کی اس طرح کہ جم جاوے اس کے قول پر اگرچہ اس کا خلاف بھی ثابت ہو جاوے قرآن وحدیث سے تو است تاویل کرے اپنے جماؤ کی طرف یہ ایک امیزش ہے نصرانیہ سے اور حصہ ہے شرک کا اور لوگوں پر تعجب ہے کہ ایسی پیروی سے خود تو ڈرتے نہیں بلکہ جو ایسی تقلید کو چھوڑے اس پر زیادتی کرتے ہیں سو کیا ہی ٹھیک بیٹھتی ہے یہ آیت ان کے جواب میں اور کیوں کر ڈروں میں اس سے کہ شرک لاتے ہو تم اور نہیں ڈرتے ہو تم یہ کہ شریک مقرر کرتے ہو تم اللہ کے ساتھ اس چیز کو کہ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل اوپر تمہارے۔ سو کون دونوں فریقوں میں بہت لائق ہے امن

[87] الانعام ۸۱ [88] تنویر العینین مترجم (مبحث عدم جواز التزام التقلید) ص ۴۹ تا ۵۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کہہ دو اگر تم جانتے ہو۔ تامل اور انصاف کرتو اور شک نہ کر اور اللہ کی پناہ کہ ہوں میں ہٹ دھرموں سے۔"

اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی ایسی تقلید کو شرک کہا ہے اور اثبات اس کا آیۃ:

﴿قل یا اھل الکتب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الانعبدالا اللہ ولا نشرك به شیئاً ولایتخذ بعضنا بعضا اربابا من ذون اللہ﴾ (89)

"اے نبی ﷺ کہہ دیجئے اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ کی اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کچھ اور اور نہ پکڑیں بعض ہمارے بعض کو پروردگار سوائے اس اللہ احد کے۔"

﴿اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم﴾ سے اور حدیث عدی بن حاتم سے کیا ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں تحت آیۃ ﴿قل یااھل الکتب﴾ کے بعد نقل کرنے حدیث عدی بن حاتم کے فرماتے ہیں:

ومن ھھنا یظھر اذا صح عند احد حدیث مرفوع من البنی ﷺ سالما عن المعارضة ولم یظھر له ناسخ وکان فتوی ابی حنیفة رحمه اللہ مثلاً خلافه وقد ذھب علی وفق الحدیث احد من الائمة الاربعة یجب علیه اتباع الحدیث الثابت ولایمنعه الجمود علی مذھبه من ذلك لعلا یلزم اتخاذ بعضنا اربابا من دون اللہ انتھیٰ (90)

"یہیں سے کھل گیا کہ جس وقت کسی کے نزدیک حدیث مرفوع آنحضرت ﷺ کی صحیح ہو جاوے اور معارضہ سے سالم ہووے اور نہ ظاہر ہووے واسطے اس کے نسخ اور مثلاً امام ابوحنیفہ کا فتویٰ اس کے خلاف ہووے اور موافق اس حدیث کے ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گیا ہو تو واجب ہے اس حدیث کی پیروی کرے اور اس سے اسے اس کے مذہب پر جمنا مانع نہ پڑے نہیں تو بعض کو بعض کا پروردگار پکڑنا لازم آجاوے گا۔ ہو چکی ہوئے عبارت تفسیر مظہری کی۔"

(تقلید اور ائمہ اربعہ)

اس لئے ائمہ اربعہ نے اسی تقلید سے منع کیا ہے اور ان کی اتباع نے اور صوفیہ اور محدثین نے اس تقلید کو گمراہی اور باعث غضب الٰہی قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب کوئی آیت قرآنی آجائے یا کوئی حدیث یا کسی صحابی کا قول میرے قول کے مخالف تم کو معلوم ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو یعنی میری تقلید مت کرو چنانچہ امام زندویسی نے روضۃ العلماء میں بروایت صاحب ہدایہ کے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے:

انه یعنی ابا حنیفة سئل اذا قلت قولا و کتاب اللہ یخالفه قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذاکان خبر رسول اللہ ﷺ یخالفه قال اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ فقیل اذا کان قول الصحابة یخالفه قال اترکوا قولی بقول الصحابة انتھیٰ۔ (91)

"امام ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کوئی مسئلہ کہیں اور قرآن اس کے مخالف ہووے جواب دیا کہ میرا قول

---

(89) ال عمران ٦٣ (90) تفسیر مظھری (آلعمران ٦٣) ص ٦٤ ج ٢

(91) عقدالجید ص ٤٣. تفسیر مظھری (آلعمران ٦٣) ص ٦٤ ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے مقابلہ میں چھوڑ دو۔ پھر پوچھا گیا کہ حدیث مخالف ہووے جواب دیا کہ حدیث کے مقابلہ میں بھی میرا قول چھوڑ دو۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے مخالف ہوویں۔ جواب دیا کہ میرا قول صحابہ کے آثار کے مقابلہ میں چھوڑ دو۔''

اور مدخل میں بیہقی عبداللہ بن لمبارک سے نقل کرتے ہیں:

قال یعنی عبدالله بن المبارك سمعت ابا حنیفة یقول اذا جآء عن النبی ﷺ فعلی الراس والعین واذا جآء عن صحاب النبی ﷺ نختار قولهم واذاجآء من التابعین زاحمنا هم انتهیٰ کذا فی التفسیر المظهری. (92)

''عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو کہتے ہوئے سنا کہ آنحضرت ﷺ سے روایت آوے تو سر آنکھوں پر اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت آوے تو اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں اور جب تابعین سے آوے تو مناقشہ کرتے ہیں ہم۔''

امام مالک فرماتے ہیں کہ کوئی ایسا شخص نہیں کہ اپنے قول سے ماخوذ نہ ہو اور وہ کلام اس کا اس پر مردود نہ ہو سوائے رسول اللہ ﷺ کے یعنی قول غیر صحیح سب کا رد کر دینا چاہیے۔ چنانچہ یواقیت والجواہر میں شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

وکان الامام مالك یقول ما من احدا لا وماخوذ من کلامه ومردود علیه وہ الا رسول الله ﷺ انتهیٰ (93)

''اور امام مالک کہتے تھے کہ سوائے آنحضرت ﷺ کے سب لوگ اپنے کلام میں ماخوذ ہوں گے اور وہ کلام ان کا ان پر مردود ہوگا۔''

امام شافعی فرماتے تھے کہ جب کہ تم کو کوئی صحیح حدیث میرے مذہب کے مطابق مل جاوئے تو اس حدیث کو ہی میرا مذہب سمجھنا ہے۔ یعنی میرا مذہب اول چھوڑ دینا ہے اپنے نہایہ میں امام الحرمین فرماتے ہیں:

انه یعنی الشافعی قال اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذهبی فاتبعوه واعلموا انه مذهبی نقله مولانا شاه ولی الله فی عقد الجید ثم قال وقد صح منصوصا انه قال اذا بلغکم عنی مذهب صح عندکم خبر علی مخالفته فاعلموا ان مذهبی موجب الخبر انتهیٰ. (94)

''اور امام شافعی نے کہا کہ جب تمہیں میرے مذہب کے مخالف کوئی صحیح حدیث پہنچ جاوے تو اس کی پیروی کرو اور جان لو کہ وہی میرا مذہب ہے اس قول کو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عقد الجید میں نقل کر کے کہا ہے کہ اچھی طرح یہ بات صحت کو پہنچ گئی ہے کہ امام شافعی کہتے تھے کہ جب تمہیں میرے مذہب کا کوئی مسئلہ پہنچے اور حدیث اس کی مخالف ہو تو موافق حدیث کے ہی میرا مذہب جان رکھو۔''

---

(92) المدخل ص ٤٦ ج ١ رقم ٤٠ . تفسیر مظهری (آلعمران ٦٣) ص ٦٤ ج ٢

(93) کتاب الیواقیت والجوهر (مبحث عقائد الاکابر) ص ٨٦ ج ٢ (94) عقد الجید ص ٤٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل فرماتے تھے کہ کسی کا کلام رسول اللہ کے کلام کے معارض نہیں ہو سکتا۔ یعنی حدیث کے مقابل کسی کا قول پیش نہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ یواقیت الجواہر میں شعرانی فرماتے ہیں:

وكان الامام احمد يقول ليس لاحد مع الله ورسوله كلام لا تقلدني ولا تقلدن مالكا ولا الاوزاعي ولا النخعي ولا غيرهم وخذ الاحكام من حيث اخذ وامن الكتب السنة انتهى. ①

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے مقابل میں کسی کو مجال بات کی نہیں نہ تو میری پیروی کر اور نہ مالک رحمۃ اللہ علیہ اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی وغیرہ کی اور وہاں سے احکام شریعت لے جہاں سے انہوں نے لئے ہیں یعنی کتاب اور سنت سے۔''

خیر المحدثین طیبی شرح مشکوۃ میں اس حدیث کی:

الا انى اتيت القرآن ومثله معه الا يوثيق رجل شعبان على اريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فاحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموا الى آخرما رواه ابو داؤد والدارمى عن المقدام بن معدى يكرب عن النبى ﷺ. ②

''خبردار ہو اے لوگو! میں قرآن دیا گیا ہوں اور اسی کے ساتھ اس جیسی اور چیز دیا گیا ہوں خبردار ہو تھوڑے دن جاتے ہیں کہ پیٹ بھرے لوگ تخت پر بیٹھ کر کہیں گے کہ قرآن کو مضبوط پکڑو اور جو اس میں حلال پاؤ حلال جانو اور جو حرام پاؤ سو حرام جانو آخر ان لفظوں تک جنہیں روایت کیا ہے ابو داؤد اور دارمی نے مقدام بن معدی کرب سے۔''

فرماتے ہیں اس حدیث میں بڑی جھڑکی اور خفگی ہے جو کہ پیدا ہوئی غضب عظیم سے اس شخص پر جو حدیث کو ترک کرے اس نظر پر کہ قرآن ہم کو کافی ہے اب حدیث کی کچھ حاجت نہیں پھر کیا حال اس شخص کا جو کہ حدیث کو اپنے مذہب کی رعایت سے ترک کرے چنانچہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔:

اللام فى تكرير كلمة التنبيه توبيخ وتفريع نشاء من غضب عظيم على من ترك السنة ومالحمل بالحديث استعفاء عنها بالكتب فكيف بمن رجح الراى على الحديث واذا سمع حديثا من الاحاديث الصحيحة قال لاعلى ان اعمل بها فان لى مذهبا اتبعه انتهى. ③

''اس حدیث میں نہایت جھڑکی ہے تارک سنت پر جو قرآن کو کافی جان کر حدیث کو خیال میں نہ لاوے سو کیا حال ہے اس کا جو غلبہ دیوے رائے کو حدیث پر اور جب کوئی حدیث سنے تو کہہ دے کہ مجھے حدیث سے کیا کام میں تو اپنے مذہب کا پابند ہوں۔''

---

① اليواقيت والجواهر (مبحث عقائد الاكابر) ص ٨٦ ج ٢

② ابوداؤد باب لزوم السنة ٤٦٠٤٢ ـ مسند احمد ص ١٣١ ج ٤ ـ دارمى ص ـ التميهد ص ١٥٠ ج ١

③ مرقاة شرح مشكوة ص ٢٣٧ ج ١ ـ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الصوفیہ محی الدین ابن العربی فرماتے ہیں:
جس نے حدیث کے مقابل میں قول کسی امام مجتہد کا پکڑ رکھا اور حدیث کو ترک کیا تو وہ شخص گمراہ ہو گیا اور گیا اللہ کے دین سے۔
چنانچہ فتوحات مکیہ میں ارشاد کرتے ہیں:۔

اذا اصح الحدیث وعارضه قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث ویترك ذلك الامام والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترك ایته اوخبربقول صاحب او امام ومن یفعل ذلك فقد ضل ضلالا وخرج عن دین الله انتهیٰ.

''اور جس وقت حدیث صحیح ہو جاوے اور کسی رفیق یا امام کا قول اس کے معارض پڑے تو حدیث سے پھرنا نہ چاہئے بلکہ وہ رفیق اور امام کا قول چھوڑ دے پھر کہا انہیں ابن عربی نے نہیں جائز ہے چھوڑنا آیت اور حدیث کا کسی رفیق یا امام کے قول کے مقابلہ میں اور جس کسی نے ایسا کیا تو وہ بڑا گمراہ ہوا اور اللہ کے دین سے خارج ہو۔''

شیخ المشائخ محبوب سبحانی قطب ربانی محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے:
''کہ فکر کرو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں اور فریب مت کھاؤ کسی قول ضعیف یا قوی سے یعنی حدیث کے مقابل اور مخالف کسی کا قول مت مانو۔''④

دارکی شافعی سے مروی ہے:
کہ جب کوئی انکے سامنے حدیث کے مقابل کسی کا قول پیش کرتا تو فرماتے کہ تجھے ہلاکت کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی چنانچہ خطیب بغدادی نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

ان الدارکی من الشافعیة کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذهب الشافعی وابی حنیفة فیقال له هذا یخالف قولهما فیقول له هذا یخالف قولهما فیقول ویلیکم حدیث فلان عن فلان عن النبی ﷺ هکذا انتهیٰ نقله فی عقد الجید.⑤

''دارکی شافعی اکثر امام شافعی اور اما ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مذہب کے مخالف فتویٰ دیتے اور کوئی کہتا کہ یہ تو ان دونوں کے قول کے مخالف ہے تو کہتے کہ تیرا برا ہو اس باب میں فلا نے نے آنحضرت ﷺ سے حدیث نقل کی ہے۔''

نقلہ فی عقد الجید قاضی شمس الدین خلفان نے یوں نقل کیا ہے:

وکان ای الدارکی اذا جآئته مسئلة تفکر طویلا ثم یفتی فیها وربما افتی علی خلاف مذهب الامامین الشافعی رحمۃ اللہ علیہ وابی حنیفة رضی الله عنهما فیقال له فی ذلك فیقول ویحة حدیث فلان عن فلان عن رسول الله ﷺ هکذا وکذا انتهی۔⑥

''دارکی کا یہ حال رہا کہ جب اس کے پاس کوئی مسئلہ آجاتا تو خوب فکر کرتے اور پھر فتوی دیتے اور اکثر امام

---

④فتوح الغیب مبحث القول السادس والثلاثون فی جعل الاخرة راس المال والدنیا نفعه
⑤تاریخ بغداد ص ٤٦٤ ج ١٠ سیر اعلام النبلا ص ٤٠٥ ج ١٦ عقد الجید ص ٤٣
⑥وفیات الاعیان (الکنی ابو القاسم) ص ٢٩٤ ج ١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف فتویٰ پڑتا۔اس باب میں کہا جاتا تو کہتے چہ خوش اس مسئلہ میں فلاں راوی نے حدیث روایت کی ہے لہذا حدیث پر عمل کرنا زیادہ اولی ہے۔''

امام مجتہد العصر شیخ عزیز الدین ابن عبدالسلام کہا کرتے تھے کہ بڑا تعجب ہے کہ فقہاء مقلدین اپنے اماموں کی ضعیف بات پر واقف ہوکر پھر ایسے جم جاتے ہیں کہ اگر کسی دوسرے امام کا قول موافق کتاب اللہ اور حدیث کے ان کے آگے پیش کیا جاتا ہے تو ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ کتاب اللہ اور حدیث کے دفع کرنے کے لئے حیلہ سازیاں کرتے ہیں اور تاویلات باطلہ پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ کلام ان کا مولانا شاہ ولی اللہ عقد الجید میں نقل کرتے ہیں:

قال یعنی ابن عبدالسلام ومن اعجب العجائب ان الفقهاء المقلدین یقف احدهم علی ضعف ماخذامامه بحیث لایجد لضعفه مدفعا وهو مع ذلك یقلده فیه ویترك من ویتاولهاشهد له الکتاب والسنة والاقسیة الصحیحة لمذهبهم جمودا علی تقلید امامه بل یتحیل لدفع ظاهر الکتاب والسنة ویتاولها بالتاویلات البعیده الباطلة انتهیٰ ⑦

''ابن عبدالسلام نے کہا کہ بڑا تعجب ہے کہ مقلد فقیہ لوگ اپنے امام کے ایسے ضعیف ماخذ پر واقف ہو جاتے ہیں کہ جس کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے اور پھر اس میں اپنے امام کی پیروی کئے جاتے ہیں اور جن کے مذہب کی کتاب وسنت اور صحیح قیاس شہادت دیتے ہیں اسکو اپنے امام کی تقلید کو جم کر چھوڑ دیتے ہیں اور ظاہر کورد کرنے کے لئے حیلے کرتے ہیں اور قرآن وحدیث میں بلا وجہ تاویلیں گھڑتے ہیں۔''

حافظ الثقہ والحدیث عبدالرحمٰن اسمعیل ابوشامہ:

ان فقہاء مقلدین کی طرف سے جو احادیث سے مستغنی ہوکر جزئیات پر منیہ اور قنیہ کے اکتفاء کررہے تھے اور حدیث کو بہت مشکل جان کر وہی عذاب جو سابق میں نقل کر کے ان سے جواب دیا گیا ہے پیش کرتے تھے افسوس اور تحسر کیا کرتے اور ان کی جان پر واویلا کرتے چنانچہ کتاب الاصول میں فرماتے ہیں:

وقد حرم الفقهاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث والاثار والبحث عن فقهها ومعانیها ومطالعة الکتب النفسیة المصنفة فی شروجها وغریبها بل افنوا زمانهم وعمر هم فی النظر فی اقوال من سبقهم من متاخری الفقهاء وترکوا النظر فی نصوص نبیهم المعصوم من الخطاء الذین شهد والوحی وعا ینوا المصطفیٰ ﷺ وفهموا نفاس الشرعیة فلا جرم هولآء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدین علی الآباء وقد کانت العلماء فی الصدر الاول معذورین فی ترك مالم یفقوا علیه من الحدیث لکون الاحادیث لم تکن حینئذ فیما بینهم مدونة انما کانت تلقیٰ من افواه العلماء وهم

⑦قواعد الاحکام لعز بن عبدالسلام ص ۱۵۹ ج ۲۔ عقد الجید ص ۳۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يتفرقون فی البلد ان وقد زال ذلك العذرولله الحمد بجمع الاحاديث المجتمع بها فی كتب بوبوها وقسموها وسهلوالطريق اليها وبينوا ضعيف وكثير منها وصحته و تكلموا فی عدالة الرجال وجرح المجروح منهم وفی علل الاحاديث ولم يدعوا للمستعمل مايتعلل به وفسروا القرآن وتكلموا فی غريبهما وففهها وكل مايتعلق بهما فی مصفات عديده جليلة والالات متهيات لذی طلب صادق وذكاء وفطانة وكذا اللغة وصناعة العربية كل ذلك فقد حرره اهله وحققوه فالتوصل الی الاجتهاد بعد الجمع النظر فی الكتب المعتمدة اذا رزق الانسان الحفظ الفهم ومعرفة اللسان اسهل منه قبل ذلك انتهیٰ. ⑧

''بلا شک ہمارے زمانہ میں فقہاء نے حدیث اور آثار کی کتابوں کو دیکھنا اوران کی شرحوں کا مطالعہ کرنا اور معانی سمجھنا حرام ٹھہرا رکھا ہے بلکہ اپنی ساری عمر متاخر فقہاء کے قولوں کے دیکھنے میں کھوتے ہیں اور نبی معصوم کے اقوال اور وہ صحابہ اکرام جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے اور کما حقہ شریعت کو سمجھا ہے ان کے آثار کو چھوڑ رکھا ہے۔ سوضرور یہ لوگ رتبہ اجتہاد سے محروم رہ کر اپنے بڑوں کے مقلد رہے اور اگلے علماء مخفی حدیثوں کے عمل نہ کرنے میں معذور ہیں کہ اس زمانہ میں حدیثیں مجتمع نہ تھیں بلکہ حدیثیں تو لوگوں کے منہ سے سنی جاتی تھیں اور لوگ جا بجا تھے اللہ کا شکر ہے کہ اب یہ عذر جاتا رہا ہے سبب اس کے کہ اب حدیثیں جمع ہوگئیں اور مسائل کے باب مقرر ہوگئے۔ اور قوی ضعیف حدیث اور اچھے برے راوی کا حال بیان ہوگیا اور قرآن کی تفسیریں ہوگئیں ہیں اور قرآن وحدیث دونوں کی مشکلات اکثر کتابوں میں بیان ہوگئیں اور سمجھ دار کے لیے ہر طرح کا سامان موجود ہوگیا ہے اور اسی طرح لغت والوں نے علم لغۃ کو اور عربی زبان لوگوں نے علم عربیت کو چھان دیا ہے سو بعد ان کتابوں کے نبی کے اوران کے دیکھنے کے اجتہاد کا رتبہ حاصل ہونا سہل ہوگیا ہے بہ نسبت اگلے عہد کے جب کہ آدمی کو حافظہ اور سمجھ اللہ دیوے۔''

علی البتی ایک فقیہ کو کہتے ہیں کہ اے بیٹو بچیو! اس بات سے کہ حدیث کی مخالف ہوں کہ حدیث کی مخالف ہو کر رائے پر عمل کرے پھر کہے تو کہ یہ میرے امام کا مذہب ہے اماموں نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ جبکہ ہمارے اقوال مخالف ہوں احادیث کے تو ہمارے قولوں کو چھوڑ دو تو اگر تجھ کو امام ہی کی تقلید منظور ہے تو اس قول کو کیوں نہیں مانتا اور دلیل یعنی اس حدیث پر جو متقین ہے عمل کیوں نہیں کرتا۔ جیسا کہ امام کے قول پر اس احتمال سے کہ امام کو کوئی دلیل معلوم ہوگئی مجھ کو اس پر اطلاع نہیں عمل کرتا ہے یا چنانچہ شیخ شعرانی مشارق الانوار القدسیہ میں فرماتے ہیں:

وسمعت سيدی علی البتی يقول الفقيه اياك ولدی وان تعمل برای رايته مخالفا لما صح فی الاحاديث وتقول هذا مذهب امامی فان الائمة كلهم تبروا من اقوالهم اذا خالفت صريح السنة وانت مقلد لاحدهم بلاشك فما لك لا تقلدهم

16032

⑧از مختصر الہ ۱۰٤، ص ۳۰ تا ۳۵ ملتقطاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی هذا القول وتعمل بالدلیل کما تعمل بقول امامك لا حتمال ان یکون له دلیل لم تطلع انت علیه انتهیٰ.

''اپنے سردار علی البتی سے میں نے سنا کہ وہ فقیہ کے حق میں کہتے تھے اے لڑکے اس بات سے بچو کہ مخالف حدیث کے جو رائے ہو اس پر عمل کرے اور کہے کہ یہ میرے امام کا مذہب ہے کیونکہ سارے امام اپنے قولوں سے بیزار ہیں جو صریح حدیث کے مخالف پڑیں اور تو خواہ مخواہ ان میں کسی ایک کا پیرو کار رہے۔ پھر تجھ کو کیا ہو گیا تو اس قول میں ان کی پیروی نہیں کرتا اور اس دلیل پر تجھ کو مل گئی ہے کیوں نہیں عمل کرتا جس طرح ان کے قول پر عمل کرتا تھا اور اس کی کوئی دلیل گر مخفی ہو قرار دیتا تھا۔''

علامہ اکمل صاحب عنایہ ناقلا امام علائی سے فرماتے ہیں کہ جبکہ کسی مقلد کو دوسرا مذہب موافق حدیث کے معلوم ہو جائے اور اپنا مذہب مخالف حدیث کے تو اس مقلد کو چاہیے کہ اپنے مذہب سے انتقال کرے طرف مذہب کے جو موافق حدیث کے ہو چنانچہ تقریر میں فرماتے ہیں۔

وذکر الامام العلائی انه یرجع القول بالانتقال فی صورتین احدهما اذا کان مذهب غیر امامه یقتضی تشدیدا علیه واخذا بالاحتیاط والثانیة اذا رای بخلاف مذهب امامه دلیلا من حدیث صحیح ولم یجد فی مذهب امامه جوابا قویا ولا معارضا راجحا علیه اذا لا وجه لهجر الحدیث الصحیح محافظة علی مذهب التزمه قلت هذا موافق لما نص علیه احمد والقدوری الحنفی ومشی علیه ابن الصالح وغیره انتهیٰ

''امام علائی نے ذکر کیا ہے ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں ہونے کا قول دو صورتوں میں غلبہ دیا جاتا ہے ایک تو جب اس کے امام کے سوا کا قول تکلیف امیز ہو اور دوسرے مخالف مذہب کے جب کوئی حدیث صحیح مل جاوے اور اس کے مذہب میں جواب قوی نہ پایا جائے۔ کیونکہ نگہبانی اس مذہب کی جس کا اس نے خود التزام کر رکھا ہے حدیث صحیح کے چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قول موافق مقولہ احمد اور قدروی حنفی کے ہے اور ابن صلاح وغیرہ علماء کا بھی یہی مشرب ہے۔''

نقل کیا اس کو فاضل قندھاری نے اور کہا ہے کہ دوسری صورتوں میں انتقال کرنا واجب ہے چنانچہ مغتنم میں فرماتے ہیں۔

اقول یجب الفرق بین الصورتین بان الانتقال فی الاولیٰ احتیاط و فی الثانی واجب کما هو ظاهر کلام العلائی انتهیٰ⑨

''میں کہتا ہوں کہ واجب ہے فرق کرنا دونوں صورتوں میں اس طرح کہ پہلی صورت میں انتقال مذہبی احتیاط ہے اور دوسرے صورت میں واجب ہے چنانچہ ظاہر کلام علائی یہی ہے۔''

سواۃ المحققین زبدۃ المحدثین حافظ ابو محمد بن حزم نے اسی قسم کی تقلید کو حرام فرمایا ہے اور حرمت اس کی دلائل سے

---

⑨ تفسیر التحریر ص ۲۵۵ قریباً منه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت کی ہے چنانچہ نبذ الکافیہ میں فرماتے ہیں:

التقلید حرام والا یحل لا حد ان یاخذ قول احد غیر رسولاللہ بلا برھان لقولہ تعالیٰ ﴿اتبعوا ماانزل الیکم من ربکم ولاتتبعوا من دونہ اولیآء ﴾⑩وقولہ تعالیٰ ﴿واذا قیل الھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع مالفینا علیہ اباء نا﴾ ⑪

''تقلید حرام ہے اور کسی کو حلال نہیں ہے کہ سوائے رسول اللہ ﷺ کے کسی کے قول کو بلا دلیل لیوے بدلیل اس آیت کے چلو اسی پر جو اترا تم کو تمہارے رب کی جانب سے اور نہ چلو اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے اور بہ دلیل اس آیت کے اور جوان کو کہیں چلو اس پر جو اتارا اللہ نے۔ کہیں نہیں بلکہ چلیں گے ہم جس پر دیکھا ہم نے اپنے بڑوں کو۔''

وقال تعالیٰ مادحا لمن لم یقلد﴿ فبشر عباد .الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واۤلئک ھم اولوا الالباب ﴾⑫

''اور اللہ تعالیٰ اس کی مدح جو تقلید نہ کرے فرماتا ہے کہ تو خوشی سنا میرے بندوں کو جو سنتے ہیں بات اور پھر چلتے ہیں اس کے نیک پر وہی ہیں جن کو راہ دی اللہ نے اور وہی ہیں عقل والے۔''

وقال تعالیٰ: ﴿فان تنازعتم فی شیء لردوہ الی اللہ الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ﴾ ⑬

''اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر اگر جھگڑو تم کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف اگر ہو تم یقین رکھتے اللہ پر اور آخرت کے دن پر۔''

فلم یبح اللہ تعالیٰ ﴿الردعندالتنازع الی احد دون القرآن والسنة وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر القرآن والسنة وقد صح اجماع الصحابة کلھم اولھم عن اخرھم واجماع التابعین کلھم اولھم عن اخرھم واجماع تابعی التابعین اولھم واخرھم علی الامتناع المنع من ان یقصد احد منھم الی قول انسان منھم اوممن قبلھم فیاخذ کلہ فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفة او جمیع اقوال مالک رحمہ اللہ اوجمیع اقوال الشافعی رحمہ اللہ او جمیع اقوال احمد رحمہ اللہ ولم یترک قول من اتبع منھم الی قول غیرہ ولم یعتمد علی ماجاء فی القرآن والسنة غیر صرف لذلک الی قول انسان بعینہ انہ قدخالف اجماع الامة اولھا عن اخرھا بیقین لا اشکال فیہ وانہ لا یجد لنفسہ سلفا ولا اماما فی جمیع الاعصار المحمودة الثلاثة وقد اتبع غیر سبیل المومنین نعوذ باللہ من ھذ المنزلة الی اخر مافی عقد الجید.⑭

''سوائے اللہ تعالیٰ نے جھگڑے کے وقت وجوع سوا قرآن اور حدیث کے کسی طرف مباح نہیں کیا اور اسی

---

⑩الاعراف ۳ ⑪لقمان ۲۱ ⑫الزمر ۱۸
⑬النساء ۵۹ ⑭نبذ الاصول الفقة ص ۱۴۰ تا ۱۴۲۔ عقد الجید ص ۳۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھگڑے کے وقت کسی قائل کے قول کی طرف رجوع کرنا حرام ہوگیا ہے اس لئے کہ وہ قرآن اور حدیث سے مغایر ہے اور بے شک تمام صحابہ کا اجماع اول سے آخر تک اور تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اس تقلید سے باز رکھنے پر اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی شخص اپنے میں سے کسی انسان کے قول یا اپنے سے پہلے کے قول کی طرف قصد کرے پھر وہ تمام قولوں کو لیوے سو جس شخص نے امام ابوحنیفہ ﷺ کے سارے قول یا امام مالک کے سارے قول یا امام شافعی کے سارے قول یا امام احمد کے سارے قول لئے اور ان میں سے یا ان سے علاوہ ازیں اپنے مقتداء کا قول چھوڑ کر غیر کا قول نہیں لیتا اور جو قرآن اور حدیث میں آیا ہے اس پر اعتماد نہیں کرتا جب تک کہ اسے کسی انسان معین کے قول سے موافق نہ کرے تو وہ خوب سمجھ لے کہ اس نے تمام امت اول سے آخر تک کا یقیناً خلاف کیا اس میں کوئی شبہ نہیں ہے اور وہ اپنے واسطے تمام زمانوں ثلثہ محمودہ کوئی پیشوا پائے گا نہ امام سو اس نے بے شک مومنوں سے الگ راہ اختیار کی اس درجہ سے خدا سے پناہ ہے۔''

اور وجہ محمول ہونے اس کلام کی تقلید بمعرض نصوص پر ظاہر ہے اس لئے کہ مطلق تقلید کو جو کہ وقت لاعلمی کے کی جاوے اور اس میں مخالفت احادیث کی نہ ہو کوئی ممنوع یا شرک نہیں کہتا اسی واسطے جناب حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اس کلام کو ابن حزم کے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ کلام ابن حزم کا اسی شخص کے حق میں ہے جو قرآن وحدیث کے استنباط سے بھاگے اور ایک مسئلہ بھی حدیث سے استنباط کرے اور نہ کسی اہل حق کو کرنے دے یا اس کے حق میں ہے جس کو کوئی حدیث مخالف مذہب اس کے کی مل جاوے اور وہ منسوخ بھی نہیں پھر وہ شخص امام کی اتباع کو نہیں چھوڑتا اور حدیث کو ہرگز ہرگز نہیں قبول کرتا تو یہ خصلت ہے منافقوں کی اور احمقوں کی۔ چنانچہ عقد الجید میں بعد نقل کرنے کلام ابن حزم کے فرماتے ہیں:

انما يتم يعنى كلام ابن حزم فيمن له ضرب من الاجتهاد ولوفى مسئلة واحدة وفيمن ظهر عليه ظهورا بينا ان النبى ﷺ امر بكذا اونهىٰ عن كذا وانه ليس بمنسوخ اما بان يتبع الاحاديث واقوال المخالف والموافق فى المسئلة فلا يجد لها ناسخا اوبان يرى جماغفيرا من المتبحرين فى العلم يذهبون اليه يرى المخالف له لا يجمع الا بقياس واستنباط او نحو ذالك فحينئذ لا سبب لمخالف حديث النبى ﷺ الانفاق خفى اوحمق جلى وهذا اهوالذى اشار اليه الشيخ عز الدين بن عبدالسلام حيث قال ومن العجب العجائب ان الفقهاء المقلدين يقف احدهم على ضعف ماخذ ماامامه بحيث لا يجد لضعفه مدفعا وهو مع ذلك يقلده فيه و يترك من شهد له الكتب والسنة والاقسية الصحيحة لمذهبهم جمودا على تقليد امامه بل يتحيل لدفع ظاهر الكتب السنة ويتاولها بالتاويلات البعيدة الباطلة انتهىٰ مافى عقد الجيد .⑮

''یہ ابن حزم کا قول اس شخص کے حق میں پورا ہوتا جس کو کچھ اجتہاد حاصل ہے اگرچہ ایک ہی مسئلہ میں ہو اور اسکے

⑮ عقد الجيد ص ٣٨۔ حضرت شاہ صاحب کی توضیح قابل نظر ہے اس لئے کہ امام ابن حزم ہر کسی کے لئے تقلید حرام قرار دیتے تھے وہ اس بارہ مجتہد میں اور غیر مجتہد میں فرق نہیں کرتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں جس پر خوب ظاہر ہو جاوے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ امر فرمایا ہے اور اس امر سے منع کیا ہے اور یہ امر منسوخ نہیں یا تو احادیث کی جستجو اور مسائل میں مخالف اور موافق اقوال کی تلاش سے ظاہر ہو جاوے کہ اس کا نسخ کہیں نہ دیکھے یا اس طور کہ متجر علماء کے گروہ کثیر کو دیکھتا ہے کہ سب نے یہ اختیار کر رکھا ہے اور اس کے مخالف دیکھتا ہے کہ وہ صرف قیاس یا استنباط وغیرہ سے ہی حجت لاتا ہے۔ اس صورت میں نبی اکرم ﷺ کی مخالفت کا کوئی سبب نہیں ہے بجز پوشیدہ نفاق یا ظاہر حماقت کے اور یہ وہی مضمون ہے کہ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے جدھر اشارہ کیا ہے کیونکہ کہا ہے کہ بڑا ہی عجیب ہے کہ بعض مقلد فقہاء اپنے امام کی ایسی ضعیف بات پر واقف ہو تے ہیں کہ اس کے ضعف کے دفع کی کوئی صورت نہیں ملتی اور وہ پھر بھی اس مسئلہ میں اس کی تقلید کئے جاتے ہیں اور جن کے مذہب کی کتاب اور سنت اور صحیح قیاس شہادت دیتے ہیں اس کو اپنے امام کی تقلید پر جم کر چھوڑ دیتے ہیں۔ بلکہ ظاہر کتاب اور سنت کے دفع کرنے کے لئے حیلہ سوچتے ہیں اور اپنے امام کی مدافعت کے لئے اور ان کی دور از کار اور جھوٹی تاویلیں گھڑتے ہیں۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ یہ فرماتے ہیں کہ فقہاء کی تفریعات کو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ پر عرض کر کے جو موافق قرآن وحدیث کے دیکھو اس کو قبول کر لو اور جو مخالف قرآن اور حدیث کے ہو تو وہ متاع بد اور کھوٹی ہے اس کو انہیں کی ریش پر دے مارو اور ایسے فقہاء متقشفہ سے جنہوں نے تقلید کو دست آویز بنا دیا قرآن وحدیث میں غور فکر اور متتبع کو ترک کر رکھا ہے اور ان سے دور رہنے میں خدا کی قربت سمجھو۔ چنانچہ رسالہ وصیۃ اور نصیحہ میں فرماتے ہیں:

'دائماً تفریعات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض کردن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بد ریش خاوند دادن امت را بہ ہیچ وقت از عرض مجتہد بر کتاب وسنت استغناء حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہاء را کہ تقلید عالمے را دست آدینہ ساختہ متتبع کتاب وسنت را ترک کردہ اند نشنیدن وبدنیشان التفات نہ کردن وقربت خدا جستن بدروی لہ نہا انتہی۔'' (16)

اور عقد الجید میں فرماتے ہیں:

جو کوئی کسی امام کی تقلید کو اپنے اوپر لازم سمجھ کر التزام کر لے اور اس امام کو ایسا سمجھے کہ وہ خطا سے پاک ہے اور اسی جہت سے کوئی حدیث صحیح مخالف قول اپنے امام کے دیکھ کر حدیث قبول نہ کرے تو یہ عقیدہ اس کا فاسد اور یہ قول اس کا کھوٹا ہے کوئی اس کا گواہ نہیں نہ عقل سے اور نہ نقل سے اور ایسے ہی شخص کے حق میں یہ آیت وارد ہے:

﴿انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثرهم مقتدون﴾ (17)

''اور پہلے دینوں میں جو فساد ہوا ہے وہ اسی عقیدہ سے ہوا ہے۔''

چنانچہ عقد الجید میں فرماتے ہیں:

الوجه الثاني ان يظن بفقيه انه بلغ الغاية القصوى فلا يمكن ان يخطىء فمهما بلغه حديث صحيح صريح يخالف مقالته لم يتركه او ظن انه لما قلده كفله الله بمقاله كان كالسفيه المحجور عليه فان بلغه حديث واستيقن بصحته لم يقبله لكون ذمة مشغولة بتقليد فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له شاهد من النقل والعقل وما كان احد من

(16) رسالة وصيه و نصيحة ص ٢ و تفهيمات ٢٤٠ ج ٢ (ع) (17) الزخروف ٢٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرون السابقة یفعل ذلك وقد كذب فی ظنه من لیس بمعصوم من الخطاء معصوما حقیقت او بمعصوما فی حق العمل بقوله وفی ظنه ان الله تعالی كلفه بقوله وان ذمته مشغولة بتقلیده وفی مثل نزل قوله تعالی وان علی اثارهم مقتدون وهل كان تحریفات الملل السابقة الامن هذا الوجه انتهی.⑱

''اور دوسری قسم یہ ہے کہ کسی فقیہ کے حق میں یہ گمان کرے کہ یہ نہایت کے درجہ کو پہنچ گیا ہے سو ممکن نہیں کہ یہ خطا کرے پھر جب اس مقلد کو صحیح صریح حدیث ایسی ملی کہ فقیہ کے قول کے خلاف ہو تو قول کو نہ چھوڑے یا یہ خیال کرے کہ جب میں اس کا مقلد ہو گیا تو میرے حق میں اللہ حکم اسی کا قول ہے اور یہ مقلد ایسا ہے جیسا کہ وہ بیوقوف ممنوع التصرف۔ پھر اگر اس کو حدیث مل جاوئے اور صحت کا یقین بھی کرے تو یہ بھی نہ مانے۔ اور اپنا ذمہ تقلید ہی میں لگا ہوا جانے سو یہ اعتقاد فاسد ہے اور کھوٹی بات اس کا کوئی شاہد نہیں ہے نہ نقل میں اور نہ عقل میں اور طبقات سابقہ میں سے کوئی نہ تھا کہ ایسا کرتا ہو اور اپنے گمان کاذب میں خطا سے غیر معصوم کو حقیقی معصوم یا اس کے قول پر عمل کرنے میں معصوم ٹھہرالیا ہے اور اس کے گمان میں یہ ہے کہ اللہ کا حکم اسی کا قول ہے اور اس کا ذمہ اسی تقلید میں لگا ہوا ہے ایسے ہی کے حق میں یہ آیت اتری ہے اور ہم تو ان کے نشان کے پیرو ہیں اور کیا ملل سابقہ کی تحریفات اسی وجہ کی نہیں تھیں۔''

تو اب غور کرو کہ ایسی تقلید کو کتنے بڑے اکابر نے شرک کہا ہے اور کتنوں نے اس کی مذمت کی ہے پس اگر جناب مولف ایسی تقلید کے شرک کہنے والوں کو جاہل جانتے ہیں تو پھر عالم کون ہوگا! اور معلوم نہیں کہ جناب مولف اس پر دلیل کیا رکھتے ہیں تو مجرد قول جس میں اتنے اکابر پر جہل کا دعوی کیا ہے کس طرح سنا جائے اور جو کہ مولف نے اس دعوے پر آیات اور حدیث اور بزعم خود اجماع کو نقل کیا ان سے مطلق تقلید وقت لاعلمی کے ثابت ہوتی ہے نہ یہ تقلید جس کا شرک ہونا دلائل قطعہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ فافہم

قال: اور دوسری بات اس اجماع مذکور سے یہ بھی نکلی کہ باطل ہے یہ قول نادانوں کا بھی کہ کہتے ہیں اللہ تعالی نے نہیں حکم کیا ہم کو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرنے اور نہ کسی کا بلکہ ارشاد کیا ہے ہم کو رسول اللہ کی اتباع کرنے کا۔

اقول: قائل اس قول کے ایک تو جناب شاہ ولی اللہ صاحب ہیں کہ جیسا کہ رسالہ قول سدید میں فرماتے ہیں۔

اعلم انه لم یكلف الله تعالیٰ احدا من عباده بان یكون حنفیا او مالكیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیهم الایمان بما بعث به سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتهیٰ

''جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو حنفی مالکی اور نہ کہ شافعی ہونے کی تکلیف نہیں دی بلکہ ان پر واجب کیا ہے کہ جن احکام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں وہ ان پر ایمان لائیں۔''

اور ایک ملا علی قاری ہیں چنانچہ شرح عین العلم میں فرماتے ہیں:

ومن العلوم ان الله سبحانه وتعالیٰ ما كلف احداً ان یكون حنفیا او مالكیا او حنبلیا او شافعیاً كلفهم ان یعملوا بالسنته ان كانوا علماء او یقلد واعلماء ان كانوا جهلاء انتهیٰ⑲

---

⑱ عقد الجید ٤٧ ⑲ شرح عین العلم ص ٤٤٦ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ بات معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسی کو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونے کی تکلیف نہیں دی ہے بلکہ یہ تکلیف دی ہے کہ حدیث پر عمل کریں اگر عالم ہیں اور اگر انجان ہیں تو علماء کی پیروی کریں۔"

اور شیخ ابن الہمام حنفی نے اور علامہ ابن امیر حاج نے اور علامہ سید نا بادشاہ نے اور شیخ ابن الحاجب نے اور قاضی عضد اللہ نے اور صاحب مسلم محب اللہ بہاری نے اور مولانا بحرالعلوم عبدالعلی لکھنوی نے اور صاحب مغتنم فاضل قندھاری نے اور بہت سے علماء خلف اور سلف نے بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو حکم نہیں کیا کہ ایک ہی امام کی آئمہ مجتہدین میں سے تقلید کرے جیسا کہ تقلید شخصی میں عنقریب سب کے کلاموں کو نقل کیا جائے گا تو عرض سب کی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کی کوئی تخصیص نہیں کی ہے بلکہ عموماً اہل ذکر حق کا اتباع ناواقف پر واجب کیا ہے اور یہ دعویٰ ان حضرات کا بدیہی ہے اور ازالہ خطاء کا اس سے مبحث تقلید شخصی میں کیا جائے گا یہ معلوم نہیں کہ جناب مولف کس دلیل سے ان سب حضرات کو نادان کہتے ہیں۔

قال: اور نام رکھتے ہیں اپنا فرقہ محمدیہ ﷺ جیسا کہ نام رکھتے ہیں معتزلہ اپنا اہل توحید۔

اقول: یہ ایک اور چوٹ ہے مولوی اسماعیل صاحب پر اس لئے کہ انہوں نے ایضاح الحق میں ہدایت کی ہے کہ اپنا اشعار محمدیہ خالصہ مقرر کر لینا چاہیے۔ چنانچہ عنقریب کلام تمام ان کا نقل کیا جائے گا تو افسوس سے کہ مولوی اسماعیل کہ جس کی سعی سے اللہ تعالیٰ نے ایک عالم کو راہ رست پر کر دیا معتزلی ہوں اور جناب مولف سنی "فالی اللہ المشتکی" تو جواب اس کا لائق جناب مولف کے تو یہی تھا کہ ان کا بھی کوئی ایسا ہی لقب متعین کر کے اس کو ثابت کرتے لیکن سب وشتم سن کر خاموش رہنا اور صبر کرنا طریق اہل اللہ کا ہے:

رزقنا الله اقفاء اثرهم قال الله تعالىٰ ﴿فاصبر كما صبر اولو العزم﴾[20] وقال الله تعالىٰ ﴿فاصبر على ما يقولون واهجر هم حجرا جميلا﴾[21]

قال: اور تیسری بات اجماع سے اس بات پر نکلی ہے کہ ثابت ہوئی تقلید بطریق متین مذہب معین کی اور باطل ہوئی تقلید بطریق عدم تعین کے اس پر ثبوت تقلید کا بطریق تعین کے پس اس سبب سے کہ جب منعقد ہوا اجماع اہل سنت وجماعت کا اور اجماع ائمہ اربعہ کا اوپر نہ اس عمل کرنے کے کہ مخالف ہوا ائمہ اربعہ کے تو ثابت ہوئی ان دونوں اجماعوں سے تقلید مذہب معین اس لئے کہ یہ ایک فرد ہے افراد ان دونوں اجماعوں کے۔

(ابطال تقلید بر روایات)

اقول سے یہ ایک اور چوٹ ہے مولوی اسماعیل پر کیونکہ انہوں اس تقلید کو بدعت اور شعبہ رفض کہا ہے چنانچہ عنقریب کلام ان کا آوے گا اور حق بھی یہی ہے کہ وجوب تقلید مذہب معین پر کی کوئی دلیل شرعی کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے نہیں اور نہ کوئی نقل کسی مجتہد یا فقیہ متقدم معتمد علیہ سے اور ظاہر ہے کہ جناب مولف نے بھی کوئی دلیل شرعی نہیں لکھی مگر یہی کہ جب کہ چار مذہب کی تخصیص ثابت ہوئی تو ایک مذہب کی بھی ثابت ہوگئی تو یہ دلیل ایسی ہے

[20] الاحقاف ۳۵ [21] المزمل ۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ قابل التفات اور جواب کے نہیں۔ کیونکہ یہ تو ایسی بات ہوئی کہ چار جفت ہوئے تو ایک بھی جفت ہو گیا اور بطلان اس ملازمۃ کا ظاہر ہے ہر عاقل پر اور قطع نظر اس بطلان صریحی سے بنا اس کی تخصیص پر مذاہب اربعہ کی ہے اور اس کا حال بوجہ احسن معلوم ہو چکا ہے تو دعویٰ واجب تقلید مجتہدین معین کا بے دلیل ہوا اس لئے اس دعوے کو ہم نہیں مانتے بلکہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ واجب جان کر ایک مجتہد کی تقلید کرنی بدعت اور حرام ہے اور حرمت اس کی ثابت ہے کتاب اللہ سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور اس قیاس سے جس کو جمہور دلالۃ نص کہہ کر تعبیر کرتے ہیں اور امام رازی قیاس نام رکھتے ہیں اور تمام اکابر سلف اور خلف کی تصریحات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عدم التزام مذہب معین چال ہے قرون ثلثہ کی تو بہ نظر اسی تعامل قرون ثلثہ کے ہمارے ائمہ ثلثہ نے فرمایا ہے کہ عدم التزام مذہب معین مقلد کو درست ہے پس پہلے اقاویل سلف نقل کئے جاتے ہیں اور بعد میں نقل روایت اور حدیث اور اجماع اور قیاس بیان کئے جائیں گے اس واسطے کہ ان دونوں میں نقل روایت سے لوگ بہت مطمئن ہوتے ہیں۔

جناب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت کے کسی حادثہ میں مبتلا ہوا اور اس نے حکم اس حادثہ کا کسی فقیہہ سے پوچھا اور فقیہہ نے ایک حکم کہہ دیا کہ تیری عورت تجھ پر حلال ہوئی یا حرام ہوئی تو اس شخص نے اس حکم کو اس حادثہ میں جاری کر دیا مثلاً اس عورت کو حرام سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہی حادثہ اس کو دوسری عورت میں پیش آیا تو اس نے اس فقیہہ سے یا اس سے کسی دوسرے سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس فقیہہ نے اب ایک اور حکم مخالف پہلے حکم کے دیا مثلاً اس عورت کو حلال کہہ دیا اب اس شخص کو اختیار ہے چاہیے تو اس دوسرے حادثہ میں اس پہلے فقیہہ کی تقلید کرے چاہے اس دوسرے فقیہہ کی تقلید کرے۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں کہا ہے:

فی نوادری داؤد بن رشید عن محمد رحمۃ اللہ علیہ فی رجل لیس بفقیه ابتلیٰ بناز لة فی المرأة فسأل عنها فقیها فافتاه بامرمن تحریم اوتحلیل فحرم علیه او غیره ثم افتاه ذلك الفقیه بعینه او غیره من الفقهاء فی امرأة اخری له فی عین تلك النازلة بخالف ذلك فاخذ به وعزم علیه وسعه الامران جمیعا ولوکان هذالرجل سال بعض الفقهاء عن نازلة فافتاه بحلال او حرام فلم یعزم علی ذلك فی زوجته وترك فتویٰ الاول وسعه ذلك ولوكان امضی قول الاول فی زوجته وعزم علیه فیما بینه وبین امرأته ثم افتاه فقیه اخر بخلاف ذلك لا یسعه ان یدع ما عزم علیه ویاخذ بفتویٰ الاخر قال محمد رحمۃ اللہ علیہ وهذا كله قول ابی حنیفة وابی یوسف وقولنا انتهیٰ (22)

”نوادر ابن رشید میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایسے شخص کے حق میں کہ جو انجان ہے اور اسے ایک عورت کے باب میں ایک مسئلہ پیش آیا اور اس نے کسی عالم سے پوچھا اور اس نے کچھ فتویٰ دیا حرام یا حلال اور

(22) فتاوی عالمگیری کتاب اداب القاضی باب ۱۸ ص ۳۵۵ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شخص نے اس پر عمل کر لیا پھر اسی عالم نے یا کسی اور نے ایک دوسری عورت کی نسبت اسی صورت میں اور طرح کا فتویٰ دیا اور اس نے اس پر عمل کر لیا تو اس شخص کے لئے دونوں امر جائز ہیں۔ اور اگر اس شخص نے کسی عالم سے ایک مسئلہ میں فتویٰ پوچھا اور اس نے اس پر ہی اپنی زوجہ کی نسبت عمل نہیں کیا اور وہ فتویٰ بلا عمل چھوڑ دیا تو اس کے لئے یہ روا ہے اور اگر اس فتویٰ پر عمل کر چکا ہے اور دوسرے عالم نے اسی عورت خاصہ کی نسبت اور فتویٰ دیا تو دوسرے پر عمل جائز نہیں ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام یوسف کا اور ہمارا قول ہے۔''

تنبیہ: جناب مولف اس روایت کو اخیر میں باب ثانی میں نقل کر کے اس سے دو وجہ سے جواب دیا ہے۔ وجہ اول یہ کہ اس عبارت ''**وسعة الامران**'' ان سے مراد یہ ہے کہ گنجائش ہے سائل کو نفاذ اس حکم کا اور نفاذ حکم سے جواز اس فعل کا لازم نہیں آتا۔ وجہ دوسری یہ کہ عبارت علی العموم تو نہیں خواہ مخواہ روافض وخوارج مستثنیٰ ہونگے اور اہل سنت متعین ہوگے اور جب کہ ایک دفعہ تخصیص ہو چکی ہے تو اب ہم کہتے کہ اس میں دوسرے فقیہ سے مجتہد فی المذہب مراد ہے ''**تم جوابه بكلالوجهين**'' سو جواب وجہ اول کا یہ ہے کہ لفظ ''امران'' سے جو تثنیہ کا صیغہ ہے ارادہ نفاذ مفرد کا خلاف نقل اور عقل کے ہے اور علاوہ اس کے وہ نفاذ وسعت میں سائل کے کہاں ہے اور چاہیے وہ دو امر جو سائل کی وسعت میں ہوں'' **كما تقضيه قوله وسعه الامران**'' اور وہ دو امر نہیں مگر عمل کرنا او پر فتوے پہلے فقیہ کے اور عمل کرنا او پر فتوے دوسرے فقیہ کے فافہم۔

اور جواب وجہ ثانی یہ ہے کہ تخصیص پر اہل سنت کی تو یہ باعث ہے کہ روافض وخوارج اہل حق نہیں ہیں نزدیک اہل سنت کے تو اس تخصیص مجتہد فی المذہب کی کس طرح بلا قرینہ اور بلا باعث کی جاوے اور جو کہ مولف نے جامعین فتاویٰ عالمگیر یہ کے کلام کو قرینہ قرار دیا ہے وہ مفید نہیں کیونکہ قرینہ مخصص اس قول میں کلام قائلین اس قول کا یعنی امام صاحب اور صاحبین کا چاہیے۔

۲......امام مجتہد شیخ عزالدین بن عبدالسلام اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ جب کہ کوئی مقلد کسی مسئلہ میں کسی امام کی تقلید کرے تو اس کو یہ ضرور نہیں کہ اور مسائل میں بھی اسی امام کی تقلید کا التزام کرے کیونکہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر زمانہ اصحاب مذاہب تک یہی چال تھی کہ بدوں تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر ابن الہمام میں فرماتے ہیں:

افتى الشيخ المتف على علمه وصلاحه العلامة عزالدين بن عبدالسلام فى فتاواه لا يتعين على العامى اذا قلد اماما فى مسئلة ان يقلده فى سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب يتسائلون فيما يستخ لهم العلماء المتخليفين من غير نكير انتهىٰ كلام السيدبنوع من الاختصار ويحىء تمام عنقريب.

''ایسے شیخ نے جن کے علم اور صلاحیت کا سب کو اقرار ہے یعنی شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے اپنے فتویٰ میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ عامی جب مسئلہ میں کسی مجتہد امام کی تقلید کرے تو اس پر متعین نہیں کہ تمام بقیہ مسئلوں خلافیہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تقلید کرے کیونکہ تمام لوگ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مذہبوں کے ظاہر ہونے تک اپنی ضروریات میں سے بلا روک ٹوک علماء مختلف سے فتوے لیتے رہے ہیں۔ مختصر کلام سید کا ہو چکا ہے آگے پورا آوے گا۔''

اور مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ عقد الجید میں فرماتے ہیں:

وقال یعنی الشیخ ابن عبدالسلام لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقلید بمذاهب ولا انکار علی احد من السائلین الی ان ظهرت المذهب ومتعصبوها من المقلدین انتهی.(23)

''شیخ عبدالسلام نے کہا ہے کہ بلا قید ایک مذہب کے ہمیشہ لوگ جس عالم سے اتفاق پڑ گیا ہو اس سے فتوی لیتے رہتے ہیں اور کوئی مانع نہیں ہوا یہاں تک کہ مذہبوں کی ہٹ دھرم پیدا ہوئی۔''

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے یہ بات جو ابن سلام نے کہی ہے کہ ایک جماعت عظیمہ سے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ عدم التزام مذہب معین ایسا متفق علیہ ہو گیا ہے جس کا خلاف درست نہیں یعنی بحکم آیت۔

﴿ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولیٰ ونصله جهنم وساء ت مصیرا O﴾(24)

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور پیروی کرے خلاف راہ مسلمانوں کی متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ (جہنم) میں اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی۔''

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ:

۳..... چنانچہ مولانا موصوف عقد الجید میں فرماتے ہیں:

ونقل یعنی الشیخ عبدالوهاب الشعرانی عن جماعة عظیمة من علماء المذاهب انهم کانوا یعملون ویفتنون بالمذاهب من غیر التزام مذهب معین من زمانه علی وجه یقتضی کلامه ان ذلك امر لم یزل العلماء علیه قد یما وحدیثا حتیٰ صار بمنزلة المتفق علیه فصار سبیل المومنین الذی لا یصح خلافه انتهیٰ۔(25)

''اور نقل کیا شیخ عبدالوہاب شعرانی نے علمائے مذاہب کی ایک بڑی جماعت سے یہ کہ فتوی دیتے تھے اور عمل کرتے تھے مطابق مذہب کے بغیر قید ایک مذہب کے زمانہ اصحاب مذاہب سے لے کر شیخ کے زمانہ تک یہ نقل شیخ کی ایسی روشن پر ہے کہ ان کا کلام یوں چاہتا ہے کہ یہ امر ہمیشہ کا متفق علیہ ہو کر سبیل مومنین ٹھہرے اور اس کا خلاف صحیح نہ ٹھہرے۔''

شیخ کمال الملۃ محقق ابن الہمام جن کی رفعت شان اور علو مکان سے سب اہل علم واقف ہیں فرماتے ہیں کہ جب کوئی کسی مسئلہ میں کسی مجتہد کی تقلید کرے پھر اسکو درست ہے کہ دوسرے مسائل میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرے۔ کیونکہ یقیناً معلوم ہے کہ سب لوگ قرون اولی میں کبھی کسی کی تقلید کرتے اور کبھی کسی کی تقلید کرتے اگر کوئی اپنے نفس پر خود بخود التزام کرے کہ میں ایک ہی مذہب کی تقلید کروں گا تو اس کے حق میں تین قول ہیں اول یہ کہ اس کو التزام لازم

(23) عقد الجید ص ٣٦. (24) النساء ٩٧ (25) عقد الجید ص ٥٠.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور دوسرا یہ کہ اس کو التزام لازم نہیں ہے اور تیسرا یہ کہ اس کو التزام اور عدم التزام برابر ہیں اور یہی غالب ہے اوپر ظن کے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

لایرجع المقلد فیما قلد فیه اتفاقا وھل یقلد غیرہ المختار نعم للقطع بانھم کانوا یستفتون مرۃ واحدا ومرۃ غیرہ غیرما ملتزمین مفتیا واحدا فلو التزم مذھبا معینا کابی حنیفة رحمہ اللہ او الشافعی رحمہ اللہ فقیل یلزم وقیل لاقیل مثل من لم یلتزم وھو الغالب علی الظن انتھیٰ (26)

''نہ رجوع کرے بالاتفاق اس مسئلہ میں جس میں عمل کر چکا ہے رہی یہ بات کہ اور دوسرے مسئلہ میں اور مجتہد کی تقلید کرے تو جواب اس کا مذہب مختار پر یہی ہے کہ ہاں کرے بہ سبب یقینی ہونے اس بات کے کہ لوگ بغیر التزام مذہب متعین کے فتویٰ پوچھنے آئے ہیں اگر کوئی التزام کرے ایک مذہب کا جیسے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا شافعی رحمہ اللہ تو کہا گیا ہے کہ لازم نہیں اور کہا گیا ہے کہ التزام اور عدم التزام یکساں ہے اور یہی بات جی کو لگتی ہے۔''

تنبیھه: قوله لایرجع عما قلد معنی اس کے یہ ہیں کہ جس حادثہ میں معینہ میں تقلید کر چکا ہے اس حادثہ خاص میں رجوع نہ کرے اگر چہ اسی مسئلہ میں دوسرے حادثہ میں اور دوسرے وقت میں رجوع کرے جیسا کہ ملا حسن شرنبلالی حنفی نے اور سید علی السمہودی نے اور سید ابن العابدین نے اور سید احمد طحطاوی نے اور سید بادشاہ شارح تحریر نے اور فاضل قندھاری نے خوب دلائل اور تفصیل سے لکھا جیسا کہ مبحث رجوع بعد العمل میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵......سید بادشاہ شارح تحریر نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے سے لے کر آج تک یہی حال اور مسلک چلا آیا ہے کہ کبھی کسی کی تقلید کرتے اور کبھی کسی کی تقلید اور کبھی کسی بدوں انکار کے اور ان تینوں قولوں میں سے اس قول کو کہ التزام سے بھی نہیں ہوتا اور خوب دلائل سے ثابت کیا ہے کہ خصم کو گنجائش اختیار کرنے قول اول کے یعنی لزوم کے نہ رہے اور کہا ہے کہ یہ تینوں قول اس شخص کے حق میں ہیں جو از خود ایک مذہب کا التزام کرلے اور جو کوئی سرے ہی سے التزام نہ کرے تو اس پر بالاتفاق تعین مذہب معین کی لازم نہیں بدلیل اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم من بعدھم کے اور کہا ہے کہ عامی محض کو تو تعین مذہب کی سراسر بے معنی اور باطل ہے اس لئے کہ اس کو مذہب سے کیا خبر ہے اور اس کے اصول اور قواعد سے کیا اطلاع۔ پھر اس کا یہ قول کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں ایسا ہوگا جیسا کہ کہے میں نحوی ہوں چنانچہ شرح تحریر مختصر الشرح ابن امیر حاج میں فرماتے ہیں:

لایرجع المقلد فیما قلد فیه من الاحکام احدا من الجتھدین ای عمل به تفسیر لقلد والضمیرا المجرور راجع الی الموصول اتفاقا نقل الامدی وابن الحاجب الاجماع علی عدم جواز رجوع المقلد فیما قلد فیه وقال الزرکشی لیس کما قالا ففی کلام غیرھما ما یقتضی جریان الخلاف بعد العمل ایضاو ھل یقلد غیرہ ای غیر قلدہ فی الحکم الذی

---

(26) التحریر مع التحبیر ص ۳۵۰ ج ۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل به اولا المختار فی الجواب نعم ......للقطع بالاستقراء بانهم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابة الی الان کانوا یستفتون مرة واحدا من المجتهدین ومرة واحدا المجتهد الاول حال کونهم غیر ملتزمین مفتیا واحدا اوشاع ذلک من غیر نکیر وهذا اذالم یلتزم مذهبا معینا فلو التزم مذهبا معینا کابی حنیفة اولشافعی فهل یلزم الاستمرار علیه فلا یقلد غیره فی مسئلة من المسائل ام لافقیل یلزم کما یلزم الاسمترار فی حکم حادثة معیینة قلده فیه لانه اعتقد ان مذهبه حق فیجب علیه العمل بموجب اعتقاده وقیل لایلزم وهو الاصح لان التزام غیر ملزم اذلاواجب الا ماواجبه الله ورسوله ولم یوجب علی احدان یتمذهب بمذهب رجل من الائمة فیقلده فی کل مایاتی ویذرون دون غیره والتزامه لیس بنذر حتی یجب الوفاء به قلت و لو نذره لا یلزم کما لا یلزم البحث عن الاعلم واسد المذاهب علی المعتمد قاله السید السمهودی وقال ابن حزم انه لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید رجل فلا یحکم ولا یفتی الا بقوله وقول ابن حزم لم یوخذ به وهو کما حکی عنه من دعواه الاجماع علیٰ ان متتبع الرخص فاسق وهو مرددبما افتی به الشیخ المتفق علی علمه وصلاحه العلامة عزالدین بن عبدالسلام فی فتاواه لا یتعین علی العامیٰ اذا قلد امامافی مسئلة ان یقلده فی سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة الی ان ظهرت المذاهب یسئلون فیما یستنح علیهم العلماء المختلفین من غیر نکیر وسواء اتبع الرخص فی ذلک او العزائم لان من جعل المصیب واحدا وهو الصحیح لم یعینه ومن جعل کل مجتهد مصیبا فلا انکار علی من قلد فی الصواب اوقال ایضا اماما حکاه بعضهم عن ابن حزم حکایته الاجماع علی منع تتبع الرخص من المذاهب فلعله محمول علی من تتبعها من غیر تقلید لمن قال بها او علی الرخص المرکبة فی الفعل الواحد کذا فی العقد الفرید فی احکام التقلید للسید علی لسهوری الشافعی بل قیل لا یصح للعامی مذهب لان المذاهب لایکون الا لمن له نوع نظر وبصیرة بالمذهب اولمن قرأ کتابا فی فروع مذهبٍ وعرف فتاویٰ امامه اقواله واما من لم یتاهل لذلک بل قال انا حنفی او شافعی لم یصر من اهل ذلک المذهب بمجرد هذا کمالو قال انا فقیه او نحوی لم یصر فقیها او نحویا وقال الامام صلاح الدین العلائی والذی صرح به الفقهاء مشهورفی کتبهم جواز الانتقال فی احاد المسائل والعمل فیها بخلاف مذهبه اذا لم یکن علی وجه التتبع للرخص انتهیٰ قلت والمراد بخلاف مذهبه المسائل التی عمل بهالا التی اعتقد ها بدون عمل لقول الکمال ثم حقیقته الانتقال ای عن المذهب انما یتحقق فی حکم مسئلة خاصة قلد فیه وعمل به اولافقوله قلدت ابا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنیفة رحمہ اللہ فیما افتی به من المسائل مثلا التزمت العمل به علی الاجمال وهو لا یرعف صورها لیس حقیقته التقلید بل هذا حقیقته تعلیق التقلید اووعد به لانه التزم ان یعمل بقول ابی حنیفة فیما یقع له من المسائل التی یتعین فی الوقایع فان اراد وایعنی المشائخ القالین من الحنفیة بان المنتقل من مذهب الی مذهب اثم یستوجب التعزیرات اراد وهذا الاالتزام فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتهد المعین بالتزامه نفسه ذلك قولا اونیة شرعا قلت وکذا لایلزم بالعمل علی الصحیح کما تقدم بل الدیل اقتضی العمل بقول المجتهد فیما اذا احتاج الیه لقوله تعالیٰ﴿ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾ والسوال انما یتحقق عند طلب الحکم الحادثة المعینة وحینئذ اذا ثبت عنده قول المجهتد وجب عمله به انتهیٰ کما نقله السید السمهودی ثم قال السمهودی واذا افتاه مفتیان واختلفا بخیر علیٰ الاظهر انتهیٰ وقیل الملتزم کمن لم یلتزم بمعنی انه ان عمل بحکم تقلید المجتهد لا یرجع عنه ای عن ذلك الحکم وفی غیره ای غیر ذلك الحکم له تقلید غیره من المجتهدین وهذا القول فی الحقیقة تفصیل لقوله وقیل لا قال المصنف یعنی ابن الهمام وهو یعنی هذا القول الغائب علی الظن کنایة عن کمال قوته بحیث جعل الظن متعلقا بنفسه فلا یتعلق بما یخالفه ثم بین وجه غلبة بقوله لعدم مایوجبه ای لزوم اتباع من التزام تقلیده شرعا ای ایجابا شرعیا اذلایجب علی المقلد الا اتباع اهل العلم لقوله تعالیٰ ﴿فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ﴾ولیس التزام من الموجبات شرعا ویتخرج منه ای یستنبط ای من جواز اتباع غیر مقلد الاول وعدم التضییق علیه جواز اتباعه رخص المذهب ای اخذه من المذهب ماهو الاهون علیه فیما یقع من المسائل ولا یمنع منه مانع شرعی اذللانسان ان یسلك المسلك الاخف علیه اذاکان له ای للانسان الیه ای ذالك المسلك سبیل ثم بین السبیل بقوله بان لم یکن عمل باخر مخالف لذلك الاخف فیه ای فی ذلك المجل المختلف فیه انهیٰ عبارة السید بادشاہ هکذ فی العقد الجید الفرید للعلامة ملاحسن الشربنلالی الحنفی ㉗

''نہ پھرے مقلد اس مسئلہ میں جس میں عمل کر چکا ہے بالاتفاق ابن حاجب اور آمدی نے اس نہ پھرنے پر اجماع نقل کیا ہے اور زرکشی نے کہا ہے کہ جس طرح یہ دونوں کہتے ہیں یوں نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے سوا اوروں کے کلام سے اس صورت خاص میں بھی خلاف پایا جاتا ہے رہی بات کہ اور مسئلہ میں اور کی تقلید کر سکتا ہے تو جواب پسندیدہ طور پر یہی ہے کہ ہاں کیونکہ جستجو کے بعد یقینی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے آج تک یہ ہر زمانہ میں بغیر التزام ایک مذہب کے فتویٰ اور استفتاء چلا آیا ہے اور یہ بات بے دھڑک پھیلی رہی ہے یہ گفتگو تو

㉗ التحریر مع التحبیر ص ۲۵۳ ال ۲۵٤. وایضاً التقریر والتحبیر ص ۳۵۰ ج ۳ قریباً منه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں تھی کہ ایک مذہب معین کا التزام نہیں کیا گیا اور اگر ایک مذہب معین جیسے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا التزام کرلیا تو یہ بات لائق گفتگو ہے کہ اس مذہب پر جماؤ ہے یا نہیں سو بعضوں نے کہا ہے کہ جماؤ ہے جیسا کہ جس حادثہ معین میں عمل کر چکا ہے اس میں جماؤ ہے۔ کیونکہ اسے حق جان چکا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جماؤ لازم نہیں اور یہ قول بہت صحیح ہے۔ کیونکہ مقلد کا التزام مذہب ضروری نہیں اس لئے کہ سوائے واجبات الہیہ میں سے یہ نہیں کہ اماموں میں سے کسی کا مذہب لے کر اروں کے مذہب کو چھوڑ دیا جائے اور مقلد کا التزام کرلینا کچھ نذر نہیں ہے واجب الوفاء۔ میں اس میں کہتا ہوں کہ اگر نذر بھی ہو تو بموجب مقولہ سید سمہودی کے قول معتمد پر بحث بہترین مذاہب کی طرح واجب الوفا نہیں ہے اور ابن حزم نے کہا ہے کہ مفتی اور حاکم کو حلال نہیں کہ ایک مجتہد کا مقلد بن کر اس کے قول پر فتویٰ دیوے۔ اور ابن حزم سے کسی نے دعویٰ اجماع اس پر نقل کیا ہے کہ رخصتوں کا ڈھونڈنے والا فاسق ہے اس کا قول نہیں لیا جائے گا اور یہ قول اجماع ابن حزم کا قابل رد ہے بہ سبب اس کے کہ شیخ متفق علیہ علم وصلاحیت میں علامہ عزیز الدین ابن عبدالسلام نے اپنے فتاوی میں فتویٰ دیا ہے کہ ان پڑھ جو کسی مسئلہ میں ایک مذہب پر عمل کرے تو اسے ضروری نہیں کہ اور مسائل خلافیہ میں بھی اس کی تقلید کرے اس لئے کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ظہور مذاہب تک لوگ ضرویات میں علماء مختلف سے فتوے لیتے آئے ہیں اور یہ بھی برابر ہے کہ جستجو رخصت کی ہو عزیمت کی کیونکہ جس نے ایک مجتہد کو مصیب ٹھہرایا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے اور اس نے تعین نہیں کی اور جس نے ہر مجتہد کو مصیب ٹھہرایا ہے تو پیروی کرنی ٹھیک بات میں کیا جھگڑا ہے اور یہ بھی عزالدین نے کہا ہے کہ وہ جو کسی نے ذکر کیا ہے کہ ابن حزم نے رخصتوں کی جستجو پر ممانعت بحوالہ اجماع بتائی ہے سو شاید اس کے معنی یہ ہیں کہ بغیر پیروی اس مجتہد کی جو ان رخصتوں کا قائل ہے لا ابالی ان پر عمل کرنا منع ہو گا یا یہ کہ ان رخصتوں کو ایک فعل میں جمع کرے یونہی ہے عقد الفرید سمہودی شافعی میں بلکہ کہا گیا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب ہی ٹھیک نہیں کیونکہ مذہب اسی کا ہوتا ہے جسے مسائل مذہبی میں کچھ سمجھ بوجھ ہو یا اس نے مسائل مذہبی میں کوئی کتاب پڑھ کر اپنے امام کے فتوے جانے ہوں اور جس میں یہ اہلیت تو نہیں ہے بلکہ یونہی کہتا ہے کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں فقط اس کے کہنے پر وہ اس مذہب میں نہیں ہوسکتا یہ تو ایسی بات کہ کہ کوئی کہے کہ میں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں تو اس سے فقیہ اور نحوی کب ہوسکتا ہے امام صلاح الدین علائی نے کہا ہے کہ مشہور کتابوں میں فقہاء نے جس امر کو کھول کر کہا ہے وہ تو انتقال مذہب کا جزئیات مسائل میں ہے اور برخلاف اپنے مذہب کے جو مسئلے ہیں ان پر عمل کرنا ہے بشرطیکہ رخصتوں کو نہ ڈھونڈے۔

میں کہتا ہوں کہ مراد خلاف مذہب سے وہ مسئلے ہیں جن پر عمل کر چکا ہے اور نہ مسائل جن پر بغیر عمل کے فقط مقلد ہونا جی ہی میں ٹھانا ہے بسبب کہنے کمال الدین یعنی ابن الہمام کے کہ حقیقت انتقال مذہب کی اسی مسئلہ میں ہوتی ہے جس میں عمل کر چکا ہے ورنہ بغیر مسئلوں کی صورت جانے بوجھے مجمل طور پر یہ کہنا کہ میں نے اپنے ذمہ پر سارا التزام کرلیا ہے کہ مثلاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا، مقلد ہوں یہ تقلید کی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ تقلید کا وعدہ ہے کیونکہ اس نے یہ التزام کیا ہے کہ جو آگے کو صورتیں پیش آویں گی ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کروں گا پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مشائخ اپنے اس قول سے دوسرے مذہب کی طرف گنہگار لائق تعزیر ہے یہ التزام ارداہ رکھتے ہیں تو شروع کے طور پر از خود التزام کر کے ایک معین مجتہد کی تقلید کرنے پر کوئی دلیل نہیں میں کہتا ہوں کہ عمل سے بھی صحیح مذہب پر تقلید شخصی لازم نہیں ہے، چنانچہ اوپر گزرا بلکہ دلیل تو حاجت کے وقت کسی مجتہد کے قول پر عمل کرنا چاہتی ہے بہ سبب اس آیت کے کہ ''پوچھو اہل ذکر سے جو تم نہیں جانتے ہو اور پوچھنا تو حاجت کے وقت ہوتا ہے اور عند اللحاجت جب کسی مجتہد کا قول اسے ملا اس پر عمل کیا عبارت ہو چکی ہے جو سید سمہودی نے نقل کی پھر سمہودی نے کہا ہے کہ کسی آدمی کو جب مختلف دو مفتیوں نے فتوے دیئے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ عمل میں مختار ہے اور کہا گیا ہے کہ التزام کرنے والا اور نہ کرنے والا دونوں یکساں ہیں اس معنی کر کے کہ جس مسئلہ میں کسی مجتہد کے قول کے موافق عمل کر لیا تو اس سے نہ پھرے رہا اور مسئلہ اس میں اس کو اور مجتہد کی تقلید روا ہے اور یہ قول حقیقت میں تفصیل ہے اس بات کی کہ التزام سے تقلید لازم نہیں ہوتی ہے ابن الہمام نے کہا ہے کہ یہی قول جی کو لگتا ہے اور یہ مقولہ ابن ہمام کا اشارہ ہے کہ یہ قول بہت زبردست ہے اور یہ اشارہ یوں ہے کہ ابن ہمام نے اپنے گمان کو اسی قول سے لگایا ہے دوسرے کی یوں بیان کی ہے کہ جس کی پیروی کا التزام کرے وہ شرعاً لازم نہیں ہوتا اس سبب سے کہ بموجب اس آیت کے پوچھوں تم اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے مقلد پر صاحبان علم کا اتباع واجب ہے اور اس کا التزام موجبات شرعی میں سے نہیں ہے اور یہ تنگی جب نہ رہی تو اسی سے پیروی رخصتوں کی یعنی ان سہل باتوں مذاہب کی جن میں کوئی مانع شرعی نہ ہو نکل آئی اس لئے کہ آدمی کو روا ہے کہ جب اسے کوئی سہل طریقہ نظر آئے تو اسے اختیار کرے پھر وہ سہل طریقہ اپنے اس قول سے بیان کیا ہے۔ کہ ضرورت میں عزیمت پر عمل کرنے کی نوبت نہ پہنچی ہو۔ ہو چکی عبارت سید بادشاہ کی اور ملا حسن شرنبلالی حنفی کی۔ عقد الفرید میں یونہی ہے۔''

علامہ ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ مختار یہی ہے کہ ایک مسئلہ میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرنی اور دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرنی مباح اور مجوز ہے واسطے یقین اس بات کے کہ تمام مخلوقات زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کبھی کسی کی تقلید کرتی تھی اور کبھی کسی اور کی اور یہ امر شائع اور مشہور ہو گیا ہے اس پر کسی نے انکار نہیں کیا یعنی گویا سبیل مومنین کا یہی ہو گیا ہے۔ اور فرمایا کہ التزام ایک مذہب کے سے وہ مذہب لازم نہیں ہو جاتا اس واسطے کہ واجب اور لازم وہی امر ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اس کا لازم اور واجب کر دے حالانکہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے کسی کو حکم نہیں دیا کہ ایک مذہب کی خاص کر تقلید کرو اور فرمایا کہ دلیل شرعی سے تو فقط یہی ثابت ہوتا ہے کہ وقت حاجت کے قول کسی مجتہد کا اخذ کیا جاوے اسی پر التزام اسی مجتہد کا سو یہ نہیں ہے ثابت سمع سے چنانچہ شرح تحریر میں فرماتے ہیں:

وھل یقلد غیرہ ای من قلدہ اولا فی شیء فی غیرہ ای ذلک الشیء کان یعمل اولا فی مسئلة بقول ابی حنیفة رحمہ اللہ وثانیا فی اخری بقول مجتھد اخر المختار کماذکرہ الامدی وابن الحاجب نعم للقطع بالا ستقرأ التام بانھم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابة رضی اللہ عنہم وھلم جرا کانوا یستفتون مرة واحدا ومرة اخریٰ غیرہ غیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتزمین مفتیا واحدا واشاع وتکرر ولم ینکر انتہیٰ. ㉘

''کیا جس مسئلہ پر عمل کر چکا ہے اس کے سوا اور مسئلوں میں اور مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے مثلاً ایک مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے قول پر عمل کر لیا اور دوسرے مسئلہ میں اور مجتہد کے قول پر تو بموجب نقل آمدی اور ابن حاجب کے مختار مذہب یہ ہے کہ اس کو روا ہے اس لئے کہ کامل جستجو سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ہر زمانہ کے لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہاں تک بغیر التزام ایک مذہب کے مختلف مفتیوں سے فتویٰ لیتے رہے، ور بلا انکار یہ بات جاری رہی ہے۔''

اور دوسری جگہ تحت اس قول کے تحریر کے وقیل لا فرماتے ہیں:

اذ لا واجب الاما اوجبه الله تعالیٰ و رسوله علی احدان یمتذهب بمذهب رجل من الائمة فیقلد ه فی کل ما یاتی ویذرو غیره انتهٰی ㉙

''واجب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے واجب کیا اور انہوں نے یہ واجب نہیں کیا کہ ایک مذہب معین کر کے اس کی تقلید کرے اور سب کو چھوڑ دے۔''

اور تیسری جگہ تحت اس قول تحریر کے لعدم ما یوجبہ فرماتے ہیں:

بل الدلیل الشرعی اقتضیٰ العمل بقول المجتهد وتقلیده فیه فیما یحتاج الیه وهو قوله فاسئلوا اهل الذکر والسوال انما یتحقق عندطلب حکم الحادثة المعینة فاذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله واما التزام فلم یثبت من السمع اعتباره ملزما انما ذلك فی النذر ولا فرق فی ذلك بین ان یلتزم بلفظ اویقلد علی ان قول القائل مثلاً قلدت فلانا فیما افتی به تعلیق التقلید والوعدبه ذکر المصنف انتهیٰ۔ ㉚

''بلکہ دلیل شرعی حاجت کے وقت بموجب اس آیت کے پوچھو اہل ذکر سے کسی مجتہد کی تقلید چاہتی ہے سو اس وقت جو قول جس مجتہد کا ملا اس پر عمل ٹھہر گیا اور التزام کا نقلا! لازم ہو جانا وجہ اعتبار کو نہیں پہنچتا التزام نذر میں ہوتا ہے اور اس میں کچھ فرق نہیں کہ التزام زبان سے کرے یا دل سے علاوہ یہ کہ مقلد کا یہ کہنا کہ میں فلاں مجتہد کی تقلید حاجت کے وقت کروں گا یہ تو تقلید کا وعدہ ہے یہ قول مصنف یعنی ابن الہمام نے ذکر کیا ہے۔''

ابن الحاجب مالکی نے کہا ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک مجتہد کی تقلید کرنی ہے اور دوسرے مسئلہ میں کسی اور مجتہد کی تقلید کرنی تعامل قرون اولی سے ثابت ہے۔ کیونکہ یقیناً معلوم ہے کہ قرون اولیٰ میں ایسا ہی واقع تھا اور اگر کوئی ایک مذہب کا التزام بھی کر لے تو وہ التزام ایسا ہے کہ جیسا عدم التزام چنانچہ مختصر الاصول میں فرماتے ہیں:

ولا یرجع عنه بعده تقلیده اتفاقا وفی حکم اخر المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ینکر فلو التزم مذهبا معینا کمالك والشافعی وغیره فشانها کالاول انتهیٰ ㉛

''بعد عمل کے مختصر بالاتفاق نہ پھرے اور مسئلوں میں مذہب مختار پر اوروں کی پیروی روا ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ بلا انکار یونہی ہوتا رہا ہے اور اگر کسی مذہب معین کا التزام کر لیوے جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یا شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تو

㉘ التقریر والتحبیر ص ۳۵۰ ج ۳
㉙ التقریر والتحبیر ص ۳۵۰ ج ۳
㉚ التقریر والتحبیر ص ۳۵۰ ج ۳
㉛ مختصر المنتهی الاصولی (مبحث التقلید) ص ۲۳۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی پہلی ہی صورت کی طرح ہے۔"

۸......قاضی عضد الملۃ والدین شافعی رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے کہ زمانہ صحابہ سے لے کر بعد اس کے ہر عصر میں یہی مسلک تھا کہ بدون التزام ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے تھے اور کلام کو ابن حاجب کے خوب تفصیل سے جیسا کہ ہم نے اس کا ترجمہ کیا ہے شرح کی ہے چنانچہ شرح مختصر میں فرماتے ہیں:

اذا عمل العامی بقول مجتهد فی حکم مسئلة فلیس له الرجوع فیه الی غیره اتفاقا واما فی حکم مسئلة اخریٰ فهل یجوز له ان یقلد غیره المختار جوازه لنا القطع بوقوعه فی زمن الصحابة فان الناس فی کل عصر یستفتون المفتین کیف مااتفق و لا یلزمون سوال مفت بعینه وقد شاع وتکرر ولم ینکر فلو التزم مذهبا معینا وان کان لایلزم کمذهب مالك ومذهب الشافعی وغیرهما ففیه ثلاث مذاهب احدها یلزم وثانیها لا یلزم وثالثها انه کاکالاول وهو من لم یلتزم فان واقعت واقعة یقلد فیها لیس له الرجوع واما فی غیرها فیتبع فیها من شاء انتهیٰ. [32]

"جب عمل کرے کوئی انجان ایک مسئلہ میں کسی مجتہد کے قول پر تو اس مسئلہ میں اب بالاتفاق وہ نہ پھرے اور رہا مسئلہ دوسرا تو مذہب مختار پر اس کے لئے اور مذہب پر عمل کرنا روا ہے۔ کس لئے کہ ہمیں درجہ یقین کو یہ بات پہنچ گئی ہے کہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں یونہی تھا کیونکہ لوگ ہر عہد میں جب اتفاق بلا التزام مفتی واحد ل فتوی لیتے رہے ہیں اور یہ بات خوب پھیلی رہی ہے اور اگر ایک مذہب معین کا التزام کرلے اگرچہ لازم نہیں ہوتا مثلاً مذہب امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا تو اس میں تین قول ہیں ایک تو یہ کہ التزام سے مذہب لازم ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ نہیں لازم ہوتا تیسرے کہ التزام اور عدم التزام دونوں یکساں ہیں اور اگر کسی مسئلہ میں عمل کرلیا تو اس میں نہ پھرے اور اور مسائل میں جس کی چاہے پیروی کرے۔"

۹...... فاضل جامع وماہر اصول ومعقول محبّ اللہ حنفی بہاری نے کہ ان کی جلالت شان سے اہل علم کابل قندھار وہندوستان وغیرہ کے خوب واقف ہیں ویسا ہی کہا ہے جو کہ کلام سے ان ثقات مذکورین بالا کے لائح (ظاہر) ہوا چنانچہ مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

وهل یقلد غیره فی غیره المختار نعم لماعلم من استفتائهم مرة واحدا واخری غیره بلا نکیر ولو التزم مذهبا معینا کمذهب ابی حنیفة رحمہ اللہ او غیره فهل یلزمهم الاستمرار علیه فقیل نعم لان التزام لا یخلوا عن اعتقاد غلبة الحقیة فیه وقیل اذا الا واجب الا ما اوجبه الله ولم یوجب علی احدان یتمذهب بمذهب رجل من الآئمة لا وقیل من التزم کمن لم یلتزم فلا یرجع عما قلده فیه وفی غیره یقلد من شاء علیه والسبکی وفی التحریر وهو الغالب علی الظن لعدم ما یوجبه شرعا و یتخرج منه جواز اتباعه رخص المذاهب ولا یمنع فیه مانع شرعی اذ للانسان ان یسلك الاخف

[32] شرح مختصر الاصولی (مبحث التقلید) ص ۳۰۹ ط جامع الازھر.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیه اذا کان له الیه سبیل بان لم یکن عمل فیه باخر و کان علیه السلام یجب ما خفف علیهم انتهیٰ وما نقل عن ابن عبدالبر انه لایجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب بالمنع اذفی تفسیق متتبع الرخص عن احمد رحمہ اللہ روایتان وما اور د ربما یکون المجموع مما لم یقل به احد فیکون باطلا اجماعا کما تزوج بلا صداق ولا شهود ولا ولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلة ولانه لو تم لزم استفتاء مفت بعینه هذا انتهیٰ (33)

''اور کیا اور مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرسکتا ہے تو مذہب مختار پر جواب روا ہونے کا دیا جائیگا اس لئے کہ بلا روک ٹوک ہمیشہ مختلف مفتیوں سے فتویٰ پوچھنے کا عمل درعمل آمد چلا آیا ہے اور اگر التزام کرے کسی مذہب کا جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کا تو کیا اس پر جمائیو لازم ہو جاتا ہے تو بعضوں نے کہا ہے کہ ہاں اس واسطے کہ التزام حق جان کر کیا ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہیں اس لئے کہ واجب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ واجب نہیں کیا کہ اماموں سے ایک ایک کا مذہب معین کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ التزام اور عدم التزام یکساں ہے ہاں جس مسئلہ میں عمل کر چکا اس میں نہ پھرے اور اور مسئلوں میں جس کی چاہے پیروی کرے اور سبکی اس پر ہے اور تحریر میں ہے کہ یہی جی کو لگتا ہے سبب نہ ہونے اس دلیل شرعی کے جو اس کے سوا کو واجب کرے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مانع شرعی نہ ہو تو رخصتوں پر بھی عمل پہنچتا ہے اس واسطے کہ آدمی کو روا ہے کہ سہل طریقہ اختیار کرے جو سہل طریقہ ہاتھ لگ سکے اور یہاں ہاتھ لگنا یوں ہوگا کہ اس میں اور مسئلہ پر عمل نہ کیا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے سہل کو درست رکھتے تھے ہو چکی ہے عبارت تحریر کی اور وہ جو ابن عبدالبر سے منقول ہے کہ بالا جماع ان پڑھ کے لئے رخصتوں کا تجسس منع ہے سو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ فاسق بتانے چو بندی رخصت کے باب میں امام احمد سے دو روائتیں ہیں اور وہ جو اس طرح اعتراض کیا گیا ہے کہ کبھی مجموع ایسا ہو جائے گا کہ کسی کے مذہب پر نہیں رہیگا تو بالا جماع باطل ٹھہرائے گا مثلاً ایک شخص نے بغیر مہر اور بلا گواہ اور ولی کے نکاح کیا۔ سو میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض مندفع ہو گیا بہ سبب ایک نہ ہونے مسئل کے اور بہ سبب اس بات کے کہ اگر یہ اعتراض پورا ہو تو لازم آوے گا ایک مفتی معین سے فتویٰ پوچھنا یاد رکھو اس بات کو۔''

اور مولانا بحر العلوم عبدالعلی حنفی نے جن کی تحقیق سے علوم نقلیہ اور عقلیہ میں کسی اہل علم کو انکار نہیں اور نام ان کا ہر مدرسہ اہل مجلس میں اہل علموں کے وظیفہ زبان ہو رہا ہے فرمایا ہے کہ اجماع امت کا تھا اس پر کہ کبھی ایک امام کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے امام کی تقلید کرتے اور ان تین قولوں میں سے جو سب کی عبارتوں میں گزرے ہیں اس قول کو کہ التزام کر لینے سے مذہب لازم نہیں ہو جاتا خوب ثابت کیا ہے اور اس کو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص پر ایک مذہب معین کی تقلید واجب نہیں کی تو اس کا واجب کہنا گویا نئی شریعت کا نکالنا ہے اور اس قول کو التزام کرنے سے ایک مذہب لازم ہو جاتا ہے بوجہ معقول باطل کیا ہے اور قول ثالث کو یعنی التزام مثل عدم التزام کو تو تسلیم کیا ہے لیکن کلام ان سبھوں کے یعنی: (**فلا یرجع عما قلده فيه وفي غيره يقلد من شاء**) کو رفع اور رد کیا ہے اور

(33) مسلم الثبوت ص ۳۵۵ ج ۲ . فواتح الرحموت ص ۴۰۶ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ جوکہ بعض متاخرین نے تشدید کی ہے کہ اگر حنفی ہو کر شافعی ہو جائے تو قابل تعزیز کے ہوتا ہے یہ ان کے اپنے گھر کی شرح ہے اور بہت دھوم دھام سے اس التزام مذہب معین کو باطل کیا ہے چنانچہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

وهل يقلد غيره اى من قلدبه فى غيره اى غيرما قلد فيه المختار نعم يقلد ان شاء لما علم من استفتائهم مرة اماماواحدا ومرة اخرى اماما غيره بلا نكير من احد فصار اجماعا وتواتر هذا بحيث لامجال للمماراة فيه ولو التزم مذهبا معينا اى عهد من عند نفسه انه على هذا المذهب كمذهب ابى حنيفة رحمه الله او غيره من غير ان يكون هذا الالتزام بمعرفته دليل كل مسئلة مسئلة و ظنه راجحا على دلائل المذاهب الاخرىٰ المعلومت مفضلابل انما يكون العهد من نفسه بظن الفضل فيه اجمالا او باسبب الاهر فهل يلزمه الاستمرار عليه ام لا فقيل نعم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال من مذهب الى آخر حتى شدد بعض المتاخرين المتكلفين وقالوا الحنفى اذاصار شافعيا يعزر وهذا تشريع من عند انفسهم لان الالتزام لا يخلوا عن اعتقاد غلبة الحقيقة فيه فلا يترك قلنا لا نسلم ذلك ان الشخص قديلتزم من المستاوين امرا لنفعه له فى الحال ودفع الحرج عن نفسه ولو سلم فهذا الاعتقاد لم ينشاء بدليل شرعى بل هوهوس من هوسات المعتقد ولا يجب الاستمرار على هوسه فافهم وتثبت۔ وقيل لايجب الاستمرار ويصح الانتقال وهذا هوا لحق الذى ينبغى ان يومن ويعتقد به ولكن ينبغى ان لا يكون الانتقال للتلهى فان التلهى حرام قطعاً فى المتذاهب كان او فى غيره اذ لا واجب الاما اوجبه الله تعالىٰ والحكم له ولم يوجب على احد ان يتمذهب بمذهب رجل من الآئمة فايجابه تشريع شرع جديد .....وقيل من التزم كمن لم يلتزم فلا يرجع اما قلده فيه وفى غيره يقلد من شاء وعليه السبكى من الشافعية وفى التحرير وهو الغالب على الظن لعدم ما يوجبه شرعا اى لانه ليس لاتباع لمذهب واحد موجب شرعى وهذا انما يدل على جزء الدعوى وهو انه يقلد من شاء ثم البيان قطعى اذ مالم يوجبه الشرع باطل لان التشريع بالراى حرام واما انه لايرجع عما قلد فيه فلم يلزم منه قطعا فلا ينطبق الدليل على الدعوى فتأمل. و يتخرج منه اى مما ذكر انه لايجب الاستمرار على مذهب جواز اتباعه رخص المذاهب قال فى فتح القدير لعل المانعين للانتقال انما معوا لئلايتتبع احد رخص المذاهب وقال هو رحمه الله تعالى ولا يمنع منه مانع شرعى اذ للانسان ان يسلك الاخف عليه اذاكان له اليه سبيل بان لم يظهر من الشرع المنع والتحريم وبان لم يكن عمل فيه بآخرهذا مبنى على منع الانتقال عما عمل به ولو مرة وكان عليه واله واصحابه الصلوٰة والسلام يجب ماخف عليهم انتهىٰ۔ لكن لابد ان لايكون اتباعه الرخص للتلهى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كعمل حنفي بالشطرنج على راى الشافعي قصد الى اللهو كشافعي شرب المثلث التلهي به ولعل هذا حرام بالاجماع لان التلهي حرام بالنصوص القاطعة فافهم۔ وما عن ابن عبدالبر انه لا يجوز للعامي تتبع الرخص اجماعا فقد وجد مانع شرعي عن اتباع رخص المذاهب فاجيب بالمنع اى بمنع هذا الاجماع اذفي تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد رحمہ اللہ روايتان فلا اجماع ولعل رواية التفسيق انما هو في ما اذا قصد التلهي فقط لا غيره۔ وما اورد انه يلزم على تقدير جواز الاخذبكل مذهب احتمال الوقوع في خلاف المجمع عليه اذر بما يكون المجموع الذى يعمل به ممالم يقل به احد فيكون باطلا اجماعا كمن تزوج بلا صداق للاتباع بقول الامامين ابى حنيفة والشافعي رحمہما اللہ ولا شهود اتباعا لقول الامام مالك ولا ولى على قول امامنا ابى حنيفة رحمہ اللہ فهذا النكاح باطل اتفاقا اما عندنا فلا نتفاء الشهود واما عند غيرنا فلانتفاء الولى۔ فاقول مندفع بعد اتحاد المسئلة وقد مرأن الاجماع على نفى القول الثالث انما يكون اذا تحدت المسئلة حقيقة او حكما فتدبر ولانه لوتم لزم استفتاء مفت بعينه والا احتمل الوقوع انتهى.(34)

''اور کیا پیروی کرے دوسرے مجتہد کی سوا اس مسئلہ کے جس پر عمل کر چکا تو مذہب مختار پر جواب روا ہونے کا ہوگا کس واسطے کہ بلا روک ٹوک ہمیشہ سے مختلف مفتیوں سے مسئلے پوچھتے آئے ہیں تو یہ اجماع ہو گیا اور متواتر ہو گئی یہ بحث یہاں تک کہ جھگڑے کہ اس میں گنجائش نہیں رہی اور اگر کسی نے ایک مذہب معین کا التزام کر لیا یعنی اپنے جی میں ٹھان لیا کہ میں فلاں مذہب پر ہوں جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب مثلاً بے اس کے کہ یہ التزام تفصیلا سارے مسئلے دلیلوں سمیت جان کر ہو بلکہ مع گمان خطا کے فقط جی میں ٹھان لے کہ میں فلاں مذہب پر ہوں تو کیا اس التزام پر جماؤ لازم ہو جاتا ہے تو بعضوں نے کہا ہے کہ ہاں جماؤ لازم ہے اور انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف حرام ہے یہاں تک کہ بعض متاخرین نے تکلیف کر کے سخت گیری کس ہے اور کہا ہے کہ حنفی جب شافعی ہو جاوے تعزیر دی جائے اور یہ گھر سے شریعت بنائی ہے کیونکہ التزام اس میں حق کو غالب جان کر ہوتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ امر مسلم نہیں اس واسطے کہ کبھی آدمی برابر کی دو چیزوں میں سے ایک کو نفع وغیرہ کے لئے التزام کر لیتا ہے اور اگر وہ امر تسلیم بھی کیا جاوے تو وہ حق کو غالب جاننا کچھ دلیل شرعی سے نہیں پیدا ہوا بلکہ اعتقاد کرنے والے کی ایک خواہش ہے اور خواہش پر جماؤ واجب نہیں اس بات کو غور کرنا چاہیے اور بعضوں نے کہا ہے کہ التزام سے جماؤ لازم نہیں آتا اور یہی وہ امر حق ہے جس پر ایمان لانا اور اعتقاد کرنا چاہیے اتنی بات ہے کہ انتقال کھیل کے طور پر نہ ہو کیونکہ کھیل مذہب اور غیر مذہب سب جگہ حرام ہے اور جن لوگوں نے جماؤ لازم نہیں کیا انہوں نے دلیل یہ بیان کی ہے کہ واجب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا کیونکہ حکم اسی کو سزاوار ہے اور اللہ نے ایک مذہب ٹھہرانا واجب نہیں کیا ہے سو ایسے امر کو واجب کہنا نئی شرع بنائی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عدم اور عدم التزام یکساں ہے سو بعد عمل کے رجوع نہ کرے اور ماسوا اس کے میں جس کی چاہئے پیروی کرے اور شافعیوں میں سے سبکی اسی پر ہے

(34) فواتح الرحموت ص ٤٠٦ ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تحریر میں ہے کہ یہی جی کو لگتی ہے اس لئے کہ واجب ہونے پیروی مجتہد واحد پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور یہ مذکور اس جزء دعوی پر کہ جس کی چاہے پیروی کرے قطعی دلالت رکھتا ہے اس سبب سے کی جس امر کو شرع نے واجب نہیں کیا اس کو محض رائے سے واجب کہنا شریعت بالرائے ہے اور وہ حرام ہے اور یہ بات کہ بعد عمل کے نہ پھرے دلیل سے یقین کے طور پر نہیں لازم آتا سو دلیل اور مدعا میں مطابقت نہ رہی ذرا سمجھنا چاہیے اور یہ جو مذکور ہوا کہ ایک مذہب پر جماؤ لازم نہیں ہے اس سے رخصتوں پر عمل کرنا بھی نکل آیا فتح القدیر میں کہا ہے کہ شاید انتقال مذہب سے منع کرنے والوں نے اس لئے منع کیا ہے کہ کوئی مذہب کی رخصتیں نہ ڈھونڈنے لگے اور یہ اللہ کی رحمت کو تنگ کرنا ہے اور اس پر کوئی مانع شرعی نہیں ہے اس واسطے کہ آدمی کو پہنچتا ہے کہ سہل طریقہ چلے جو سہل طریقہ مل سکے اس طرح کہ حرمت شرعی گمان میں نہ ہو اور عزیمت پر عمل نہ کر چکا ہو اور یہ بات اس پر مبنی ہے کہ بعد عمل کے انتقال مذہبی منع ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہل عمل کو امت پر دوست رکھتے تھے ہو چکی ہے عبارت فتح القدیر کی لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ رخصتوں کا ڈھونڈنا اور پیروی کرنا بطور لہو لعب کے نہ ہو جیسے کہ حنفی کا شطرنج کھیلنا لہو کے ارادہ سے شافعی مذہب پر اور شافعی کا مثلث پینا لہو کے طور پر اور یہ بالا جماع حرام ہے کیونکہ لہو ولعب نص قطعی سے حرام ہے سمجھ لے۔ اور وہ جو ابن عبدالبر سے منقول ہے کہ ان پڑھ کے لئے بالاجماع رخصتوں کا ٹٹولنا جائز نہیں کیونکہ اس پر مانع شرعی پایا گیا ہے سو اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ نقل کرنا اس اجماع کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے رخصتوں کے عمل کرنے والے کے فسق میں دو روائتیں ہیں تو اجماع کہاں رہا اور شاید کی روایت فسق کی فقط لہو ولعب کی صورت میں ہے اور یہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ ہر مذہب پر عمل کرنے کی حالت میں خلاف اجماع کا لازم آتا ہے اس سبب سے کہ کبھی مجموع عمل کا ایسا ہوگا کہ کسی کے مذہب پر نہ رہے گا تو وہ عمل بالا جماع باطل ٹھہرے گا جیسے ایک شخص نے ایسا نکاح کیا کہ موافق مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مہر نہ باندھا اور موافق مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے گواہ نہ کئے اور موافق مذہب ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ولی نہ ٹھہرایا تو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہے حنفی کے نزدیک تو بہ سبب نہ ہونے گواہوں کے۔ اوروں کے نزدیک بہ سبب نہ ہونے ولی کے۔ سو میں کہتا ہوں کی یہ اعتراض دفع ہے بہ سبب ایک نہ ہونے مسئلے کے اور یہ بات پہلے گزر چکی کہ جب تک حقیقت میں یا بطور حکم کے مسئلہ ایک نہ ہو تو قول ثالث کے باطل ہونے پر اجماع نہیں قرار پاتا فکر کر تو اس بات میں۔ اور ایک بات یہ ہے کہ یہ اعتراض پورا ہو جائے تو مفتی معین سے فتویٰ پوچھنا لازم آوے گا ورنہ پھر وہی خرابی ہے۔"

محققین نکتہ شناش کو اس کلام بلاغت نظام سے مولانا بحر العلوم کی تحقیق اقوال ثلثہ کی در باب التزام تقلید کے خوب معلوم ہوئی اور خوب متفقین ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ التزام سے بھی تقلید مجتہد معین کی لازم نہیں ہو جاتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ الفقہ والاصول فاضل اخوند حبیب اللہ قندھاری حنفی:

نے بھی یہی کہا ہے کہ بالاجماع التزام مذہب معین لازم نہیں اور اگر کوئی اپنی طرف سے التزام کرے تو پھر اس میں تین قول ہیں لیکن حق یہی ہے کہ لازم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر واجب نہیں کیا کہ ایک ہی مذہب کو پکڑے رہے اور فرمایا کہ عامی کو یہ درست ہی نہیں کیونکہ مذہب تو اس کا ہوتا ہے جس کو کچھ معرفت دلیل اور احکام کی ہو سو اگر عامی ہو کر کہے کہ میں حنفی المذہب ہوں تو وہ ایسا ہے جیسا کہے میں نحوی ہوں یعنی وہ جھوٹا ہے چنانچہ مغتنم الحصول میں فرماتے ہیں:

وھل یقلد المقلد العامل بمذھب فی حکم غیرہ المختار نعم للقطع بان المستفتین من عصر الصحابۃ رضی اللہ عنہم وھلم جرا کانوا یستفتون مرۃ واحداً واخر غیرہ غیر ملتزمین مفتیا واحدا وشاع ذلك وتکرر و لم ینکرفکان اجماعا علی ان التزام مذھب معین غیر لازم واختلف فی انہ ھل ھو ملزم بمعنی انہ لو التزم فھل الاستمرار علیہ علی ثلثۃ اقوال فقیل نعم لان الالتزام یبتنی علی ظن حقیقۃ فیجری علی موجبہ وقیل لا اذلا واجب الاما اوجبہ اللہ تعالیٰ ولم یوجب علی احدان یتمذھب بمذھب امام بعینہ فیقلدہ فی کل ما یاتی ویذر غیرہ والا لتزام لما لم یعھد ملزماً من الشرع کان بمنزلۃ التزام کذا الفلان من غیر ان یکون لہ علیہ فی التقریر وھو الاصح فی الرافعی وغیرہ بل قال ابن حزم اجمعوا علی انہ لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید معین فلا یحکم ولا یفتی الا بقولہ انتھیٰ وقد انطوت القرون الفاضلۃ علی عدم القول بذلك بل لا یصح للعامی مذھب ولوتمذھب بہ لان المذھب انما یکون لمن لہ نوع نظر واستدلال ومعرفۃ باقوال امامہ واحکامہ وامامن لم یتاھل لذلك وقال انا حنفی او شافعی کان کقولہ انا فقیہ او نحوی وغائیۃ ان یکون وعدا الیٰ آخر ماقال مثل قال الاولون۔

''اور کیا پیروی کر سکتا ہے مقلد ایک مذہب کا کسی مسئلہ میں اور مجتہد کی تو مذہب مختار پر جواب یہی ہے کہ ہاں کر سکتا ہے کہ بہ سبب یقینی ہونے اس بات کے کہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے آج تک لوگ بغیر التزام ایک مذہب کے فتوی پوچھتے چلے آئے ہیں اور یہ بات بلا روک ٹوک کے پھیل گئی تھی سو اجماع ہو گیا اس بات پر کہ التزام ایک مذہب کا لازم نہیں اور اس بات میں علماء کا باہم اختلاف ہوا ہے کہ بعد التزام کے جماؤ لازم ہے یا نہیں سو اس میں تین قول ہیں بعضوں نے تو کہا ہے کہ ہاں جماؤ ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ التزام اپنے گمان میں حق جان کر اس نے کہا ہے تو اس کو اس پر رہنا چاہئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہیں اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ واجب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ واجب نہیں کیا ہے کہ کوئی شخص مجتہد معین کی تقلید کرے اور سب کو چھوڑ دے اور التزام جب شرعی نہیں تو اس طرح ہو گا کہ جیسے کوئی یوں کہہ دے کہ فلاں شخص کے مجھے اتنے روپے دینے ہیں اور دینا اس کا کچھ بھی نہیں تقریر میں ہے کہ یہی بات بہت صحیح ہے رافعی وغیرہ میں ہے کہ بلکہ ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حزم نے کہا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حاکم اور مفتی کے لئے تقلید ایک مجتہد معین کی حلال نہیں ہے۔ ہو چکی تقریر ابن حزم کی اور قرونِ سابقہ اس تعین مذہب معین سے خالی رہے ہیں بلکہ یہ بات ہو ہی نہیں سکتی کہ ان پڑھ کا کوئی مذہب ٹھہرے اگر چہ وہ ٹھہرا لے کس لئے کہ مذہب تو اسی کا ہوتا ہے جسے کچھ اقوال امام پر شناخت ہو اور جو اس کا اہل نہیں اور وہ کہے کہ میں حنفی یا شافعی ہوں تو یہ اس کا کہنا لغو ٹھہرے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ جیسے کوئی کہہ دے کہ میں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں نہایت کار یہ ہے کہ وہ کہنا اس کا ائندہ کے لئے تقلید کا وعدہ ہوگا اخیر تک یہاں وہ عبارت ہے جو اوروں سے پہلے منقول ہو چکی ہے۔''

۱۲......شیخ الفقہاء اور امام الاصولیین مولانا اکمل صاحب عنایہ حاشیہ ہدایہ نے بھی تقریر الاصول میں ایسا ہی کہا ہے کہ التزام مذہب معین لازم نہیں چنانچہ فاضل قندھاری نقل کرتے ہیں:

ثم فی التقریر من المعلوم انة لا یشترط ان یکون للمجتهد مذهب مدون وانه لا یلزم احدا ان یمتذهب بمذهب احد من الآئمة بحیث یاخذ باقواله کلها ویدع اقوال غیره کلها کما قد مناه بابلغ من هذا من ههنا قال القرافی انقعد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابة رضی الله عنهم علی ان من استفتی ابا بکر وعمر رضی الله عنهما وقلدهما فله ان یستفتی ابا هریرة ومعاذ ابن جبل رضی الله عنهما وغیرهما فمن ادعی رفع هذین الاجماعین فعلیه البیان اقول وانت تعلم ان اجماع الصحابة لایحتمل النسخ باجماع آخر انتهیٰ مافی المغتنم۔

''پھر تقریر میں یہ ہے کہ بات معلوم ہے کہ مجتہد کے لئے شرط نہیں کہ اس کا مذہب کتابوں میں مدون ہو اور یہ کہ کسی پر لازم نہیں کہ اماموں میں سے ایک امام کا مذہب معین ٹھہرا کر لے لیوے اور سب کو چھوڑ دے اس طرح کہ ایک کا سب قول لے لیوے اور دوسروں کے سب قولوں کو چھوڑ دے چنانچہ پہلے اس کی تقریر اچھی طرح ہم کر چکے ہیں کہ اور یہیں سے قرآنی نے کہا ہے کہ اس پر اجماع کیا گیا ہے کہ جو مسلمان ہے وہ بلا روک ٹوک علماء میں سے جس کی چاہے پیروی کرے اور صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہو گیا ہے کہ جو ابو بکر اور عمر فارق رضی اللہ عنہ سے فتوی پوچھے اور ان کی تقلید کی کرے تو اسے روا ہے کہ فتویٰ پوچھے ابو ہریرۃ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما اور سوا ان دونوں کے سے اب جس کو ان دونوں اجماعوں کے رفع کا دعویٰ ہے تو وہ دلیل پیش کرے میں کہتا ہوں اور تجھے یہ معلوم ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع اجماع متاخر سے نہیں اٹھ سکتا۔''

تنبیہ: جو کہ تین قول در باب التزام تقلید گزرے ہیں تو وہ اس صورت میں ہیں کہ جب کوئی التزام کسی مذہب کا اپنے نفس پر کرے تو کوئی حضرت مخاطبین میں سے نہ یہ سمجھیں کہ یہ تین قول لزوم تقلید میں ہیں خواہ کوئی التزام کرے خواہ نہ کرے اس لئے کہ قبل التزام کے بالا جماع تعین مذہب لازم نہیں ہے چنانچہ ہر ایک عبارت سے عبارات مذکورہ بالا میں سے ایسا ظہور ہو رہا ہے کہ ادنیٰ طالب علم بھی سمجھ لے اور یہی واضح ہوا کہ تینوں قولوں میں سے بھی قول حق اور مدلل بدلیل یہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ التزام سے بھی لزوم ایک مذہب کا نہیں ہو جاتا اور قول بالزوم محض غلط و بے دلیل شرعی ہے اگر کچھ دلیل ہے تو اسی قدر کو: لان الالتزام لا یخلوا عن غلبة ظن الحقیقة ''التزام غالب کے طور پر حق جاننے سے خالی نہیں ہوتا''

سواس کی مولانا بحر العلوم نے تحقیق کی ہے پس کیونکہ قول غلط اور بے دلیل ہے بلکہ مخالف دلیل مقابل قول حق اور مدلل کے ہوسکتا ہے فتدبر۔

۱۳......شرح شیخ ابن الحاجب میں لکھا ہے کہ یوں کہنا کہ جس کی ایک دفعہ کسی مسئلہ میں تقلید کی جاوے تو پھر اور مسئلوں میں بھی اسی ہی کی تقلید واجب ہے یہ منسوخ کرنا نص کا ہے یعنی ﴿فاسئلوا اهل الذكر﴾ کا اور مخالف ہے اجماع سلف کے اور مخالف ہے حدیث کے چنانچہ فرماتے ہیں:

لا یرجع بعد تقلید فیما قلد اتفاقا وفی حکم آخر المختار جوازه لقوله تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون فالقول بوجوب الرجوع الیٰ من قلد اولا فی مسئلة یکون مقید اللنص وهو یجری مجری النسخ علی ماتقرر فی الاصول ولقوله ﷺ اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم ان العوام فی السلف کانوا یستفتون الفقهاء من غیر رجوع الی معین من غیر نکیر فحل محل الاجماع علی الجواز کذا فی شرح ابن الحاجب کذا فی عقد الجید قولنا فی هذا الحدیث بناء علیٰ ما قال ابن حزم والبزار والا مام احمد کلام وانما نقلناه محافظة علی النقل فیبقی مستندنا فی کلامه عموم النص القرانی واجماع السلف فافهم فانهم ۔(35)

''جس مسئلہ میں عمل کر لیا جاوے تو بالاتفاق اس میں نہ پھرے اور مسئلوں میں مذہب مختار پر غیر مذہب کے طور پر عمل کرنا جائز ہے بسبب اللہ کے فرمانے کے کہ پوچھو تم اہل ذکر سے اگر تم انجان ہو سو پہلے مجتہد کی طرف اور مسئلوں میں بھی رجوع کو واجب جاننا نص کو مقید کرنا ہے جو کہ موافق مسلمات علم الاصول کے قائم مقام نسخ کے ہے اور بسبب آنحضرت ﷺ کے فرمانے کے کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی تم کرو گے راہ یاب ہو گے اور بسبب اس کے کہ لوگ ہمیشہ سے بلا تعین ایک مذہب کے فتویٰ پوچھتے چلے آئے ہیں تو یہ جواز پر اجماع ہو گیا ہے یہ شرح ابن الحاجب میں ہے عقد الجید میں یونہی ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ہمیں اس حدیث میں بموجب مقولہ ابن حزم اور بزاز اور او مام احمد کے کلام ہے فقط پوری ہونے نقل کے لئے ہم نے اسے نقل کر دیا ہے سو ہماری سند عموم ایت اور اجماع سلف سے باقی رہی تو سمجھ لے۔''

ابو اخلاص ملا حسن الشرنبلالی حنفی نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ التزام مذہب معین کا انسان پر ضرور نہیں اور اس بات میں ایک رسالہ مستقل تالیف کیا ہے جس کا نام رکھا ہے (**العقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید**) چنانچہ بعد خطبہ اس رسالہ کے فرماتے ہیں:

وبعد فیقول العبد الواثق بکرم ربه الوفی ابو الاخلاص حسن الشرنبلالی الحنفی

(35) مختصر الاصول ابن حاجب ص ۲۳۵ و عقد الجید ص ٤٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدورد سوال فی رجل الحنفی المذهب یسیل منه دم او نحوه اراد تقلید الامام مالک رحمه الله فی عدم نقض الوضوء بذلک الخارج وتقلیده ایضا فی عدم النقض باللمس الذی لالذة معه کما قال الامام الاعظم مطلقا فهل یجوزله التقلید وما الحکم فی ذلک ابسطوا الجواب ولکم الثواب من الکریم الوهاب فاجبت یجوز التقلید من غیر تقلید بالعذر مجانبا للتلفیق مصاحبا للتوفیق بالتحقیق وساذکر عن ائمتنا جواز ذلک بجملة من الفروع کقول اهل الاصول انشاء الله تعالیٰ وجمعت بهذا الاوراق امتثالا لامر النبی صلی الله علیه وسلم حیث امر بجمع العلم والتقلید وسمیته بالعقد الفرید لبیان الراجع من الخلاف فی جوزا التقلید راجیاً من الله سبحانه القبول فهو خیر مسئول واکرم مامول فقلت نعم یصح تقلید الامام مالک رحمه الله فی عدم نقض الوضوء بما یسیل من دم وقیح سواء کان من المخرج او غیره و سواء کان التقلید لمعذور او سالم من العذر وسواء کان التقلید بعد العمل بما یخالفه من مذهب ابی حنیفة اوکان قبل العمل به ولکن علی المقلد الاتیان بما هو مسنون او مستحب عند الامام ابی حنیفةؒ وهو شر ط عند الامام مالک کان یتوضا ناویا مر تبا موالیا غسله مدلکاجسده۔

''بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہے بندہ بھروسہ رکھنے والا اللہ کی پوری بخشش پر ابوالاخلاص حسن شرنبلالی حنفی کہ ایک شخص حنفی کے حق میں یہ سوال آیا کہ وہ وضوء نہ ٹوٹنے کے حکم میں خون نکلنے سے اور عورت کے چھونے کے بغیر لذت سے امام مالک رحمہ اللہ کی تقلید کرسکتا ہے سو جواب دیا میں نے جواز کا بغیر عذر کے بشرطیکہ تلفیق (36) سے بچے اور میں اپنے اماموں سے کچھ فروع اس جواز پر قریب ذکر کروں گا اور موافق اس کے قول اہل اصول کے بھی ہے ذکر کروں گا اور جمع کیا میں نے ان اور قولوں کو فرمانبرداری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے علم جمع کرنے کا ارشاد فرمایا ہے اور نام اس رسالہ کا میں نے عقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید رکھا ہے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ سے قبول کی ہے کہ وہی ہر حاجت اور ہر امید کا پورا کرنے والا ہے سو کہا میں نے کہ ہاں صحیح ہے تقلید امام مالک رحمہ اللہ کی وضو کے نہ ٹوٹنے میں خون اور پیپ کے بہنے سے خواہ خون پیپ نکلنے کی جگہ سے ہو یا نہ ہو اور خواہ یہ تقلید معذور کرے یا بلا عذر والا اور خواہ بعد عمل کے ہو یا نہ ہو ہاں مقلد پر ضرور ہی ادا کرنا ان باتوں کا جو مسنون یا مستحب ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اور شرائط میں سے ہیں امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جیسے نیت کر کے پے بہ پے ترتیب وار اعضاء کومل کر وضو کرنا۔''

پھر اس کے بعد ہر ایک جزء دعویٰ کو دلائل سے ثابت کر کے اخیر میں رسالہ کے۔ قبل ایک ورق کے۔ فرماتے ہیں

فتحصل مما ذکرنا انه لیس علی الانسان التزام مذهب معین وانه یجوز العمل بما یخالف مع عمله علی مذهب مقلداً فیه غیر امامه مستجمعاً شروطه و یعمل بامرین

(36) تلفیق یہ ہے کہ وضو اور نماز کے عملوں میں سے بعض پر ایک امام کے مذہب کے مطابق عمل کرنا اور اور بعض میں دوسرے امام کے مذہب کے مطابق عمل کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متضادین فی حادثیتین لا تعلق لواحدة منهما بالاخر ولیس له البطال عین فعلیه تقلید امام الاخر لان امضاء الفعل امضاء القاضی لا ینقض انتهی کلامه۔

''سوتمام مذکور سے حاصل کلام یہ ہوا التزام مذہب معین آدمی کا پر ضروری نہیں اور مخالف اپنے مذہب کے اور مجتہد کی تقلید کر کے اسے عمل کرنا جائز ہے ہاں شرائط کا لحاظ رکھے اور شوق سے ایسے دو امروں مخالف پر عمل کرے کہ ایک اور ہو اور دوسرا اور خاص اسی ایک فعل کا باطل کرنا دوسرے امام کی تقلید کر کے نہ چاہئے کیونکہ جاری کرنا کسی فعل کا مثل حکم صحیح قاضی کے ہے وہ ٹوٹتا نہیں ہو چکا کلام اس کا۔''

۱۵......سید محمد امین المشہور بابن العابدین الشامی الحنفی نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ یقین مذہب معین انسان پر لازم نہیں اگر چہ خود التزام کرے اور اسناد اس دعوے کی تحریر شیخ ابن الہمام اور شرح تحریر ابن امیر حاج سے اور عقد الفرید ملا حسن حنفی شرنبلالی سے لائے ہیں مگر چونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا اور شارح ابن امیر حاج کا اور ملا حسن شرنبلالی کا ابھی گزرا ہے اس لئے نقل کرنا عبارات شامی کا جو مشتمل ہے اوپر کلام ان اکابر کے ضرور نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ عامی کو مذہب سے کیا علاقہ اس لیے کہ مذہب تو اس شخص کا ہوتا ہے جس کو کچھ بصیرت مذہب میں ہو پھر عامی ہو کر اگر کوئی کہے کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو وہ حنفی فی الواقع تھوڑا ہی ہو جاوے گا جیسا کہ کہے میں نحوی ہوں چنانچہ رد المحتار حاشیہ الدر المختار میں بعد نقل کرنے عبارت تحریر اور تحبیر کے ارشاد کرتے ہیں:

قلت ایضا قالوا العامی لا مذهب له بل مذهبه مذهب مفتیه وعلله فی شرح التحریر بان المذهب انما یکون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب علی حسبه اولمن قراء کتابا فی فروع ذلك المذهب وعرف فتاوی امامه و اقواله اما غیره ممن قال انا حنفی او شافعی لم یصر کذلك بمجرد القول کقوله انا فقیه او نحوی اه وتقدم تمام ذلك فی المقدمة اول هذا الشرح وانما اطلنا ذلك لئلا یغتر بعض الجهلة بما یقع فی الکتب من اطلاق بعض العبارات الموهمة خلاف المراد فیحملهم علی تنصیص الائمة المجتهدین فان العلماء حاشا هم ان یرید والا ذدرأ بمذهب الشافعی اوغیره بل یطلقون تلك العبارات بالمنع من الانتقال خوفا من التلاعب بمذهب المجتهدین انتہیٰ (37)

''میں کہتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں بلکہ مفتی کا مذہب عین اس کا مذہب ہے اور شرح تحریر میں وجہ اس مقولہ مشائخ کی یہ بیان کی ہے کہ مذہب تو اس کا ہوتا ہے جو ایک طرح کی واقفیت مذاہب پر رکھے اور صاحب بصیرت ہو یا مسائل جزیہ مذہب میں کوئی کتاب پڑھی ہو اور اپنے امام کے فتوے اور قول جانتا ہو اور بے اس کے جو کوئی کہہ دے کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو قطعا اس کہنے سے حنفی شافعی نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی کہہ دے کہ میں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں آخر عبارت شرح تحریر تک اور شروع کتاب

(37) رد المحتار باب التفرید ص ۱۹۰ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ساری عبارت گذر چکی ہے اور اس باب میں یوں ہم نے طول کلامی کی ہے کہ بعض جاہل کہیں بچل نہ جائیں کیونکہ بعضی فقہ کی کتابوں میں کچھ بے قید عبارتیں وہم میں ڈالتیں ہیں مراد کے مخالف سو محمول کر دیں ان عبارتوں بے قید کو جاہل اماموں کے کہنے پر سو علماء ہرگز مذہب شافعی وغیرہ کی حقات جی میں ارادہ نہیں رکھتی بلکہ وہ عبارتیں اس خوف سے بولتے ہیں کہ کوئی لہو کے طور پر انتقال مذہبی نہ کرے ہو چکی ہے عبارت شامی کی۔"

۱۶......علامہ عابد سندی حنفی فرماتے ہیں کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہدین معین کی کوئی دلیل نہیں نہ تو عقلی اور نہ نقلی اور بہت علماء نے عدم وجوب پر تصریح کی ہے کہ اور اس قول اپنے کو مستند کرتے ہیں فقہاء حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ کی طرف اور فرماتے ہیں قرون اولی کا اجماع تھا اس پر کہ نہیں حلال کس کو ایک ہی مجتہد کی تقلید کرنی اور اس قول کو مستند کرتے ہیں طرف علامہ ابن امیر حاج کے چنانچہ طوالع الانوار حاشیہ الدر المختار میں ارشاد کرتے ہیں:

ناقلا عن الشيخ ابى المعالى من علماء السند و وجوب تقليد مجتهدمعين لاحجة عليه لامن جهة الشريعة ولا من جهة العقل كما ذكره الشيخ ابن الهمام من الحنفية صاحب فتح القدير وفى كتابه المسمى بتحرير الاصول وبعد وجوبه صرح الشيخ ابن عبدالسلام فى مختصر منتهى الاصول من المالكى والمحقق عضد الدين من الشافعية وذكر ابن امير الحاج فى التحبير شرح التحرير ان القرون الماضية من العلماء اجمعوا على انه لا لحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل واحد بحيث لايحكم ولا يفتى فى شيء من الاحكام الا بقوله انتهى۔ ☆

"شیخ ابو المعالی علمائے سند سے نقل کیا کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہد معین کی کوئی دلیل نہیں نہ شریعت کی رو سے نہ عقل کی رو سے جیسا کہ ذکر کیا اس امر کو شیخ ابن الہمام نے حنفیوں میں سے اپنی کتاب فتح القدیر میں اور دوسری اپنی کتاب میں جس کا نام تحریر الاصول ہے اور مالکیوں میں سے شیخ ابن عبدالسلام نے اپنی کتاب منتہی الاصول میں اس کی تصریح کی ہے کہ مجتہد معین کی تقلید واجب نہیں ہے اور اسی طرح شافعیوں میں سے عضد الدین محقق نے اس کی تصریح کی ہے اور تحبیر شرح تحریر میں ابن امیر حاج نے ذکر کیا ہے کہ اگلے زمانے کے سارے علماء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ حاکم اور مفتی کو حلال نہیں ہے ایک مجتہد معین کی تقلید اس طرح پر کہ سوا اس مجتہد کے قول کے اور کسی کے قول پر حکم نہ کرے ہو چکی ہے عبارت شامی کی۔"

۱۷......صفوۃ المحدثین امام ابن حزم نے فرمایا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع اس پر ہوا ہے کہ التزام ایک مذہب معین کا نہ چاہئے پھر کوئی ایسا التزام کرے تو اس نے مخالف کیا اجماع کے اور اس کا اس امر میں کوئی پیشوا اور امام نہیں اور راہ اختیار کی خلاف رائے مومنین کے چنانچہ نبذ الکافیہ میں فرماتے ہیں:

وقدصح اجماع الصحابة كلهم اولهم عن اخرهم واجماع التابعين اولهم عن آخرهم واجماع تبع التابعين اولهم عن اخرهم على الامتناع والمنع من ان يقصد احد قول

☆ التقرير والتحبير ص ۳۵۰ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان منهم اوممن قبلهم فياخذ كله فليعلم من اخذ بجميع اقوال ابى حنيفة او جميع اقوال مالك اوجميع اقوال الشافعي او جميع اقوال احمد رضى الله عنهم ولا يترك قول من اتبع منهم او من غيرهم الى قول غيره ولم يعتمد على ماء جاء فى القران والسنة غير صارف ذلك الى قول انسان بعينه انه قد خالف اجماع الامة كلها اولها عن اخرها بيقين لاشكال فيه وانه لا يجد لنفسه سلفا ولا امام فى جميع الاعصار المحمودة الثلاثة فقد اتبع غير سبيل المومنين نعوذ بالله من هذه المنزلة انتهىٰ۔ (38)

''بلا شک صحیح ہوگیا ہے اجماع سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اول سے آخر تک اور اجماع سب تابعین اور تبع تابعین کا اس بات کے منع پر کہ کوئی اگلے پچھلے کسی ادمی سب کہا اسے لیوے سو جان لو کہ جس نے سارے قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اوران کے سوا کسی کے قول کی طرف اور قرآن وحدیث کے اوپر اعتماد بے اس کے نہ کیا کہ تاویل کر ڈالی تو اس نے ساری امت کا خلاف کیا بلا شک اس میں کوئی شک نہیں اور ایسا شخص قرون ثلاثہ میں اپنا کوئی مقتدا نہ پائے گا سو اس نے سوا راستہ مسلمانوں کے اور راستہ اختیار کیا۔ اللہ کی پناہ ہے ایسے مقام سے۔''

۱۸......مولانا بحرالعلوم عبدالعلی لکھنوی حنفی فرماتے ہیں کہ تخصیص ایک مجتہد کی عمل کے باب میں دھینگا دھینگی ہے اس کی طرف التفات نہ کرنی چاہیے بلکہ یہ شریعت کے حکم کا بدل دینا ہے اور خدا کی رحمت واسعہ کا بند کرنا ہے اس لئے کہ شارع نے بندوں کو بھی تکلیف دی ہے کہ جس مجتہد غیر معین کی چاہیں کی تقلید کریں چنانچہ شرح تحریر میں فرماتے ہیں:

اعلم انك قد علمت ان التكليف من الشارع ليس الا العمل بفتوى مجتهد على التخيير و تخصيص العمل بفتوى مجتهدون مجتهد تحكم لا يلتفت اليه بل هو تغير لحكم الشارع من دون برهان وحجر رحمة الله الواسعة۔

''جان لے کہ شارح کی طرف سے فقط اتنی تکلیف ہے کہ کسی مجتہد کے قول پر عمل کرے اور ایک مجتہد کے قول کو دوسرے کی نسبت خاص کرنا سینہ زوری ہے اس کی طرف کچھ خیال نہ کرنا چاہیے بلکہ وہ بدل ڈالتا ہے شریعت کے حکم کو بلا دلیل کے اور تنگ کرنا ہے اللہ کی رحمت کو سو ہو چکی ہے عبارت شرح تحریر کی۔''

۱۹......مولانا رئیس المحققین المتاخرین حجۃ من حجج اللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے بدلائل عدیدہ اس التزام تقلید مذہب معین کو باطل کیا ہے اور کتاب مستطاب عقد الجید اور الانصاف اسی کی تحقیق اور تفصیل میں تالیف فرمائی ہے سو تمام عبارات کتابوں ان کی کے اس جگہ کہاں نقل ہو سکتی ہے طالب حق کو شائق تحقیق کو اور تدقیق کو چاہیے کہ ان کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہووے لیکن کچھ قدرے قلیل بطور تیمن اور تبرک کے ہم بھی ذکر کرتے ہیں مگر پہلے اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ عامی کے حق میں تو یوں فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی مذہب ہی نہیں اور اس کی سبیل عمل کی یہی ہے کہ وہ علماء وقت سے

---

(38) نبذ فی اصول الفقہ ص ۱۴۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کرے جیسا کہ پہلے ساتویں روایت میں کلام سے سید بادشاہ کے اور گیارہویں روایت میں کلام سے اخون قندہاری کے اور پندرہویں میں کلام سے محقق شامی کے معلوم ہوا تو مذہب اختیار کرنا ان کے نزدیک علماء ہی کی شان ہے جو مسائل فروع واصول امام کی سے واقف ہوں سواس کے حق میں عقد الجید میں فرماتے ہیں:

اذاراد هذالمتبحر فی المذهب ان یعمل فی مسئلة بخلاف مذهب امامه مقلد افیها لامام آخر هل یجوز له ذلك اختلفوا فیه فمنعه الغزالی وشرذمة وهو قول ضعیف عند الجمهور لان منباه علی ان الا انسان یجب علیه ان یاخذ بالدلیل فاذا فات ذلك جهله بالدلائل اقمنا اعتقاد افضلیة امامه مقام الدلیل فلا یجوز له ان یخرج من مذهب کما لایجوز له ان یخالف الدلیل الشرعی وردبان اعتقاد افضیلة الامام علی سائر الآئمة مطلقا غیر لازم فی صحة التقلید اجماعا لان الصحابة والتابعین کانوا یعتقدون ان خیر هذه الامة ابو بکر ثم عمر وکانوا یقلدون فی کثیر من المسائل غیر هما بخلاف قولهما ولم ینکر علی ذلك احد فکان اجماعا علی ماقلناه واما افضلیة قوله فی هذه المسئلة فلا سبیل الی معرفتها للمقلد الصرف فلا یجوز ان یکون شرطا للتقلید اذ یلزم ان لایصح تقلید جمهور المقلدین فلو سلم ففی مسئلتنا هذه هذا علیکم ولا لکم لان کثیرا مایطلع علی حدیث یخالف مذهب امامه او یجد قیاسا قویا یخالف مذهبه فیعتقد الافضلیة فی تلك المسئلة لغیره وذهب الاکثرون الی جوازه منهم الامدی وابن الحاجب وابن الهمام و النووی و اتباعه ابن حجر والرملی وجماعات من الحنابلة والمالکیة ممن یفصی ذکر اسمائهم الی التطویل وهو الذی انعقد علیه الاتفاق من مفتی المذاهب الاربعة من المتاخرین واستخرجوه من کلام او ئلهم انتهی. [39]

''اگر کوئی متبحر فی المذاہب یہ ارادہ کرے کہ کسی مسئلہ میں اپنے امام کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہو کر عمل کرے یا یہ اس کو جائز ہے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ نے منع کیا ہے اور یہ قول جمہور کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ اس کی اصل یہ ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ دلیل کے ذریعہ سے اختیار کرے پھر جب وہ دلیل ہی دلائل کی جہالت کے سبب سے فوت ہوگئی تو ہم نے اس کے امام کی افضلیت کا اعتقاد دلیل کے قائم مقام کر دیا سو اس کے اپنے امام کے مذہب سے نکلنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اس کو یہ جائز نہیں کہ شرعی دلیل کی مخالفت کرے اور یہ قول اس طور پر رد کیا گیا ہے کہ امام کی مطلق افضلیت کا اعتقاد تمام آئمہ پر صحت تقلید میں بالاجماع لازم نہیں ہے اس واسطے کہ صحابہ اور تابعین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اس امت میں افضل اول ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ اور ان کا یہ حال تھا کہ بہت مسئلوں میں ان کے قول کے برخلاف اوروں کی تقلید کرتے تھے اور اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا تو ہمارے قول پر اجماع ہوگیا اور رہی افضلیت اس کے امام کے قول کی ایک مسئلہ

[39] عقد الجید ص ٤٤ و ٥٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خاصکر سواس کی پہچان کی راہ مقلد صرف (جاہل) کو کوئی نہیں ہے سو تقلید کی یہ شرط ٹھہرانی جائز نہیں ہے اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ جمہور مقلدین کی تقلید جائز نہ ہووے اور اگر فرض کیا جائیں تو ہمارے اس مسئلہ میں یہ تم کو مضر ہے مفید نہیں ہے اس لئے کہ اکثر اوقات ایسی حدیث اس کو معلوم ہو جاتی ہے کہ اس کے امام کے مذہب سے مخالف ہوتی ہے یا قیاس قول مل جاوے کہ اس کے مذہب کے خلاف ہوتا ہے پھر وہ اس مسئلہ میں اور اس کی فضیلت کا معتقد ہو جاتا ہے اور اکثر علماء اس کو جائز کہتے ہیں اس میں آمدی ہے اور ابن حاجب اور ابن ہمام اور نووی اور اس کے اتباع جیسے ابن حجر اور رملی اور حنبلیوں میں اور مالکیوں کا ایک گروہ ہے کہ ان کے ناموں کے ذکر سے بات لمبی ہو جاتی ہے اور یہ مسئلہ ہے جس پر چاروں مذہب کے متاخر مفتیوں کا اتفاق ہو چکا ہے اور انہوں نے اس بات کو اپنے متقدمین کے کلاموں میں سے نکالا ہے ہو چکی عبارت عقد الجید کی۔''

۲۰......شہید فی سبیل اللہ الجلیل مولانا محی الدین اسماعیل نے ایسے ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شعبہ رفض کا ٹھہرایا ہے اور جناب مولف کو انہیں سے مقابلہ ہے اور انہیں کے کلام کے مقابلے میں دعوی وجوب تقلید مجتہد معین کا کیا ہے اور یہ نہ سمجھا کہ اس عدم وجوب کا تمام عالم قائل ہے اب سنو کلام بلاغت نظام مدلل بدلائل عظام مولوی اسماعیل صاحب کا ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح'' میں احادیث صحیحہ سے استدلال کر کے مسائل متفرع کرتے جاتے ہیں اور بعد تفریع چند مسائل کے فرماتے ہیں:

مسئلہ خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہاء وصوفیہ کہ محض بنا بر ظن حصول بعض منافع دینیہ ومصالح شرعیہ بدوں تمسک بدلیل از دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع مینمایند یا تحدید اصل از اصول دینیہ بحدود خاصہ احداث میکنند یا ترویج امریکہ خامل در قرون سابقہ بود بروئے کار رے آزند یا اخمال امریکہ دراں از من مروج بود بعمل ے آرند مثل نماز معکوس و وجوب تقلید شخصی معین از آئمہ مجتہدین و ہبہ ثواب عبادات احیائے برائے اموات بخلاف نیابت در عبادات مالیہ کہ آن ثابت الاصل است و مثل تحدید ذکر کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد وضربات وجلسات وتحدید ماء کثر بعشر فی عشر و ترویج انزدار۔ بنا بر اشتغال بعبادت ومطالعہ کتب وتزویج مسائل قیاسیہ وکشفیہ واستغراق بجمیع ھمت خود وراں اخمال ظاہر کتاب وسنت مگر بطریق تبرک وتیمن اخمال امر معروف ونہی عن المنکر وعدم مبالات باقامتہ جہاد لسانی وسنانی وامثال ایں امور محدثہ شان ہمہ از قبیل بدعات حقیقہ است انتہی ⑩

اور دوسری جگہ اسی ایضاح الحق میں ارشاد فرماتے ہیں:

بخلاف قسم ثانی کہ ہر کس راتحقیق احکام قیاسیہ واشغال صوفیہ وقوانین عربیہ ضرور نیست وارادۂ تقلید شخصی معین از مجتہدین ومشائخ ارکان دین نہ بلکہ ہمیں قدر کافسیت کہ وقتے کہ حاجتے پیش آید از کسے از ایشاں استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادۂ وتقلید ہم مثل ایمان بالانبیاء از ارکان دین شمردہ شود ولقب حنفی وقادری بمثابہ لقب مسلمان وسنی اظہار کردہ شود وامتیاز از شافعیان وچشتیان مثل امتیاز از کفار وروافض از لوازم تدین شمردہ شود وانتقال را از مذہبی بمذہبی یا

⑩ ایضاح الحق الصریح ص ٤٨ (ع)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازطریقہ بطریقہ مثل ارتداد واتبداع وبغی موجب قتل وہتک معدود کردہ شود یا دعوی اجتہاد وولائت رامثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی برامام حق باعث قتال واہانت قرار دہ شود داۃ آیا نمے بینی کہ باطاعت قاضی جبر کردن میر سدنہ براطاعت مجتہد کہ رد حکم قاضی دیگر راہم نمے رسید چہ جائے احاد رعایا رابخلاف حکم مجتہد کہ بر ہر کسے قبول آں واجب نیست لاسیما در وقتیکہ آنکس خود مجتہد باشد کہ اولا تقلید مجتہد اصلا جائز نیست وبغی امام حق کا اگر چہ آں باغی لیاقت امامت داشتہ باشد اصلا جائز نیست بر خلاف دعوی اجتہاد کہ وقتیکہ ملکہ اجتہاد حاصل شود لابد دعوی اجتہاد باید کردہ تقلید را از گردن خود در باید نداخت بالجملہ غرض ازیں کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش ظاہر کتاب وسنت وتعلم وتعلیم آن خواہ بخواندن باشند خواہ باستماع مضامین وسعی دراشاعت آن ازجنس اکل شرب ولباس است کہ مدار زندگانی برآنست واشتغال باحکام فقیہ معتبرہ واشتغال صوفیہ نافعہ ازقبیل مداواۃ ومصالحہ است کہ عندالضرورت بقدر حاجت بعمل آرند وبعدازں بکار اصلی خود مشغول باشد وعنوان وشعار خود محمدیت خالصہ وتسنن قدیم باید داشت نہ تمذہب بمذہب خاص وانسلاک در طریقہ مخصوصہ بلکہ مذاہب وطرق رامثل دکاکین عطارین باید شمرد وخود رااز منسلکان جند محمدی باید ساخت پس چناں کہ سپاہیان راعنوان سپہ گردی شعار است واعلاء کلمہ سلطانی کاروبار درو باقی کہ بہ دوائی محتاج میشوند از ہر دوکانی کہ بدست آمد میگرند وبقدر حاجت بعمل آرند وباقی رابرائے وقت ضرورت بگامیدارند بکاروبار خود مشغول مے باشند ہمچنیں محمدیہ خالصہ راشعار خود باید واقامتہ ظاہر سنتہ راکاروبار خود باید داشت واحکام فقیہ صحیحہ واشغال صوفیہ معتبرہ راکہ خالی از شوب فساد بدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد وزیادہ ازاں بآں توغل نباید کرد انتہی۔ (41)

سبحان اللہ مولانا صاحب نے کیا اچھی تمثیل کی ہے عمل بالحدیث کے ساتھ امور مدار زندگانی کی وتشبیہ عمل باقوال مجتہدین کے ساتھ دوا کی دی ہے سو وجہ تشبیہ اول کی تو ایسی ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں لیکن وجہ تشبیہ ثانی کی پس یہ ہے کہ جیسے دوا وقت در ذوات الجنب کے مثلاً بکار ہوتی ہے ایسی ہی تقلید کسی مجتہد کے قول کی وقت مرض قلبی کے کہ وہ جہل ہے کسی مسئلہ سے درکار ہوتی ہے اور تشبیہ مذاہب کی دوکانوں سے عطاروں کی بھی کیا واضح ہے تو اس سے بنظر باریک غور کرنا چاہیے کہ جب کوئی شخص التزام کر رکھے کہ میں عبداللہ عطار ہی سے مثلاً دوا لیا کروں گا دوسرے سے کبھی نہ لوں گا تو وہ بے شک ایک نہ ایک دن ہلاک ہو ہی جاے گا یعنی اس دن کہ وہ تو ذوات الجنب میں مثلاً مبتلا ہو رہا ہے اور عبداللہ عطار کے پاس اس کی دوا نہیں ہے ایسا ہی شخص جس نے التزام کر رکھا ہے کہ میں تمام عمر ہی ابوحنیفہ کی ہی تقلید کروں گا شافعی مالک رحمۃ اللہ کی ہرگز نہیں کروں گا تو وہ کسی نہ کسی دن گناہ میں مبتلا یا کسی فرض کا تارک بھی ہو جاے گا مثلاً ایک عورت حنفیہ ہو جوان مشتہاۃ اور اس کا خاوند مفقود الخبر ہو اور عرصہ چار برس کا گذر گیا ہو اور اس کو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ زنا کے صادر ہونے کا خوف غالب ہو تو دیکھو کہ اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام کے مذہب میں کوئی علاج نہیں ہے وہ تو یہی فرماتے ہیں کہ نوے برس تک خاوند کی منتظر رہے (42) تو وہ خواہ مخواہ زنا میں مبتلا ہوئے ہی گی اور اگر التزام نہ ہوتا تو بیشک زنا سے بچ جاتی اس لئے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اس کی دوا یعنی تجویز نکاح

(41) ایضاح الحق الصریح ص ۸۶ تا ۹۰ (ع)
(42) ھدایہ کتاب المفقود ص ۶۲۳ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانی کے بعد چار برس کی موجود ہے ایسا ہی ایک شخص حنفی کو سفر میں ایسا موقعہ آن پڑا کہ نماز ظہر وعصر کی اپنے اپنے وقتوں میں ادا نہیں کر سکتا ہے اور اس کو التزام تھا کہ شافعی مذہب کی تقلید کبھی نہ کرے گا اور جمع بین الظہر والعصر ہرگز نہ کرے گا تو بے شک ایک نماز کو ان دونوں نمازوں میں سے قضاء ہی کرے اور اگر اس کو التزام حنفیہ کا نہ ہوتا تو بے تامل دونوں کو شافعی مذہب پر جمع کر کر ادا کرتا اور ترک فرض سے محفوظ رہتا۔

۲۱......اور مولانا مرحوم رسالہ تنویر العینین فی اثبات رفع الدین میں جس میں ایسی تقلید کو شبہ رفض کا فرمایا ہے یہ ارشاد فرماتے ہیں:

وقد غلا الناس فی التقلید وتعصبوا فی التزام تقلید شخص معین حتیٰ منعوا الاجتهاد دو منعوا تقلید غیر امامه فی بعض المسائل وهذا هی الداء العضال التی اهلکت الشیعة فهولاء ایضاً اشرفوا علی الهلاك الا ان الشیعة قد بلغوا اقصاها فجوزوا ردالنصوص بقول من یزعمون تقلیده وهو لاء اخذوا فیها اولوا الروایات المشهورة الی قول امامهم انتهیٰ (43)

''اور بیشک زیادتی کی ہے لوگوں نے تقلید کے باب میں اور ہٹ دھرمی کرتے ہیں ایک مجتہد معین کی تقلید کے التزام میں یہاں تک کہ وہ قائل ہو گئے ہیں اجتہاد کے ممتنع ہونے کے اور منع کرتے ہیں اپنے امام کے سوا کی تقلید سے بعض مسئلوں میں اور یہ وہ سخت مرض ہے کہ اس میں فرقہ شیعہ ہلاکت کو پہنچ گئے ہیں اور اسی طرح یہ لوگ قریب درجہ ہلاکت کے پہونچ گئے ہیں ہاں اتنی بات ہے کہ شیعہ نے مبالغہ کر کے نصوص کو رد کیا ہے اپنے مقتدا کے قول کے مقابلہ میں اور یہ لوگ مشہور روایتوں کو اپنے امام کے قول کی طرف پھیر پھار کر لاتے ہیں ہو چکی ہے عبارت تنویر العینین کی۔''

۲۲......شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حنفی بھی مقر ہیں کہ طریق متقدمین کا یہی تھا کہ کسی ایک کی خاص کر تقلید نہیں کیا کرتے تھے اور اس قول کو آیت اور حدیث اور اجماع کی طرف مستند فرماتے ہیں اور کلام سے حافظ الحدیث ابن حزم کی بھی استشہاد کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ انصاف اور عدل اس میں ہے۔ چنانچہ تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف میں ارشاد فرماتے ہیں:

لزوم اتباع المجتهد ین والاقتداء بهم فیه طریقتان فکان طریق المتقدمین انهم لایرون التزام مذهب معین واتباع مجهتد واحدبل کان للمجهتدین العمل باجتهاد هم کان سبیل العوام ان یستفتوا الفقهاء و یرجعوا الیهم من غیر متابعة احد بعینه قال الحافظ ابو محمد ابن حزم الظاهری مانعلم احدا فی زمان القرون الثلثة الذین هم خیر القرون اخذبقول احد بعینه انما حدث ذلك بعد تلك القرون من غیر انکار احد فحل ذلك

(43) تنویر العنین ص ٤٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محل الاجماع دلیلھم علی ذلك قوله سبحانه فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ویقولون ان الناس مامورون بالعمل بالکتاب والسنة والاجماع والاقتداء بالعلماء فیما یفتون فما وجه التعیین والتخصیص والی ھذا شارة قول النبی ﷺ اصحابی کا لنجوم بایھم اقتدیھم اھتدیتم والعلماء کلھم فی حکمھم وھذا القول اقرب الی الانصاف والعدل انتھیٰ اقول قدمر کلام فی ھذا الحدیث فبقی مستندنا فی الکلام الشیخ الایة والاجماع۔

”اتباع اور پیروی مجتہد معین میں دو طریقہ ہیں طریقہ اگلے لوگوں کا تو یہ ہے کہ ان کے نزدیک تقلید مجتہد معین کی نہیں بلکہ اس زمانے کے مجتہد تو اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے اور اس عہد کے انجانوں کا یہ حال تھا کہ بغیر التزام کے ایک مجتہد معین کے عالموں سے فتویٰ پوچھتے تھے حافظ ابو محمد ابن حزم ظاہری نے کہا ہے کہ قرون ثلثہ میں کہ وہ اچھا زمانہ ہے کہ کسی کو ہم نہیں جانتے کہ ایک معین امام کے قول پر عمل کرتا ہو بلکہ یہ امر سب کے نزدیک ان زمانوں کے بعد پیدا ہوا ہے تو یہ بمقام اجماع کے ہو گیا اور ان لوگوں کی دلیل یہ اللہ کا فرمانا ہے کہ اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے اور انکا مقولہ یہ بھی ہے کہ لوگ قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور اقوال علماء پر عمل کرنے کے مامور ہیں سو کوئی وجہ تعین اور تخصیص کی نہیں ہے اور اسی طرف اشارہ کرتی ہے آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث کہ میرے صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور علماء سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے حکم میں ہیں اور یہ انصاف کے بالکل قریب ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں جو کلام تھا پہلے گذر چکا ہے تو ہماری سند پکڑنا شیخ کے اس کلام میں آیۃ اور اجماع رہا ہے۔“

ملا علی قاری نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو حکم نہیں دیا کہ حنفی ہی ہو جائے یا شافعی ہی ہو جاوے بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اگر اہل علم ہو تو قرآن وسنت پر عمل کرے اور اگر عامی ہو تو کسی اہل علم سے پوچھ لے چنانچہ شرح عین العلم میں فرماتے ہیں۔

ومن المعلوم ان اللہ سبحانه وتعالیٰ ما کلف احدا ان یکون حنفیاً او مالکیا اوشافعیا او حنبلیا بل کلفھم ان یعملوا بالکتاب والسنة ان کانوا علماء او یقلد والعلماء ان کانوا جھلاء انتھیٰ۔[44]

”یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو تکلیف نہیں دی کہ حنفی ہو مالکی ہو شافعی حنبلی ہو بلکہ یہ تکلیف دی ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کریں اگر عالم ہوں اور عالموں سے پوچھ لیں اگر انجان ہوں۔ ہو چکی عبارت شرح عین العلم کی۔“ اور نیز رسالہ سم القوارض کے اندر یوں ہے:

ثم اغرب ایضا فی نقله انه لو انتقل حنفی الی الشافعی لم یقبل شھادته وان کان عالما کما فی اواخر الجواھر وھذا کما تری لایجوز لمسلم ان یتفوه بمثله فان المجتھدین

---

[44] شرح عین العلم ص ٤٤٦ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من اهل السنة والجماعة كلهم على الهداية ولايجب على احد من هذه الامة ان يكون حنفيا او شافعيا اوما مالكيا او حنبليا بل يجب على احاد الناس اذالم يكن مجتهدا ان يقلد احدا من هولاء الاعلام لقوله تعالىٰ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون وبقول بعض مشائخنا من تبع عالما لقى الله سالما انتهىٰ كلام العلى القارى فى سم القوراض فى ذم الروافض

''اور جامع الرموز والے نے نہایت غریب معاملہ کیا ہے کہ یہ نقل کیا ہے کہ جو کوئی حنفی سے شافعی ہو تو اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی اگر چہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہو جواہر کے خاتمے پر یوں ہی لکھا ہے اور یہ بات جیسا کہ تجھے معلوم ہے جیسے ہی کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ ایسی بات زبان سے نکالے کیونکہ تمام مجتہد اہل سنت و جماعۃ کے ہدایت پر ہیں اور امت میں سے کسی پر واجب نہیں کہ حنفی ہو یا شافعی ہو یا مالکی ہو یا حنبلی ہو بلکہ جو مجتہد نہ ہو اس پر واجب ہے کہ کسی عالم کی تقلید کرے بسبب اس آیۃ کے پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے اور بسبب اس مقولہ بعض مشائخ کے کہ جو کسی عالم کی پیروی کرے گا تو قیامت میں گرفت سے سالم رہیگا۔''

۲۴......علماء حنفیہ عراق اور ماوراء النہر نے سات مسئلوں میں امام مالک اور امام شافعی کے قول پر فتویٰ دے رکھا ہے پھر اگر تقلید ایک ہی مجتہد کی واجب ہوتی تو وہ علماء حنفیہ کیوں مذہب مالک اور شافعی پر فتویٰ دیتے جیسے کہ فرمایا اسپیجاپی میں **نقلا عن جامع الفتاویٰ۔**

افتى علماء العراق وماوراء النهر على قول مالك والشافعى رحمہ اللہ فى سبعة مسائل منها تفريق امراة الغائب باربع سنين الى اخره۔

''فتویٰ دیا علمائے عراق نے اور ماوراء النہر نے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی کے قول پر سات مسئلوں میں ان میں سے یہ بھی ہے کہ چار برس میں غائب مرد کی عورت کو علیحدگی کا حکم دے دیا جائے۔''

اس روایت سے دفع ہوا عذران مقلدین مخصصین کا جو کہتے تھے کہ جس نے اپنے مذہب کے خلاف فتویٰ دیا ہے تو ایک یا دو مسئلوں میں دیا ہے اور اس سے زائد ممنوع ہے اور وجہ دفع ہونے کی ظاہر ہے اس شخص پر جو کہ دو میں اور سات میں فرق کرسکتا ہے۔

۲۵......فتاویٰ حسب المفتین میں بھی فرمایا ہے کہ مسئلہ نکاح زن مفقود میں امام املک رحمہ اللہ کے مذہب پر حنفیوں نے عمل کیا ہے چنانچہ بعد بیان مذہب امام مالک کے درباب نکاح زوجہ مفقود کے فرمایا ہے:

قول مالك رحمہ اللہ معمول بها فى هذه المسئلة وهو احد قولى الشافعى ولوافتى به الحنفى يجوز فتواه انتهىٰ

قول امام مالک رحمہ اللہ کا عمل درآمد میں بیچ مسئلہ نکاح زن مفقود کے اور ایک قول امام شافعی کا بھی یہی ہے اور حنفی المذہب اگر اس پر فتویٰ دے دیوے تو جائز ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض علماء حنفیہ خوارزم نے اختیار کر رکھا ہے کہ جو کوئی نماز میں خطاء سے قرأت غلط پڑھ جائے تو نماز اس کی فاسد نہیں ہوتی تو اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دے رکھا تھا چنانچہ فتاویٰ بزازیہ میں کہا ہے:

ان من علماء خوارزم یعنی من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوٰۃ بالخطاء فیھا اخذ بمذھب الشافعی فقیل لہ مذھبہ فی غیر الفاتحۃ فقال اخترت من مذھبہ الا طلاق وترکت القید انتھیٰ نقلہ العلامۃ خاتم المتاخرین ابن نجیم فی بعض رسائلہ فی الوقف ونقل الفھامۃ ایضا فی القول السدید ㊺

''بلاشک خوارزم کے حنفی علماء میں سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ بموجب مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نہ ٹوٹنا نماز کا صدور خطا سے انہوں نے اختیار کیا ہے اور جب لوگوں نے ان سے کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب مطلق بات لیکر سورۃ فاتحہ کی قید کو میں نے چھوڑ دیا ہے نقل کی ہے یہ عبارت خاتم متاخرین ابن نجیم نے اپنے بعض رسالوں میں کی بحث وقف میں اور صاحب قول سدید نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔''

سو اگر تعین مذہب ضرور ہوتی تو یہ فتویٰ بعض علماء خوارزم کا بلا نکیر کیوں جاری ہوتا۔

۲۷......قضات متاخرین نے فتویٰ دے رکھا ہے کہ قسم کھلانا گواہوں کو قائم مقام تزکیہ کے ہے بنا بر مذہب ابن ابی لیلیٰ کے چنانچہ مولانا بحر العلوم شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

لو وجد روایۃ صحیحۃ من مجتھد آخر یجوز العمل بھا الاتری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشھود اقامۃ لہ مقام التزکیۃ علی مذھب ابن ابی لیلی فافھم انتھی ㊻

''اگر پائی جاوے روایت صحیح اور مجتہد سے تو اس پر عمل جائز ہے تو دیکھنا نہیں کہ متاخرین نے قام مقام تزکیہ کے گواہوں کے قسم دلانے پر بموجب مذہب ابن ابی لیلیٰ کے فتویٰ دے دیا ہو چکی ہے عبارت شرح مسلم کی۔''

سو اگر تعین مذہب معین کی ضرورت ہوتی بلکہ تعین مذاہب اربعہ کی لازم ہوتی تو یہ فتویٰ مذہب برابن ابی لیلی کے کیوں جاری ہوتا جب کہ ملتزمین ان روایات کو دیکھتے ہیں تو کچھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ فتویٰ اور احکام علماء حنفیہ کے مذہب مالک اور شافعی اور ابن ابی لیلیٰ بنا بر کی ضرورت پر تھے الضرورات تبیح المحظورات چنانچہ حضرت مولف نے روایت آخیر میں آخیر تک باب کے یہی جواب دیا ہے اس لئے ضرور ہوا کہ علی الزعم ان کے جواب میں اس عذر کی وہ روایات جن سے بلا ضرورت فتویٰ دینا مذہب مخالف پر ثابت ہو تو نقل کی جاویں تو سنو۔

۲۸......شیخ الاسلام عطا ابن حمزہ سے ایک شخص نے ایک مسئلہ برخلاف حنفی مذہب کے دریافت کیا اور کہا کہ واسطے اجرائے اس حکم کے جو مخالف حنفیہ کے ہے قاضی حنفی کسی شافعی المذہب کے پاس مقدمہ بھیجے کہ وہ شافعی موافق اپنے مذہب کے حکم جاری کرے اور حنفی قاضی اپنے مذہب کی مخالف سے باز رہے تو جواب دیا کہ درست ہے قاضی حنفی کو بھیجنا مقدمہ کا پاس شافعی المذاہب کے اور اگر وہ قاضی حنفی آپ ہی کے اس مقدمہ میں مخالف مذہب اپنے امام کے حکم

㊺ فتاوی بزازیہ برحاشیہ عالمگیری ص ٤٤ ج ٤ ㊻ فواتح الرحموت ص ٤٠٧ ج ٣ آخر الکتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوے تو بھی درست ہے چنانچہ مجموع النوازل میں یوں نقل کیا ہے:

سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ عن اب الصغیرۃ زوجھا من صغیر و قبل ابوہ و کبر الصغیران وبینھما غلیبة منقطعة وقد کان النکاح بشھادۃ الفسقة ھل یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذھب لیبطل ھذا النکاح بسبب انه کان بشھادۃ الفسقة قال نعم وللقاضی الحنفی ان یفعل ذلك بنفسه اخذ بھذا المذاھب وان لم یکن مذھبه انتھیٰ کذا فی العالمگیر۔ ⑱

''شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی چھوٹی عمر کی لڑکی کو ایک چھوٹے عمر کے لڑکے کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور وہ دونوں بڑے ہوئے اور ان دونوں میں جدائی منقطعہ فقہی ہے اور فاسقوں کی گواہی سے یہ نکاح منعقد ہوا تھا کیا قاضی کو جائز ہے کہ شافعی مذہب کے پاس اس مسئلہ کو بھیجے تا کہ بسبب فسق گواہوں کے اس نکاح کو باطل کرا دے انہوں نے جواب دیا ہاں۔ اور قاضی حنفی خود بھی اس باب میں مذہب شافعی کو لے کر یہ حکم لگا دے اگرچہ خود اس کا مذہب نہیں ہے فتاویٰ عالمگیری میں یونہی ہے۔''

یہ تو غور کرو کہ اگر عمل اور فتوی بمذہب مخالف ضرورت ہی کے وقت جائز ہوتا تو اس سائل کو شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے باوجود کہ قاضی شافعی المذہب موجود تھا اور ضرورت خلاف کرنے کی اپنے مذہب سے حنفی کو نہ تھی کیوں حکم دیا کہ حنفی قاضی آپ ہی اس نکاح کو برخلاف مذہب امام اپنے کے باطل کر دے۔

۲۹...... جیسا کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے قضا علی خلاف المذہب کو بدون ضرورت کے بھی درست کیا ہے ایسا ہی اور فقہاء نے بھی درست کہا ہے چنانچہ العدۃ میں فرمایا ہے:

یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذھب یبطل النکاح اذاکان التزویج بشھادۃ الفسقة وللحنفی ان یفعل ذلك وھی مسئلة القضاء علی خلاف مذھبه انتھیٰ کذا فی الفصول العمارية۔

''قاضی کو جائز ہے کہ اس مسئلہ کو شافعی مذہب کے پاس اس نکاح کو باطل کرنے کے لئے بھیج دے جو یہ نکاح فاسق گواہوں کی گواہی سے بندھا ہو اور یہ مسئلہ خلاف مذہب پر فتوی دینے کا ہے۔''

۳۰...... امام طرطوسی نقل کرتے ہیں کہ ایک روز جمعہ کی اقامت ہوگئی تھی اور قاضی ابوالطیب طبری شافعی تکبیر کہنے کو مستعد ہوئے تو ناگاہ ایک جانور نے ان کے اوپر بھیٹ کر دی اور ظاہر ہے کہ شافعی مذہب میں بھیٹ جانوروں کی نجس ہوتی ہے لیکن قاضی ابوالطیب نے شافعی ہو کر اس بھیٹ کی نجس نہ ہونے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تقلید کر لی اور کہا کہ میں اب حنبلی ہوں اور تکبیر تحریمہ کہدی اور نماز میں داخل ہوئے چنانچہ سید شریف علی السمہودی نے نقلا عن الکتاب الخادم فرمایا ہے۔

ان الامام الطرطوسی رحمہ اللہ حکی انه اقمیت صلوٰۃ الجمعة وھم القاضی ابو الطیب

---

⑰ فتاوی عالمگیری کتاب اداب القاضی باب ۱۹ ص ۳۶۲ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطبری بالتکبیر فاذ اطائر وقد ذرق علیه فقال انا حنبلی ثم احرم و دخل قلت ومعلوم انه انما کان شافعیا یتجنب الصلوٰۃ بذرق الطائر فلم یمنعه عمله ای سابق بمذهبه فی ذلك من تقلید المخالف انتهیٰ علی مانقله العلامة الحسن الشربنلالی الحنفی فی عقد الفرید۔

''امام طرطوسی سے حکایت ہے کہ ایک روز نماز جمعہ کی اقامت ہوئی اور قاضی ابوالطیب طبری نے تکبیر کا اردہ کیا تو یکا یک جانور نے امام طرطوسی پر بھیٹ کردی سوانہوں نے کہا کہ میں حنبلی ہوں اور نیت باندھ لی میں کہتا ہوں کہ اور یہ بات تو معلوم ہے کہ وہ شافعی تھے جانور کی بھیٹ سے نماز کیونکر پڑھتے سو شافعی ہونے نے ان کو اس کام سے نہ روکا اور مذہب مخالف کی تقلید کرلی۔''

الشرنبلالی حنبلی فی عقد الفرید میں:

اور ایسا ہی مروی ہے کہ قاضی ابوالعاصم عامری حنفی وقت نماز مغرب کے قفال شافعی کی مسجد میں تشریف لے گئے تو قاضی ابوالعاصم عامری حنفی کو قفال شافعی نے دیکھا کر موذن کو حکم دیا کہ تکبیر میں دو دو کلمہ کہے واسطے خاطر داری قاضی حنفی کے باوجودیکہ شافعی مذہب میں تکبیر میں ایک ایک کلمہ کہا جاتا اور قاضی حنفی کو امام بنایا تو انہوں نے بھی اپنے مذہب کے خلاف پاس خاطر قفال شافعی کے جہر بسملہ مع القراۃ اور رفع الیدین وغیرہ شافعیوں کے موافق نماز میں ادا کیا چنانچہ امام سید شریف علی المسہو دی کتاب خادم سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

ان القاضی ابا عاصم العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال والموذن یوذن المغرب فترك ودخل المسجد فلماراہ قفال امر الموذی ان یثنی الاقامة وقدم القاضی فتقدم وجهر بالبسملة مع القراۃ واتیٰ شعار الشافعیة فی الصلوته ومعلوم ان القاضی ابا عاصم انما یصلی قبل بشعار مذهبه فلم یمنعه سبق عمله بمذهب فی ذلك ایضا انتهیٰ علی ما نقله العلامة الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید۔

''قاضی ابوعاصم عامری حنفی قفال کی مسجد کے دروازے پر بیٹھے فتویٰ دیا کرتے تھے ایک دن موذن نے مغرب کی اذان کہی سو وہ اپنا مشغلہ چھوڑ کر مسجد میں چلے گئے جب قفال نے ان کو یکھا تو موذن سے کہا کہ دو دو دفعہ کلمات تکبیر کر ادا کرے اور قاضی کو امام بنایا قاضی نے پکار کر بسم اللہ اور قراۃ پڑھی اور سب باتیں شافعی مذہب کی اپنی نماز میں برتیں اور یہ معلوم ہے کہ پہلے قاضی اپنے مذہب کے موافق نماز پڑھا کرتے تھے سو ان کو ان کے مذہب نے اس عمل کی سبقت سے باز نہ رکھا ہو چکی عبارت عقد الفرید کی اور طحطاوی نے بھی اس کے قصہ کو یوں نقل کیا ہے۔''

تنبیهه: حضرت مولف نے جواب میں روایت قفال ابوالعاصم کے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ روایت مخالف ہے اجماع کے تو اس کو تم خوب دیکھتے چلے آتے ہو کہ اجماع امت کا کس طرف ہے التزام کی طرف ہے یا عدم التزام کی

(47) طحطاوی مقدمه ص ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اور یہ بھی فرمایا کہ جائز ہے کہ کیا گیا ہو یہ فعل بنظر نفوذ کے یہ بنظر اس کے کہ یہ فعل درست ہے سو بطلان اس قول کا صریح ہے اس لئے کہ یہ فعل اور ترک مذاہب امام اپنے کا قاضی ابوالعاصم وغیرہ سے باوجود ممنوع جاننے کے واقع نہیں ہوا ان پر کیا جبر ہوا تھا کہ باوصف علم عدم جواز اقدام کے مرتکب اس گناہ کے یعنی ترک تقلید کے بزعم مولف ہوئے تھے راست فرمایا حضرت ﷺ نے: ﴿من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین﴾ (48)

''جس کیساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔'' نازم بریں فہم ودانش

۳۲...... خاتم المتاخرین زین العابدین ابن نجیم صاحب بحرالرائق قابل صحت حکم ملفق کے ہیں اور ظاہر کہ جو شخص تلفیع کو جو جمع بین المذاہبین فی حادثۃ واحدۃ سے عبارت ہی جائز رکھے وہ اختیار عمل بمذاہب مختلفہ میں بطریق اولی جائز رکھے گا کیونکہ جمع اولی میں تو اختلاف بھی ہے اور ثانی مجمع علیہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں رسائل زینیہ میں:

ویمکن ان یوخذ صحة الاستبدال من قول ابی یوسف وصحة البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفة بناء علیٰ جواز التلفیق فی الحکم بین القولین۔

''اور ممکن ہے کہ استبدال کی صحت امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر باوجود نقصان صریح کے بیع کی صحت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر لی جاوے بناء جواز تلفیق کے دونوں قولوں کے حکم میں۔''

۳۳...... خانیہ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ جس عورت کو میں نکاح میں لاؤں گا اس کو طلاق ہے پھر اس نے ایک عورت سے نکاح کر لیا اور پھر کسی فقیہ سے پوچھا کہ اب اس کو طلاق ہوئی یا نہیں تو فقیہ نے حکم دے دیا کہ طلاق نہیں ہوئی تو اس شخص نے اس عورت کو اپنی زوجیت میں رکھا اور پھر آئندہ ویسی ہی قسم کھالی اور بعد اس کے دوسری عورت سے نکاح کر کے حکم اس کا دوسرے فقیہ سے پوچھا تو اس دوسرے فقیہ نے برخلاف سے فقیہ کے حکم دیا کہ طلاق واقع ہوگئی تو اس شخص کے حق میں ہمارے آئمہ کے یہ فتویٰ ہے اور حکم ہے کہ وہ شخص پہلی عورت کو پہلے فقیہ کی تقلید سے اپنے نکاح میں سمجھے اور دوسرے عورت کو دوسرے فقیہ کی تقلید سے مطلقہ سمجھ کے چھوڑ دے سو یہ حکم صریح دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ کبھی ایک فقیہ کی تقلید کرے اور کبھی دوسرے کی ایک مسئلہ میں حنفی ہونا اور دوسرے مسئلہ میں شافعی ہونا درست ہے اور ایک ہی امام معین کی تقلید واجب نہیں ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف میں فرماتے ہیں:

ونقل عن الخانیة فی مسئلة تعلیق الطلاق بالتزوج انه قال اصحابنا رحمہم اللہ ان صاحب الحادثة اذا استفتیٰ عدلا من اهل الفتویٰ فافتی ببطلان الیمین وسعه ان یاخذ بفتواه ویمسك المراة فان تزوج اخری بعد ها وقد حلف بطلاق کل امراة تزوجها فاستفتی فقیها اخر مثله فافتاه بصحة الیمین وقوع الطلاق المضاف الیه بالتزوج فانه یمسك الاولیٰ ویفارق الثانیة وهذا کله دلیل علی انه یجوز الرجوع من فقیه الی فقیه وان

(48) بخاری باب من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین ۱۷۲۔ مسلم باب لا تزال طائفة من امتی ظاهر بن علی الحق ح ۴۹۵۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکون الشخص حنفی المذهب فی مسئلة وشافعی المذهب اوغیرہ فی اخری ولا یجب تقلید امام بعینه انتھیٰ .

''مسئلہ تزوج کی تعلیق طلاق میں خانیہ سے منقول ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جب جوئی شخص کسی مفتی عادل سے اس باب میں فتوی پوچھے اور وہ یمین کا باطل ہونا بیان کرے تو اس کو روا ہے کہ اس کے فتوے پر عمل کر کے عورت کو روک رکھے پھر کسی اور عورت سے نکاح کیا اور یوں قسم کھائی کہ جس عورت سے نکاح کرے اس عورت پر طلاق ہے پھر ویسے ہی مفتی متقی سے فتوی پوچھا اور مفتی نے ایسا ہی فتوی دے دیا ہے کہ تیری قسم ٹھیک ہے اور یہ طلاق معلقہ پڑگئی تو پہلی عورت کو روک رکھے اور دوسری کو چھوڑ دے اور یہ سب دلیل ہے اس پر کہ ایک فقیہ سے دوسرے فقیہ کی طرف رجوع کرنا درست ہے اور یہ جائز ہے کہ ایک مسئلہ میں حنفی ہو اور دوسرے مسئلہ میں شافعی وغیرہ ہو اور ایک امام معین کی تقلید واجب نہیں۔ ہو چکی عبارت تحصیل التعرف اور یہ روایت ذخیرہ میں اور نوادر رستم میں اور قول سدید وغیرہ میں بھی موجود ہے۔''

۳۴......اور مولوی سید حیدر علی مرحوم ساکن قصبہ ٹونک کہ جو بڑے عالم متبحر جامع معقول اور منقول شاگرد رشید مولانا شاہ عبدالعزیز اور مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے تھے اپنے رسالہ '' **صیانة الاناس من وسوسة الخناس** '' کو جو در میں فضل رسول بدایونی کے تحریر کی ہے فرماتے ہیں ''قول موسوس'' بعض متر ددین نے یہ حال سن کر استدعا کی کہ چند باتیں مولوی اسماعیل کی اس طرح سے نقل کر دے کہ موافق مخالف سے تحقیق کی جاویں ہر چند دانشمندوں پر مولوی اسماعیل کے کلام سے ظاہر ہے کہ ان کو اصلا قید مذہب وملت کی نہیں ہے اور سیف الجبار وغیرہ رسائل میں محقق ہو چکا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ حال رسائل مذکور کا تو دیکھنے سے معلوم ہوگا پر اتنا کہا جاتا ہے کہ ملت سے اگر مراد یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو قید دین اسلام کی نہیں تھی کبھی مسلمان کبھی یہودی کبھی نصرانی کبھی مشرک بنتے تھے تو یہ بات قابل جواب کے نہیں کہ اس کو ہر کوئی جانتا ہے یہ جھوٹ ہے اور اگر مراد ملت سے وہی مذہب ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ قید ایک مذہب کی اکثر لوگوں کے حق میں اکثر احوال میں اولی اور مستحسن بلکہ ضرور ہوتی ہے کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے لیکن ہر شخص کے واسطے ضرور نہیں جس کو اللہ تعالیٰ چاہے تو مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیوں تقلید کرے اور پھر تقلید ایک شخص معین کی اس پر اگر کوئی ادلہ شرعیہ اربعہ سے ہو تو لاؤ ذکر کرو تقلید تو واسطے بے علم کے ہے:

﴿**فاسئلو اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون**﴾[49] ''پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے ہو۔''

سید شریف نے حکمۃ العین کے حاشیہ میں فرمایا ہے کے کہ اولاد رسول اللہ ﷺ کی ایک جسمی وہ سادات کرام ہیں ان پر صدقہ ہے زکوۃ کا حرام ہے دوسری اولاد روحی وہ علماء عظام ہیں ان پر تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ حرام ہے اور جو تحقیق اصل ہوئی اور تقلید ضروری یعنی وقت نہ ہونے مرتبہ تحقیق کے ضرورت پڑے تو ہوئی اس لئے مجتہد مخطی کو بھی ایک اجر ہے اور اگر مصیبت ہو تو دو اجر بخلاف عامی مقلد کے کہ اس کو خطاء میں نہ دونا اجر نہ ایک محقق کے حق میں کلام بر

---

[49] النمل ۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبیل تنزل کیا گیا والا عامی اور مقلد کو بھی موافق تحقیق متاخرین اور متقدمین کی تقلید ایک شخص کی لازم اور واجب نہیں اگر چہ اولیٰ اور بہتر اور موجب سہل ہونے عمل کے ہے اس ہمارے دعوے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع حجت اور دلیل ہے تو جو شخص کہ تقلید ایک شخص کی لازم اور واجب کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے جو عدم وجوب پر اجماع صحابہ کا ہے اس پر اس کو علم نہیں اب سنو اس کا بیان مسلم کتاب علم اصول الفقہ میں جس میں خوبی سے ہے اور خیر اور پچھلی کتابوں میں حاجت بیان کی نہیں اس میں ہمارا مطلب ہے اور تحریر محقق ابن ہمام اور اس کی شرح میں بھی ایسی ہے اب پہلی کتاب اور اس کی شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہے مسلم اور اس کی شرح میں یوں ہے مسئلہ:

قال الامام اجمع المحققون على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة رضوان الله تعالىٰ عليهم فان اقوالهم قد تحتاج فى استخراج الحكم منها الى تنقية كما فى السنة ولا يقدر العوام عليه بل يجب عليهم اتباع الذين سبروا اى تعمقوا وبوبوا اى اور الموا بالكل مسئلة على حدة فهد بوا مسئلة كل باب ونقحوا كل مسئلة عن غيرها وجمعوا بجامع وفرقوا ابفارق وعللوا اى اوردوا لكل مسئلة مسئلة علة وفضلوا تفصيلا يعنى يجب على العوام تقليد من تصدى لعلم الفقه لالاعيان الصحابة المجملين القول وعليه ابتنى ابن اصلاح منع تقليد غير الآئمة الاربعة الامام الهمام امام الائمة اما منا ابو حنيفة الكوفى والامام مالك والامام الشافعى ولامام احمد رحمہ اللہ تعالى وجزائهم عنا احسن الجزاء لان ذلك المذكور لم يدر فى غيرهم وفيه ما فيه فى الحاشية قال القرافى انعقد الاجماع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء من غير حجر واجمع الصحابة على ان من اسفتى ابا بكر وعمر امير المومنين فله ان يستفتى ابا هريرة ومعاذ ابن جبل رضی اللہ عنہما وغيرهما ويعمل بقولهم من غير نكير فمن ادعى برفع هذين الاجماعين فعليه البيان انتهىٰ فقد بطل بهذين الاجماعين قول الام وقوله اجمع المحققون لايفهم منه الاجماع الذى هو الحجة حتى يقال يلزم تعارض الاجماعين بل الذى يكون مختار عنداحدا ويكون الجماعة متفقين عليه يقال اجمع المحققون على كذا ثم فى كلامه خلل اخر اذالمجتهدو ن الاخرون ايضاً بذلوا اجهدهم مثل الآئمة الاربعة وانكار هذا مكابرة سوء ادب بل الحق انه كانما منع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتىٰ لو وجد رواية صحيحة من مجتهد آخر يجوز العمل بها الاترى ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود اقامة له موقع التزكية على مذهب ابن ابى ليلى فافهم انتهىٰ.⁽⁵⁰⁾

”امام الحرمین نے کہا ہے کہ محققین اس پر جمع ہو گئے ہیں کہ عام لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی نہ کریں کیونکہ ان

---

(50) مسلم الثبوت مع شرحه فواتح الرحموت ص ٤٠٧ ج ٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قولوں میں حدیث کی طرح بدقت حکم نکلتا ہے اور عام لوگ اتنی قدرت نہیں رکھتے بلکہ حاصل کلام یہ ہے کہ فقہاء کی پیروی چاہیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نہیں اور ابن اصلاح نے اس پر بنا رکھ کر سوائے آئمہ اربعہ کے اوروں کی تقلید سے منع کیا ہے یعنی امام والا ہمت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام الشافعی اور امام احمد اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے اور ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ کیوں کہ ان کے سوا اوروں کے مذہبوں میں ان کے مذہبوں کی سی باتیں نہیں پائی جاتی ہیں اور اس میں اعتراض ہے حاشیہ میں کہا ہے قرانی نے کہ اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جو مسلمان ہے اس کو روا ہے کہ علماء میں سے جس کی چاہیے تقلید کرے اور صحابہ رضی اللہ عنہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ جو امیر المومنین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ سے فتوے پوچھے تو اسے روا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وغیرہ سے فتوے پوچھے اور بلا دھڑک ان کے قول پر عمل کرے جس کسی کو ان دونوں اجماعوں کے اٹھ جانے کا دعوے ہے تو اس پر دلیل ہے تو ان دونوں اجماعوں سے امام الحرمین کا قول باطل ہو گیا ہے اور امام الحرمین کا یہ کہنا ہے کہ محقق جمع ہو گئے ہیں اس سے وہ اجماع کو حجت ہی نہیں سمجھا جاتا حتیٰ کہ یہ کہا جائے کہ دو اجماعوں میں مخالفت لازم آتی ہے بلکہ جو امر کسی کا مختار اور پسندیدہ ہوتا ہے ایک گروہ خاص اس پر متفق ہوتا جاتا ہے تو یوں کہہ دیتے ہیں کہ اس بات پر محقق جمع ہو گئے ہیں پھر اس کے کلام میں اور خلل ہے کہ مثل آئمہ اربعہ کے اور مجتہدوں نے بھی کوششیں کی ہیں چنانچہ اس کا انکار ہٹ دھرمی اور گستاخی ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ سوا آئمہ اربعہ کے اوروں کی تقلید سے جس کسی نے منع کیا ہے اس نے یہ وجہ ٹھہرائی ہے کہ اوروں کے مذہبوں کی روائتیں محفوظ نہیں رہی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی اور مجتہد سے روایت صحیح مل جاوے تو اس پر عمل جائز ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ متاخرین نے قائم مقام تزکیہ کے ابن ابی لیلیٰ کے مذہب کے موافق گواہوں کے قسم دلانے پر فتوے دے دیا ہے ذرا سمجھ اس بات کو۔ ہو چکی ہے عبارت مسلم اور اس کی شرح کی۔"

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ طعنا زنی خصوصاً ایسے علماء پر عدم تقید مذہب اور ملت کے اور دوسرے مطاعن منشاء اس کا وہی نشہ وشراب قہر الٰہی کا ہے جیسے مکرر معلوم ہوا تمام ہوئی تقریر مولانا حیدر علی مرحوم کی صیانتہ الا ناس میں اور نیز مولانا مغفور کے سنہ بارہ سوستر میں ایک فتویٰ جواب میں کسی سائل کے تحریر فرمایا تھا اور ۱۲۷۱ میں مع مواہیر علماء تونک اور دہلی بقالب طبع آیا تھا وہ بھی نقل کیا جاتا ہے۔ چہ فرمانید علماء ومفتیان شرع در بارہ کسے کہ ایمان برخدا اور رسول آوردہ بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقلید مذہبی از نداسب اربعہ بدل وجان کمر بستہ وآئمہ اربعہ را پیشوائے خود داند خود را محمدی مے گوید ومقلد مذہب معین را کہ خود را حنفی یا شافعی مثلاً میکوید نیز محمدی مے داند مثل عبداللہ نومسلم و مانند آں آں شخص مسلمان سنی ہست یا نہ دہر کہ اور امشرک یا کافر یا مردگو یداں کیست "بینوا توجروا"۔

جواب از یں استفتاء آنست کہ ایں سوال متضمن سہ سوال است اول آنکہ ہر کہ باوجود ایمان بخدا اور سول بر اتباع احکام شرعیہ بلا مذہب از مذاہب اربعہ بدل وجاں کمر بستہ وآئمہ اربعہ وغیرہم از آئمہ اہل سنت و جماعت را برحق میداند خود وخود را محمدی میگوید ایں اتباع جائز است یا نہ دوم آنکہ اور کافر یا مشرک یا مردود گفتن واو را از فرقہ اہل سنت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارج دانستن روا است یا نہ سوم آنکہ درصورتیکہ اورا کافر یا شمرک یا مردود گفتن روا نباشد حکم ایں گویند چیست جواب از سوال اول آنکہ در کتاب مسلم کہ اصول الفقہ بمذہب حنفی مثل آن تا ایں زامن تالیف نہ گشتہ درمنیہ آں از اما قرانی نقل کردہ ترجمہ اش انیست کہ اجماع منعقد اسر بریں کہ ہر کہ اسلام آورد برائے او روا ست تقلید ہر مجتہد کہ بخواہد بغیر تعین من غیر حجر و نیز اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اسر برانیکہ شخصے کہ استفتاء از حضرت ابی بکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہم میکر دو تقلید ایں ہر دو مے نمو برائے او روا ست کہ از ابی ہریرہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم بکند و عمل باقوال انیاں نماید من غیر مکیر پس کسے کہ رفع ایں ہر دو اجماع رادعوی کند بر واجب است کہ دلیل دعوے خود بیان نماید انتہیٰ ترجمہ حالش انسیت کہ اتباع احکام شرعیہ واخذا آنہار ہر مجتہد کو خواہد بلا تقلید مذہب از مذاہب اربعہ وغیر ہا جائز اسر با جماع صحابہ رضی اللہ عنہم پس منکر و مخالف آن منکر و مخالف اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم است دور خوف تر وی ہلاک است لیکن یابد دانست کہ چنانکہ عدم تعین دریں زمانہ موجب سہولت عمل دردین ست و نیز در تقلید مجتہد معین فائدہ دیگر ست کہ چوں بر مسئلہ ہر کتاب عمل جائش نیست بلکہ کتاب معتبر متداول در اہل سنت و جماعت در کار ست وہمچیں ہر قول اہل علم عمل روا انیست کما صرح نہ المحققون ازا نیجا سر کہ فتویٰ مجتہد فاسق چنانکہ حجاج واجب التوقفہ است صرح بہ علی البز دوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نیز حق تعالیٰ:

﴿ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا﴾ (51) ”اگر آئے تمہارے پاس ایک گنہگار خبر لے کر تو تم اس کی تحقیق کرو۔“

ازیں نجاست کہ قول فاسق در روایات اودر و پنات معتبر نیست بلکہ عالم واقع گردد وو ریجا عرض ما بیان عدم وجوب تعین مجتہد است وانیکہ مہر کہ تعین نکند او گمراہ نیست۔

جواب از سوال سوم: آنکہ مومن صحیح الایمان را کافر یا مشرک گفتن حسن فرمودہ رسول اللہ ﷺ روا نباشد بلکہ کافر یا مشرک گویند کافر گردد و درجمع الجوامع است۔

ادقال الرجل لاخيه یاکافر فقدباء ب حدهما خات عن ابن عمر رضی اللہ عنہ اذا قال الرجل لاخيه یاکافر فقد باء باحدهما ان کان الذی قیل له کافر فهو کافر ولا یرجع الی من قال ط عن ابن عمر رضی اللہ عنہ. (52)

”جس وقت ایک آدمی نے دوسرے کو کہا کافر تو وہ کفر دونوں میں سے ایک کی طرف رجوع کرے گا بخاری اور ترمذی میں ابن عمر سے روایت ہے کہ جس وقت ایک شخص اپنے مسلم بھائی کو کافر کہے تو وہ کفران دونوں میں سے ایک طرف ہوگا کیونکہ جس کو کافر کہا گیا ہے اگر وہ کافر ہے تو وہ کافر ہے اور نہیں تو کہنے والے کی طرف سے رجوع کرے گا طبرانی میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔“

ایں است حکم گویند لفظ کافر و چوں شرک مستلزم کفرست نیز حکم شرک گویندہ ہمیں باشد اگر مشرک خفی مرادش بناشد انچہ امام قرآنی رحمۃ اللہ علیہ دو اجماع نقل کردہ صاحب مسلم آنرا ہم مسلم داشتہ اگر چہ بر تمامی اہل سنت و جماعت حجت ست

(51) الحجرات ٦

(52) بخاری کتاب الادب ح ٦١٠٤ مسلم کتاب الایمان ح ١١١ موطا کتاب الکلام باب ١ التمهيد ص ١٤ ج ٧١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن بسبب بودن نقل از عالم متبحر شافعی محقق حنفی الزام حجت بر مقلد حنفی وشافعی اتم اکمل ست و بر اہل علم مخفی نیست کہ از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چند صحابہ معدود مجتہد بودند باقی ہمہ مقلد بازا کثر وبیشتر ازینہا تقلید ایک کس معین از صحابی رضی اللہ عنہ مجتہد لازم نگرفتہ بودند بازاگر کسی مقلد ایک کسی معین اتفاقا مے بود ایں تقلید خاص رابالخصوص واجب ولازم نمید انست کہ خلاف اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بود بلکہ تقلید دیگر ہم جائز میدانست پس ایں مروم بے باک کہ خود ہارا باوجود بے علمی از اہل علم میشمارند آنچہ لفظ ومعنی لامذہب قرار دادہ اندرا کثر صحابہ رضی اللہ عنہم باعتبار عمل ودر جمیع صحابہ باعتبار اعتقاد وجوازش متحقق بودو نیز متاخرین علماء حنفیہ تحلیف شہود موافق مذہب ابن ابی لیلی قایم مقام تزکیہ لازم شہود گردانیدہ اند قضاۃ امصار و اعصار بریں عمل میکنند باآنکہ در ہر چہار مذہب تحلیف شہود ناروااست ایں لفظ لامذہب در مقام طعن بر زبان آوردن قدحی وجرحی است العیاذ باللہ تعالیٰ در صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ودر مفتیان وقضاۃ علماء متاخرین حنفیہ پس مومن صادق از از اہل علم لازم است کہ دریں آیۃ کریمہ۔

﴿افریت من اتحذ الهه هواه وا ا ضله الله على علم و ختم على سمعه و قلبه و جعل على بصره غشاوة فمن يهديه من بعد الله افلا تذكرون﴾(53)

”بھلا دیکھ تو اس کو جس نے پوجنا پکڑا اپنے چاؤ کا اور راہ سے کھویا اس کو اللہ تعالیٰ نے جانتا بوجھتا اور مہر کی اس کے کان پر اور دل پر اور ڈالی اس کی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لاوے اس کو اللہ کے سوا کیا تم سوجھ نہیں کرتے۔“

غور کنددخالیف وخامشی باشد کہ خدانخواستہ باشد مصداق ہمین آیہ کریمہ گرددوایں کاتب الحروف خود مقلد مذہب حنفی است اگر کسے بریں مذہب طعن کند خود خصم اسیم لیکن از حق چارہ نیست خصوصا نزدیک سوال کہ در حدیث است

” الساكت عن الحق شيطان اخرس “ ”حق بات سے چپکا رہنے والا شیطان گونگا ہے۔“

نیز حدیث مرفوع است۔ (من علم و كتم الجم بلجام من النار)”جو کوئی جان بوجھ کر چھپاوے حق کو وہ عالم آگ کی لگام دیا جائے گا۔“

حق تعالیٰ از رحمت خود مارا بر عداوت شیطان مطلع فرمودہ بانیکہ ماہم باعداوت کنیم مامور فرمودہ۔

﴿ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا انما يدعو حزبه ليكونوا من اصحاب السعير﴾(54)

”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھ رکھو اس کو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ ہوویں دوزخ والوں میں۔“

ایں شیطان ملعون عوام وامیان بنی آدم را بکیدی در دام خود آرد وبا اہل علم بازی دیگر پیش میکند بعض ازینہا محدثین بے ادب باشد بعض دیگر بمجتہدین نعوذ باللہ تعالیٰ منھا وجیز ایں ظاہر است نزد اہل علم کہ ہر کسیکہ از اظہار دین مطابق تاکید احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم علی صاحبھا الصلوٰۃ واجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ناخوش گردد او ”اخواص وعوام مومنین خناس من الجنۃ والناس“ خود ساز داللہ تعالیٰ اعلم دانند حق تعالیٰ ما را و را اظہار دین منجملہ ﴿لا يخافون لومة لائم﴾ بفضل

(53) الجاثیہ ۲۳ (54) فاطر ٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خودساز دوالله تعالیٰ اعلم ودر شرح تحریر ابن ہمام صاحب فتح القدیر رحمۃ اللہ علیہ است۔

اعلم انك قد علمت ان التكليف من الشارع ليس الا العمل مجتهد بفتوى على التحبير وتحخصيص العمل بفتوىٰ مجتهد دون مجتهد تحكم لايلتفت اليه بل هو تغيير حكم الشارع من دون برهان وحجر رحمة الله الواسعة والصحابة احق بالتقليد فافهم اقرب الى اخذ الاحكام من صاحب الوحى لكن لايخلو ابعض احكامهم عن اشارات خفية فيحتاج الى تبين المجتهدين الاحقين واما المجتهدون الذين اتبعوهم باحسان فكلهم سواء فى صلوح التقليد بهم فان وصل فتوىٰ سفيان بن عينة او مالك بن دينار او غيرهم يجوز الاخذ به الا انه لم يبق عن الآئمة الاربعة الاانه لم يبق عن الآئمة الاخريں نقل صحيح الا اقل القليل ولد امنع من منع التقليد اياهم فان وجد نقل صحيح منهم فى مسئلة فالعمل به والعمل بفتوىٰ الآئمة الاربعة سوا هذا اخر ماقصدت ترقيمه فى شرح كتاب التحرير انتهىٰ والله اعلم بالصواب.

"یہ تو بے شک تیری جانی ہوئی بات ہے کہ شارع کی طرف سے تکلیف فقط اتنی ہی ہے کہ بلا قید کسی مجتہد کے قول پر عمل کیا جاوے اور کسی مجتہد کی تخصیص کرنا سینہ زوری ہے اس کی طرف التفات نہ چاہیے بلکہ یہ بدل ڈالنا ہے حکم شارع کا بلا دلیل اور اللہ کی رحمت فراخ کو تنگ کرنا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بہت مستحق ہیں تقلید کے کیونکہ وہ صاحب وحی سے اللہ سے اخذ میں قریب ہیں لیکن ان کے بعض کلاموں میں پوشیدہ اشارے ہیں کہ بسبب اسی پوشیدگی کے بیان مجتہدین کی حاجت پڑی ہے اور مجتہدین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اچھے پیرو ہیں سب کے سب صلاحیت پیروی میں برابر ہیں سو اگر مل جاوے فتویٰ سفیان بن عیینہ کا یا مالک بن دینار وغیرہ کا تو آئمہ اربعہ کی طرح ان کے فتوے پر عمل کرنا جائز ہے ہاں اتنی بات ہے کہ اوروں کے مذہبوں کی روائتیں بہت کم ملتی ہیں اسی واسطے ان کی تقلید سے جس نے منع کیا اس نے منع کیا ہے سو اگر نقل صحیح ان سے مل جاوے تو اس پر آئمہ اربعہ کے قول پر عمل کرنا برابر ہے یہ آخر ان مضمونوں کا ہے جن کا شرح تحریر میں لانا مجھے مقصود تھا ہو چکی عبارت شرح تحریر کی اور ٹھیک بات کو اللہ خوب جانتا ہے۔"

۳۵......اور روایت یعنی پینتیسویں کتاب میزان الکبریٰ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا جاتی ہے۔

كان الامام ابن عبدالبر يقول لم يبلغنا عن احد من الآئمة انه امرا صحابة رضی اللہ عنہم بالتزام مذهب معين لايرى صحة خلافه بل المنقول عنهم تقرير هم الناس على العمل بفتوىٰ بعضهم بعضا لانهم كلهم على هدى من ربهم وكان يقول ايضا لم يبلغنا فى حديث صحيح ولا ضعيف ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم امر احداً من الامة بالتزام مذهب معين لايرى خلافه وما ذلك الا لان كل مجتهد مصيب انتهىٰ ونقل القرافى الاجماع من الصحابة على ان من استفتى ابا بكر وعمر رضی اللہ عنہم وقلد هما فله بعد ذلك ان يستفتى غيرهما من الصحابة ويعمل به من غير بكير واجمع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء بغير

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجر من ادعی رفع هذین الاجماعین فعلیه الدلیل انتهیٰ وکان الامام الزمانی من الآئمة المالکیة یقول یجوز تقلید کل من اهل المذاهب فی النوازل انتهیٰ مافی کتاب المیزان الکبریٰ للامام الشعرانی و ایضا فیه۔ وان قال احد من المالکیة الیوم بئس ماصنع من انتقل من مذهبه الی غیره قلنا له بئس ماقلت انت لان امام مذهبك الشیخ جمال الدین بن الحاجب رحمہ اللہ والا مام القرافی جوزا ذلك فقولك هذا تعصب محض فان الآئمة کلهم فی الحق سواء فلیس مذهب اولی بالشریعة من مذهب وقد سئل الجلال السیوطی عن حنفی یقول یجوز للانسان ان یتحول حنفیاً ولا یجوز للحنفی ان یتحول شافعیا او مالکیا او حنبلیا فقال قد تقدم اننا قلنا ان هذا تحکم من قائله لادلیل علیه من کتاب ولا سنة لم یرو لنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف تمیز احد من آئمة المذاهب علی غیره علی التصیین والا ستدلال بتقدیم زمن ابی حنیفة رحمہ اللہ لاتنهض حجة ولو صح لوجب تقلید ہ علی کل حال ولم یجز تقلید غیره البتة وهو خلاف الاجماع وخلاف مارواه البیهقی فی کتاب المدخل عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال ۔مهما اوتیتم من کتاب الله فالعمل به واجب لاعذر لا حد فی ترکه فان لم یکن فی کتاب الله فستة لی ما ضیه فان لم یکن فی سنته لی فما قال اصحابی لان اصحابی کالنجوم فی السماء فایما اخذتم به فقد اهتدیتم واختلاف اصحابی رضی اللہ عنہ لکم رحمة انتهی۔

قال الجلال السیوطی ثم انه یلزم من تخصیص تحریم الانتقال بمذهب الامام ابی حنیفة رحمہ اللہ طرد ذلك فی بقیه المذاهب فیقال بتحریم الانتقال من مذهب المتقدم بالزمن الی مذهب المتاخر کالشافعی یتحول مالکیا والحنبلی یتحول شافعیا دون العکس وکل قول دلیل علیه فهو مردود علی صاحبه قال ﷺ کل عمل لیس علیه امرنا فهو رد انتهیٰ ورأیت فتوی اخری له مطولة قد حث فیها علی اعتقاد ان سائر ائمة المسلمین علی هدهم من ربهم وان تفاوتوا فی العلم والفضل ولایجوز لاحد التفضیل الذی یودی الی نقص فی غیر امامه قیاسا علی ماورد فی تفضیل الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فقد حرم العلماء التفضیل المودی الی نقص نبی اور احتقاره لاسیمان ان ادی ذلك الی خصام ووقیعة فی الاعراض وقد وقع الاختلاف بین الصحابة رضی اللہ عنہم فی الفروع وهم خیرا الامة وما بلغنا ان احدا منهم خاصم من قال بخلاف قوله ولا عداه ولا نسبه الی خطاء ولا قصور و فی الحدیث اختلاف امتی رحمة وکان الا ختلاف علی من قبلنا عذابا اوقال هلاکا انتهیٰ۔ (55)

(55) کتاب المیزان الکبری مبحث عدم انکار الاکابر العلماء ص ۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام جو بیٹے عبدالبر کے تھے کہتے تھے کہ ہم کو کسی امام سے یہ روایت نہیں پہنچی کہ انہوں نے اپنے رفیقوں کو التزام مذہب معین کا امر کیا ہو اس طرح پر کہ اور غیر کے مذہب کو صحیح نہ جانے بلکہ منقول ان سے تو لوگوں کو جمانا تھا بعضوں کا بعضوں مخالف مذہب کے فتوؤں پر کیونکہ وہ سب اللہ کی جانب سے ہدایت پر ہیں اور یہ بھی امام بیٹے عبدالبر کے کہتے تھے کہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں ہم کو یہ مضمون نہیں پہنچا کہ آنحضرت ﷺ نے امت میں سے کسی کو التزام مذہب معین کا اس طرح امر فرمایا ہو کہ اس کے سوا کسی کو حق نہ جانے اور یہ مقولہ اسی وجہ سے ہے کہ ہر مجتہد ٹھیک راہ پر ہے انتہی اور قرافی نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص فتوے پوچھے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم سے اور اس پر عمل کرے اور وہی کہ اور صحابہ سے فتوی پوچھ کر بے دھڑک عمل کرے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ جو مسلمان ہے اسے روا ہے کہ جس کی چاہیے وہ علماء سے بلا روک ٹوک تقلید کرے اور جس کو ان دونوں اجماعوں کے اٹھنے کا دعوی ہے تو وہ دلیل لاوے انتہی اور آئمہ مالکیہ میں سے امام زمانی کہتے تھے کہ سب اہل مذہب کی تقلید حاجات میں روا ہے ہو چکی عبارت میزان شعرانی کی اور یہ بھی اسی میں ہے کہ اگر کوئی مالکیوں میں سے کہے کہ آج کل جس نے انتقال مذہبی کیا اس نے برا کیا تو ہم کہیں گے کہ تو نے برا کیا جو ایسی بات کہی کہ کیونکہ تیرے مذہب کے امام شیخ جمال الدین ابن حاجب اور امام قرافی رحمۃ اللہ علیہ انتقال مذہبی کو جائز رکھتے تھے سو تیرا یہ قول محض ہٹ دھرمی ہے کیونکہ سب کے سب امام حق میں برابر ہیں سو ایک مذہب از روئے شریعت کے دوسرے سے بہتر نہیں ہو سکتا اور بلا شک پوچھا گیا تھا جلال الدین سیوطی سے اس بات میں کہ کوئی حنفی یوں کہے کہ اور مذہب والے کا حنفی ہو جانا تو مضایقہ نہیں مگر حنفی مذہب والا مالکی یا شافعی یا حنبلی نہ ہو تو جواب دیا کہ پہلے ہی ہو چکا ہے کہ ہم ایسی بات کو ہٹ دھرمی کہنے والے کے قرار دیا کرتے تھے اس پر قرآن اور حدیث سے کوئی دلیل نہیں اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں ہمیں روایت نہیں پہنچی کہ علی التعیین ایک مذہب کو دوسرے سے فوقیت دی جاوے اور اس بات سے دلیل پکڑنا کہ امام ابوحنیفہ کا زمانہ مقدم تھا دلیل نہیں ٹھہرے گا کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہو جاوے تو ان کی تقلید ہر حال میں واجب ٹھہرے گی اور بے شک اور کسی کی تقلید جائز نہ رہے گی اور یہ بات مخالف اجماع ہے اور خلاف اس روایت کے جسے بیہقی نے کتاب مدخل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تک بات ملے تمہیں قرآن سے تو اس پر عمل واجب ہے اس کے چھوڑنے کے لئے کسی کو کوئی حیلہ نہیں ہو سکتا اور اگر قرآن میں نہ ملے تو میری حدیث اور حدیث میں بھی نہ ملے تو جو میرے اصحاب نے کہا ہو کیونکہ اصحاب میرے ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے ہیں جس کا قول کہ تم لوگ ہدائت پاؤ گے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے انتہی۔

کہا جلال الدین سیوطی نے کہ حرام کہنا انتقال مذہبی امام ابوحنیفہ کے مذہب سے اور مذہبوں کا بھی جاری ہو گا اور متقدم زمانہ انتقال کرنا حرام ٹھہرے گا چنانچہ شافعی مذہب مالکی ہو جاوے اور حنبلی شافعی ہو جاوے نہ اسکا الٹا اور اس طرح کا ہر قول جس پر دلیل نہ ہو کہنے والے پر پھیرا جاتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کل وہ کام جس پر ہمارا امر نہیں ہے سو وہ رد کرنے کے قابل ہے انتہی اور کہا جلال الدین سیوطی کا ایک بڑا فتوی میں نے دیکھا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس میں یہ ترغیب دلائی ہے کہ سب کے سب امام اللہ کی طرف سے ہدائت پر ہیں اگر چہ ان کے علم وفضل میں فرق ہو اور کسی کو یہ بات نہیں پہنچتی کہ اپنے امام کی ایسی فضیلت بیان کرے جس سے اور اماموں کی کسر شان ہو اور اسکو فضیلت انبیاء پر قیاس کرنا چاہئے کہ علماء نے ایسی فضیلت ایک نبی کی جس سے نقص دوسرے نبی کا لازم آئے حرام کہا ہے خصوصاً اس وقت کہ بحث موجب جھگڑے کا ہووے اور جزئی مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم کہ وہ امت بھر کے اچھے لوگ ہیں باہم مختلف رہے ہیں لیکن یہ نہیں سنا کہ ان میں سے کوئی مخالف سے لڑا ہو یا اس کی خطا گیری اور دشمنی کا در پے ہوا ہو۔ اور حدیث میں تو یوں آیا ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور اگلے لوگوں کا اختلاف عذاب یا ہلاک منقول ہے۔" تمام ہوئی عبارت امام الشعرانی کی۔

پس اب کہاں تک روائتیں نقل کرتے جائیں مصنف ذی علم کو اسی قدر ہے اور متعصب جاہل کو چاروں مذہب کی کتابوں سے ہدایت نہیں ہوگی بلکہ ہر قول دلیل میں تاویل پیش کرے گا اب بعض اہل بصیرت کے لئے جو کہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کا قصد رکھتے ہیں اسی کو مقصود اصلی اور کافی سمجھتے ہیں دلائل شرعیہ کا بیان چاہیے۔

(دلائل شرعیہ)

پہلی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا:

﴿وما اتکم الرسول فخذوه ومانهكم عنه فانتهوا ﴾[56]

"جو تم کو رسول دے سو لے لو اور جس سے منع کرے تم کو سو چھوڑ دو اس کو۔"

اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے: **﴿اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم ﴾**[57]

"پیروی کرو تم اس کی جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے۔"

وجہ استدلال کے پیچھے بیان ہوگی پہلے چند مقدمات کی تمہید چاہیے۔

مقدمہ اولیٰ: جو کہ شئے واجب ہو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ترک کرنا اس کا حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح میں کہا ہے:

حاصل هذا الكللام ان وجوب الشيء يدل على حرمة تركه وحرمة الشيء يدل على وجوب تركه وهذا مما لايتصور فيه النزاع انتهىٰ۔[58]

"حاصل اس کلام سے کہ واجب ہونا ایک چیز کا دلالت کرتا ہے اس کے چھوڑنے کے حرام ہونے پر اور حرام ہونا ایک چیز کا دلالت کرتا ہے چھوڑنے کے واجب ہونے پر اور یہ ایسی بات ہے کہ اگر اس میں جھگڑا خیال نہیں آتا۔"

مقدمہ ثانیہ: آئمہ اربعہ کے مذاہب حق ہیں اور مصداق ہیں: **﴿وما آتكم الرسول ﴾** اور ما انزل کے کہ علیہ سبیل الدوران اس لئے کہ حق عند اللہ ایک ہی ہے اور یہ مقدمہ عند الجمہور مسلم ہے اور محتاج ایراد و نقل کا نہیں۔

مقدمہ ثالثہ: بعض آئمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع تحقیق ان کے کی ہے کیونکہ انہوں نے ان حادیث کو احادیث قابل عمل نہیں سمجھا بدعوی نسخ یا بدعوی ضعف اور امثال اس کی نہ یہ کہ حدیث کو قابل عمل کے سمجھ کر پھر اپنے اقوال کی پابندی سے حدیث نہیں مانتے تھے حاشا اللہ عنھم۔

---

[56] الحشر ۰۷ [57] الاعراف ۳

[58] التلويح مبحث هل الامر والنهى حكم فى الضدص ٤٢٢ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ رابعہ: جو مقلد محض کہ حدیث سے کچھ خبر نہیں رکھتا ہو اگر حدیث کو قبول کرے تو قبول نہ کرنا اس کا فرع تحقق کی مثل آئمہ اربعہ کے نہ ہو گی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہوگا۔

مقدمہ خامسہ: آج کل کے بعض متعصب جو بعض احادیث میں تاویل بے باعث اور دعویٰ نسخ اور ضعف کا بے دلیل بلکہ بمجرد پابندی قول امام کی سے کر کے حدیث کو ترک کرتے ہیں وہ ویسے نہیں جیسے ائمہ اس لئے کہ ائمہ سے دعوی نسخ وضعف اور تاویل کا خالصاً لتحقیق دین اللہ اور جمعاً بین الادلۃ تھا اور آج کل کے لوگوں کو تاویل کرنا مرعاۃ القول الامام مقابل رسول اللہ ﷺ کے ہے چنانچہ کلام بلاغت نظام میں مولوی اسمٰعیل صاحب کے جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا ہے گذرا ہے۔

مقدمہ سادسہ: آئمہ اربعہ کے مقلدین کو لازم ہے کہ چاروں اماموں کو برابر سمجھیں نہ یہ کہ اپنے امام کے مذہب کو صواب اور محتمل خطاء اور دوسرے ائمہ کے مذاہب کو خطاء محتمل الصواب سمجھیں جیسا کہ مقتضائے قول علامہ نسفی کا ہے کہ جو اشباہ اور درمختار میں منقول ہے۔

اذاسئلنا عن مذهبنا و مذهب خصومنا قلنا وجوبا مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب مخالفنا خطاء يحتمل الصواب انتهىٰ مافي الدر وهكذا في الاشباه ۔⑥⓪

''جس وقت ہمارے اور ہمارے مقابل کے مذہب کو کوئی پوچھے تو بطریق واجب ہونے کے ہم جواب دیویں گے کہ مذہب ہمارا ٹھیک ہے فقط غلطی کا گمان ہے اور مذہب ہمارے مقابل کا غلط ہے ٹھیک ہونے کا گمان ہے۔''

اس لئے کہ وہ کم وپیش نہ سمجھیں اور برابر سمجھیں کہ یہ قول بظاہر معنی نامقبول ہے جیسا کہ ابن حجر اور محقق شیخ ابن الہمام کے کلام سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید محمد امین المشہور بابن العابدین ردالمختار میں فرماتے ہیں۔

اذا علمت ذلك ظهرلك ان ماذكر عن النسفىٰ من وجوب اعتقاد ان مذهبه صواب يحتمل الخطاء مبنى على انه لايجوز تقليد المفضول وانه يلزمه التزام مذهبه وان ذلك لايتاتى فى العامى وقد رايت فى اخر فتاوى ابن حجر الفقية التصريح ببعض ذلك فانه سئل عن عبارة النسفى المذكورة ثم حرر ان قول الآئمة الشافعية كذلك ثم قال ان ذلك مبنى على الضعيف من انه يجب تقليد الاعلم دون غيره والاصح انه يتخير تقليداى شاء ولو مفضولا وان اعتقده كذلك وحينئذ فلا يمكن ان القطع اويظن انه علىٰ الصواب بل على المقلد ان يعتقد ان ماذهب اليه امامه يحتمل انه الحق قال ابن حجر ثم رايت المحقق ابن الهمام صرح بما يويده حيث قال فى شرح الهداية ان اخذ العامى بما يقع فى قلبه انه صواب اولى وعلى هذا اذا اسفتتى المجهتدين فاختلفا عليه الاولى ان ياخذ بما يميل اليه قلبه منهما وعندى انه لو اخذ بقول الذى لايميل اليه جاز

⑥⓪ در مختار مع رد المحتار ص ٣٣ ج ١ و الاشباه والنظائر (فائدة فى اعتقاد الانسان فى مذهبه)ص ٢٠٧

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لان میله وعدمه سواء والواجب علیه تقلید مجتهد وقد فعل. انتهى⑥¹

’’جس وقت تو نے یہ جان لیا تو تجھے ظاہر ہوگئی یہ بات کہ وہ جو نسفی سے مذکور ہے کہ اعتقاد رکھنا اس بات کا واجب ہے کہ اپنا مذہب ٹھیک ہے فقط غلطی کا گمان ہے اس کی بنا پر ہے کہ پیروی کھٹیل کی جائز نہیں ہے اور اپنے مذہب کا التزام ضروری ہے اور یہ بات ان پڑھ آدمی میں ہو نہیں سکتی اور بلا شک میں نے آخر فتاویٰ ابن حجر فقیہ میں تھوڑی سی تصریح اس بات کی دیکھی ہے کہ ان سے کسی نے اس عبارت نسفی کا حال پوچھا سو انہوں نے صاف لکھا کہ علماء شافعی بھی یونہیں کہتے ہیں پھر کہا کہ اس مقولہ کی بنا ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ تقلید زیادہ علم والے کی واجب ہے غیر کی نہیں اور صحیح تر یہ بات کہ وہ تقلید میں وہ مختار ہے جس کی چاہے کرے خواہ وہ کھٹیل ہی ہو اور وہ شخص اپنے عقیدے میں بھی اس کھٹیل کو کھٹیل جانتا ہو اور اس حالت میں یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ یقین یا گمان کے طور پر یہ جانے کہ وہ ٹھیک پر ہے بلکہ مقلد پر یہ بات ہے کہ وہ اعتقاد کر کے کہ جس طرف اس کا امام گیا ہے وہ محتمل حق کو ہے ابن حجر کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ ابن ہمام نے اس عبارت کو کھول کر کہا ہے جو میرے کلام کی تائید کرتے تھے چنانچہ شرح ہدایہ میں کہا کہ عمل کرنا ان پڑھ کا اس قول پر جو اس کے جی کو ٹھیک معلوم ہو بہتر ہے اور اس بنا پر جب اس نے دو مجتہدوں سے فتویٰ پوچھا اور انہوں نے باہم اس کے جواب میں خلاف کیا تو بہتر یہ ہے کہ ان دونوں کے قولوں سے جدھر اس کا دل مائل ہو جائے اس پر وہ عمل کرلے اور میرے نزدیک یہ ہے کہ اگر اس نے اس قول پر عمل کر لیا جس پر اس کا دل مائل نہ تھا تو بھی جائز ہے کیونکہ اس کے دل کا مائل ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اور اس پر واجب اسی قدر تھا کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے سو وہ کر چکا ہے۔‘‘

اور طحاوی نے بھی ظاہری معنی کو رد کر کے اس کی تاویل ہے۔

والمراد ان ماذهب اليه امامنا صواب عنده مع احتمال الخطاء اذكل مجتهد يصيب وقد يخطئى فى نفس الامر وا ما بالنظر الينا فكل واحد من الاربعة مصيب فى اجتهاده فكل مقلد يقول هذه العبارة لوسئل عن مذهبه عن لسان امامه الذى قلده وليس المراد انه يكلف كل مقلد اعتقاد و خطاء المجتهد الاخر الذى لم يقلده لان التقليد واحدا منهم انما يسوغ بقدر ضرورة التقليد وهى كون المقلد ليس من اهل النظر فى الادلة لاستنباط الاحكام الظنية فيقلده فى العمل فقط فان قلت انه مكلف به ايضا والالزام اداء التكليف مع اعتقاد عدم صحتها قلت لا يلزم ذلك الا لو اذا عتقد عدم صحته ما قلدو فيه ونحن لا نقول بل هو على الصواب ظاهراً واما تخطية خلاف مذهبه فما هو مكلف بها كذا لخصه شيخنا من القول السديد لابن الملا فروخ المكى الحنفى اه ابو السعود انتهى- كلام الطحطاوى فى حاشيه الدر المختار⑥²

’’اور مراد یہ ہے کہ جدھر ہمارا امام گیا وہ ٹھیک ہی ہے امام کے نزدیک مع گمان خطا کے کیونکہ ہر مجتہد ٹھیک اور بے

⑥¹ رد المحتار (مقدمه) ص ٣٣ ج ١ ⑥² طحطاوى (مقدمه) ص ٣٣ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھیک پر ہوتا ہے حقیقت میں اور جب بنظر ہماری دیکھا جائے تو ہر ایک اربعہ آئمہ میں سے اپنے اجتہاد میں ٹھیک راہ پر ہے تو ہر مقلد عبارت مذکور کو مذہب کے سوال کے وقت گویا اپنے امام کی زبانی کہتا ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ ہر مقلد اس کا تکلیف دادہ ہے کہ اور مجتہدوں کے خطا پر جانے کیونکہ تقلید کسی ایک مجتہد کی بقدر ضرورت روا ہے اور وہ ضرورت یہ ہے کہ مقلد صاحب بصیرت نہو کہ دلائل شرعی میں سے حکم نکال سکے سوفقط عمل میں مجتہد کی تقلید کر لی اور اگر تو یوں کہنے لگے کہ مقلد اس بات کا بھی تکلیف دادہ ہے ورنہ باوجود عقیدۂ عدم صحت کے ادا کرنا تکلیفات شرعیہ کا لازم آویگا تو میں جواب دونگا کہ وہ بات لازم نہیں مگر اس حالت میں کہ جس پر عمل کیا ہے اسے غیر صحیح جانے اور ہم یہ نہیں کہتے بلکہ وہ ٹھیک ہے بظاہر رہا غیر کو خطا پر جاننا سو یہ امر تکلیف دادہ نہیں یونہیں ہمارے شیخ نے ابوسعود کے قول سدید سے ملخص کیا ہے ہو چکی عبارت طحطاوی کی۔“

اور عبارت صریح ابن الملاء فروخ الملکی الحنفی کے قول میں یوں ہے۔

ولیس المراد ان یکلف کل مقلدان یقعد ذلک فیھا قلد فیہ اذذلك تقلید فیما لا یحتاج الیہ وھو ممنوع کما افد تك من قبل ان التقلید انما یسوغ بقدر الضرورۃ وھو محتاج الی العمل فلا بد من التقلید فی حصولہ واما اعتقاد صحۃ ما قلد فیہ وبطلان کل ما عداہ فلیس من مکلفاتہ فان قلت بل ھو مکلف بہ ولا یلزم اداء التکلیف مع اعتقاد عدم صحتھا قلت لا یلزم ذلك الا اعتقد عدم صحتھا لو ما قلد فیہ ونحن لا نقول بہ بل ھو علی الصواب ظاھر احیث فعل ما علیہ وھو الاخذ بقول مجتھد واما تخطئیۃ من اخذ بخلاف قول مجتھد مقلد بہ فما ھو مکلف بھا انتھی۔

”اور یہ مراد نہیں کہ جس مسئلہ میں مقلد کسی مجتہد کے قول پر عمل کرے اس میں وہ اعتقاد کرے کیونکہ یہ ایسی بات میں تقلید کرنا ہے جس کی حاجت نہیں اور اسیطرح منع ہی چنانچہ پہلے گذر چکا کہ تقلید بقدر ضرورت رد ہے اور وہ وہ ہے جس کے عمل میں حاجت ہو سو ضرور ہے کہ تقلید سے وہ حاصل ہو اور یہ عقیدہ کہ جس پر میں نے عمل کیا وہ صحیح ہے اور جو ماورا اسکے ہے وہ غیر صحیح ہے سو اس کی تکلیف نہیں دی گئی اور اگر کوئی کہے کہ وہ بھی تکلیف میں داخل ہے اور نہیں تو باوجود عقیدہ بے صحتی کے ادائے تکلیف لازم ہوگی تو میں جواب دونگا کہ یہ امر لازم نہیں آتا مگر اس صورت میں کہ جس پر عمل کیا ہے اس کو غیر صحیح جانے اور ہم یہ نہیں کہتے بلکہ وہ بظاہر ٹھیک راہ پر ہے اس لئے کہ جو کہ اس کے ذمہ تھا وہ کر چکا اور وہ عمل کرنا ہے کسی مجتہد کے قول پر رہا اوروں کا خطا پر جاننا سو یہ تکلیف میں داخل نہیں۔“

اور ایسا ہی ملا علی قاری نے بھی شرح عین العلم میں اس قول پر نسفی کے تخطیہ اور تغلیط کی ہے تو مقلد کو چاہئے کہ چاروں مذہبوں کو برابر جانے پس جب یہ ممہد ہولیا تو اب وجہ استدلال کی بیان ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص حنفی المذہب مثلاً ہو کر ایسی تخصیص اپنے مذہب کی کرتا ہے کہ شافعی مذہب کا مثلاً کسی مسئلہ میں اتباع نہیں کرتا اور اس کو ناروا جانتا ہے اور کرنے والے کو طعن کرتا ہے تو ترک کیا اس نے بعض **ماتی بہ الرسول** کا بحکم مقدمہ ثانیہ کے اور ترک کرنا بعض **ما اتی بہ الرسول** کا حرام ہے بحکم مقدمہ اولی کے تو تخصیص کرنا اس حنفی کا اپنے مذہب کو اس طرح شافعی کے کسی مسئلہ کا اتباع نہیں کرتا ناروا جان کر حرام ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحکم دونوں مقدموں کے اور یہ دلیل جاری نہیں ہو سکتی حق میں ائمہ اربعہ وغیر ہم من المجتہدین کے بسبب ترک کرنے ان کے بعض احادیث کو بحکم مقدمہ ثالثہ کے اور مقلد محض عامی یہ بات نہیں کہہ سکتا بحکم مقدمہ اربعہ کے اور بعض مقلدین صاحب علم آج کے زمانہ کے جیسا کہ مؤلف ہے وہ بھی نہیں کہہ سکتا بحکم مقدمہ خامسہ کے اور دونوں قسم کے مقلدوں کی طرف سے عذر یہ کہ ہم لوگ مذہب دوسرے امام کا سوائے مذہب امام اپنے کے یقیناً ما اتی به الرسول جانتے ہی نہیں بنا بر قول علامہ نسفی کے تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کے مسئلہ کو موجب ترک ما اتی به الرسول کا ہو نہیں بن سکتا بحکم مقدمہ سادسہ کے فافہم وتشکر اور اس جگہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کو واجب ہوا کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کرے ورنہ ترک بعض ما اتی به الرسول کا لازم آئے گا سنو کہ یہ دلیل اس مقلد کے حق میں جاری ہوتی ہے جو کہ قسم ثالث کو اقسام تقلید سے اختیار کرے اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کی بطور قسم ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقتاً تارک بعض ما اتی به الرسول کا نہیں ہے بلکہ حامل بمقتضائے عموم نص کے ہے اس لئے کہ تخصیص اسکی یا بنظر عدم استطاعت کے ہوگی اس کے ہو گی کہ نص سے عموماً اتباع ما اتی به الرسول کا ثابت ہوتا ہے پھر اگر حنفی مذہب کے مسئلہ کے ضمن میں اخذ ما اتی به الرسول کر لیا تو بھی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا نہ ہوا نظیر اس کی یہ ہے مثلاً عموم آیۃ فاقرء وا ما تیسر من القرآن سے فرضیۃ قراءت کی نماز میں بدون تعین کے ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی شخص نے بنظر اس کے کہ تحقق عام کا ایک فرد میں ہو جاتا ہے یا بنظر اس کے کہ مجھے تمام قرآن کے حفظ پر طاقت نہیں پارہ عم کے واسطے قرأۃ کے نماز میں خاص کر رکھا تو اس شخص نے باقی قرآن کی قرأت کو ترک نہیں کیا ہاں اگر کوئی شخص پارہ عم کو باوجود قدرت کے تمام قرآن پر اس نظر سے کہ پارہ عم کا پڑھنا نماز میں واجب ہے اور باقی قرآن کا پڑھنا درست نہیں خاص کرے تو بیشک اس نے باقی قرآن کو ترک کیا اور مرتکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ مقلد بتقلید قسم ثالث کے باوجود علم کے ایک مسئلہ کے بموجب مذہب دوسرے امام کے اس نظر سے کہ ہم کو سوائے اتباع اپنے امام کے کسی کی پیروی درست نہیں اس مسئلہ کو عمل میں نہیں لاتا تو بیشک ترک کیا اس نے بعض ما اتی به الرسول کو بخلاف مقلد مخصص بتقلید قسم ثانی کے کہ تخصیص اس کی بنظر کفایت یا عدم استطاعت وعملاً بعموم النص ہے تو ثابت ہوا کہ ایسے مقلدین تارک بعض ما اتی به الرسول کے نہیں اور ان پر تقلید ہر مذہب سے ہر مسئلہ کی واجب نہیں فافہم۔

دوسری دلیل حدیث اسود کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

قال قال عبدالله لا يجعل احدكم لشيطان شيئا من صلوته يرى حقا عليه ان لا ينصرف الاعن يمينه لقد رايت رسول الله ﷺ كثيرا ينصرف عن يساره۔[63]

”کہا عبداللہ بن مسعود نے کہ کوئی آدمی بعد نماز کے سیدھی طرف پھر کر بیٹھنے کو ضروری جان کر اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگائے بلاشک میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اکثر بائیں طرف پھر کر بیٹھتے تھے۔“

روایت کی اسکو امام بخاری نے حاصل ترجمہ فرمایا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی جلیل الشان نے کہ جو کوئی امام یہ التزام کرے کہ بعد فراغت کے نماز سے داہنے ہی طرف پھر کر بیٹھے اور بائیں طرف نہ بیٹھے تو اس نے اپنی نماز میں سے شیطان کا

---

[63] بخاری کتاب الاذان باب الانفتال والانصراف عن اليمين ح ۸۵۲۔ مسلم کتاب الصلوۃ المسافرین باب جواز الانصراف من الصلوۃ ح ۷۰۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ ٹھہرادیا اس واسطے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت دفعہ بائیں طرف کو پھرتے بھی دیکھا ہے شیخ الاسلام عینی حنفی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس کے حق میں ہے جو داہنی طرف پھرنے کو ضروری اور واجب جانتا ہے اور اگر واجب نہ جانے تو دونوں جانب برابر ہیں لیکن داہنی طرف اولی ہے چنانچہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں ماتحت اسی حدیث کے۔

فكانه يرى رحتمه ووجوبه واما اذا لم يتوخ ذلك فيستوى فيه الامران ولكن جهة اليمين اولى انتهى۔[64]

''یوگویا کہ وہ اسکوضروری اور واجب جانتا ہے اور اگر یوں نہ ہوتو دونوں امر برابر ہیں لیکن سیدھی طرف اولی ہے۔''

اور طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوکوئی ایک امر مستحب پر یعنے جیسا کہ اس مقام میں اختیار ہے جانب یمین کا ہے خوب اصرار کر رکھے اس طرح کہ کبھی اسکو نہ چھوڑے تو اس سے شیطان نے حصہ پایا اضلال کا پھر کیا حال اس شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر مصر ہو رہے ہیں چنانچہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

وفيه ان من اصر على مندوب جعل عزما ولم يعمل بالرخصة اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة ومنكر انتهى [65]

''اور اس حدیث میں یہ ہے کہ جوکوئی اصرار کرے ایک امر نفل پر اور اس کو ضروری ٹھہرائے اور رخصت جو اس کے مقابلہ میں ہے اس پر عمل نہ کرے تو اس کو شیطان گمراہی پہنچاتا ہے پھر خیال کرنا چاہئے کہ جو شخص بدعت پر اصرار کرے اسکا کیا حال ہے۔''

اور اسی جگہ سے ہے جو فقہاء نے لکھا ہے کہ سجدہ شکر کا فی نفسہ مستحب ہے لیکن بعد نماز کے مکروہ ہے اس جہت سے کہ عوام دیکھ کر واجب جانیں گے یا سنت سمجھیں گے چنانچہ ردالمختار میں فرماتے ہیں۔

وسجدة الشكر مستحبة به يفتى لكنها تكره بعد الصلوة لان الجهلة يعتقد ونها سنة او واجبة وكل مباح يودى اليه فمكروه انتهى ۔[66]

''اور سجدہ شکر کا مستحب ہے اس پر فتوی دیا گیا ہے لیکن بعد نماز کے مکروہ ہے تا کہ انجان اسکو سنت اور واجب نہ ٹھہرالیں کس لئے کہ جو مباح اس درجہ پر پہنچ جائے تو وہ مکروہ ہے۔''

وہکذا فی سائر کتب الفقہ اور طحطاوی نے کہا ہے[67] کہ یہ مکروہ تحریمی ہے تو اس حدیث کے فحوای سے مطابق تصریحات ان محدثین اور فقہاء کے جبکہ کسی امر مستحب کا التزام اور اس پر اصرار اور ہٹ کرنا فعل شیطانی اور مکروہ تحریمی ہوا تو اس التزام اور اصرار حتما او وجوبا ایک مجتہد کے مذہب کا جو مخالف اجماع قرون ثلثہ کے اور مخالف قرآن کے ہے کیونکہ بدعت نہ ہوگا۔

تیسری دلیل اجماع صحابہ کا جو قرافی نے نقل کیا ہے۔

واجمع اصحاب على ان من استفتے ابا بكرو عمر رضی اللہ عنہما وقلدهما فله ان يستفتے ابا

[64] عمدة القارى باب الانتقال والانصراف عن اليمين والشمال ص ١٤٣ ج ٦

[65] مرقاة شرح المشكوة باب الدعا فى التشهد ص ٣٥٣ ج ٢

[66] در المختار مع رد المحتار (سجدة التلاوة) ص ٥٢٤ ج ١

[67] طحطاوى در ضمن سجده تلاوت ص ٣٢٩ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هريرة و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما۔ (68)

''اور جمع ہو گئے صحابہ اس پر کہ جو شخص ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فتوی پوچھ کر ان کے قول پر عمل کرے اسے روا ہے کہ فتوی پوچھ لے ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے۔''

چنانچہ صاحب مسلم الثبوت نے حاشیہ منہی میں نقل کیا ہے اور فاضل قندھاری نے ناقلاً عن التقریر مغتنم الحصول میں نقل کیا ہے اور مولانا عبد العلی نے شرح مسلم میں نقل کر کے اس پر تفریعات کیں ہیں اور عبد الوہاب شعرانی نے میزان میں نقل کیا ہے اور تمام کتب اصول میں مذکور ہے **فالا قوی اجماع لصحابة** (69) یعنی قوی تر اجماع صحابہ کا ہے خلاف اس اجماع کا مقبول نہیں بلکہ مردود ہے اور اجماع تمام مسلمین کا قرون اولی میں چنانچہ روایت ۲،۳،۴،۵،۶،۷،۸،۹،۱۰،۱۱،۱۲ اسے بوجہ بسط پہلے معلوم ہوا پس جب کہ کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولی میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی پھر اب ایک ہی مذہب کا التزام کرنا اور اس کو واجب جاننا اور تارک اس التزام کے کو گمراہ جاننا اور لا مذہب نام رکھنا اور لائق تعزیر کے جان کر تعزیر دینی اور مردود الشہادۃ کہنا پھر بہ نسبت ایسے عقیدے والے کی بدعت ضلالۃ اور حرام نہیں تو پھر کیا ہے اور معتقد ایسے عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیۃ کریمہ ﴿**ویتبع غیر سبیل المومنین**﴾ (70) کا کیونکر نہ ہوگا اور **مصداق من شذ شذفی النار** کا اس حدیث کا **اتبعوا سواد الاعظم ومن شذ شذفی النار** (71) کس طرح نہ ہوگا۔

چوتھی دلیل قیاس مجتہد معین کا ائمہ اربعہ میں سے مجتہد معین پر خلفاء اربعہ میں سے تصویر اس کی یہ ہے کہ جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جن کے اجتہاد سے کسی کو انکار نہیں اور فضائل ان کے اظہر من الشمس ہیں باجماع اہل سنت کے تقلید بالتخصیص ان کی واجب نہ ہوئی اور کوئی مذہب ان کا خاص کر التزام نہیں کرتا تھا تو اب مثلاً ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی تقلید بالتخصیص بطریق اولی واجب اور لازم ہر مسئلہ میں نہ ہوگی پس قول اس کے واجب ہونے کا حرام ہے بحکم آیۃ کریمہ:

﴿**ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب**﴾ (72)

''اور نہ کہو اس چیز کو جس سے تمہاری زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تا کہ نہ باندھو اللہ پر جھوٹ۔''

اور اس استدلال سے ہمارے کسی کو یہ شبہ نہ گزرے کہ غیر مجتہد ہو کر قیاس کیوں کیا اس لئے کہ وہ یہ قیاس نہیں جو کہ مستنبط علیہ سے ہو اور مختص ساتھ مجتہد کے ہوتا ہے بلکہ یہ دلالۃ النص ہے **کما فی قوله تعالى ولا تقل لهما اف** سونہ کہو ماں باپ کو اف۔ دلالۃ نہی الضرب اور دلالۃ النص کو عوام بھی سمجھتے ہیں چنانچہ شیخ ابن الہمام تحریر میں فرماتے ہیں۔

دلالة النص يخالف القياس فى ان القياس يختص بالمجتهد و دلالة النص يفهمها العوام انتهى۔

''دلالۃ النص قیاس سے جدا ہے اس بات میں کہ قیاس مجتہد کے ساتھ خاص ہے اور دلالۃ النص کو سب عام لوگ سمجھتے ہیں۔''

---

(68) شرح تحریر ص ٣٥٦ ج ٣ مسلم الثبوت ص ٣٥٧ ج ٢

(69) توضیح (مراتب الاجماع ص) و حسامی ص ٩٥

(70) النساء ١١٥

(71) ترمذی کتاب الفتن ح ٢١٦٧ مختصراً والمستدرك ص ١١٥ ج ١ مفصلاً

(72) النحل ١١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قیاس کہنا اس کو مذہب امام رازی کے مذہب پر مبنی ہے چنانچہ مسلم میں کہا ہے۔

وجمهور الحنفية والشافعية على انه نعني به دلالة النص ليس بقياس وقيل قياس جلي واختاره الامام الرازي انتهى ۔(73)

''اور گروہ حنفیوں اور شافعیوں کا اس پر ہے کہ دلالۃ النص قیاس نہیں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ قیاس جلی ہے اور اسکو امام رازی نے پسند کیا ہے۔'' وہکذا فی مغتنم الحصول۔

تنبیھہ جناب مؤلف نے دعوی وجوب تعین پر بھی دلیل فرمائی تھی کہ جب کہ چار مذہب کے تعین واجب ہوئے تو ایک کی تقلید بھی ہوگئی کیونکہ یہ ایک بھی تو انہیں چار میں سے ہے تو اس کی مثال ایسی ہوئی کہ جبکہ چار حفت ہوئے تو ایک بھی جفت ہوگیا سو یہ تو ایسی دلیل ہے کہ آج تک کسی جاہل محض سے بھی صادر نہیں ہوئی چہ جائے علماء اور اس سے ہرگز وجوب ثابت نہیں ہوتا اور اس ہیچمیدان نے عدم التزام مذہب معین کو باستدلال چار دلیلوں کے اور باستشہاد پینتیس روایات سلف اور روایات خلف جو ہر ایک ان میں سے بدلائل ہے بعض روایتوں میں اجماع امت کو حجۃ ٹھہرایا ہے اور بعض میں عدم وجود دلیل وجوب تعین کو سند پکڑا ہے اور اور بعض میں عموم آیۃ قرآنی کو دلیل گردانا ہے۔ اور کسی میں قواعد اصولیہ اجماعیہ کو حجت ٹھہرایا ہے ثابت کر دیا تو اب قول کسی کا جو مصداق ہے من شذ شذ فی النار کا بلا دلیل کس طرح مقابل دلائل اور روایات مدللہ کے ہوسکتا ہے اور جو ایک دو قول ضعیف جناب مؤلف نے اخیر میں اس باب کے نقل کئے ہیں کیونکر معارض ایسے حصن حصین دلائل اور روایات کے ہو سکتے ہیں اس واسطے بعض اس قدر تحقیق کے حجت رد کرنے ان اقوال ضعیف مؤلف کے نہیں رہی لیکن چونکہ بعض طبائع کو جو کہ اصول فقہ سے واقف نہیں پھر بھی اس کے باقی کلام سے دھوکہ ہوجائیگا اس لئے ضرور ہوا کہ باقی کلام کو معہ ان روایات کے رد کیا جاوے **فلنشرع به۔**

قال اور بیان باطل ہونے تقلید کا بطریق عدم تعین کے ہے ساتھ کئی طریقوں کے۔ طریق اول یہ ہے کہ جب تقلید ثابت ہوئی اس آیۃ سے ﴿**فاسئلوا اهل الذكر وغيرها**﴾ سے تو متقضائے اس کا یہ ہوا کہ اس عمل کر کر بری الذمہ ہوجائیں ہم بالیقین عہدہ تکلیف تقلید سے۔

ثم قال سو یہ بات حاصل ہوتی ہے تقلید مذہب معین میں ساتھ چھ وجہوں کے۔ وجہ اول یہ ہے کہ اس میں احتمال ہے پڑنے کا اختلاف اجماعیات میں یعنی ایسی بات کرے گا کہ اس سے سب کے نزدیک عمل باطل ہو جیسے کہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب امام مالک کے کہ وضو کیا قلتین کے کم سے کہ اس میں نجاست پڑی تھی اور مسح کیا بموجب مذہب شافعی کے چند بالوں پر پھر نماز پڑھی تو یہ نماز چاروں اماموں میں سے کسی کے نزدیک جائز نہ ہوئی۔

اقول غرض مؤلف کی وجہ اول یہ ہے کہ عدم یقین مذہب میں احتمال ہے پڑنے کا ان صورتوں میں جو باطل ہیں باجماع مرکب ائمہ اربعہ کے جیسا کہ صورت مذکورہ میں گذرا اور جب کہ تقلید غیر معین میں ایسا احتمال ہوا تو تقلید معین

---

(73) مسلم الثبوت (جمهور الحنفيه والشافعية) ص ٣٤١ ج ١ ط مصر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب ہوئی پس معلوم کرنا چاہئے کہ یہ قول مؤلف کا باطل ہے اور یہ وجہ اول ہرگز مفید اور مثبت وجوب تقلید معین کونہیں ہوسکتی اس لئے کہ ایسی صورت میں ترکیب اجماع مرکب کا ممنوع ہے اس واسطے کہ اجماع مرکب میں اتحاد مسئلہ شرط کا ہے اور اس جگہ مسائل مقلد فیہا مختلف ہیں مسئلہ پانی کا علیحدہ ہے اور مسح کا علیحدہ اسی جگہ سے ہے کہ محققین اصولین نے صورت نکاح بلا مہر اور بلا گواہ اور بلا ولی کا باطل اجماع مرکب ہونا نہیں تسلیم کیا چنانچہ کہا ہے مسلم میں۔

وما اوردانه ربما يكون المجموع ممالم يقل به احد فيكون باطلا اجماعا كمن تزوج بلا صداق ولا شهود ولاولى فاقول مند فع بعدم اتحاد المسئلة ولانه لو تم لزم استفتاء مفت بعينه انتهى۔⑭

”اور وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ اکثر مل جل کر ایسی صورت ہو جاتی ہے جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہوتا تو بالا جماع ایسی صورت باطل ٹھہریگی جیسے کہ ایک آدمی نے نکاح بغیر مہر کے اور بلا گواہ اور ولی کے کرلیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اعتراض مندفع ہے بسبب ایک نہ ہونے مسئلہ کے اور یہ بھی ہے کہ اگر یہ اعتراض پورا ہو جاوے تو لازم آوے گا کہ ایک ہی مفتی سے فتوی پوچھا جائے۔“

اور کہا شرح بحر العلوم میں

وما اوردانه على تقدير جواز الاخذ بكل مذهب احتمال وقوع الخلاف المجمع عليه اذ ربما يكون المجموع الذى يعمل به ممالم يقل به احد فيكون باطلا اجماعا كمن تزوج بلا صداق للاتباع يقول الامامين اى ابى حنيفة والشافعى رحمهماالله ولا شهود اتباعا نقول الامام مالك ولا ولى على قول امامنا ابى حنيفة فهذا النكاح باطل اتفاقا اماعندنا فلا نتفاء الشهود اما عند غيرنا فلا نتقاء الولى فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلة وقد مران الاجماع على بطلان القول الثالث انما يكون اذا اتحدت المسئلة حقيقة او حكما فتدبرو لانه لو تم لزم استفتاء مفت بعينه والا لا حتمل الوقوع انتهى۔⑮

”اور وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ بتقدیر جائز ہونے عمل جملہ مذاہب کے احتمال ہے کہ کبھی کسی امر اجماعی کی مخالفت پڑ جاوے اس سبب سے کہ کبھی مل جل کر ایسی صورت ہو جاتی ہے جس کا کوئی بھی قائل نہیں تو بالا جماع باطل ٹھہرے گا جیسے ایک شخص نے بغیر مہر کے بموجب مذہب امام ابوحنیفہ اور شافعی کے نکاح کرلیا اور بموجب مذہب امام مالک کے گواہ بھی نہ کئے اور موجب قول امام ابوحنیفہ کے ولی بھی نہ کیا سو یہ نکاح بالاتفاق باطل ٹھہرے گا حنفیوں کے نزدیک تو بسبب نہ ہونے گواہوں کے اوروں کے نزدیک بسبب نہ ہونے ولی کے تو میں جواب دیتا ہوں کہ یہ اعتراض مندفع ہے بسبب ایک نہ ہونے مسئلہ کے اور یہ پہلے گزر چکا کہ تیسرے قول کے باطل ہونے میں حقیقۃً یا حکماً مسئلہ ایک ہونا چاہئے سمجھ لے تو اور بھی ہے کہ اگر اعتراض پورا ہو جائے تو لازم آئے

⑭ مسلم الثبوت آخر الکتاب ص ۳۵۶ ج ۲ ⑮ فواتح الرحموت آخر الکتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا کہ ایک ہی مفتی سے فتوی پوچھا جائے ورنہ وہی خرابی پیش آئے گی۔"

اس عبارت میں خیال کرو کہ وجہ اول کو لفظاً لفظاً رد کر رہی ہے اور کس طرح سے احتمال کو بیان کر کر رد کر دیا ہے اور کہا ہے مغتنم الحصول میں۔

ثم ما یتعلق به بعض المتفقة فی المنع بین المذهبین ولو فی مسئلتین من انه خلاف الاجماع المرکب مردود بان شرط ترکب الاجماع اتحاد المسئلة وایضا لو تم لزم استفتاء مفت بعینه فی جمیع المسائل وقد عرفت بطلانه بالاجماع کذا فی المسلم انتهی۔(76)

"پھر بعضے فقیہ دو مسئلوں میں بھی خلاف اجماع مرکب کو دلیل ٹھہرا کر دو مذہبوں پر عمل کرنے کو منع کرتے ہیں تو یہ بات مردود ہے اس طرح پر کہ اجماع مرکب میں مسئلہ ایک ہونا چاہئے اور یہ بھی ہے کہ اگر یہ اعتراض پورا ہو جائے تو لازم آئے گا کہ سب مسئلوں میں ایک مفتی سے پوچھا جائے گا اور اسکا باطل ہونا بالاجماع تو بیان چکا ہے یونہی ہے مسلم میں۔

(ابطال دلائل وجوب تقلید معین)

اگر کوئی کہے کہ تحقق اجماع مرکب کا اوپر بطلان ایسے وضو کے ہو سکتا ہے اس تصویر سے کہ بمذاہب امام مالک کے کم ہونا مقدار مسح کا یعنی ایک دو بال کا مانعہ صحۃ وضو ہے نہ کمی مقدار پانی کی یعنے کم ہونا قلتین سے اور بمذاہب امام حنیفہ کے دونوں مقداروں کی کمی مانع ہے صحت وضو سے اور نزدیک امام احمد کے اور شافعی کے قلت مقدار پانی کی قلتین سے مانع صحت وضو ہے نہ مقدار مسح کی تو جو کوئی اس طرح کا وضو کرے گا تو اس نے یہ سمجھا کہ ان میں سے کوئی چیز بھی مانع صحت وضو نہیں ہے یعنی شمول عدم کرے جیسا کہ توضیح میں ایسی صورت لکھی ہے اور اسکو شمول عدم سے تعبیر کیا ہے اور یہ شمول عدم باطل ہوا با جماع مرکب ائمہ اربعہ کے تو یہ وضو بھی باطل ہوا اجماع مرکب سے ان کے تو عدم التزام مذہب معین باطل ہوا کیونکہ اس میں احتمال ہے پڑنے کا ایسی صورتوں باطلہ میں تو اب جواب اس کے چار ہیں اول یہ ہے کہ اسی طرح بعض اور صورتوں میں بھی شمول عدم متحقق ہے حالانکہ وہ بعض صورتیں تمہارے نزدیک بھی مسلم الصحۃ ہیں جیسا کہ ایک شخص نے پانی بقدر قلتین سے جس میں کچھ نجاست تھیں امام مالک کا مقلد ہو کر وضو کیا اس لئے کہ جبکہ مذہب انکے میں قلتین سے کم پانی نجس نہیں ہوتا تو بقدر قلتین کے بطریق اولی نجس نہ ہوگا اور مسح ربع سر کا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہو کر کیا تو ظاہر ہے کہ تجویز میں صحت وضو کی بھی شمول عدم موجود ہیں اس طرح کہ امام مالک کے مذہب میں کمی ربع مسح کی مانع صحت وضو کو تھی اور امام ابو حنیفہ کے مذہب میں کمی قدر پانی کی مانع تھی تو گویا مجوز اس وضو کے نے کہا کہ دونوں امر مانع نہیں ہیں تو شمول عدم بوجہ اظہر اس صورت میں متحقق ہو گیا اور باوجود اسکے یہ صورت تمہارے نزدیک صحیح ہے پھر کیا وجہ اسکی کہ صورت اپنے بیان کئے کو فاسد کہوا گر اس صورت کو جو کہ ہم نے بیان کی ہے صحیح کہو با آنکہ شمول عدم دونوں صورتوں میں متحقق ہے بلکہ پہلی صورت میں اہل اختلاف ایک عصر میں نہیں اور صورت ثانی میں اہل اختلاف کا

---

(76) مسلم الثبوت ص ۳۵٦ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک زمانہ میں اختلاف ہوا ہے فلیس ذلك الا ترجیح المرجوح اور اگر کہو کہ یہ صورت بھی باطل اور فاسد ہے تو اور آفت اور مصیبت پڑے گی کہ تخصیص ایک مذہب کی ثابت کرتے کرتے مذاہب اربعہ کو ہاتھ سے دے بیٹھو گے کیونکہ یہ وضو بنا بر مذہب امام شافعی اور امام احمد کے درست ہے۔ اس لئے کہ ان کے مذہب میں کمی مقدار پانی اور کمی مقدار مسح کی دونوں مانع صحت وضو کے نہیں ہیں پس اگر اس صورت کو فاسد کہو گے تو مذہب شافعی اور احمد کا باطل ہو جائے گا اور انحصار مذہب اہل سنت کا اربعہ میں نہ رہیگا بلکہ مذہب میں امام مالک اور امام اعظم کے مذاہب اہل سنت پر منحصر ہونگے دوسرا یہ کہ صورت شمول عدم مقلد کو بالا جماع درست ہے تصویر اس کی یہ ہے کہ ایک شخص نے قلتین سے کم پانی نجاست افتادہ میں سے وضو کیا امام مالک کا مقلد ہو کر تو اس پانی کے وضو کو امام احمد اور شافعی اور ابوحنیفہ ہرگز فاسد نہیں جانتے بنا بر اس بات کے کہ اس شخص کو متوضی نے اس مسئلہ میں تقلید امام مالک کی کی ہے اگرچہ وہ ائمہ اس پانی کو اپنے حق میں اور اپنے مقلدین کے حق میں نجس جانتے ہیں اور ایسا ہی جبکہ اس شخص نے مسح کیا دو بال پر امام شافعی کا مقلد ہو کر تو اس مسح کو امام مالک اور امام اعظم اس کے حق میں ناقص نہیں جانتے اس نظر سے کہ وہ شخص اس مسح میں مقلد ہے امام شافعی کا اگرچہ امام اعظم امام مالک اس مسح کو اپنے حق میں اور اپنے مقلدین کے حق میں ناقص جانتے ہیں تو یہ وضو باجماع ائمہ اربعہ کے درست ہوا اسی واسطے اور اسی طور پر بعض محققین نے صورت نکاح بلا صداق اور بلا ولی اور بلا شہود کو جو شمول عدم پر مشتمل ہے بعد تسلیم اتحاد مسئلہ کے بھی درست کہا ہے چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر میں فرماتے ہیں۔

واعترض عليه بان بطلان الصورة المذكوره عندهما غير مسلم فان مالكا مصلا لم يقل ان من قلد الشافعي فى عدم صداق ان نكاحه باطل ولم يقل الشافعي ان من قلد مالكا فى عدم شهود ان نطاحه باطل اه واورد عليه ان عدم قولهما بالبطلان فى حق من قلد احدهما وراعى مذهبه فى جميع ما يتوقف عليه صحة العمل وما نحن فيه من قلدهما و خالف كلا منهما فى شيء وعدم القول بالبطلان فى ذلك لا يستلزم عدم القول به فى هذا وقد يجاب عنه بان الفاروق بينهما ليس الا ان كلو احد من المجتهدين لا يجد فى صورة التلفيق جميع ما شرط فى صحتها با يجد بعضها دون بعض وهذا الفارق لا يسلم ان يكون موجبا للحكم بالبطلان و كيف يسلم والمخالفة فى بعض الشروط اهون من المخالفة فى الجميع فيكون الحكم فى الصحة فى الا اهون بالطريق اولى ومن يدعي وجود فارق آخر ووجود دليل آخر على بطلان صورة التلفيق على خلاف الصورة الاولى فعليه بالبرهان فان قلت لا نسلم كون المخالفة فى البعض اهون من المخالفة فى الكل لان المخالف فى الكل يتبع مجتهد او احدا فى جميع ما يتوقف عليه صحة العمل هنا لم يتبع واحدا قلت هذا انما يتم لك اذا كان معك دليل من نص او اجماع اوقياس قوى يدل على ان العمل اذا كان له شروط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایجب علی المقلد اتباع مجتهد واحد فی جمیع ما یتوقف علیه ذلك فأت به ان کنت من الصدقین والله اعلم انتهی کلام السید بادشاه رحمه الله علی ما نقله الملا حسن الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید وما اورد علیه فسنجیب عنه انشاء الله تعالی فی مبحث التلفیق۔ (77)

"اور اس پر اعتراض کیا گیا ہے اس طرح کہ باطل ہونا صورت مذکور کا ان دونوں کے نزدیک مسلم نہیں کیونکہ امام مالک مثلاً یہ نہیں کہتے کہ جس نے مہر کے نہ ٹھہرانے میں امام شافعی کی پیروی کی تو اس کا نکاح باطل ہو گیا اور امام شافعی یہ نہیں کہتے کہ جس نے گواہوں کے نہ لینے میں امام مالک کی پیروی کی تو نکاح اسکا باطل ہے اور اس تقریر پر یوں اعتراض کیا گیا ہے کہ ان دونوں کا باطل نہ کہنا اس کے حق میں ہے جس نے ایک کی پیروی کر لی اور اپنے امام کی ساری باتوں کی رعائت رکھی اور ہم جس بات کے درپے بحث ہیں وہ اس کے حق میں کہ جس نے دونوں کی پیروی کی اور بعض بات میں ہر ایک کے مخالف ہوا اور پہلی صورت کو باطل نہ کہنا اس کے باطل نہ کہنے کو لازم نہیں کرتا اور کبھی اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے فرق دونوں صورتوں میں یہ ہے کہ کوئی مجتہد تلفیق کی صورت میں ساری شرطیں صحت عمل کی نہیں پاتا بلکہ بعضی شرطیں پاتا ہے اور یہ نہیں مانتے کہ اتنا فرق باطل ہونے کی وجہ سے پڑسکتا ہے اور کیونکہ یہ امر مذکور مانا جاوے حالانکہ مخالفت بعضی باتوں میں بہ نسبت ساری باتوں کے سہل ہے اور حکم صحت کا سہل میں بطریق اولی دیا جائے گا اور جس کو اور فرق کا دعوی ہے اور تلفیق کے باطل ہونے کی اور دلیل اس کے پاس ہے تو وہ پیش کرے پھر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضی باتوں میں مخالف کا سہل ہونا بہ نسبت ساری باتوں کے ہمیں مسلم نہیں ہے کیونکہ مخالفت کرنے والا ساری باتوں میں ایک مجتہد کی پیروی کرتا ہے اور یہاں یوں نہیں ہے میں جواب دوں گا کہ یہ بات جب پوری ہوگی کہ تیرے پاس کوئی دلیل آیہ یا اجماع یا قیاس قوی سے ہووے کہ دلالت کرے اسی پر کہ کسی عمل کی جب شرطیں ہوویں تو مقلد پر واجب ہے ایک مجتہد کا اتباع سب شرطوں میں اگر وہ دلیل ہے تو لا اگر تو سچا ہے ہو چکی عبارت سید بادشاہ کی جو ملا حسن شرنبلالی نے عقد الفرید میں نقل کی ہے اور اس پر جو اعتراض کیا گیا ہے اسکا جواب ہم انشاء اللہ بحث تلفیق میں دیں گے۔"

اور علامہ اکمل صاحب عنایہ تقریر میں فرماتے ہیں۔

وتعقب الاول بان الجمع المذکور لیس بضار لان مالکا لم یقل بطلان انکحة الشافعیه ولا الشافعی ببطلان انکحتا لمالکیة بلا شهود ولکن وفیه نظر ظاهر علی ما نقله القندهاری فی مغتنم الحصول اقول وجه النظر مو فی کلام السید بادشاه من ایراد وقد مر جوابه ایضاً۔

"اور تعقب اول کا یوں کیا گیا ہے کہ جمع مذکور مضر نہیں کیونکہ امام مالک نے شافعیوں کے نکاح باطل ہونے کو نہیں کہا اور شافعی نے مالکیوں کے نکاح باطل نہ ہونے جو کہ بلا شہود کہا و لیکن اس میں اعتراض ظاہر ہے جیسا کہ نقل کیا قندہاری نے مغتنم الحصول میں۔ میں کہتا ہوں کہ وجہ اول اعتراض وہی ہے جو سید بادشاہ کے کلام میں گزرا اور

(77) تیسر التحریر ص ۲۵۵ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ اسکا جواب بھی ہو چکا۔"

تیسرا یہ کہ فرض کیا کہ ایک امام کے مقلد کے فعل کو دوسرا امام فاسد کہتا ہے اور شمول عدم مقلد کو درست نہیں لیکن مآل اور مبنی اس عدم جواز کے شمول عدم کا تو یہی ہے کہ اختلاف آئمہ اربعہ کا مستلزم بطلان شق مخالف کا ہوتا ہے۔ اور اسکا بطلان مبحث میں اجماع مرکب کے بوجہ بسیط معلوم ہو چکا۔ چوتھا یہ کہ فرض کیا کہ اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا ہی درست ہوسکتا ہے اور یہ صورت وضو کی باطل ہے پھر یہی اس سے لازم نہیں آتا ہے۔ کہ تقلید ایک ہی مجتہد کی ہر مسئلہ میں واجب ہو جائے بلکہ ہوسکتا ہے کہ مقلد ایسی صورتوں سے جنہیں جمع بین المذاہب لازم آئے گا پرہیز رکھے اور باوجود اس کے التزام ایک مذہب کا نہ کرے مثلاً کوئی شخص اس طرح وضو کرے کہ فجر کے وضو میں امام مالک کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اس طور پر کہ جتنے شرائط اور ارکان اور سنن مستحبات ان کے مذہب میں ہیں سب کو ادا کرے اور کوئی امر ایسا نہ کرے کہ جسے امام مالک کے مذہب میں وہ وضو فاسد ہو جاتا ہے اور ظہر میں امام شافعی کے مذہب کے مسائل پر عمل کرے اسی کیفیت سے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مذہب کے عمل میں گذری ہے اور عصر کے وضو میں امام احمد کی تقلید کرے اسی کیفیت سے اور مغرب کے وضو میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کرے اسی کیفیت اور شرائط سے جو گذرے ہیں تو اس شخص کے حق میں مؤلف کی وجہ اول کیونکر جاری ہوگی اور اس پر تقلید شخص معین کی اس دلیل سے کیونکر واجب ہوگی اسی واسطے کہا ہے ملا حسن شرنبلالی حنفی نے عقد الفرید میں۔

فتحصل مما ذكرنا انه ليس على الانسان التزام مذهب معين وانه يجوز له العمل بما يخالف ما حمله على مذهبه مقلدا فيه غير امامه مستجمعا شروطه ويعمل بامرين متضادين في حادثتين لا تعلق لواحدة منهما بالاخرى انتهى كما نقل سابقا۔

"جو ہم نے ذکر کیا اسکا کلام حاصل یہ ہے کہ انسان پر لازم نہیں کہ ایک مذہب معین کا التزام کرے اور یہ کہ روا ہے اسکو عمل کرنا مخالف اس کے جس پر عمل کر چکا مع لحاظ شرائط کے اور عمل کرے دو امر متضاد پر ایسے دو حادثوں میں کہ ایک کو دوسرے سے تعلق نہیں یہ عبارت ہو چکی جیسا کہ پہلے گذر چکی۔"

(رجوع بعد العمل)

قال اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب مذہب غیر معین پر عمل کریگا تو احتمال ہے پڑنے کا غیر ثواب میں نزدیک ائمہ اربعہ کے جیسا کہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب شافعی کے کہ پڑھا نماز میں ساتھ جہر بسم اللہ کے اور عمل کیا بموجب مذہب امام اعظم اور امام مالک کے کہ ترک کیا جہر آمین کو تو نماز چاروں کے نزدیک خراب ہوئی۔

اقول بہت ظاہر ہے کہ مآل اور مرجع اس وجہ کا طرف وجہ اول ہے کہ ہے تو جبکہ اس وجہ کی خاک اڑائی گئی تو اس کا ذکر باقی رہا تو چاہئے کہ جواب وجہ اول کو اس پر منطبق کرلیں۔

قال تیسری وجہ یہ ہے کہ جمع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے ممنوع ہے بالاتفاق کہا یہ شیخ ابن حاجب مالکی نے مختصر اصول کے اور قاضی عضد الدین شافعی نے شرح اسکی میں اور شیخ ابن ہمام حنفی نے بیچ تحریر الاصول میں اور صاحب

---

(78) التحرير مع التقرير والتحبير ص ٣٥٠ ج ٣.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ردالمختار نے بیچ ردمختار کے اور سوائے ان کے اور علماء نے مانند آمدی وغیرہ کے اور عبارت تحریر کی یہ ہے۔

لا یرجع عما قلد ای عمل به اتفاقاً انتھی۔[78] ''نہ پھرے اس مسئلہ سے جس پر عمل کر چکا بالاتفاق۔''

اور کہا صاحب بحرالرائق نے بیچ رسالہ زینیہ کے۔

نقل الشیخ فی تصحیحه عن جمیع الاصولین انه لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتھی۔

''نقل کیا شیخ نے اپنی تصحیح میں سارے اصولوں سے کہ بالاتفاق بعد عمل کے نہ پھرے تقلید سے''

یعنی نقل کیا شیخ قاسم نے تصحیح اپنی کے جمیع الاسولین سے کہ بلاشبہ نہیں صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے کے بالاتفاق۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھے بتقلید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تو نہیں درست کہ نماز پڑھے اور کے طور پر اور یاد اور نگاہ رکھنا اعمال کا کہ ہم نے فلانے مذہب پر عمل کیا ہے فلانے وقت اب اس کے خلاف نہ کریں مشکل ہے بسبب ہونے دینداری کے اور سستی ہونے امور دین میں پس جبکہ یاد نہ رہا اس طور پر تو پڑیگا اس میں جو ممنوع ہے بالاتفاق یعنی بالاجماع پس اس لئے تعین مذہب ضرور ہوئی.

اقول جواب اسکے دو ہیں اول جواب ساتھ اثبات اختلاف کے رجوع اور بعد العمل میں اور ساتھ توڑ دینے دعوی اجماع کے اس کے ممنوع ہونے پر تو کہتے ہیں ہم کہ اولا دعوی اس اتفاق کا ابن الحاجب اور آمدی نے کیا ہے اور باقی صاحب جس کا مولف نے ذکر کیا ہے اور سوائے ان کے سب اتباع ہیں ابن الحاجب اور آمدی کے تو معلوم کرنا چاہئے کہ دعوی اجماع کا منع ہونے پر رجوع بعد العمل کے محققین نے رد کر دیا ہے اور قائل ہونے میں اختلاف کے اس مسئلہ میں چنانچہ زرکشی نے کہا ہے کہ جو کہ ابن الحاجب اور آمدی نے کہا ہے یہ غلط ہے یعنی دعوی اجماع کا ٹھیک نہیں اس لئے کہ ان دونوں کے غیر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رجوع بعد العمل میں اختلاف ہے یعنی بعضے کہتے ہیں کہ رجوع بعد العمل درست ہے اور بعضے کہتے ہیں درست نہیں۔ پس ہم کو جائز ہے کہ اتباع کریں اس شخص کا جو قائل ہوا ہے جواز کا چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی ناقلا شرح تحریر سے فرماتے ہیں۔

قال الزرکشی لیس کما قالا یعنے الآمدی وابن الحاجب ففی کلام غیرهما ما یقتضے جریان الخلاف ای فلنا اتباع القائل بجواز التقلید بعد العمل بقول غیر من قلده وعمل به انتھی کلام الشرنبلالی۔

''زرکشی نے کہا ہے کہ آمدی اور ابن الحاجب نے جیسا کہا ہے ویسا نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کے سوا اوروں کے کلام میں وہ عبارت ہے جس سے خلاف کا جاری ہونا پایا جاتا ہے یعنی ہم کو جائز ہے اتباع اسکا جو کہتا ہے کہ بعد عمل کے بھی اور کی تقلید روا ہے۔''

اور فاضل بہاری منہیہ مسلم میں ارشاد کرتے ہیں۔

قال الزرکشی الاتفاق ذکره الآمدی وابن الحاجب ولیس کما قالاه ففی کلام غیرهما ما یقتضے جریان الخلاف بعد العمل ایضاً انتھے۔ ما فی الحاشیة المنتیه۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہا زرکشی نے آمدی اور ابن الحاجب نے اتفاق نقل کیا ہے اور جیسا انہوں نے کہا ہے یوں نہیں ہے کیونکہ اوروں کے کلام میں بعد عمل کے بھی خلاف جاری ہے۔''

فاضل اکمل صاحب عنایہ نے تقریر میں کلام زرکشی کے نقل کر کے اور تائید کی ہے اور کہا ہے کہ رجوع کرنا کیونکر ممنوع ہوگا جس حالت میں کہ غیر کے مذہب کو صحیح جانے چنانچہ فاضل قندہاری نے مغتنم الحصول میں کہا ہے۔

وفی التقریر الاتفاق ذکرہ الآمدی وابن الحاجب و تعقبہ الزرکشی بان کلام غیرھماما یقتضی الخلاف بعد العمل ایضاً وکیف یمتنع الرجوع اذا اعتقد صحتہ غیرہ انتھی۔⑱

''اور تقریر میں ہے کہ آمدی اور ابن الحاجب نے اتفاق نقل کیا ہے اور اس پر زرکشی نے یوں اعتراض کیا ہے کہ اوروں کا کلام بعد عمل کے بھی خلاف کو چاہتا ہے اور بھلا رجوع کیونکہ منع رہیگا جب غیر کے مذہب کے صحیح ہونے کا اعتقاد جم جائیگا۔''

اور ایسا ہی شیخ امام تقی الدین سبکی نے بھی دعوی اجماع کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے ابن حاجب اور آمدی کے اوروں کے کلام سے رجوع بعد العمل میں اختلاف معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ کس طرح سے رجوع ممنوع ہوگا جبکہ صحت مذہب غیر کی معلوم ہوگی چنانچہ سید شریف علی السمہودی عقد الفرید فی احکام التقلید میں فرماتے ہیں۔

ثم رأیت فی فتاوی السبکی انہ سئل عن ذلک فی ضمن مسائل الی ان قال السبکی ودعوی الاتفاق فیھا نذر وفی کلام غیرھما ما یشعر باثبات الخلاف بعد العمل ایضاً وکیف یمتنع اذا اعتقد صحتہ انتھی کذا فی العقد الفرید للشرنبلالی۔

''پھر میں دیکھا فتوی سبکی میں کہ اور مسائل کے شامل کے لئے ان سے رجوع کا مسئلہ پوچھا تو سبکی نے کہا کہ دعوی اتفاق میں بحث ہے کیونکہ آمدی اور ابن الحاجب کے سوا اوروں کے کلام میں وہ عبارت ہے جس سے بعد عمل کے بھی خلاف سمجھا جاتا ہے اور کیونکہ رجوع منع ہوگا جب غیر کی صحت کا اعتقاد جم جائیگا یونہی ہے شرنبلالی کے عقد الفرید میں''

اور ایسا ہی سید محقق شامی نے بھی کہا ہے کہ دعوی اجماع میں نظر ہے۔ اس لئے کہ اختلاف مروی ہے اتباع قول بالجواز کا چنانچہ رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

علی ان فی دعوی الاتفاق نظر فقد حکی الاختلاف فیجوز اتباع القائل بالجواز انتھی۔⑲

''علاوہ یہ کہ دعوی اتفاق میں بحث ہے کیونکہ نقل کیا گیا ہے خلاف۔ تو جو جواز کا قائل ہے اسکی پیروی ہو سکتی ہے''

بلکہ شیخ ابن الھمام نے اگرچہ تحریر میں موافق ابن الحاجب کے کہا ہے لاکن فتح القدیر میں ابن الحاجب کے اتباع کو طاق پر رکھ کر حق کو اختیار کیا ہے اور قائل اختلاف کے ہوئے ہیں چنانچہ بحر العلوم شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

لا یرجع المقلد عما عمل بہ من حکم جزءی اتفاقا کذا فی المختصر والتحریر

---

⑱ التقریر والتحبیر ص ۳۵۰ ج ۳ ⑲ رد المحتار (مقدمہ) ص ۵۱ ج ۱ ⑳ فواتح الرحموت ص ۴۰۵ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للشيخ وان ذكرههناموافقا للمختصر وتنزلاً على رايه لكن كلام فى فتح القدير مشعر بالخلاف بعد العمل انتهى۔⑧⓪

"نہ پھرے مقلد اس مسئلہ سے جس پر بطور حکم جزئی کے عمل کر چکا بالا تفاق یونہی ہے مختصر اور تحریر ابن ہمام میں اور یہاں موافق مختصر کے ہی ہے لیکن کلام اسکا فتح القدیر میں خبر دیتا ہے کہ بعد عمل کے بھی خلاف ہے۔"

بلکہ جمہور کے کلام سے اختلاف رجوع بعد العمل میں معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ لزوم تقلید میں بعد التزام کے جمہور کے نزدیک تین قول میں۔**قيل يلزم وقيل لا وهو الاصح وقيل كمن هو لم يلتزم۔⑧①**

"بعضوں نے کہا ہے کہ لازم ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہیں اور یہ بہت صحیح ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ التزام کرنا یا نہ کرنا یکساں ہیں۔"

جیسا کہ سابق میں نو دس کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوا اور ظاہر ہے کہ جبکہ لزوم بعد الالتزام میں تین قول ہوئے تو منع رجوع میں جو فرع ہے ایوم کی کیونکر اختلاف نہ ہوگا چنانچہ مسلم میں کہا ہے۔

وقيل مختلف فيه يعني الرجوع بعد العمل اقول يدل عليه التثليث فى الالتزام فان وجوده ليس اولى من عدم مضرورة تدبر انتهى۔⑧②

"بعضوں نے کہا ہے کہ رجوع کرنا بعد عمل کے اختلافی ہے میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتی ہیں اس اختلاف کے اوپر کہ تین قول سو بلاشک التزام اور بلا التزام دونوں یکساں ہیں سوچ لے ہو چکی عبارت مسلم کی۔"

اور شرح میں بحر العلوم نے کہا ہے۔

اقول يدل عليه التثليث فى المذاهب فى الالتزام راى مجتهد فان وجوده اى الالتزام ليس اولى من عدم مضرورة ولا معنى الاتفاق عند وجوده والاختلاف عند عدم تدبر انتهى۔⑧③

"میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتے ہیں اس پر تین قول مذہبوں میں جو در باب التزام ایک مذہب کے گزر چکی تو التزام کرنا نہ کرنے سے اولی نہیں ہوسکتا ہے اور التزام کے وقت اتفاق اور عدم التزام کے وقت اختلاف ہونا اس کی کوئی وجہ نہیں۔"

پس جبکہ کلام سے زرکشی کے اور شیخ تقی الدین کے بلکہ خود شیخ ابن الہمام کے بلکہ کلام سے تمام قائلین بالتثلیث کے ثابت ہوا کہ دعوی اجماع کا منع ہونے رجوع بعد العمل پر غلط ہے تو یہ امر مختلف فیہ ٹھہرا سو ہم نے بقول ملا حسن شرنبلالی حنفی کے جواز کو اختیاط کیا بسبب اسکے کہ جواز رجوع مدلل ہے بعینہا ان کے دلائل سے جو عدم التزام تقلید معین پر گزر چکی ہیں اور امتناع رجوع پر کوئی دلیل ادلہ شرعیہ میں سے نہیں ہے **ما انزل الله بها من سلطان** ۔

دوسرا جواب یہ کہ اگر فرض بھی کیا جائے کہ دعوے اجماع کا ثابت ہے تو بھی اس سے تقلید معین نہیں ہوتی اس لئے

---

⑧① تیسر التحریر (الانتقال) ص ۳۵۳ ج ۳

⑧② مسلم التثوت ص ۳۵۵ ج۲ ⑧③ فواتح الرحموت ص ٤٠٤ ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ محققین نفاذ معنی امتناع رجوع بعد العمل کے یہ کرتے ہیں کہ جبکہ کوئی شخص ایک حادثہ میں کسی مجتہد کی تقلید کرے تو اس کو درست نہیں کہ اس حادثہ خاص میں اس تقلید سے رجوع کرے مثلا ایک شخص نے ظہر کا وضو کیا ساتھ مسح ربع سر کے امام ابوحنیفہ کا مقلد ہو کر تو اب اس کو درست نہیں کہ اس وضو خاص میں تقلید سے امام ابوحنیفہ کے رجوع کرے اور اس مسح کو باطل کہے اور مسح تمام سر کا بناء پر مذہب امام مالک کے اسی وضو میں واجب جانے اور امتناع رجوع بعد العمل کے یہ معنی نہیں کہ جب کہ اس شخص۔ نے مثلاً پنج فرض ظہر کے دن جمعہ کے مسح ربع سر میں تقلید ابوحنیفہ کی اختیار کی تو اب اس کو دوسرے وضو میں مثلاً ہفتہ کے ظہر کے وضو میں یا جمعہ ہی کے عصر کے وضو میں بھی ربع سر کے مسح سے رجوع کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت مؤلف سمجھے ہیں اور بعض محققین اس امتناع کو اس محل میں جاری کرتے ہیں جس جگہ کسی کا ضرر لازم آوے جیسے کہ ایک شخص نے نکاح کیا بلاشہود بنا بر مذہب مالک کے اور جب کہ عورت نے مہر طلب کیا تو وہ شخص تقلید مالک کی سے رجوع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں حنفی مذہب کا مقلد ہو کر اس نکاح کو ناجائز ٹھہرا کر مہر دینے سے بچ جاؤں تو اس محل میں رجوع کرنا اس کا مذہب مالک سے باعث ضرر عورت کا ہے اور بعض کے نزدیک یہ امتناع رجوع محمول ہے صورۃ تلفیق پر لیکن یہ محمل خلاف تحقیق کے ہے چنانچہ مبحث تلفیق میں آوے گا اس لئے اسانید پہلے دونوں معنی کی نقل کیے جاتے ہیں تو سنو کہ کہا محقق شامی نے ردالمختار میں بعد قول عدم جواز رجوع کے۔

او هو محمول على منع التقليد فى تلك الحادثة بعينها لا مثلها كما صرح به الامام السبكى و تبعه عليه جماعة و ذلك كما لو صلى الظهرا بمسح ربع الراس مقلداً للحنفى فليس له ابطالها باعتقاده لزوم مسح الكل مقلداً للما لكى و اما لو صلى يوماً على مذهب و ارادان يصلى يوماً آخر على غيره فلا يمنع منه على ان فى دعوىٰ الاتفاق نظرا فقد حكى الخلاف فيجوز اتباع القائل بالجواز كذا افاده العلامه الشرنبلالى فى عقد الفريد ثم قال بعد ذكر فروغ من اهل المذهب صريحة بالجواز و كلام طويل فتحصل مما ذكرناه انه ليس على الانسان التزام مذهب معين و انه يجوز له العمل بخلاف ما عمله على مذهب غير امامه مستجمعا شروطه و العمل بامرين متضادين فى حادثتين لا تعلق لواحدة منهما بالاخرى۔ انتهىٰ۔ (84)

''یا وہ حمل کیا گیا ہے منع تقلید پر جو بعینہ اسی مسئلہ میں ہو نہ اس کے مثل اور دوسرے مسئلہ میں چنانچہ امام سبکی نے اس کی تصریح کی ہے اور ایک جماعت سبکی کی پیرو ہوئی ہے چنانچہ ایک شخص نے بموجب قول امام ابوحنیفہ کے پاؤ سر کا مسح کر کے ظہر کی نماز پڑھی تو اب یہ نہیں چاہیے کہ امام مالک کے مذہب کا اعتقاد کر کے اس نماز کو باطل ٹھہراوے ہاں اگر ایک دن ایک مذہب کے موافق پڑھے اور دوسرے دن اور دوسرے مذہب کے موافق پڑھنے کا ارادہ کرے تو اسے منع نہ کیا جاوے علاوہ یہ کہ اتفاق کے دعوے میں بحث ہے کیونکہ اختلاف بھی یقینی نقل کیا گیا ہے تو جو علماء رجوع بعد العمل کو جائز کہتے ہیں ان کی اتباع جائز ہے یونہی فائدہ بخشا ہے علامہ شرنبلالی نے عقد

(84) رد المختار (مقدمه حكم التقليد الرجوع عنه) ص ۵۱ ج ۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفرید میں پھر اصحاب مذاہب کے جزئی مسئلے ذکر کر کے جس سے صریح جواز رجوع کا نکلتا ہے کہا ہے کہ جو ہم نے ذکر کیا اس کا حاصل کلام یہ ہوا کہ انسان پر التزام پکڑنا ایک مذہب معین کا ضرور نہیں اور بشرط لحاظ رکھنے شرائط کے اسے بعد عمل کے بھی اور مذہب کے مسئلوں پر جو مسائل معمولہ کے مخالف ہیں عمل کرنا روا ہے اور ایسے دو حادثوں مختلفہ پر اسے عمل پہنچتا ہے کہ ایک کو دوسرے سے لگاؤ نہ ہو۔"

اور کہا طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں قولہ:

و ان الرجوع .الخ كان قلد الحنفي مالكا مثلا في النكاح بغير شهود ثم اراد الرجوع عن التقليد اى و يحكمه بمذهبه بان المهر لا يلزم فليس له ذلك او بزيادة و اعلم انه ليس المراد نفي جواز التقليد مطلقاً بل في نحوما ذكرناه لان الرجوع ههنا يلزم منه ضرر الغير و اعلم ان تقليد الحنفي الشافعي مثلا في مسئلة عبارة عن الاخذ بقوله مع بقائه على مذهبه في المسئلة حتى لو استفتى عن خصوص هذه المسئلة التى قلد فيها لا يجيب السائل الا بطبق مذهب الامام و معنى بقائه على مذهبه فيها ان يكون وقت العمل بمذهب الشافعي في المسئلة التى قلده فيها باق على اعتقاد متابعة الامام في حكم المسئلة التى قلد الشافعي فيها اى بالنسبة لما عساه ان يقع له في المستقبل فان قلت ان بقاؤه على مذهب ولا يحبيب الا بقول امامه يتضمن الرجوع عما قلده فيه قلت الممتنع الرجوع عن عين تلك الواقعة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها ما انتهىٰ۔ (85)

"چنانچہ تقلید کرے حنفی امام مالک کی مثلاً بے گواہی کے نکاح میں پھر ارادہ کرے رجوع کا یعنی اپنے مذہب کے موافق کہے کہ مہر مجھ پر لازم نہیں تو یہ اسے نہیں چاہیے اور جان لے کہ بالکل غیر کی تقلید سے ممانعت مراد نہیں ہے بلکہ ایسی صورتوں میں ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں کیونکہ ایسے رجوع میں ایک کا نقصان ہے اور جان رکھ کہ تقلید کرنا حنفی کا مثلاً امام شافعی کے کسی مسئلہ میں یہ ہے کہ شافعی مذہب کا قول لے کر اپنے مذہب پر باقی رہے اس مسئلہ میں یہاں تک کہ اس خاص مسئلہ میں اگر کوئی فتویٰ پوچھے تو اپنے امام کے قول کے موافق جواب دیوے اور معنی باقی رہنے اپنے مذہب کے یہ ہیں کہ امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنے کے وقت اس مسئلہ میں تابعداری امام اپنے کا آگے کو معتقد رہے پھر اگر تو کہے کہ باقی رہنا اپنے مذہب پر اور جواب فتویٰ کا دینا اپنے امام کے موافق مشتمل ہے رجوع کو اس صورت سے جس پر عمل کر چکا تو میں جواب دوں گا کہ ممتنع وہ رجوع ہے جو عین اسی حادثہ میں ہو نہ اس میں جو اس کی جنس سے پیدا ہوا ہے۔

اور کہا فاضل قندھاری نے مغتنم میں:

ثم ان الشرنبلالي الحنفي قرران المنع عن الرجوع بعد العمل انما هو في تلك الخادثة

---

(85) حاشیه طحطاوی (مقدمة الكتاب) ص ۵۰ ج۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشخصها لا فی مثلها انتہیٰ۔

پھر شرنبلالی حنفی نے ٹھہرایا کہ منع رجوع بعد عمل کے صرف اسی خاص حادثہ میں ہے ہواس کی مثل میں نہیں ہے۔

اور کہا سید شریف علی السمہودی نے عقد الفرید فی احکام التقلید میں:

المختار ان کل مسئلة اتصل عمله بها فلا مانع من اتباع غیر مذهبه الاول و به یعلم ما فی حکایة اطلاق الاتفاق علی المنع و لعل المراد اتفاق الاصولیین ثم ان کان المراد من منع الرجوع حیث عمل فی الواقعة عین تلك الواقعة المنقضیة لا یحدث بعدها من جنسها فهو ظاهر کحنفی سلم شفعة بالجوار عملا بعقیدته ثم عن له تقلید الشافعی حین ینزع العقار ممن سلمه فلیس له ذلك کما انه لایخاطب بعد تقلیده للشافعی باعادة ما مضیٰ من عباداته التی یقول الشافعی ببطلانها المضیها علی الصحة فی اعتقاده فیما مضٰی فلوشری هذا الحنفی بعد ذلك عقاراً اخر و قلد الشافعی فی عدم القول بشفعة الجوار فلا یمنعه ما سبق من ان یقلده فی ذلك فله ان یمتنع من تسلیم العقار الثانی فان قال الامدی و ابن الحاجب و من تبعهما بالمنع فی مثل هذا وعمموا ذلك فی جمیع صور ما وقع العمل به اولا فهو غیر مسلم و دعوی الاتفاق علیه ممنوعة ففی الخادم ان امام الطرطوسی رحمه الله حکی انه اقیمت صلوة الجمعة و هم القاضی ابو الطبیب الطبری بالتکبیر فاذا طائر قد ذرق علیه فقال انا حنبلی ثم احرم ودخل فی الصلوة انتهیٰ۔

قلت و معلوم انهم انما کان شافعیا یتجنب الصلوة بذرق الطائر فلم یمنعه عمله السابق بمذهبه فی ذلك من التقلید المخالف عند الحاجة الیه و فی الخادم ایضاً ان القاضی ابا عاصم العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال و المؤذن یؤذن المغرب فنزل و دخل المسجد فلما رأه القفال امر المؤذن ان یثنی الاقامة و قدم القاضی فتقدم و جهر بالبسملة مع القرأة و اتی بشعار الشافعیة فی صلوة انتهیٰ۔

و معلوم ان القاضی ابا عاصم انما یصلی قبل بشعار مذهبه فی ذلك ایضاً ثم قال السید السمهودی ثم رأیت فی فتاویٰ التقی السبکی انه سئل عن ذلك فی ضمن مسائل الی عن قال السبکی و دعویٰ الاتفاق فیها نظرو فی کلام غیرهما ما یشعر باثبات الخلاف بعد العمل ایضاً و کیف یمنع اذا اعتقد صحة ولکن وجه ما قالاه انه بالتزامه مذهب امام مکلف به ما لم یظهر له غیره و العامی لا یظهر له الغیر بخلاف المجتهد حیث ینتقل من امارة الی امارة هذا وجه ما قاله الأمدی و ابن الحاجب ولا بأس به لکنی اری تنزیله علی خصوص العین فلا یبطل عین ما فعله وله فعل جنسه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخلافه انتهیٰ عبارة السید ملخصاً نقلا عن عقد الفرید العلامة الشرنبلالی الحنفی۔
مذہب مختار یہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل کر چکا اس میں اور مذہب کے موافق عمل کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے اور حکایت اتفاق منع میں جو شبہ ہے وہ اسے اوپر کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے شاید اتفاق سے اصولیوں کا اتفاق مراد ہے پھر اگر منع رجوع سے وہی مسئلہ خاص بعینہا مراد ہے نہ اس کی جنس کا دوسرا تو یہ ظاہر ہے جیسے ایک حنفی مذہب نے موافق اپنے عقیدہ کے حق شفعہ پڑوسی کو دیا۔ پھر امام شافعی کی تقلید کر کے وہ گھر چھین لیا تو اسے یہ روا نہیں جیسا کہ نہیں کہا جاتا اس حنفی کو بعد تقلید مذہب شافعی کے ان عبادات کے اعادہ کے لئے جن کو کر چکا ہو اس وجہ سے کہ وہ مذہب حنفی میں ٹھیک تھے اگر چہ موافق مذہب شافعی کے ٹھیک نہ تھے ہاں اگر یہ حنفی اس کے بعد کوئی اور گھر خریدے اور پڑوسی کے شفعہ نہ ہونے میں امام شافعی کی تقلید کرے تو اسے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اب بھی حنفی کے موافق عمل کرے سوا اسے پہنچتا ہے کہ دوسرا گھر پڑوسی کو نہ دیوے سو اگر آمدی اور ابن الحاجب اور ان دونوں کے پیروں نے ایسی صورتوں میں رجوع کو منع کہہ کر تمام صورتوں میں اس کے پہلے عمل کو عام رکھا ہے تو یہ امر غیر مسلم ہے اور دعویٰ اتفاق کا ماننے کے قابل نہیں کیونکہ الخادم میں ہے کہ امام طرطوسی نے حکایت کی کہ جمعہ کی نماز کی جماعت کھڑی ہوئی اور قاضی ابوالطیب طبری نے تکبیر تحریمہ کا ارادہ کیا کہ یکا یک ایک جانور نے ان پر بیٹ کر دی تو انہوں نے کہا کہ میں حنبلی ہوں اور نیت باندھ کر نماز میں داخل ہو گئے۔ ہو چکی عبارت خادم کی۔
میں کہتا ہوں کہ یہ بات معلوم ہے کہ وہ شافعی تھے جانور بیٹ کر دے تو بغیر دھوئے نماز نہیں پڑھتے تھے سو ان کے مذہب کے عملدر آمد سابق نے ان کو مخالف مذہب پر عمل کرنے سے وقت ضرورت کے باز نہ رکھا اور یہ بھی خادم میں ہے کہ قاضی ابو عاصم عامری حنفی قفال کی مسجد کے دروازہ پر فتویٰ دیتے تھے اور مؤذن نے مغرب کی اذان دی تو وہ دروازے پر سے اتر کر مسجد میں آ گئے سو قفال نے جب ان کو دیکھا مؤذن سے کہہ دیا کہ اقامت کے لفظ دو دو دفعہ کہے اور قاضی کو امام بنایا سو قاضی امام بن گئے اور بسم اللہ اور قرأت پکار کر پڑھی اور باتیں موافق مذہب امام شافعی کے برتیں ہو چکی عبارت خادم کی اور یہ بات معلوم ہے کہ پہلے قاضی ابو عاصم اپنے مذہب حنفی کے موافق عملدر آمد رکھتے تھے سو پہلے کے عملدر آمد نے ان کو اس عمل سے منع نہ کیا پھر سمھودی نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے تقی الدین سبکی کے فتوے میں کہ ان سے کسی نے اور مسئلوں کے شامل میں رجوع مذہبی کا فتویٰ پوچھا تو سبکی نے اور جوابات دے کر اس باب میں یہ کہا کہ دعویٰ اتفاق میں بحث ہے کیونکہ اوروں کے کلام میں وہ عبارت ہے جس سے خلاف سمجھا جاتا ہے عمل کے بعد ہی اور بھلا کیونکر رجوع منع ہوگا جب مخالف کی صحت کا عقیدہ جم جاوے لیکن وجہ ان دونوں کے کہنے کی یہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل کر چکا بالتزام مذہب کے ایک امام کے تو جب تک اسے اس کے سوا اور نہ معلوم ہوا اسی کا مکلّف رہے گا برخلاف مجتہد کے کہ دم بھر میں ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف پھر جاتا ہے یہی وجہ ہے اس قول کی جسے آمدی اور ابن حاجب نے کہا ہے اور اس مقولہ میں کچھ ڈر نہیں لیکن میرے عقیدہ میں لگاؤ اس مقولہ کا خاص مسئلہ میں تو ہے جو کچھ کر چکا ہے بعینہٖ اس کو باطل نہ کرے اور دوسرا مسئلہ اس جنس کا جو پیش آوے تو اس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو رجوع پہنچتا ہے ہو چکی عبارت سید کی بطور تلخیص کے شرنبلالی کی عقد الفرید میں ہے۔

اور خود ملا حسن الشرنبلالی الحنفی نے عقد الفرید میں مقبول و روایات صحیحہ معتمدہ کے ان معنیٰ کو ثابت کیا ہے جس کو شوق ہو عقد الفرید کو ملاحظہ کرے۔ اس مختصر میں نقل کرنا تمام کلام کا ان کے دشوار ہے مگر قدرے قلیل تیمناً کہا جاتا ہے تو سنو کہ شروع میں تحقیق منع رجوع بعد العمل کے فرماتے ہیں:

فان قلت كيف هذا مع قول العلامة الشيخ الامام كمال الدين ابن الهمام فى تحرير مسئلة لا يرجع فيما قلد فيه اى عمل به اتفاقاً انتهىٰ قلت لا يمنع ذلك ما قلته من صحة التقليد لحمل المنع على خصوص العين لا خصوص الجنس انتهىٰ۔ (86)

اگر کہے تو کیونکر ہوگا یہ باوجود کہنے ابن ہمام کے تحریر میں نہ رجوع کرے اس مسئلہ میں جس پر عمل کر چکا بالاتفاق ہو چکی عبارت تحریر کی۔ میں کہتا ہوں کہ رجوع کا منع کرنا خاص بعینہ اسی مسئلہ میں ہے نہ اس کی جنس میں۔ ہو چکی عبارت شرنبلالی کی۔

اور بعد اس کے چند روایتیں معتمد مؤید اپنے جواب کے نقل کیے ہیں پھر معنیٰ ظاہری کلام ابن الحاجب کو اور کلام شیخ خالد ازہری رحمۃ اللہ علیہ کو رد کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

ولما فيه من رد ما يتوهم من ظاهر عبارة ابن الحاجب و من رد ما صرح به فى شرح جمع الجوامع للشيخ خالد الازهرى مستنداً لذلك الابهام حيث قال واذا عمل العامى بقول المجتهد فى حادثة فليس له الرجوع عنه الى فتوىٰ غيره فى مثل تلك الواقعة اجماعاً كما نقله ابن الحاجب و غيره انتهىٰ عبارة الشيخ خالد رحمه الله و انت ترى انه ليس فى كلام متن جمع الجوامع ولا كلام ابن الحاجب التصريح بالمنع عن مثل ما قلد فيه بل احتمال له ولنا ان لمنع ذلك الاحتمال و نقول ليس فى كلام ابن الحاجب ولا جمع الجوامع الا المنع عن الرجوع عن عين ما قلد فيه و عمل به لان عبارة ابن الحاجب التقليد هو العمل بقول الغير من غير حجة ثم قال ولا يرجع عنه بعد تقليده اتفاقا فى حكم أخر المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ينكر انتهىٰ لان قوله و فى حكم أخر يراد به حادثة اخرىٰ اعم من ان تماثل ما فعله و تخالفه و ان اريد به ما يخالفه فقط قلنا المنع و كذا الكلام على عبارة جمع الجوامع و سنذكر ما يحقق هذا انشاء الله تعالى فهذا قد علمت جواز التقليد بعد العمل فى جنس ما عمل بخلافه انتهىٰ كلام الشرنبلالى الحنفى۔

اور یوں کہ اس عبارت میں روا ہے اس کا جو وہم ہوتا تھا ظاہر عبارت ابن حاجب سے اور رد ہے اس کا جس کی تصریح کی ہے شیخ خالد ازہری نے شرح الجوامع میں اس وہم کو دلیل ٹھہرا کر چنانچہ کہا ہے کہ جس وقت عمل کرے عامی کسی مجتہد کے قول پر کسی مسئلہ میں تو اس کو رجوع بالاجماع نہیں پہنچتا اور مجتہد کے فتوے کی طرف اس مسئلہ کی مثل اور مسائل میں چنانچہ نقل کیا اس کو ابن حاجب وغیرہ نے۔ ہو چکی عبارت شیخ خالد کی اور تو خوب جانتا ہے کہ متن جمع الجوامع اور کلام ابن

(86) التحرير مع التيسير ص ۲۵۳ ج ۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجب میں تصریح مثل کی نہیں۔ بلکہ احتمال ہے اس کا تو ہمیں پہنچتا ہے کہ اس احتمال کو ہم نہ مانیں اور کہہ دیں کہ نہیں ہے ابن حاجب کے کلام میں اور نہ جمع الجوامع میں مگر منع رجوع کرنے خاص مسئلہ بعینہ سے جس پر عمل کر چکا کیونکہ عبارت ابن حاجب کی تو یہی ہے کہ تقلید عمل کرنا ہے غیر کے قول پر بغیر دلیل کے پھر کہتا ہے کہ نہ رجوع کرے بعد تقلید کر لینے کے بالا جماع اور دوسرے مسئلہ میں غیر کے قول پر عمل کرنا موافق مذہب مختار کے جائز ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ اگلے زمانہ میں بلا روک ٹوک یونہیں ہوا ہے۔ ہو چکی عبارت ابن حاجب کی۔ اب اس قول سے مراد ہے کہ دوسرے مسئلہ میں عام بات ہے خواہ وہ مسئلہ پہلے کے موافق ہو یا مخالف اور اگر کوئی فقط مخالف ہی لیوے تو ہم نہیں مانتے اور اسی طرح کی گفتگو عبارت جمع الجوامع میں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قریب امر تحقیق کو ذکر کریں گے۔ یہاں اتنی بات تو تو نے جان لی کہ بعد عمل کر لینے کے اس جنس کے اور مسائل میں اور مجتہد کی تقلید جائز ہے۔ ہو چکا کلام شرنبلالی حنفی کا۔

حاصل کلام یہ کہ اگر دعویٰ اجماع کا تسلیم بھی کیا جاوے تو معنی اس کے یہی ہیں کہ جس حادثہ خاص میں تقلید کر چکا اس میں اس سے رجوع نہ کرے اگر چہ دوسرے حادثہ میں جو مثل اس کی ہو رجوع درست ہے چنانچہ کلاموں میں اتنے اکابر حنفیہ اور شافعیہ کے گذرا تو پھر تقلید بھی معین ہر مسئلہ میں ہر حادثہ میں ثابت نہ ہوئی۔

قال چوتھی وجہ یہ ہے کہ تلاش کرنا مذاہب کی رخصتوں کا ممنوع ہے بالا جماع کہا ہے اس کو ابن عبد البر مالکی نے کہا یہ بیچ مسلم کے اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ جو کچھ ان کے نفسوں کے موافق ہے اسی کی طرف بہت دوڑتے ہیں بسبب کمی و دینداری کے اور سستی کے امور دین میں خصوصاً اس زمانے میں پسل پڑیں گے لوگ بیچ ممنوع کے کہ بالا جماع ہے پس کیونکر بری الذمہ ہوں گے عہدہ تقلید کی سے بالیقین۔

اقول جناب مؤلف نے اس قول میں یہ خیانت کی ہے کہ ﴿لا تقربوا الصلوة﴾ کو تو لے لیا ہے اور ﴿انتم سکاری﴾ کو چھوڑ دیا ہے اس طرح سے کہ کتاب مسلم میں سے اجماع ابن عبد البر کا لے لیا ہے اور جو کہ مسلم میں اس کا جواب لکھا ہے اس کو چھوڑ دیا ہے خیر یہ چالاکی ان سے کچھ نئی نہیں ہے ہم کو اس چالاکی سے کچھ تعرض نہیں اصل بات کا جواب دینا چاہیے تو سنو کہ اس کی چوتھی وجہ کے دو جواب ہیں۔ اول جواب تو یہ ہے کہ دعویٰ اجماع ابن عبد البر کا منقوض ہے ساتھ اثبات اختلاف امام احمد کے اور ساتھ ہونے اس کی کے مخالف احادیث صحیحہ کے جو مروی ہیں رسول ﷺ سے بیان اس کا یہ ہے کہ امام احمد سے روایت ہے کہ تلاش کرنے والا رخصتوں مذاہب کا فاسق نہیں تو تتبع رخص ان کے نزدیک ممنوع نہ ہو تو اجماع کہاں ہوا بنا بر اس قاعدہ متفق علیہا کے خلاف الواحد مانع کذا فی جمیع کتب الاصول۔ ایک کا خلاف بھی مانع اجماع ہے۔ یونہی سب اصول کی کتابوں میں ہے۔ اگر چہ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ وہ فاسق ہے لیکن قاضی ابو یعلی وغیرہ نے روایت مفسقہ اس شخص کے حق میں محمول کی ہے جو غیر مؤول ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ روایت متلاہی کے حق میں ہے اور روضۃ النووی میں سرے سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ شخص فاسق نہیں ہے چنانچہ ہر ایک قول پر شاہد نقل کیا جاوے گا اور سوائے اس کے اجماع کے واسطے کوئی سند چاہیے قرآن سے یا حدیث سے یا قیاس سے حالانکہ تتبع رخص کے ممنوع ہونے پر کوئی سند و دلیل شرعی نہیں چنانچہ عنقریب جہابذہ فن کے کلاموں سے معلوم ہوگا بلکہ چند احادیث صحیحہ مخالف اس کے جن سے تتبع رخص جائز معلوم ہوتا ہے موجود ہیں چنانچہ عنقریب کلام میں شارح تحریر کے آویں گی کہا شیخ ابن الہمام نے تحریر میں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویتخرج منه جواز اتباعه رخص المذاهب ولا یمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان یسلك للاخف علیه اذا کان له الیه سبیل بان لم یکن عمل فیه بآخر و کان علیه السلام یحب ما خفف علیهم انتهٰی۔(87)

"اور نکلتا ہے اسے سے رخصتوں کی پیروی کا جواز اور نہیں منع کرتا ہے اس سے کوئی مانع شرعی اس لئے کہ انسان کو پہنچتا ہے کہ جو طریق پاوے تو وہ اس پر چلے جو اس پر سہل ہے اور وہ طریق یہ ہے کہ عزیمت پر عمل نہ کر چکا ہو اور آنحضرت ﷺ امت پر تخفیف کو دوست رکھتے تھے۔"

اور کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں:

و کان ﷺ یحب ما خفف علیهم فی صحیح البخاری عن عائشة رضی اللہ عنہا بلفظ عنهم و فی روایة بلفظ ما یخفف عنهم ای امته و ذکر واعدة احادیث صحیحة دالة علی هذا المعنی (88)

قلت و ذلك لقوله تعالی ﴿یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾(89)

و روی الشیخان و غیرهما حدیث انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین۔(90)

ولاحمد بسند صحیح خیر دینکم الیسر(91)

و روی الشیخ نصر المقدسی فی کتاب الحجة مرفوعاً اختلاف امتی رحمة (92)

و نقله ابن الاثیر فی مقدمة جامعه من قول مالك و فی المدخل للبیهقی عن القاسم ابی محمد انه قال اختلاف امة محمد ﷺ۔

رحمة و یترجح ما قاله بعضهم علی حمله علی الاختلاف فی الاحکام بما فی مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعاً اختلاف اصحابی لکم رحمة (93)

لان فی المدخل بیهقی عن عمر بن عبد العزیز قال ما یسر فی ان اصحاب محمد ﷺ لم یختلفوا لانهم لو لم یختلفوا لم تکن رخصة۔

و اخرج البیهقی فی حدیث لابن عباس رضی اللہ عنہما قال فیه ان اصحابی بمنزله النجوم فلما اخذتم به اهتدیتم و اختلاف اصحابی لکم رحمة

قلت و اختلاف الصحابة هو منشاء اختلاف الامة ولما اراد هارون الرشید حمل الناس علی مؤطا الامام مالك کما حمل عثمان الناس علی القرآن قال له مالك لیس علی ذلك سبیل لان اصحاب رسول الله ﷺ افترقوا بعده فی الامصار فحدثوا عند اهل کل مصر علمه وقد قال ﷺ اختلاف امتی رحمة۔(94)

---

(87) تیسیر التحریر ص ۲۵۳ ج۳۔ (88) تیسیر التحریر ص۲۵٤ ج۳۔ (89) البقرة ۱۸۵

(90) بخاری کتاب الؤضوح ۲۲۰ (91) مسند احمد ص ۳۲ ج۵۔ فتح الباری ص ۹٤ ج۱

(92) المدخل ح ۱۵۲۲ ص ۱٤۷ ج ۱ الکفایه ص ۱۸ فالحدیث ضعیف جداً (93) المدخل ص ۱٤۷ ح ۱۵۲ ج ۱

(94) احیاء العلوم للغزالی ص ۳۹ ج ۱. وما اظنها ثابت عن مالك.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھذا کالصریح فی ان المراد الاختلاف فی الاحکام قالہ السید علی السمھودی رحمۃ اللہ علیہ وقال الکمال فی فتح القدیر فی باب الاعتکاف ان اللہ یحب الاناۃ و الرفق فی کل شئ حتی طلبہ فی المشی الی الصلوۃ و ان کان ذلک یفوت بعضھا معہ بالجماعۃ و کرہ الاسراع و نھی عنہ و ان کان محصلا لھا کلھا فی الجماعۃ تحصیلا لفضیلۃ الخشوع اذ ھو یذھب بالسرعۃ انتھیٰ ①

قلت وھو معنی حدیث فی الجامع الصغیر السیوطی عن عمر مرفوعاً افضل امتی الذین یعملون بالرخص انتھیٰ۔ ②

''اور آنحضرت ﷺ دوست رکھتے تھے ان باتوں کو جو ہلکی ہوں امت پر صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت یوں ہے کہ دوست رکھتے تھے ہلکی باتوں کو امت سے اور ایک روایت میں امت کی تفصیل بھی آئی ہے اور ذکر کی ہیں علماء نے بہت سی حدیثیں اس باب میں میں کہتا ہوں کہ اور وہی بسبب قول اللہ تعالی کے کہ اللہ ارادہ رکھتا ہے تمہارے حق میں آسانی اور نہیں ارادہ رکھتا تمہارے حق میں سختی کا اور روایت کی بخاری اور مسلم اور اہل حدیث نے کہ بھیجے گئے ہو تم آسانی کرنے والے اور سخت گیر نہیں بھیجے گئے اور امام احمد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ اچھا دین تمہارا وہ ہے جو سہل تر ہے اور روایت کیا ہے شیخ نصر مقدسی نے کتاب الحجۃ میں مرفوع آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ اختلاف میری امت کا رحمت ہے اور نقل کیا اس کو ابن اثیر نے امام مالک کا قول اپنے جامع کے مقدمہ میں اور بیہقی کی مدخل میں قاسم ابو محمد سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت کا اختلاف رحمت ہے اور بعضوں نے یہ جو کہا ہے کہ اس اختلاف سے احکام میں اختلاف مراد ہے اس کو غلبہ ہے بسبب اس روایت کے جو مرفوع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسند فردوس میں آئی ہے کہ اختلاف میرے صحابہ کا رحمت ہے کیونکہ بیہقی کی مدخل میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب باہم اختلاف نہ کرتے اس لئے کہ گروہ اختلاف نہ کرتے تو وہ رخصت کہاں سے آتی اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آنحضرت ﷺ کی یہ تقریر کہ آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب مثل تاروں کے ہیں جس کے قول پر تم عمل کرو گے ہدایت پاؤ گے اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے میں کہتا ہوں کہ صحابہ کے ہی اختلاف سے امت کا اختلاف پیدا ہوا ہے اور جس وقت ہارون رشید نے لوگوں کو امام مالک کے مؤطا پر عمل کرانا چاہا جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قرآن کے عمل پر آمادہ کیا تو امام مالک نے ہارون رشید سے کہا کہ یہ بات نہیں ہو سکتی اس سبب سے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے آپ کے صحابہ شہروں میں پھیل گئے اور شہر والوں کو ہر ایک نے اپنے علم کی روایت کی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے تو یہ بمنزلہ صریح کے ہو گیا۔ اس باب میں کہ مراد اختلاف سے احکام کا اختلاف ہے سید سمہودی نے اس کو کہا ہے اور کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر کے باب اعتکاف میں کہا ہے کہ اللہ تعالی نرمی کو ہر کام میں پسند کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو نماز کی طرف جانے میں بھی پسند کیا ہے اگر چہ اس سے جماعت وغیرہ میں ہرج پڑ

① فتح القدیر باب الاعتکاف ص ۳۱۱ ج ۲
② مسند فردوس دیلمی ح ۱۴۴۷ ص ۴۳۹ ج ۱ ضعیف الجامع الصغیر للالبانی وقال ضعیف جداً ص (۱۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو خیر اور جلدی مکروہ ہے اور اس سے نہی آئی ہے اگر چہ اس جلدی سے وہ جانے والے کو فضیلت پوری نماز کی ہی حاصل ہی کیوں نہ ہو اور یہ حضور قلب کے لئے ہے کہ وہ جلدی میں نہیں ہوتا ہو چکی عبارت فتح القدیر کی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ معنی ہیں اس حدیث کے کہ جو جامع صغیر سیوطی میں عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آئی ہے کہ "اچھے لوگ میری امت کے وہ ہیں کہ رخصتوں پر عمل کرتے ہیں" ہو چکی عبارت شرح تحریر کی۔"

(جواز متتبع رخص)

اور کہا سید بادشاہ شارح تحریر نے:

وما نقل عن ابن عبد البر من انه لا يجوز للعامی تتبع الرخص اجماعاً فلا نسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا نسلم صحة دعویٰ الاجماع كيف وفی تفسيق متتبع للرخص روايتان عن احمد و حمل القاضی ابو يعلی الرواية المفسقة علی غير متاول ولا مقلداً انتهٰی هكذا فی العقد الفريد للعلامة الشرنبلالی۔③

"اور وہ جو ابن عبد البر سے نقل کیا گیا ہے کہ عامی کے لئے رخصتوں کا ڈھونڈھنا بالا جماع جائز نہیں ہے تو اول تو اس نقل کو صحیح ہم نہیں مانتے اور اگر صحیح مان بھی لیویں تو دعویٰ اجماع کا نہیں مانتے کس لئے کہ امام احمد سے رخصتوں کے ڈھونڈنے والے کے فاسق ہونے کے باب میں دو روایتیں ہیں اور ابو یعلی نے روایت فسق کو غیر متاول اور بے پابند تقلید پر عمل کیا ہے شرنبلالی کی عقد الفرید میں یونہی ہے۔"

اور کہا فاضل بہاری نے مسلم میں:

وما عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامی تتبع الرخص اجماعاً فاجيب بالمنع اذ فی تفسيق متتبع الرخص عن احمد روايتان انتهٰی۔④

اور وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہے کہ عامی کے لئے جایز نہیں ہے رخصتوں کا ڈھونڈھنا بالا جماع تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم دعویٰ اجماع کو نہیں مانتے اس لئے کہ فاسق ہونے میں رخصتوں کے ڈھونڈھنے والے کی امام احمد سے دو روایتیں ہیں ہو چکی عبارت مسلم کی۔

اور کہا بحر العلوم نے شرح مسلم میں:

اذ فی تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد روايتان فلا اجماع و لعل رواية التفسيق انما هو فی ما اذا قصد التلهی فقط لا غيره انتهٰی ⑤

اس لئے کہ رخصتوں کے ڈھونڈھنے والے کے فاسق ہونے میں امام احمد سے دو روایتیں ہیں تو اجماع نہ رہا اور شاید کہ روایت فاسق بتانے کی اس صورت میں ہے جب لہو ولعب کا محض قصد ہو۔ ہو چکی عبارت شرح مسلم کی۔

اور کہا فاضل قندھاری نے مغتنم میں:

قال و يتخرج منه جواز اتباع رخص المذاهب ولا يمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان

③تیسیر التحریر ص ٢٥٤ ج٣ ④مسلم الثبوت ص ٣٥٦ ج٢ ⑤فواتح الرحموت ص ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یسلك الاخف علیه اذا کان له سبیل الیه بان لم یکن عمل بالعزیمة و کان علیه و اٰله الصلوٰة و السلام یحب ما خفف علیهم فی التقدیر اخرجه البخاری عن عائشة رضی اللہ عنہا بلفظ علیهم وفی لفظ ما یخفف عنهم ⑥

ای عن امة ویدل علیه عدة احادیث صحیحة لکن ما نقل عن ابن عبد البر لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعاً ان صح احتاج الی جواب و یمکن ان یمنع صحة دعوی الاجماع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان و حمل القاضی ابو یعلی الروایة المفسقة علی غیر متاول ولا مقلد و فی روضة النووی انه لا تفسیق۔ انتهیٰ۔

کہا فاضل قندھاری نے کہ نکلتا ہے اس سے جائز ہونا مذاہب کے رخصتوں پر چلنا اور اس سے کوئی مانع شرعی منع نہیں کرتا کیونکہ آدمی کو روا ہے کہ اپنے اوپر سہل طریقہ اختیار کرے جو ممکن ہو سکے اور یہاں تک ممکن ہونا اس طرح پر ہے کہ عزیمت پر عمل نہ کر چکا ہو اور آنحضرت امت پر ہلکی بات کو دوست رکھتے تھے تقریر میں ہی روایت کی بخاری نے عائشہ سے کہ امت پر ہلکی بات کو دوست رکھتے تھے اور ایک روایت میں امت سے آیا ہے اور اس مضمون پر چند حدیثیں صحیح دلالت کرتی ہیں لیکن وہ جو ابن عبدالبر سے منقول ہے کہ بالا جماع عامی کو رخصتوں کا ڈھونڈھنا نہیں جائز نہیں ہے اگر یہ بات درجہ صحت کو پہنچ جائے تو جواب دینے کی احتیاج پڑے گی تو ممکن ہے کہ دعوٰی اجماع کے صحیح ہونے کو منع کیا جائے۔ اس لئے کہ فاسق بتانے میں رخصتوں کے ڈھونڈھنے والے کی امام احمد سے دو روایتیں ہیں اور حمل کیا ہے قاضی ابو یعلی نے روایت فاسق بتانے کو اس شخص پر جو تاویل نہ کرتا ہو اور پابند کسی کی تقلید کا نہ ہو اور روضہ نووی میں ہے کہ فاسق بتانا ثابت نہیں ہے۔

اور ابن امیر حاج مقابل میں رویانی کے جو اس نے تتبع رخص سے منع کیا ہے فرماتے ہیں:

و تعقب هذا ای منع الرویانی عن تتبع الرخص بانه ان اراد بالرخص ماینقض فیه قضاء القاضی وهو اربعة ما خالفاالاجماع اوالقواعد اوالنص اوالقیاس الجلی فهو حسن متعین فان مالم نقره مع تاکده بحکم الحاکم فاولی ان لا نقره قبل ذلك وان اراد بالرخص ما فیه سهواه علی المکلف کیف ما کان یلزمه ان یکون من قلدالامام ما لکا فی المیاه والا رواث وتلك الالفاظ فی العقود مخالفا لتقوی الله ولیس کذلك انتهیٰ ما قال ابن امیر الحاج فی شرح التحریر کذا فی عقد الفرید للشربنلالی. ⑦

اور رویانی نے رخصتوں کے ڈھونڈھنے پر ممانعت جو کی ہے اس پر یوں اعتراض جو کیا گیا ہے کہ اگر اس نے رخصتوں سے وہ مسائل ارادہ کیے ہیں جس میں قاضی کی قضا ٹوٹ جائے اور وہ چار موقع ہیں یا تو مخالف اجماع کے ہووے یا قواعد شرعیہ یا نص کے یا قیاس جلی کے تو یہ خوب ٹھہری ہوئی بات ہے کیونکہ جس چیز کا باوجود مضبوط ہو جانے حکم حاکم کے ہم اقرار نہیں کرتے تو اس سے پہلے اولی ہے کہ ہم اقرار نہ کریں اور اگر رخصتوں سے مکلف

⑥بخاری موافیت الصلوة باب ۳۳ ح ۵۹۰ ⑦ التقریر والتحبیر ابن امیر الحاج ص ۳۵۲ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سہولت کو ارادہ کیا ہے جس طرح سے ہو تو اس پر لازم آتا ہے کہ جس نے پانی اور لید وغیرہ میں امام مالک کی تقلید کر لی اور الفاظ مشہورہ کو عقود میں برتا تو مخالف اللہ کے خوف کے ہو گیا اور ہرگز یوں نہیں ہے ہو چکی وہ عبارت جو ابن امیر حاج نے شرح تحریر میں کہا یوں ہی ہے عقد الفرید میں۔

اور ایسا ہی قرافی نے بھی مقابل رویانی کے ہو کر اس کے منع کو تتبع رخص سے رد کر دیا ہے چنانچہ تقریر میں صاحب عنایہ نے فرمایا ہے:

و تعقب القرافي الاخير بانه ان اراد بالرخص ما ينقض فيه قضاء القاضي فحسن متعين و ان اراد ما فيه سهولة على المكلف كيف ما كان يلزم ان يكون من قلد مالكا في المياه والارواث مخالفا لتقوىٰ الله تعالى و ليس كذلك انتهىٰ كذا نقله الفاضل القندهاري في المغتنم۔ ⑧

اور اعتراض کیا ہے قرافی نے اخیر پر اس طرح کہ اگر ارادہ کیا ہے رخصتوں سے وہ مسائل جس میں قاضی کی قضا ٹوٹتی ہے تو یہ خوب ٹھہری ہوئی بات ہے اور اگر سہولت کو ارادہ کیا ہے تو جیسی بھی ہو لازم آتا ہے کہ جس نے پانی اور لید کی طہارت وغیرہ میں امام مالک کی تقلید کر لی تو اللہ تعالی کے خوف کے مخالف ہو گیا ہرگز یوں نہیں ہے ہو چکی عبارت تقریر کی اسی طرح مغتنم میں فاضل قندھاری نے نقل کیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم نے فرض کیا کہ تتبع رخص ممنوع ہے لیکن اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ تقلید مجتہد معین کی واجب ہو جاوے کیا عدم تعین مذاہب کو تتبع رخص لازم ہے اور احتمال اور ظن جیسا کہ مؤلف کہتا ہے اس سے وجوب تعین ثابت نہیں ہو جاتا مثلا ایسے شخص کے حق میں جو ایک مذہب خاص کی تقلید تو نہیں کرتا اور چاروں مذاہب کے عزائم مسائل کو حوادث مختلفہ میں عمل میں لاتا ہے یہ وجہ چوتھی جو مبنی احتمال پر ہے کس طرح جاری ہوگی فتدبر۔

قال پانچویں وجہ یہ ہے کہ تقلید بطریق تعین کے جائز ہے بالاجماع اور تقلید بدوں تعین کے مختلف ہے درمیان علماء کے۔

اقول غرض اس کی اس قول سے یہ ہے کہ تقلید بطریق تعین کے جس کا جواز مجمع علیہ ہے کر کے بری الذمہ ہو سکتے ہیں نہ غیر معین کہ وہ مختلف فیہ ہے تو جواب اس کا بہت ظاہر ہے اس لئے کہ کلام اس تعین تقلید میں ہے جو بنظر وجوب کے ہو جیسا کہ مؤلف دعویٰ کرتا ہے اور اس کے جواز پر اجماع ہونے کے کیا معنے جبکہ باعتبار اعتقاد رکھنے وجوب شرعی کے بدعت ہونا اس کا سابق میں چاروں دلیلوں اور پینتیس روایتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔

قال اور وجہ چھٹی یہ ہے کہ تقلید بدوں تعین کے کھولنا دروازہ فساد کا ہے دین میں اور بند کرنا دروازہ فساد کا واجب ہے بالاجماع۔ ⑨

اقول مقدمہ اولی اس کا مردود ہے بلکہ تقلید بدوں تعین کے عین مصلحت پر مشتمل ہے اور محافظ ایمان ہے ساتھ خدا اور رسول کے اور مانع ہے اشراک فی الحکم سے اور تقلید بطریق تعین کے بزعم وجوب راس المفاسد ہے اور منجر ہوتی ہے طرف شرک کے جیسا کہ آج کل کے بعضے لوگ اسی تقلید معین کے التزام سے مشرک ہو رہے ہیں کہ مقابل میں روایت کیدانی کے اگر حدیث صحیح پیش کرو تو نہیں مانتے بعضے تو یہ عذر کرتے ہیں کہ ہمارا منصب ہی نہیں کہ حدیث کو سمجھیں حلوا خوردن روئے باید باوجود اس کے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کے موافق حدیثوں کو سمجھتے ہیں اور حدیث کی

⑧ فواتح الرحموت ص ۴۰۶ ج ۲

⑨ تقلید شخصی کا فساد زیادہ ہے مطلق تقلید سے کیونکہ اس میں کتاب وسنت کا انکار زیادہ لازم آیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کا ترجمہ کرتے ہیں اور بعضی تاویلیں کرتے ہیں اور شرک ہونا ایسی تقلید کا سابق میں مدلل بدلائل بیان ہو چکا ہے وہاں پر دیکھنا چاہیے تو کہو کہ تقلید بدوں تعین مذہب معین کے کھولنا دروازہ فساد کا ہے یا تقلید بتعین ایک مذہب کے بزعم وجوب متضمن فساد ہے اور اختیار کرنے میں تقلید غیر معین کے دروازہ فساد کا بند ہوتا ہے یا تقلید معین میں۔

قال اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ جبکہ ہوئی تقلید غیر معین ایسی جو اوپر گذر گئی تو اقل مرتبہ یہ ہے کہ ہوگی مرجوح۔

اقول جبکہ تقلید معین وجوباً کا بدعت ہونا ثابت ہو گیا تو اس کے راجح ہونے کے اور غیر معین کے مرجوح ہونے کے کیا معنے؟ یہ بات تو ظاہر ہی تھی لیکن اس مقام میں قابل اعلام اور تنبیہ کے یہ بات ہے کہ اس دلیل کے قبل کوئی دلیل پہلی اور دوسری اور تیسری نہیں گذری اس لئے کہ مؤلف نے پہلے اس سے تین باتیں اپنے واہی (کمزور) اجماع سے استنباط کر کے بیان کی ٹھہراویں اور تیسری بات اگرچہ ان معنی پر متضمن ہے لیکن وہ ایک ہے نہ تین پھر اس دلیل کو جو حضرت مؤلف دلیل چوتھی فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یا تو ایسے جاہل ہیں کہ ایک دو تین چار کی گنتی سے ناواقف ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ چار کے پہلے تین درجے احاد اعداد کے بھی ہوا کرتے ہیں اور یا جھوٹ کہہ دیا کہ چوتھی دلیل تو کہ عوام معلوم کریں کہ اس سے پہلے تین دلیلیں گذر چکی ہیں اور تعداد دلائل ثابت ہو۔

قال اور پانچویں دلیل یہ ہے کہ جبکہ ہوئی یہ تقلید غیر معین مرجوح تو ترک کرنا اس کا واجب ہوا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے: ﴿ولكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات﴾ ⑩ ''اور ہر کسی کے لئے ایک طرف ہے کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے سو تم بھلائی کی طرف دوڑو'' اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے: ﴿و يسارعون فى الخيرات﴾ ⑪ ''دوڑ دوڑ لیتے ہیں بھلائیاں''

(مؤلف تنویر کی ناواقفی)

اقول جواب تو اس کا بھی ظاہر ہے کہ تقلید بطریق عدم تعین کے یہی ہے سبیل مؤمنین کی اعنی صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کی ⑫ اور تقلید معین بزعم وجوب بدعت ہے اور مخالف کتاب اللہ کے اور حدیث رسول اللہ کے اور اجماع کے اور

⑩ البقرة ١٤٧ ⑪ العمران ١١٤

⑫ حضرت میاں صاحب ابتداء تقلید کی اس دوسری صورت کے قائل تھے پھر انہوں نے اس سے بھی رجوع فرما لیا اور مطلقاً عدم تقلید کے قائل ہو گئے چنانچہ فرماتے ہیں ''اس عاجز نے اگرچہ ایک صورت تقلید شخصی کی معیار الحق میں بر سبیل تنزل مباح میں درج کی تھی لیکن عند التحقیق الحقیق مباح میں بھی داخل نہیں ہو سکتی ہے اس لئے کہ مباح خطاب شارع میں داخل ہے اور تقلید شخصی خطاب شارع سے خارج ہے (فتاوی نذیریه ص ١٧٢ ج ١) دوسرے مقام پر فرماتے ہیں پس تقلید کی تعریف سے حسب اصطلاح مقلدین کے واضح ہوا کہ عمل تقلیدی دلائل اربعہ یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ و اجماع صحابہ و مجتہدین و قیاس صحیح مجتہد مسلم الاجتہاد سے خارج ہے اور یہ عمل تکلیفی شرعی اصلاً نہیں اور جو امر بلا ادلہ اربعہ کے پایا جائے وہ عمل تکلیفی شرعی نہیں وہ شرعاً مردود باطل ہے پس عمل تقلیدی بھی مردود ہے اور باطل ہوا۔ الحمد للہ کہ بے اصل شرعی ہونا تقلید کا بموجب اصطلاح مقلدین کے ثابت ہوا ہے اور یہ مقلدین پر سخت حجت ہے (فتاوی نذیریه ص ١٨٥ ج ١) تیسرے مقام پر فرماتے ہیں ''پس آیت کریمہ ﴿ان الحكم الا لله﴾ اور نیز کتب اصول پر چہار مذہب سے صاف واضح ہوا کہ تقلید بلا دلیل حکم الٰہی سے خارج اور مذموم و قبیح ہے (فتاوی نذیریه ص ١٩٤ ج ١) چوتھے مقام پر فرماتے ہیں اور جو سادہ لوح عالم زمانہ حال کا یہ قول ہے کہ مجھے تقلید کافی ہے اور دلائل میں غور و خوض کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ میں مقلد ہوں اور مقلد کو دلیل سے کیا کام۔ سو یہ قول اسکا اس لئے باطل اور مردود ہے کہ دین میں ہر مکلف مومن باللہ والیوم الاخر پر دلائل کیطرف مهما امكن (بقدر وسعت) استعداد نظر کرنا لابد و ضرور ہے (فتاوی نذیریه ص ١٩٤ ج ١) مذکورہ حوالہ جات سے صاف واضح ہے کہ میاں صاحب مطلقاً تقلید کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور یہی حق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیاس کے تو اس کا مرجوح ہونا اور اس کے ترک کرنے کا خیر ہونا کیونکر ہوسکتا ہے لیکن ایک یہ امر اس میں بھی قابل تنبیہ کے ہے کہ جناب مؤلف نے ترک امر مرجوح کو خیر ٹھہرا کر واجب کہا اس آیۃ سے جو گذری ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جناب مؤلف کے نزدیک جو خیر ہے خواہ سنت ہو خواہ مستحب ہو سب واجب ہے بحکم اس آیۃ کے اور مستحب اور واجب میں فرق کرنا جیسا کہ اجماع امت کا ہے یہ سب بے معنی ہے حالانکہ یہ بات زمانہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک کسی مسلمانو نے خواہ وہ جاہل ہو خواہ عالم نہیں کہی اس لئے جس شخص نے اس بات کو سنا تو اس نے سوائے قہقہ کے کچھ جواب نہیں دیا تو ناظرین تنویر الحق کی اگر اس دلیل پر جناب مؤلف کی بھی مطلع ہو کر ان کی لیاقت سے مطلع نہ ہوں تو خدا حافظ۔

قال چھٹی دلیل الی آخرہ۔

اقول مدار اس دلیل کا اس پر مقدمہ ہے کہ تقلید غیر معین سے عہدہ تکلیف سے برأۃ نہیں ہوتی اور تم خواب دیکھ چکے ہو کہ تقلید غیر معین یہی ہے سبیل مومنین کی زمانہ صحابہ کرام سے لے کر زمانہ اصحاب مذاہب تک اور خلاف اس کا بدعت ہے پھر کس طرح عہدہ برائی نہ ہوگی تقلید غیر معین سے۔

قال اور طریقہ دوسرا الخ۔

اقول مدار اس کا اس مقدمہ پر ہے کہ اپنا اپنا مذہب غلبہ ظن سے احسن ہوتا ہے مذہب غیر سے جیسا کہ کہا ہے علامہ نسفی نے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قول نسفی کا نامقبول ہے بظاہر معنی اور ہر مقلد کی یہ شان نہیں کہ اپنے مذہب کو غیر مذہب سے بہتر سمجھ رکھے بلکہ اس کے نزدیک سب آئمہ حق میں برابر ہیں چنانچہ تحقیق اسی کی بوجہ بسط مقدمہ سادسہ میں مقدمات دلیل اول سے اوپر بطلان تقلید معین بزعم وجوب کے گزر چکی ہے شائق کو چاہیے کہ وہاں پر دیکھے۔

قال طریق تیسرا الخ۔

(بحث تلفیق ☆)

اقول اس طریق کا مبنی کئی امر ہیں ایک تو بطلان حکم مخالف للائمۃ الاربعہ ہے اور ایک امتناع رجوع بعد العمل اور ایک امتناع تتبع رخص سوا ان تینوں امروں کی تحقیق بوجہ بسط علیحدہ علیحدہ گذر چکی ہے اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ امور اولا تو باطل ہیں اور ثانیا باوجود تسلیم صحت ان کی کے مستلزم وجوب تعین مذہب معین کے نہیں ہونے اور ایک معنی جدید اس طریق کا یہ ہے کہ حکم ملفق باطل ہے بالاجماع تو بنا بر اس مبنی کے تقریر اس طریق کی قطع نظر صحت اور غلطی سے یہ ہوگی کہ تلفیق باطل ہے بالاجماع پس تقلید ایک مذہب کی واجب ہوگئی تو جواب اس کے دو ہیں اول یہ کہ تلفیق امر مختلف فیہ ہے بعضے کہتے ہیں جائز ہے اور بعضوں کے نزدیک باطل ہے تو جس نے کہ بالاجماع باطل کہا ہے تو دعویٰ اس کا مردود ہے اسی واسطے طحطاوی نے کہا ہے:

قوله باطل بالاجماع لعله لم يعتبر القول بجوازه انتهٰى۔

"یعنی شاید کہ مدعی اجماع کی نے قول جواز کو خیال نہیں کیا" اور پھر کہا

وهو باطل خلاف لابن الهمام افاده ابو السعود انتهٰى ⑬

⑬ الطحطاوی و مقدمة الكتاب انتقال المذهب ص ١٨٥ ج ١ ☆نماز کے بعض مسائل میں ایک امام کی اور بعض میں دوسرے امام کی تقلید کرنا (گوندلوی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب کہ دعویٰ مدعی اجماع کی کا مردود ہوا اور حکم ملفق مختلف فیہ ہوا تو اب ہم دعوٰی کرتے ہیں کہ جواز ہی تلفیق کا محقق ہے اور یہی مدلیل بدلائل ہے اور مختار ہے محقق ابن الہمام کا اور سید بادشاہ شارح تحریر کا اور خاتم المتاخرین ابن نجیم صاحب بحر کا اور بعض ائمہ کا علماء خوارزم سے اور ان سب علماء کا جو قضاء علی الغایب بصحة النکاح بعبارة النساء تجویز کرتے ہیں بلکہ ثابت ہے جواز ہے اس کا امام ابو یوسف کے فعل سے کہا صاحب بحر نے رسالہ بیع الوقف لاعلی وجہ الاستبدال میں:

و یمکن ان یوخذ صحة الاستدال من قول ابی یوسف و صحة البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفة بناء علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین قال فی الفتاوی البزازیة من کتاب الصلوة من فصل زلة القاری و من علماء خوارزم من اختار عدم الفساد بالخطاء فی القرأة اخذ بمذهب الامام الشافعی فقال له الیاقوجی مذهبه فی غیر الفاتحة فقال اخذت من مذهبه الاطلاق و ترکت القید لما تقرر فی کلام محمد ان المجتهد یتبع الدلیل لا القائل حتیٰ صح القضاء بصحة النکاح بعبارة النساء علی الغائب انتهی⑭

وما وقع فی اخر التحریر من منع التلفیق فانما غراه الی بعض المتاخرین ولیس هذا المذهب انتهٰی کلام صاحب البحر الرائق۔

''اور یوں ہوسکتا ہے کہ صحت استبدال قول امام ابو یوسف سے لیا جاوے اور صحت بیع نقصان صریح کا امام ابوحنیفہ کے قول پر تلفیق جائز ہونے کی بناء پر دو قولوں میں کہا فتاوی بزازیہ میں بحث صلوۃ میں زلۃ القاری کی فصل میں اور علماء خوارزم میں سے وہ علماء بعضے ہیں جنہوں نے اختیار کیا ہے عدم فساد نماز کا قرأۃ کی خطا سے امام شافعی کے مذہب کا عمل درآمد کر کے تو ایسے عالم سے باقوجی نے کہا کہ مذہب شافعی کا فاتحہ کے سوا میں ہے تو ان نے باقوجی کو جواب دیا کہ میں نے امام شافعی کے مذہب کو مطلق لے لیا ہے اور فاتحہ کی قید چھوڑ دی ہے چنانچہ ٹھہر گیا یہ امر امام محمد کے قول میں کہ مجتہد دلیل کا پیرو ہوتا ہے نہ کہنے والے کا یہاں تک کہ صحیح ہے حکم صحت نکاح کا غائب پر بموجب بیان عورتوں کے اور وہ جو آخر تحریر میں منع تلفیق کی بحث واقع ہوئی ہے تو وہ بعضے متاخرین کی طرف صاحب تحریر نے منسوب کی ہے اور یہ مذہب نہیں ہے ہو چکا کلام بحر الرائق کا۔''

اور کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں:

واعترض علیه بان بطلان الصورة المذکورة عندهما غیر مسلم فان مالکا مثلاً لم یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصداق ان نکاحه باطل و لم یقل الشافعی ان من قلد مالکا فی عدم المشهود ان نکاحه باطل و أورد علیه ان عدم قولهما بالبطلان فی حق من قلد احدهما و راعی مذهبه فی جمیع ما یتوقف علیه صحة العمل وما نحن فیه من قلدهما و خالف کلامنهما فی شئ و عدم القول بالبطلان فی ذلک لا یستلزم عدم

⑭بزازیه بر حاشیه عالمگیری (تاتتنی عشر فی زلة القاری) ص ٤٤ ج ٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القول بہ فی ھذا و قد یجاب عنہ بان الفارق بینھما لیس الا ان کل واحد من المجتھدین لا یجد فی صورۃ التلفیق جمیع ما شرط فی صحتھا بل یجد فی بعضھا دون بعض وھذا الفارق لا یسلم ان یکون موجبا للحکم بالبطلان و کیف نسلم و المخالفۃ فی بعض الشروط اھون من المخالفۃ فی الجمیع فیلزم الحکم بالصحۃ فی الاھون بالطریق الاولی و من یدعی وجود فارق آخر او وجود دلیل اخر علی بطلان صورۃ التلفیق علی خلاف الصورۃ الاولی فعلیہ بالبرھان فان قلت لا نسلم کون المخالفۃ فی البعض اھون من المخالفۃ فی الکل لان المخالفۃ فی الکل تتبع مجتھداً واحدا فی جمیع ما یتوقف علیہ صحۃ العمل و ھھنا لم یتبع واحد اقلت وھذا انما یتم لك اذا کان معلك دلیل من نص او اجماع او قیاس قوی یدل علی ان العمل اذا کان لہ شروط یحب علی المقلد اتباع مجتھد واحد فی جمیع ما یتوقف علیہ ذلك فات بہ ان کنت من الصادقین انتھیٰ۔ ⑮

کلامہ کما مر من قول الغیر اعلم ان الملا حسن الشرنبلالی یدعی خلاف ما ادعاہ السید بادشاہ فلذا نقل کلام السید فی رسالۃ العقد الفرید ثم اورد علیہ کلامہ طویلا لکن مبنی جمیع ذلك علی الاجماع المرکب للائمۃ الاربعۃ و قد رایت فسادہ و ما اورد علی سند منھیۃ بوجود الفارق من انہ مع التلفیق لا نجد شیئا التحکم علیہ بالصحۃ او الفساد و ادعاء اھوینۃ التقلید فی البعض من الکل یستلزم وجود موصوف لیقال بوصفہ بالاھوینۃ ولا وجود لشئ حالۃ التلفیق فانتھٰی ادعاہ الا ھوینۃ فلا نحتاج لاقامۃ دلیل من نص او اجماع او قیاس علی منع التلفیق انتھیٰ ایرادہ فلا یخفیٰ ان باطل صریحاً و بعید من شانہ کل البعد و مصادرۃ علی المطلوب اذ لا یخفیٰ علی من لہ ادنی مسلکۃ ان مناط الایراد علی انہ لا وجود لشئ حالۃ التلفیق وھو عین الدعویٰ اعنی بطلان التلفیق فکیف یصلح لکونہ دلیلاً و منع السید رحمۃ اللہ لیس الا ایاہ ولا یطلب السید الدلیل من نص او اجماع او قیاس قوی الاعلی ھذا فکیف الاستغناء للمورد من اقامۃ الدلیل کما لا نحتاج لاقامۃ الدلیل من نص او اجماع الخ فالقول قول السید بادشاہ من جواز التلفیق واللہ اعلم بما ھو التحقیق۔

”اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر اس طرح سے کہ باطل ہونا صورت مذکور کا ان دونوں کے نزدیک غیر مسلم ہے کیونکہ امام مالک نے نہیں کہا کہ جس نے امام شافعی کی تقلید کر کے بلا مہر کے نکاح کر لیا تو نکاح اس کا باطل ہے اور امام شافعی نے نہیں کہا کہ جو امام مالک کی تقلید کر کے بے گواہوں کے نکاح کر لیا تو نکاح اس کا باطل ہے ہو چکی عبارت اعتراض شرح کی اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر یوں کہ ان دونوں کا باطل نہ کہنا اس کے حق میں ہے جو

---

⑮ تیسیر التحریر ص ۲۵۵ ج۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کی تقلید کر کے مذہب کی تمام ضروری باتوں کی رعایت سیکھے اور اس صورت میں جس میں ہماری تمہاری بحث ہے باطل نہ کہنا لازم نہیں اور کبھی جواب اس اعتراض کا یوں دیا جاتا ہے کہ ان دونوں میں فرق فقط اتنا ہے کہ کوئی مجتہد صورت تلفیق میں اپنے مذہب کی صحت کی ساری شرطیں نہیں پاتا بلکہ بعضی پاتا ہے بعضی نہیں اور یہ فرق ہم نہیں مانتے کہ باطل ہونے کا سبب پڑ سکے اور کیوں کر مانا جاوے حالانکہ مخالف بعض شرطوں میں سہل ہے پوری مخالفت سے سو لازم آئے گا حکم صحت کا دینا سہل پر بطریق اولی اور جو شخص دعویٰ رکھتا ہے کہ اور بھی فرق ہے یا صورت تلفیق کے بطلان پر اور بھی دلیل ہے تو اس پر دلیل لازم ہے۔ پھر اگر کوئی کہے کہ ہم نہیں مانتے کہ بعضی باتوں کی مخالفت پوری مخالفت سے سہل ہے کیونکہ پوری مخالفت میں ایک مجتہد کے مذہب کی ساری شرطوں میں متابعت ہوتی ہے اور یہاں پر ہر ایک کی متابعت نہیں ہے میں جواب دوں گا کہ یہ بات تو جب پوری ہو کہ تیرے پاس آیت یا اجماع یا قیاس قوی سے ایسی دلیل ہو کہ دلالت کرے اس پر کہ کسی عمل کے لئے جب شرطیں ہوں تو مقلد پر واجب ہے کہ ان سب شرطوں میں ایک مجتہد کی پیروی کرے اگر سچا ہے تو وہ دلیل لا۔ ہو چکا کلام سید کا اور آمدی کا کلام بھی اسی مضمون کا گذر چکا ہے جاننا چاہیے کہ ملا حسن شرنبلالی سید کے خلاف کا مدعی ہے اس لئے اپنے اپنا رسالہ عقد الفرید میں سید کا کلام نقل کیا پھر اس پر بڑا لمبا اعتراض کیا ہے لیکن مبنی اس سب کا ائمہ اربعہ کا اجماع مرکب ہے اور اس کا فساد تجھے معلوم ہو چکا اور وہ جو حاشیہ کی سند پر وجود فارق کے ساتھ اعتراض کیا گیا ہے اس طرح پر کہ میں تلفیق میں کوئی خبر نہیں پاتا کہ اس پر صحت اور فساد کا حکم لگایا جاوے اور یہ دعویٰ کہ مخالفت بعض کے ساتھ بہ نسبت مخالفت پوری کے سہل ہے یہ کسی موصوف کو چاہتا ہے تاکہ سہل ہونے کی صفت اس کے متعلق کی جاوے اور حالت تلفیق میں کوئی چیز نہیں ہے سو سہل ہونے کا دعویٰ جاتا رہا سو ہمیں کسی دلیل کی حاجت نہیں آیۃ اور اجماع سے تلفیق کے منع پر ہو چکا اعتراض سو پوشیدہ نہیں کہ یہ اعتراض صریح باطل ہے اور معترض کی شان سے بہت بعید ہے اور مطلوب پر مصادرہ ہے کیونکہ جسے کچھ بھی سمجھ ہے اس پر پوشیدہ نہیں کہ مدار اعتراض کا اس پر ہے کہ حالت تلفیق میں کوئی چیز نہیں ہے اور وہ عین دعویٰ ہے یعنی باطل ہونا تلفیق کا سو یہ کیونکر دلیل ہو سکتا ہے اور منع کرنا سید کا اسی سے لگتا ہے اور اسی پر آیۃ اور اجماع اور قیاس قوی سے سید نے دلیل طلب کی ہے تو اب اعتراض کرنے والے کو دلیل سے بے پروائی کیونکر ہو سکتی ہے کہ اس نے کہہ دیا کہ ہمیں دلیل قائم کرنے کی آیۃ اور اجماع سے حاجت نہیں آخر مقولہ تک سو اب بات تو سید ہی کی بات کہ تلفیق جائز ہے آگے اللہ جانے۔"

اور کہا مولانا المحقق ابن ملا فروح المکی الحنفی نے قول سدید میں:

قد استفاض عند فضلاء العصر منع التلفيق فى التقليد و ذلك بان يعمل مثلا فى بعض اعمال الطهارة و الصلوة او احدهما بمذهب امام و فى البعض بمذهب امام اخر ولم اجد على امتناع ذلك برهانا بل قد اشار الى عدم منعه المحقق ابن الهمام فى التحرير و انه لم يدر ما يمنع منه و نقل منع التلفيق عن بعض المتاخرين قال شارح تحرير العلامة ابن امير الحاج هو العلامة العراقى انتهىٰ قلت وهو من فضلاء الاصوليين من

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المالكية ولا علينا ان ناخذ بقوله خصوصا قد وجدت عن بعض ائمتنا ما يدل على جوازه بل وقوعه وهو ما نقله فى البزازية "ان من علماء خوارزم (يعنى من اصحابنا) من اختار عدم فساد الصلوة بالخطاء فى القرأة اخذ بمذهب الامام الشافعى فقيل له مذهبه فى غير الفاتحة فقال اخترت من مذهبه الاطلاق و تركت القيد ما تقرر فى كلام محمد ان المجتهد يتبع الدليل لا القائل حتى صح القضاء بصحة النكاح بعبارة النساء على الغائب انتهى" ⑯

نقله عنها العلامة خاتم المتاخرين ابن نجيم فى بعض رسائله فى الوقف فانظر حيث لفق بان اخذ بمذهبه اى مذهب نفسه الحنفى فى ان الفاتحة ليست بركن فلا يضر نقصان بعضها فيما اخطا فيه يعنى اخطا خطاؤ فاحشا بان قال مثلا اياك نقعد و اياك نستعين لسبق اللسان فاخطاء فان الفاتحة نقصت بلفظ نقعد فلم يجز الصلوة على مذهب الشافعى مالم يعد قرأة نعبد فاذا اعادها صحت ولم تفسد صلوته عنده بهذا اللفظ لان عنده الكلام الخطاء لا يفسد اذا كان قليلا و عندنا هو مفسد فاذا اعادها على الصحة لا يقيد لان الصلوة قد فسدت هذا و قد قال بعدم الفساد بعض المشائخ اذا اعادها على الصحة كما نقله الزاهدى و لكن ظاهر ما فى البزازية عن بعض علماء خوارزم انه لا يفسد ولو لم يعد على الصحة اخذا بمذهب الشافعى فى عدم الفساد بالخطاء وهو عين التلفيق و كذلك مسئلة النكاح فانه لا يصح بعبارة النساء عند الشافعى و يصح عنده على الغائب و عندنا الحكم بالعكس فى المسئلتين فاذا حكم بصحة وقوعه بعبارة النساء على الغائب فقد لفق و مع هذا فقد حكمو الصحة الحكم الملفق من المذهبين و كذلك مسئلة لامام ابى يوسف رحمہ اللہ "لما صلى بالناس الجمعة و اخبر بوجود فارة ميتة فى ماء الحمام الذى اغتسل منه للجمعة فقال فاخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا" ⑰

قال فى المحيط البرهانى و الفتاوى الظهيرية ولم يكن ذلك مذهبه و ذكر المسئلة فى الظهيرية و غيرها فى كتاب النكاح مستشهدا بها فى مسئلة من مسائل النكاح سياتى ذكرها للحنفى ان يعمل بغير مذهبه فهذا ابو يوسف امام المذهب و كبيره المجتهد الكامل قد قلد عند الضرورة و لم يكن ذلك مذهبا له بل مذهبه تنجس الماء القليل و لم تغير بوقوع ما ينجسه فيه و لا شك عند الظاهر انه فعل الطهارة و صلى الصلوة على مقتضى مذهبه و انما قلد فى خصوص الماء فقد حصل التلفيق منه و هو او فى حجة انتهى۔

⑯ بزازیہ بر حاشیہ عالمگیری (باب زلة القاری ص ٤٤ ج ٤) ⑰ ردالمختار (مقدمہ) ص ٥١ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مشہور ہو گیا علمائے زمانہ میں تقلید میں تلفیق کا منع ہونا اور اس کی صورت یہ ہے کہ عمل کرے بعضوں عملوں وضو اور غسل میں اور نماز دونوں میں یا ان میں سے ایک ایک مذہب کے موافق اور بعضی چیزوں میں دوسرے امام کے موافق اور میں نے اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں پائی بلکہ اس کے نہ ہونے پر تحریر میں ابن الہمام نے اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ دریافت نہیں ہوتا کہ تلفیق سے کون سی چیز منع کرتی ہے ہاں بعضے متاخر لوگوں نے اس کا منع ہونا نقل کیا ہے کہا علامہ ابن امیر حاج نے کہ وہ متاخر علامہ عراقی ہے میں کہتا ہوں کہ وہ عراقی مالکیوں میں کا ایک فاضل اصولی ہے تو ہم پر ضرور نہیں کہ اس کا قول اپنا عمل درآمد ٹھہراویں خصوصاً اس حالت میں کہ پایا ہے اپنے مذہب کے بعضے اماموں سے وہ کلام جو دلالت رکھتا ہے اس کے جائز ہونے بلکہ واقع ہونے پر اور وہ ہے جو بزازیہ میں نقل کیا کہ خوارزم کے علمائے حنفی نے نہ فساد پذیر ہونا نماز کا پسند کیا ہے قرأت کی خطا سے امام شافعی کا مذہب اختیار کر کے سو جب ان سے کہا گیا کہ امام شافعی کا تو یہ مذہب الحمد کے سوا کی قرأت میں ہے تو جواب دیا کہ اختیار کیا ہے میں نے ان کے مذہب کو بلا قید اور قید الحمد کو چھوڑ دیا ہے چنانچہ امام محمد کے کلام میں یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ مجتہد دلیل کا پیرو ہوتا ہے نہ ہر کہنے والے کا یہاں تک کہ عورتوں کے بیان پر غائب پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے نقل کیا اس کو ابن نجیم نے اپنے بعض رسالہ میں جو وقف کے مسئلہ پر ہے سو دیکھ کر کیسی تلفیق ہوئی کہ اپنے مذہب حنفی سے یہ لیا کہ الحمد رکن نہیں ہے تو ضرر نہیں پہنچاتا جبکہ اس میں کچھ صریح نقصان پڑ جائے مثلاً تیزی زبان سے ایاك نقعد و ایاك نستعین کہدے تو خطا کیا سو الحمد کہ لفظ نقعد کی رو سے گھٹ جاوے گی سو نماز ایسے کی بموجب مذہب امام شافعی کے جائز نہ ہو گی تاوقتیکہ لفظ نعبد کو پھر نہ کہہ لے ہاں پھر جب کہہ لے گا تو نماز درست ہو جاوے گی اور اس کی نماز فاسد نہ ہو گی شافعی کے نزدیک کیونکہ بموجب ان کے مذہب کی چوک کا کلام نماز کو نہیں بگاڑتا جبکہ تھوڑا ہو اور ہمارے نزدیک وہ مفسد ہے اور جب اس لفظ کو ٹھیک ٹھیک کہہ لیا تو فائدہ نہ دے گا کیونکہ نماز تو بگڑ چکی یاد رکھنا چاہیے اس بات کو اور بلا شک بعضے مشائخوں نے یہ کہا ہے کہ نماز نہیں بگڑتی اگرچہ ٹھیک ٹھیک اس لفظ کو پھر کہہ لے چنانچہ زاہدی نے نقل کیا ہے لیکن ظاہر وہی ہے جو بزازیہ میں بعضے علماء خوارزم سے ہے کہ نماز نہیں بگڑتی اگرچہ ٹھیک ٹھیک اس لفظ کو پھر نہ کہے اور یہ مقولہ انہوں نے امام شافعی کا مذہب لے کر کہا ہے کہ خطاء سے نماز نہیں بگڑتی اور یہ عین تلفیق ہے اور اسی طرح ہے مسئلہ نکاح کا کہ وہ عورتوں کے بیان پر امام شافعی کے نزدیک صحیح نہیں ہوتا اور غائب پر صحیح ہو جاتا ہے اور ہمارے مذہب میں حکم الٹا ہے دونوں مسئلوں میں سو بموجب بیان عورتوں کے جب کہ صحت نکاح کا حکم غائب پر دیا تو یہ تلفیق ہوئی اور باوجود اس کے دونوں مذہب کے تلفیقی مسئلہ کا حکم صحت دیا گیا ہے اور اسی طرح یہ مسئلہ ہے کہ امام ابو یوسف نے جب جمعہ کی نماز پڑھی اور پھر جس حمام کے پانی سے نہائے تھے اس میں مردار چوہے کے ہونے کی خبر دی گئی تو کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اہل مدینہ کے اس قول پر عمل کرتے ہیں کہ جب پانی دو قلوں کو پہنچ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا محیط برہانی اور فتاوی ظہیریہ میں کہا ہے کہ یہ ان کا پہلے مذہب نہ تھا اور ظہیریہ اور فقہ کی اور کتابوں میں یہ مسئلہ بحث نکاح میں بطور استشہاد کے مسائل نکاح پر مذکور ہے کہ حنفی مذہب کو غیر مذہب پر عمل کرنا پہنچتا ہے چنانچہ اس کا ذکر قریب آوے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سو دیکھنا چاہیے کہ یہ امام ابو یوسف کہ امام مذہب اور مجتہد کامل ہیں اور انہوں نے ضرورت کے وقت غیر کی تقلید کر لی اور ان کا یہ مذہب نہ تھا بلکہ مذہب تو یہ تھا کہ تھوڑا پانی اگر چہ نجاست کے پڑنے سے بگڑے نہیں تو بھی نجس ہو جاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ بظاہر انہوں نے پانی کو پاک جان کر طہارت کی اور اپنے مذہب کے موافق نماز پڑھی فقط پانی میں اور تقلید کی کری سو اس سے تلفیق حاصل ہوگئی اور یہ بڑی حجت ہے۔"

واضح ہو کہ یہ روایات مستندہ الی الائمۃ دالہ جواز تلفیق پر محض الزاما نقل کی گئی ہیں اور دلائل تحقیقی ہمارے نزدیک وہی ہیں جو بطلان پر تقلید شخص معین کے اور حقیقت و پر تقلید بدوں التزام کے نقل کیے گئے ہیں اس لئے کہ ان دلائل سے عموماً تخصیص وجوب باطل ہوتی ہے خواہ حادثہ واحد میں ہو۔

دوسرا جواب فرض کیا کہ تلفیق باطل ہے لیکن اس سے وہ عدم تعین جس میں تلفیق نہ پائی جاوے کیونکر باطل ہوگی کیا عدم التزام مستلزم تلفیق کو ہوتا ہے مثلا ایک شخص ایک محل میں ابو حنیفہ کے مذہب کی تقلید کرتا ہے اسی طرح کہ دوسرے مذہب کو اس میں خلط ملط نہیں کرتا اور دوسرے محل میں شافعی کی تقلید کرتا ہے اسی طرح پر تو اس شخص کے حق میں بطلان تلفیق کیا ضرر کرے گا اور اس کے مسلک کو کیونکر باطل کرے گا۔

تنبیہ ایک دلیل جناب مؤلف نے خاص اپنی طرف سے جس میں کوئی ان کا مقتدا نہیں مگر سوء فہم ان کا بھی ارشاد فرمائی ہے سو نقل کرنا اس کا سوائے تضیع اوقات کے کچھ نہیں ہے اور رد میں اس کے اسی قدر کافی ہے کہ مدار اس دلیل کے تین امر ہیں اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا اور منع ہونا رجوع بعد العمل کا بمعنی ظاہر اور منع ہونا تتبع رخص کا بالاجماع اور بطلان ان تینوں امروں کا بوجہ اوسط گذر چکا۔

قال اور یہ جو گمان کیا گیا ہے کہ تلفیق نزدیک صاحب بحر الرائق اور شیخ ابن الہمام کے جائز ہے سو یہ بات ان کے صریح کلام سے نہیں ثابت۔

اقول مذہب صاحب بحر کا بھی کلام سے ان کے صاف معلوم ہوا اور مذہب ابن الہمام کا بھی کلام سے ان کے اور کلام بلاغت نظام سے شاہ ولی اللہ کے معلوم ہو چکا پھر اگر مؤلف استعداد فہم کلام ان کی کے نہ رکھتا ہو تو صاحب بحر و ابن الہمام کا کیا قصور؟ لیکن بسبب اس کے کہ تقلید مذموم کی پٹی آنکھ اور دل پر باندھ رہا ہے نظر نہ آوے تو ہمارا اس میں کیا اختیار (انا للہ و انا الیہ راجعون) اور جن اقاویل سے ابن الہمام کے اور صاحب بحر کے مؤلف بطلان تلفیق نکالتا ہے ان میں سے ہرگز بطلان تلفیق کی مفہوم نہیں ہوتی اور چونکہ اخیر میں باب ثانی کے مؤلف قول ابن الہمام کا فتح القدیر سے بواسطہ عالمگیری کے اور صحاب بحر کا رسائل زینیہ سے پھر مکرر لایا ہے اس لئے رد اس کا وہاں پر ہی ہوگا تو اس جگہ صاف معلوم ہوگا کہ ان قولوں سے عدم التزام مذہب معین مطلقاً باطل نہیں ہوتا چہ جائے باطل ہونا تلفیق کا فانتظر۔

قال چوتھا طریق الخ اقول اس طریق میں یہ خرافات کیا ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے مذہب کے مخالف حکم نہ دینا چاہیے جیسا کہ کہا مسلم میں:

ولو حکم بخلاف اجتهاده کان باطلا اتفاقاً و ان قلد غیره لانه یجب علیه العمل بظنه

www.KitaboSunnat.com

ولا یجوز له التقلید مع اجتهاده اجماعاً کذا فی شرح المختصر۔ ⑱

اگر حکم کیا اپنے اجتہاد کے خلاف تو باطل ٹھہرے گا بالاتفاق اگر چہ غیر کی تقلید ہی کیوں نہ کرے کیونکہ اس پر واجب ہے کہ اپنے گمان کے موافق عمل کرے اور اس کو تقلید نہیں پہنچتی باوجود اس کے اجتہاد کے بالاجماع شرح مختصر میں یوں ہی ہے۔

اور پھر مقلد کو مجتہد پر قیاس کر کے کہا ہے کہ جب کہ مجتہد کو اپنے مذہب کے خلاف پر عمل نہ چاہیے تو اس کے مقلد کو بھی خلاف اپنے امام کے نہ چاہیے انتہیٰ۔ حاصل کلامہ لیکن ہم نے ایسا غافل کہیں نہیں دیکھا کہ مقلد کو مجتہد پر قیاس کرتا ہے حالانکہ مجتہد کو تقلید دوسرے مجتہد کی حرام ہے اور مقلد کو وقت عدم العلم کے تقلید کسی مجتہد کی لاعلی التعین واجب ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے: ﴿**فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون**﴾ ⑲ پس رد کیا اس غافل نے اس قیاس کرنے سے ادلہ اربعہ شرعیہ مذکور سابقہ کو جو تعین مذہب معین سے بزعم وجوب منع کر رہے ہیں اور سابق میں نقل کی گئی ہیں اور رد کیا اقاویل ائمہ کو جو پینتیس ۳۵ روایتوں کے ضمن میں گزر چکی ہیں اور قطع نظر ان ادلہ اور روایات سے نفس مختصر الاصول میں خاص کر یہ تصریح ہے کہ اگر حکم کرے مقلد مخالف اجتہاد امام اپنے کے تو حکم اس کا جائز ہے چنانچہ کہا مغتنم الحصول میں فی المختصر:

ولو حکم المقلد بخلاف اجتهاد امامه جری علی جواز تقلید غیره انتهیٰ ای ابتنی الحکم علی ما یجیئ من المقلد هل له لتقلید غیره انتهیٰ۔

اور اگر حکم کرے مقلد اپنے امام کے اجتہاد کے مخالف تو حکم اس کا جاری ہوگا بنا بر جائز ہونے تقلید غیر کے یعنی بنا پاوے گا یہ حکم اس تقریر پر جو آگے آوے گی کہ مقلد کو غیر کی تقلید پہنچتی ہے یا نہیں۔

(انتقال مذہبی)

پھر مخالف دلائل اربعہ کی اور پینتیس روایات سلف کی اور باوجود خاص مختصر الاصول کی تصریح کے اوپر اس بات کے کہ اگر مقلد اپنے امام کے اجتہاد کے خلاف حکم کر دے تو اس کا جاری ہو جاوے گا۔ قیاس مع الفارق جناب مؤلف کا سوائے غفلت اور کم فہمی کے کیا تصور کیا جاوے ذرا اس مقام میں غور کرنا چاہیے قال نقل کیا حموی نے بیچ شرح اشباہ و النظائر کے فن ثانی میں بیچ کتاب التعزیر کے وفی الفتح:۔

قالوا ان المنتقل من مذهب الی مذهب بالاجتهادولبرهان اثم یحتوجب التعزیر فبلا اجتهاد و برهان الوی انتهی کلامه. ⑳

مشائخ نے کہا ہے کہ انتقال کرنے والا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف گو اجتہاد اور دلیل سے ہو گنا ہگار ہے سو بغیر اجتہاد اور دلیل کے بدرجہ اولی گناہگار ہوگا۔

اقول اس نقل میں فتح القدیر سے بھی وہی نقشہ ہوا ہے کہ لاتقربوا الصلوۃ کو تو لے ہی لیا ہے اور انتم سکاری کو چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ شیخ ابن الہمام نے یہ قول مشائخ کا فتح القدیر میں نقل کر کے پھر اس کو رد کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تشدیدات محض الزامات ہیں یعنی کوئی امر شرعی نہیں اور حجت دیتی نہیں چنانچہ ابن امیر الحاج شرح تحریر میں تمام کلام شیخ

⑱ مسلم الثبوت (مبحث لا یصح قولان فی مسئلة) ص ٣٤٥ ج ٢. ⑲ النحل ٤٣ (پس اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے)

⑳ غمز عیون البصائر شرح الاشباہ و النظائر ص ٢٨٤ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الہمام کا نقل فرماتے ہیں جیسا کہ ملا حسن شرنبلالی حنفی کلام امیر ابن الحاج کا نقل کرتے ہیں۔

وقال ابن امير الحاج عقب كلام المانق ابن الهمام في هذالمحل ما نصه وقال ايضاً يعني شيخه ابن الهمام في شرح هداية عقب ما قدمناه من بيان حقيقة الانتقال والغالب ان مثل هذا يعني التشديدات التي ذكروها فقالو المنتقل من مذهب الى مذهب باجتهاد و برهان آثم يستوجب التعزير فبلا اجتهاد و برهان اوى ولا بدان يراد بهذا الاجتهاد معنى تحرير وتحكيم القلب لان العامي ليس له اجتهاد فتلك التشديدات الزامات منهم اى من المشائخ لكف الناس عن تتبع الرخص والاخذ العامي في كل مسئلة بقول مجتهد يكون قوله اخف عليه وانا ر اورى ما يمنع هذا من العقل و السمع و كون الانسان يتتبع ما هو اخف على نفسه من قول مجتهد مسموغ له الاجتهاد ما علمت من الشرع عليه انتهى۔ما نقله الشرنبلالي عن ابن امير ابن الحاج في العقد الفريد۔

"اور کہا امیر ابن الحاج نے ماتن کے کلام کے پیچھے اسی جگہ کہ شیخ ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ غالب یہ ہے کہ اس طرح کے تشددات دو مشائخ نے ذکر کئے ہیں کہ انتقال کرنیوالا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف گویا اجتہاد اور بالدلیل ہو گنہگار لائق تعزیر ہے سو بلا اجتہاد اور دلیل کے بدرجہ اولی گنہگار ہوگا اور ضرور ہے کہ اس اجتہاد سے تحریر معنی مراد لئے جائیں کیونکہ عامی کے لئے اجتہاد نہیں سو یہ تشددات ان کے الزامات ہیں تاکہ لوگ رخصتیں نہ ڈھونڈیں اور نہیں تو عامی لے گا ہر مسئلہ کو موجب مذہب اس مجتہد کے جو اس پر سہل سہل ہو اور میں جانتا کہ اسی عقل اور نقل کے کون سے مانع ہے اور انسان کا مجتہد کے قول میں سے سہل بات کو لینا بشرطیکہ وہ مجتہد جائز التقلید ہو میں شرع سے اس پر کچھ مذمت نہیں جانتا ہو چکی وہ عبارت شرنبلالی نے عقد الفرید میں نقل کی۔"

سو دیکھو تصرف حضرت ناقل کا کہ قالوا کے سر سے حرف ف کو اڑا دیا ہے اور خبر سے فتلک الشد یدات الزامات منہم کو چھوڑ دیا نعوذ باللہ من ہذہ الخیانیۃ فی الدین اور جبکہ سرقہ اور خیانت نقل کی فتح القدیر سے ثابت ہو چکی تو اب سنو نفس مسئلہ انتقال کی تحقیق سو ہر چند کہ بعد اثبات حقیقۃ تقلید بدون تعین کے ادلہ اربعہ سے اور پینتیس روایتوں سلف اور خلف سے جن سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ سبیل مومنین کا یہی ہے کہ بدون التزام ایک مذہب معین کے اتباع مجتہدین کیا کریں حاجت اس کی نہیں رہی کہ جواز انتقال کو علیحدہ ثابت کریں لاکن چونکہ عند القوم والعلماء الاصولین یہ مسئلہ مستقل ہو کر مندرج کتب اصول میں ہے اس لئے ہم بھی علیحدہ بیان کرتے ہیں تو معلوم کرنا چاہئے کہ انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے درست ہے بلا ارتیاب اور نہیں دلائل سے جن سے تقلید بطور عدم تعین کے ثابت ہو چکی ہے اور علماء مذاہب میں سے بہت سے لوگوں سے جواز پر روایتیں ہیں اور سب محقق لوگ جواز انتقال کے قائل ہیں اگرچہ بعضے متاخرین جیسے صاحب قنیہ وقہستانی وغیرہ کہ جو حدیث وقرآن سے بے بہرہ ہیں منتقل کے حق میں ان سے تعزیر مروی ہے تو صاحب مذہب اور ان کے شاگردوں کاملین سے منقول نہیں اور ملا علی قاری بیچ رسالہ اپنے سم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القوارض کے لکھتے ہیں۔

وفی الظهيرية روی عن ابی حنيفة رحمہ اللہ انه قال يحل لاحد ان يفتی بقولنا ما لم يعلم من اين قلنا انتهى فاذا كان لا يجوز تقليد الامام من غير و دليل فی الاحكام فكيف يجوز تقليد المقلدين الذين ما وصلو الى مقام المجتهدين نعم يجوز للعامی ان يقلد العالم ولو مقلد الضرورة امر الدين انتهى۔ كلامه

''ظہیریہ میں امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ کسی کو روز انہیں کہ ہمارے قول پر فتوی دیوے جب تک کہ یہ نہ جان لیوے کہ ہم نے کہاں سے کہا ہے ہو چکا مقولہ امام کا سو جبکہ امام کی تقلید جائز نہیں احکام شرعی میں بے دلیل کے تو ان مقلدوں کی تقلید جو مقام اجتہاد تک نہیں پہنچی کیونکہ جائز ہو سکتی ہے ہاں انجان آدمی کو یہ جائز ہے کہ ضرورت دینی کے لئے عالم کی تقلید کرے اگ.رچہ وہ عالم مقلد ہو۔''

پس عبارت میں ملا علی قاری کی نظر کر و غور سے کہ قول قنیہ وغیرہ بیچ حق منتقل کے تجویز تعزیر کے کیونکہ مقبول ہو بلا دلیل شرعی وبغیہ نقل کے مجتہدین سابقین سے اور کلام شیخ ابن الہمام کا اور شارح ابن امیر حاج کا جس میں مانعین انتقال پر رو ہے وہ تو عبارت سے شرح ابن امیر حاج کے جو ملا حسن شرنبلالی نے نقل کی ہے معلوم ہو گیا ہے اب سنو کہ کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں:

فان ارادوا يعنی المشائخ القائلين من الحنفية بان المنتقل من مذهب الى مذهب آثم يستوجب التعزيرات ان ارادوا هذا الالتزام فلا دليل على وجوب اتباع المجتهد المعين بالتزامه نفسه ذلك قولا او نية شرعا انتهىٰ كما نقله الشرنبلالی فی العقد الفريد۔

پھر اگر مشائخ حنفیہ نے منتقل مذہب کو واجب التعزیر کہہ کر اس التزام کا ارادہ کیا ہے تو پیروی مجتہد معین پر کوئی دلیل شرعی نہیں کہ اولی زبان یا جی (دل) سے التزام کر کے ایک مجتہد کی پیروی کرے۔

اور امام نووی اور رافعی سے بھی یہی منقول ہے کہ انتقال جائز ہے اور کہا نواوی نے روضہ میں کہ جب کہ مذاہب مدون ہو گئے تو اب مقلد کو درست ہے انتقال کرنا ایک مذہب سے طرف دوسرے کے چنانچہ شیخ جلال الدین السیوطی جزیل المواہب میں فرماتے ہیں:۔

الانتقال من مذهب الى مذهب هو جائز كما جزم به الرافعی و تبعه النووی وقال فی الروضة اذا دونت المذاهب قيل يجوز للمقلد ان ينتقل من مذهب الى مذهب ان قلنا يلزمه الاجتهاد فی طلب الا علم و غلب على ظنه ان الثانی اعلم ينبغی ان يجوز بل يحب و ان خيرناه فينبغی ان يجوز ايضاً انتهىٰ۔

انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف جائز ہے جیسا کہ یقین کیا ہے اس کا رافعی نے اور پیرو ہوا اس کا نووی اور روضہ میں کہا ہے جب مدون ہو گئے مذاہب تو کہا گیا جائز ہے مقلد کو ایک مذہب سے دوسرے مذہب مذہب کی طرف انتقال کرے اگر ہم کہیں کہ زیادہ علم والے کا تجسس مقلد پر ضرور ہے اور گمان غالب ہے اس کو کہ دوسرا بڑا عالم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اس کو انتقال جائز کیا بلکہ واجب ہوگا اور اگر مقلد کو مخیر کریں تو بھی جائز ہے ہو چکی عبارت جزیل المواہب کی۔

اس کلام میں سیوطی کے غور کرنا چاہیے کہ سیوطی نے جواز انتقال کو کیا محقق کیا ہے پس نقل کرنا سیوطی کا بعضے مالکیوں کے قول کو جو متضمن ہو منع انتقال پر جیسا کہ مؤلف نے نقل کیا ہے اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو بطور طعن و تعریض کے اس مالکی پر ہوگا کما لا یخفی اور کہا مولانا بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم میں:

لا یحب الاستمرار و یصح الانتقال وھذا ھو الحق الذی ینبغی ان یؤمن و یعتقد به ولکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلھی فان التلھی حرام قطعاً فی التمذھب کان او غیرہ انتھیٰ۔[21]

جما ؤوہ لازم نہیں ہے اور صحیح ہے انتقال اور یہی وہ حق ہے کہ سزاوار ہے یہ کہ اسی کا ایمان اور اعتقاد کیا جائے لیکن لائق یہ ہے کہ انتقال بطور لہو ولعب حرام ہے یقینی مذہب کے باب میں ہو یا اور میں۔

اور قبل اس عبارت کے فرمایا ہے:

حتیٰ شدد بعض المتاخرین المتکلفین و قالوا الحنفی اذا صار شافعیاً یعزر و ھذا تشریع من عند انفسھم انتھیٰ۔ [22]

یہاں تک کہ سختی کی ہے بعضے متاخروں نے اور کہا ہے کہ حنفی جب شافعی ہو جاوے تو تعزیر دی جاوے اور یہ شرع ہے اپنی خواہش کی۔

پس ان روایات سے جواب ان کا جن میں منتقل کے حق میں تعزیر کا حکم دیا ہے اور جناب مؤلف نے وہ روایتیں نقل کی ہیں بھی ہو گیا اب باعث تخصیص تعزیر کا مشائخ سے معلوم کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ انتقال منتقل کا واسطے کسی غرض نیک شرعی کے نہ ہو بلکہ واسطے اتباع نفس کے ہو جیسا کہ ایک شخص سے عہد میں ابو بکر جوز جانی کے واقع ہوا تھا چنانچہ محقق شامی نے رد المختار حاشیہ در مختار میں نقل کیا ہے:-

قوله ارتحل الی مذھب الشافعی یعزر ای اذا کان ارتحاله لالغرض محمود شرعا کما فی التتار خانیة حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عھد ابی بکر الجوزجانی فابی ان الا یترك مذھبه فیقرٔ خلف الامام و یرفع یدیه عند الانحطاط و نحو ذلك فاجابه فزوجه فقال الشیخ بعد ما سئل عن ھذہ و اطرق راسه النکاح جائز ولکن اخاف علیه ان یذھب ایمانه وقت النزع لانه استخفف بمذھبه الذی ھو حق عندہ و ترکه لاجل جیفة منتنة ولو ان رجلا بری من مذھبه باجتھاد و ضح له کان محموداً ماجوراً انتھی [23]

اقول خذ ما صفی من ھذا النقل و دع ما کدروا علم ان معنی الاجتھاد فی کلام الشامی ھو الذی قاله العلامة ابن امیر الحاج فی شرح التحریر للشیخ ابن الھمام کما مر فی العقد الفرید اعنی به التحری و تحکیم القلب لان العامی این له الاجتھاد۔[24]

---

[21] فواتح الرحموت ص ٤٠٦ ج٢
[22] فواتح الرحموت ص ٤٠٦ ج ٢
[23] رد المحتار (کتاب الحدود) ص ١٩٠ ج٣
[24] التقریر و التحبیر (المبحث الاول) ص ٣٥٢ ج٣.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس وقت کہ منتقل ہوا مذہب شافعی کی طرف تعزیر دیا جاوے گا یعنی جس وقت کہ انتقال اچھی غرض سے نہ ہو شرع کے طور پر جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے حکایت کی گئی کہ ایک شخص حنفی نے ایک شخص اہلحدیث کے ہاں پیام نکاح کا اس کی بیٹی سے بھیجا ابوبکر جوزجانی کے زمانہ میں سو اس نے یہ شرط ٹھہرائی کہ اپنا مذہب چھوڑ کر امام کے پیچھے الحمد پڑھا کرے اور رفع یدین کیا کرے اور باتیں کیا کرے اس نے قبول کر لیا سو اس نے نکاح کر دیا شیخ سے جب کہ کسی نے یہ تذکرہ کیا تو سر نیچا کر لیا اور کہا کہ نکاح تو جائز ہے لیکن میں ڈرتا ہوں اس پر کہ نزع کے وقت اس کا ایمان نہ جاتا رہے کیونکہ اس نے اپنے مذہب کو ہلکا ٹھہرایا اور چھوڑا جسے حق جانتا تھا بسبب ایک سڑی ہوئی مردار کے اور اگر کوئی آدمی بیزار ہوا اپنے مذہب سے بسبب اجتہاد کے کہ اس کو ظاہر ہوئی ہے تو یہ اچھا اور باعث اجر کا ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ صاف بات اس عبارت میں سے لے لی اور گدی چھوڑ دی اور جان لے کہ معنی اجتہاد کے شامی کی عبارت میں وہی ہیں جو علامہ ابن امیر حاج نے ابن الہمام کی تحریر کی شرح میں کہے ہیں چنانچہ اوپر گذر چکی یعنی دل کی گواہی ورنہ انجان کے لئے اجتہاد کہاں ہے۔''

اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض ائمہ نے اس انتقال مذاہب میں بعض شروط بھی بیان کی ہیں چنانچہ رویانی نے کہا ہے کہ جواز انتقال میں تین شرطیں ہیں اول یہ کہ منتقل تلفیق نہ کرے اور دوسرے یہ کہ تتبع رخص نہ کرے اور تیسرے یہ کہ جس کی طرف انتقال کرتا ہے اس کو اہل فضل و علم سے اعتقاد کرے پس اس کی تقلید نہ کرے جس کو جاہل جانتا ہے اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ منتقل تلفیق نہ کرے اور وہ مسئلہ جس میں مقلد تھا قابل نقض کے ہو حکم سے یعنی جو کہ مخالف اجماع کے اور قواعد کے اور نص کے اور قیاس جلی کے ہو اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے ایک ہی شرط کو اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ وہ مسئلہ کہ جس میں مقلد تھا اس قبیل سے ہو جو منقوص بحکم ہو سکے اور بعضے نقل کرتے ہیں کہ انشراح صدر بھی ان کی شرط ہے اور امام صلاح الدین العلائی نے کہا ہے کہ دو صورت میں انتقال مرجح ہے اول یہ کہ مقلد پر مذہب ثانی میں تشدید سوائے ہو اور دوسرے یہ کہ مذہب اول کے معارض کوئی حدیث صحیح معلوم ہووے اور فاضل قندھاری کہتے ہیں کہ دوسری صورت میں مرجح کیا بلکہ واجب ہے سو تمام یہ تحقیق کتاب تقریر میں بھی ہے اور شرح ابن امیر حاج میں بھی ہے مگر شرح ابن امیر حاج میں بہت طوالت سے ہے اس لئے عبارت تقریر کی نقل کی جاتی ہیں کہا تقریر میں:

وقال الرویانی یجوز الانتقال بثلثة شروط ان لا یجمع بین مذھبین علی صورة تخالف الاجماع کمن تزوج بغیر صداق ولا ولی ولا شھود و ان یعتقد فیمن قلده الفضل بوصول اخباره الیه فلا یقلد امیا فی عمائه و ان لا یتبع الرخص وتعقب القرا فی للاخیر بانه ان رادو بالرخص ما ینقض فیه قضأ القاضی فحسن متعین وان اراد ما فیه سھولة علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد مالکا فی المیاه والا رواث مخالفا للتقوی الله تعالی ولیس کذلك و تعقب الاول بان الجمع المذکور لیس بضار لان مالکا لك یقل ببطلان انکحة الشافعیة بلا شھود لکن فیه نظر ظاھر و وافق ابن دقیق العید الرویانی علی الشروط الاول و ابدل الثالث بان لا یکون ما قلد فیه مما

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ينقض فيه الحكم لو رفع و اقتصر الشيخ عز الدين بن عبد السلام على اشتراط هذا و ذكر الامام العلائي انه يرجح القول بالانتقال في صورتين احدهما اذا كان مذهب غير امامه يقتضي تشديد او اخذ بالاحتياط و الثانية اذا راى الخلاف مذهب امامه دليلا من حديث صحيح ولم يجد في مذهب امامه جواباً قوياً منه ولامعرضاً راجحا عليه اذ لا وجه لهجر الحديث الصحيح محافظة على مذهب التزمه قلت وهذا موافق لما نص عليه احمد والقدوري النخفي و مشى عليه ابن الصلاح وغيره انتهى ما في التقرير نقله الفاضل القندهاري ثم قال اقول يجب الفرق بين الصورتين بان الانتقال في الاولى احتياط وفي ثاني واجب كما هو ظاهر كلام العلائي انتهى ما في المغتنم.

اور رویانی نے کہا ہے انتقال تین شرطوں سے جائز ہے اول تو یہ کہ دو مذہبوں میں اس طرح پر جمع نہ کرے کہ اجماع کے مخالف پڑ جائے جیسے کہ ایک شخص نے بغیر مہر کے اور بغیر ولی کے اور بلا گواہ کے نکاح کیا اور جس کی تقلید کر رہی ہے اس کی بزرگی کا اعتقاد رکھے سوامی کی جہالت میں تقلید نہ کرے اور رخصتوں کو نہ ڈھونڈے اور قرافی نے اخیر پر اعتراض کیا ہے اس طرح پر اگر رخصتوں سے وہ مسئلے مراد لئے ہیں جس کے اندر قاضی کا حکم نہ چلے تو ٹھیک متعین ہے اور اگر وہ مسئلے مراد لئے ہیں جس میں سہولت کسی طور پر بھی مکلّف کے لئے ہو تو لازم آوے گا کہ جس نے امام مالک کی پانی اور لید وغیرہ کے باب میں تقلید کر لی تو اللہ کے تقوے کی مخالف مخالف ہو جاوے حالانکہ ہرگز یوں نہیں ہے اور پہلی صورت پر یوں اعتراض کیا گیا ہے کہ جمع کرنا کرنا اوپر کے طور پر مضر نہیں ہے کیونکہ امام مالک نے نہیں کہا ہے کہ نکاح شافعی مذہب والوں کے بغیر مہر کے باطل ہیں اور نہ شافعی نے یہ کہا ہے کہ مالکیوں کے نکاح بے گواہوں کے باطل ہیں لیکن اس میں ظاہر بحث ہے اور ابن دقیق العید رویانی کے موافق ہوا ہے پہلی شرط میں اور تیسری کو بدل دیا ہے اس طرح کہ جس میں تقلید کی ہے وہ ایسا مسئلہ نہ ہو کہ قاضی کا حکم اس میں مرافعہ کی حالت میں ٹوٹے اور شیخ عز الدین ابن عبد السلام نے پہلی شرط پر کفایت کی ہے اور امام علائی نے ذکر کیا ہے کہ غالب ہوتا ہے مقولہ انتقال مذہبی کا دو صورتوں میں ایک تو یہ کہ اس کے امام کے غیر کا مذہب احتیاط کو چاہتا ہی دوسرے یہ کہ غیر کے مذہب کی دلیل صحیح حدیث سے ہو اور اور اپنے امام کے مذہب میں جواب قوی نہ پائے اور نہ کوئی معارض راجح پائے کیوں کہ التزام مذہب کے لئے حدیث چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے اس مقولہ کے کہ جس پر احمد اور قدوری حنفی اور ابن الصلاح وغیرہ ہیں ہو چکی عبارت تقریر کی جسے فاضل قندھاری نے نقل کیا ہے۔ پھر کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ واجب ہے یہ بات کہ دونوں صورتوں میں اسطرح پر فرق کیا جائے کہ پہلی صورتوں میں انتقال درجہ احتیاط کا ہے اور دوسری صورت میں واجب ہے چنانچہ یہی ہے ظاہر کلام علائی کا ہو چکی وہ عبارت جو مغتنم میں ہے۔

تو ظاہر ہے کہ شروط سے رویانی کے دو شرطیں اول تو بوجہ اظہر باطل ہے جیسا کہ عبارت سے تقریر کی گذرا اور قبل اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقامات متعددہ میں شرح تحریر وغیرہ کے بھی ذکر ہولیا اور شرط ثالث بیشک مسلم الثبوت ہے ظاہر ہے کہ امی کی تقلید کیونکر درست ہو اسی جگہ شرط اوب ابن دقیق العید کی بھی باطل ہوگی اور شرط ثانی اس کی جس کیں شیخ عبدالسلام موافق ہیں باعتبار مفہوم موافق کے تو صحیح ہے مسلم لیکن باعتبار مفہوم مخالف کے وہ بھی باطل ہے نفس کلام سے ابن عبدالسلام کے جو روایات نمبر۲ میں گذری ہیں بلکہ یہ شرط باعتبار مفہوم مخالف کے مخالف ہے ان پینتیس روایات کے اور اولہ اربعہ کے اور انشراح صدر جو بعض روایات سے شرط ابن عبدالسلام کے معلوم ہوتی ہے راجع طرف ثالث شرط رویانی کے اور ہمارے موافق ہے اور اب رہیں دونوں شرطیں امام علائی کی سو وہ شرطیں جواز کی نہیں بلکہ ترجیح انتقال کی ہیں الحاصل ان شرطوں سے جو کہ حق ہیں بھی انتقال مذہب ممنوع نہیں ہوتا اور تقلید مذہب معین واجب نہیں ہوتی فافہم۔

قال اور کہا ملا علی قاری نے بیچ شرح عین العلم کے۔

فلو التزام احد مذهبا كابى حنيفة والشافعي رحمهماالله فلزم عليه الاستمرار فلا يقلد غيره فى مسئلة من المسائل انتهى

''پھر اگر التزام کرے کوئی کسی مذہب کا مثلاً جیسے مذہب ابوحنیفہ اور شافعی اسکو جماؤ لازم ہے سو کسی اور کی تقلید کسی مسئلہ میں نہ کرے۔''

(جواب ملا جیون کے قول کا)

اقول اس کے دو جواب ہیں اول یہ کہ ملا علی قاری نے اسے شرح عین العلم میں یہ بھی کہا ہے۔

ومن المعلوم ان الله سبحانه وتعالى ما كلف ان يكون حنيفا ومالكيا الخ ما نقلنا سابقا۔ ㉕

''یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی تکلیف نہیں دی کہ حنفی یا مالکی ہو اور پوری عبارت وہ ہے جو پہلے ہو نے نقل کی۔''

تو دیکھو کہ یہاں تو یہ اعتراف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی پر واجب نہیں کی تقلید ابوحنیفہ کی خاص کر اور مؤلف کی روایت میں اگر تسلیم کی جائے قول بالوجوب ہے بسبب التزام کرنے کے اور ظاہر ہے کہ التزام حجت شرعی موجب وجوب کے نہیں تو دونوں کلام ان کے متعارض ہوئے واذا تعارضا تساقطا دوسرا یہ ہے کہ جو لوگ قول مخالف دلیل کے ابو حنیفہ اور شافعی کا نہیں مانتے ان کے آگے قول مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کے اور مخالف پینتیس روایات ائمہ سلف اور خلف کے ملا علی قاری کا پیش کرنا سوائے مضحکہ کے کیا تصور کیا جائے انصاف ہے کہ تمام جہاں کے مقابل اکیلا ملا علی قاری کس طرح ہو سکتا ہے مثل مشہور ہے کہ نقار خانہ میں طوطی کی کون سنتا ہے۔

قال اور کہا صاحب بحر الرائق نے بیچ رسائل زینیہ کے۔

فوجب على مقلد ابى حنيفة ان يعمل به ولا يجوز له العمل بقول غيره انتهى۔

''سو واجب ہے مقلد ابوحنیفہ پر یہ عمل کرے ان کے قول پر اور غیر کے قول پر عمل کرنا اسکو روا نہیں۔''

اقول یہ قول صاحب بحر کا مطلق تقلید ابوحنیفہ میں نہیں ہے بلکہ ایک مسئلہ خاص میں یعنی وقت عصر میں جواز

㉕ شرح عین العلم ص ٤٤٦ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک اس مسئلہ مذہب ابوحنیفہ کا قوی اور مدلل ہے یہ قول فرمایا ہے چنانچہ یہ کام صاحب بحر اسی رسالہ کے اخیر میں اس امر تصریح کر رہا ہے فرماتے ہیں۔

فاذا ظهر لنا مذهب الامام الاعظم ابی حنیفة فی هذین الوقتین وظهر یضع دلیله وقوته وصحة وانه قوی من دلیلهما واجب علینا اتباعه والعمل به والاختیار به انتهی کلامه۔

''سو جب ظاہر ہوا ہمیں مذہب امام اعظم ابوحنیفہ کا ان دونوں وقتوں میں اور ان کی دلیل اور اسکی قوت اور صحت بھی ظاہر ہوئی اور یہ بات کہ صاحبین کی دلیل سے انکی دلیل قوی ہے تو ہمیں ان کی پیروی اور ان کے قول پر عمل کرنا اور اسی کو اختیار کرنا واجب ٹھہرا۔

سو یہ دیکھو چالاکی حضرت مؤلف کی قول وجوب اتباع کو ایک مسئلہ میں دلیل ٹھہرایا ہے وجوب اتباع کے ہر مسئلہ میں فافہم۔

فات قلت ان تعلیله بعد بقوله لما نقله القاسم فی تصحیح الخ نص علی کون التزام التقلید علة لوجوب الاتباع مع قطع النظر عن کون مذهبه قویا او صحیحا قلت قددریت ان الرجوع الممتغ انما هو عین الحادثة التی قلده فیها فالتعلیل به لا یفید الا وجوب الاتباع فی حادثة خاصة قلده فیها فاذا لم یکن قوله فوجب الخ ایضا فی وجوب الاتباع فی وجمیع الحوادث بل فی حادثة جزم فیه حقیقه الامام ابی حنیفة وقلده فیها فحصل المطلوب من انه لم یحکم بوجوب الاتباع فی کل مسئلة بل فی مسئلة وقت العصر وهذا مفاد تعلیلنا تقویة الدلیل ولم یحکم ایضا فی کل الحوادث بل فی حادثة خاصة قلده فیها هذا مفاد تعلیله بقوله لما نقله الخ۔

''پھر اگر یوں اعتراض کیا جائے کہ جس قول کو قاسم نے اپنی تصحیح میں نقل کیا ہے اسکو اس اوپر کے قول کی علت ٹھہرانا صریح دلالت کرتا ہے کہ التزام سے تقلید واجب ہو جاتی ہے خواہ وہ مذہب قوی اور صحیح ہو یا نہ ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو معلوم ہو چکا کہ رجوع وہ ہی منع ہے جو خاص اس مسئلہ میں ہو جس پر عمل کر چکا تو وہ علت ٹھہرانا ہے فائدہ فقط دے گا کہ اس مسئلہ خاص میں جس پر عمل کر چکا تقلید واجب ہے پھر جب اسکا واجب کہنا وجوب تقلید جملہ مسائل میں صریح نہ ہوا ہے بلکہ اسی مسئلہ میں ہوا جس میں امام ابوحنیفہ کا حق ہونا یقین کر کے عمل کر چکا ہے تو یہ بات حاصل ہوئی کہ اس نے ہر مسئلہ میں وجوب تقلید کا حکم نہیں کیا بلکہ مسئلہ وقت عصر میں کیا ہے اور یہی فائدہ ہماری اس بات میں ہے کہ تقویت دلیل کو ہونے علت ٹھہرایا ہے اور اس نے مسئلہ خاص میں وجوب تقلید کا حکم لگایا ہے تو یہی فائدہ اسکو قاسم کی نقل سے ہوا۔''

قال کہا تفسیر احمدی کے مؤلف نے جو استاذ ہیں عالمگیر بادشاہ کے بیچ تفسیر احمدی کے۔

اذا التزام مذهبا یحب علیه ان یدوم علی مذهب التزامه ولا ینتقل الی مذهب اخر انتهی۔(26)

''جس وقت کہ التزام کیا ایک مذہب کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ رہے اسی پر اور نہ پھرے اس سے طرف دوسرے کے۔''

---

(26) تفسیر احمدی الانبیاء ۷۸ ص ۵۲٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقول اسکا جواب بھی وہی ہے جو کہ ملا علی قاری کے قول کا دوسرا جواب دیا گیا ہے علاوہ یہ کہ شخص کا کلام اس قابل کہاں ہے کہ مقابل میں اقادیل علماء اصول کے بیان کیا جائے یہ تو ایسے حضرت ہیں کہ تفسیر احمدی میں صاف صاف فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن وحدیث واجماع پر عمل کرے گا تو زوہ بھی ابوحنیفہ ہی کا مقلد ہو جائے گا اس لئے کہ قرآن وحدیث اور اجماع پر عمل کرنا ابوحنیفہ ہی نے بنایا ہے۔ تو گویا سب صحابہ اور تابعین کو ابوحنیفہ کا مقلد بناتے ہیں اور ایسا ہی شیخ سدو کی بکری کو حلال طیب فرماتے ہیں اور سوائے اس کے اسکے تفسیر میں جا بجا ایسی خرافات بیان فرماتے ہیں کہ دیکھ کر ہنسی آتی ہے تو ایسے شخص کا کلام بے دلیل کس طرح مقابل اولہ اربعہ جمہور یہ مسلمین کے ہو سکے گا قال اور مولانا عبد العلی شرح تحریر میں لکھتے ہیں۔

وکذا للعامی الانتقال فی الحکم من مذهب ابی منذهب فی زماننا لا یجوز لظهور الخیانة انتهی۔

''اور اسی طرح ان پڑھ کر انتقال کرنا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف ہمارے زمانہ میں بسبب ظہور خیانت کے جائز نہیں۔''

اقول سابق میں تم خوب دیکھ چکے ہو کلام مولانا عبد العلی کا شرح تحریر سے بھی اور شرح مسلم سے بھی کہ کس طرح باعلی ندا منادی ہے کہ مولانا عبد العلی بحر العلوم ایک مذہب کی تخصیص تو کہاں مذاہب اربعہ کی تخصیص کی بھی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے مگر بعض وقت جو نقل صحیح نہ ملے مذہب غیر سے اور تتبع رخص اور رجوع بعد العمل کو دھوم دھام سے جائز رکھتے ہیں مانعین کے حق میں فرماتے ہیں۔ کہ منع کرنا انکا اور تشددان کی اپنے گھر کی شرح ہے غرضکہ ہر امر میں ہمارے موافق اور شاہد ہیں اور محمل اس قول کا ملھی کے حق میں ہے جیسے کہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

لکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتهی فالتلهی حرام کذا فی شرح مسلم۔[27]

''لیکن یہ چاہیے کہ انتقال لہو کے طور پر نہ ہو کہ لہو حرام ہے یونہیں ہے شرح مسلم میں۔''

بلکہ تعلیل ان کے ساتھ اس قول کی بظہور الخیانۃ شاہد بین ہے کہ یہ منع کرنا ان کا اسی شخص کے حق میں ہے جو مظنون خیانت اور تلہی کا ہو کما لا یخفی قال اور کہا بیچ فتاوی عالمگیری کے۔

هذا کله فی القاضی المجتهد واما المقلد فانما ولا ہ لیحکم بمذهب ابی حنیفة مثلاً فلا یملك المخالفة فیکون معز ولا بالنسبة الی ذلك الحکم هکذا فی الفتح القدیر انتهی۔[28]

''یہ سب باتیں قاضی مجتہد کے باب میں ہیں اور مقلد تو اسکو ولایت قضا اس شرط پر دی گئی ہے کہ مثلاً امام ابوحنیفہ کے مذہب پر حکم کرے تو مخالفت کا اختیار نہیں رکھتا ورنہ معزول ہو جائیگا یہ نسبت اس حکم خلاف شرط کے یونہیں ہے فتح القدیر۔''

اقول معزول ہونا قاضی حنفی مقلد کا اس حکم میں جو برخلاف مذہب ابوحنیفہ کے ہو اس جہت سے نہیں کہ اس پر تقلید ابوحنیفہ کی واجب تھی تو کہ مفید مدعا مؤلف کے ہو بلکہ اس جہت سے ہے جو خود کلام ابن الہمام میں موجود ہے یعنی

---

[27] فواتح الرحموت ص ۴۰۶ ج ۲ [28] فتح القدیر شرح هدایه کتاب اداب القاضی فصل الاخر ص ۳۹۷ ج ٦۔ فتاوی عالمگیری کتاب اداب القاضی باب ۱۹ ص ۳۵۸ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت ولایت خاصۃ کی جہت سے اور اسی میں کسی کی تاویل کو دخل نہیں اس لیے کہ تصنیف را منصف نیکو کند بیان آوردہ خود فرماتے ہیں فانما ولاہ لیحکم بمذھب ابی حنیفۃ اور اسی پر تفریع کرتے ہیں فیکون معزولا کو اور یہ بات ایسی ہے اس سے کوئی ادنی طالب علم بھی انکار نہ کرے جیسا کہ کوئی بادشاہ کیطرف سے قاضی کسی شہر کا مقرر اور متعین ہو پھر وہ قاضی اس شہر کا دوسرے شہر کے قضایا میں حکم دے تو بھی معزول ہوگا یہ نسبت اس حکم کے بسبب مخالف کے ولایۃ خاصۃ سے تو اس سے یہ تھوڑا ہی لازم آتا ہے کہ اس شہر کی تخصیص اس کو شرعا قطع نظر ولایت سے واجب ہو جائے یہ تو کوئی اہل عقل نہیں کہے گا اور لکھا ہے اشباہ والنظائر وغیرہ میں کہ اگر حکم سلطان روم کا۔ اسطرح پر صادر ہوا کہ قضاۃ ممالک محروسہ سلطانیہ کے دعوی کسی کا بعد پندرہ برس کے نہ سنا کریں بلکہ بعد پندرہ برس کے اس کے دعوے کو باطل سمجھیں تو واجب ہے ان پر کہ اس کے دعوے کو نہ سنیں تو دیکھو کہ قضاۃ خلاف حکم سلطانی حکم نہیں دے سکتی اس امر خاص میں تو اس سے اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ حکم شرع کا ہے کہ قضاۃ اپنے فرمان اور کاغذ میں اس حکم کو نافذ فرماتے ہیں محض نادانی ہے اس کی۔

لو امر السلطان بعدم سماع الدعوی بعد خمسة عشر سنته لا تسمع ویجب علیه عدم سماعها کذا فی الاشباہ۔[29]

''اگر بادشاہ حکم کرے کہ دعوی پندرہ برس کے بعد نہ رہنا جائے تو قاضی پر واجب ہے کہ نہ سنے اسی طرح ہے اشباہ میں۔''

پھر جو کوئی اس وجوب سے وجوب شرعی سمجھے اس کی بے وقوفی ہے صاحب اشباہ کا کیا تصور قال اور کہا در المختار میں بیچ کتاب القضا کے وفی الوہبانیہ للشرنبلانی۔

یفتی من لیس بمجتهد حنفیة زماننا بخلاف مذهبه عامد افلا ینفذ اتفاقاً انتهی۔[30]

''فتوی کے خلاف مذہب کے جان کر وہ شخص جو مجتہد نہیں جیسے مثلاً ہمارے زمانہ کے حنفی تو وہ جاری نہ ہوگا۔''

یعنی اور وہبانیہ میں ہے کہ جو شرنبلانی نے تالیف کی ہے فتوی دے وہ شخص کو نہیں مجتہد مانند حنفی زمانہ ہمارے کے بخلاف مذہب اپنے کے قصداً پس نہ جاری کیا جائے حکم اسکا اتفاقا اقول **مستعیذ باللہ من المحرنین الضالین المضلین الذین یحرفون الکلم عن مواضعه ولا یخافون لیوم الدین۔** شرنبلالی کے کلام میں یفتی کا لفظ نہیں ہے جیسا کہ مؤلف نے نقل کیا ہے یفتی من لیس الخ اور ترجمہ بھی یفتی کا ہے کیا ہے کہ فتوی کے بلکہ ان کے کلام میں لفظ قضا کا واقع ہے چنانچہ ردمختار موجود ہے **وفی شرح الوهبانية الشرنبلالی قضی من لیس مجتهد الحنفية زماننا بخلاف مذهبه عامد الا بنفذ اتفاقاً وکذا ناسبا عند هما الی اخرما فی الدر المختار**[31]۔ سو جب یہ لفظ قضا کا ہوا تو معنی یہ ہوئے کہ قضا اپنے مذہب کے خلاف عمداً نافذ نہ ہوگی تو سبب اس کا وہی ہے جو شیخ ابن الہمام کے کلام میں گذر چکا ہے یعنی مخالفت ولایۃ خاصہ کی تو ہم کو یہ روایت کسی طرح مضر نہ ہوئی لیکن مؤلف رئیس المحرفین کی چالاکی کو دیکھو کہ قضی کو یفتی بنا کر ترجمہ اسکا یہ کر دیا ہے کہ فتوی دے اسی واسطے کہ جو کہ قضا علی خلاف المذاہب کے عدم

---

[29] الاشباہ والنظائر کتاب القضاءۃ الفن الثانی ص ۱۲۴ [30] در المختار مع رد المحتار کتاب القضاءۃ ص ۳۳۵ ج ٤

[31] در المختار مع رد المحتار کتاب القضاءۃ ص ۳۳۵ ج ٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفاذ کے وجوب تقلید مذہب معین کا ثابت کیا ہے اس کا جواب تو صریح کلام ابن الہمام سے واضح ہی تھا تو سمجھا کہ شائد کوئی مطلع ہو جائے گا اس واسطے اس عبارت میں قضی کو یفتی بنا دیا تو کہ عدم نفاذ فتوی خلاف المذاہب کا بھی ثابت ہو اور التزام مذہب معین واجب ہو لیکن یہ نہ سمجھا کہ کوئی ردالمختار کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں۔ مصرع

بریں عقل و دانش بباید گریست

تو اگر ناظرین باوجود اطلاع کے اس تحریر صریح پر پھر بھی اس کی خیانت پر متنبہ نہ ہوں تو خدا حافظ واضح ہو مسئلہ قضاء علی خلاف المذاھب ہر چند قابل تحقیق کے تھا لیکن چونکہ اس محل سے کچھ تعلق نہ رکھتا تھا اس لئے اس سے سکوت واقع ہو۔

تنبیہ پس اب دلائل واہیہ مؤلف کے تمام ہوئے اور جیسے کہ اس کی رو حرفاً حرفاً ہوگئی ہے وہ بھی علماء کو معلوم ہوگئی ہے اب آگے اس کی آخر بات تک جو خرافات کیا ہے تو وہ ہماری بعض روایتوں سے جواب دیا ہے۔ پہلی روایت عالمگیری کا جواب دیا ہے دو وجہ سے سو جواب ان دونوں کا ہم دے چکے بعد نقل کرنے کے اس روایت کے اور پھر تحلیف شہود پر مذہب ابن ابی لیلی سے دیا ہے جو وجہ سے سو وجہ اول کا جواب تو اسی مقام میں دے دیا ہے کہ جہاں روایت نقل کی تھی اور وجہ ثانی کا جواب اب دیتے ہیں۔

قال اور وجہ دوسری یہ ہے کہ قسم کھلانا گواہوں کا ایک قسم ہے تزکیہ کا اور تزکیہ گواہوں کا ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔

اقول اگر اسطرح کا اتحاد اقوال مذہب میں معتبر ہو تو کوئی صورت مخالف ائمہ اربعہ کے جہان میں نہیں نکلے گی مثلاً وہی صورت جو مؤلف نے درجہ اول میں طریق اول سے بیان کی تھی اور کہا تھا کہ یہ نماز چاروں کے نزدیک باطل ہے اس دلیل سے باطل ہوگی کہ یہ نماز شق آخر ہے مذاہب ائمہ اربعہ سے اس لئے کہ جواب مؤلف کا اس میں بھی جاری ہوسکتا ہے اس طرح کہ یہ بھی ایک نماز ہے اور نماز کے چاروں ائمہ قائل ہیں غرضیکہ جتنی صورتیں اجماع مرکی کی قائل نکالتے ہیں جیسا کہ توضیح میں بیان کی گئی ہیں سب واہی ہو جائینگی اس لئے کہ اس طرح کا اتحاد سب صورتوں میں پیدا ہوسکتا ہے۔ فقط اور پھر ابی عاصم عامری کی روایت سے جواب دیا ہے دو وجہ سے سو ان دونوں وجہوں کا ہم پہلے مقام میں دے چکے ہیں پھر آخر میں قرآنی اجماع سے جواب دیتا ہے۔ **حیث قال** اور بعض لوگ شبہہ کرتے ہیں اس عبارت سے کہ نقل کیا اسکو قرانی نے **انعقد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر نکیر انتهی**۔[32]

پس جواب اسکا یہ ہے کہ عبارت مقید ہے ساتھ نو مسلم ہونے کے یعنی جو نیا مسلمان ہوا اسکو اختیار ہے کہ اختیار کرے تقلید کسی عالم مجتہد کی ائمہ اربعہ میں سے سو اس میں کسی کو کلام نہیں اور مراد علماء سے ائمہ اربعہ ہیں اس واسطے کہ اجماع منعقد ہوا ہے او پر نکر نے اس عمل کیکہ مخالف ہوا ائمہ اربعہ کے اور کلمہ من کا تبعیضہ ہے پس معنی اس کے یہ ہوئے کہ جو شخص نو مسلم ہو پس اسکو لازم ہے یہ کہ تقلید کرے ایک عالم کی ائمہ اربعہ میں سے۔

اقول یہ اخیر تلبیس ہے جناب مؤلف کی باب ثانی میں عصمنا اللہ منہ پس پہلے تمام کلام قرانی کا جس کا مؤلف نے جواب دیا ہے عبارت مسلم اور شرح بحر العلوم سے سننا چاہئے کہ بعد اس کے مؤلف کی خیانت ظاہر ہو جائے گی کہا مسلم میں اور شرح بحر العلوم میں۔

فرع قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة رضوان الله

[32] فواتح الرحموت ص ۴۰۷ ج ۲. التقریر والتحبیر ص ۳۵۴ ج ۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالی علیهم اجمعین فان اقوالهم قد تحتاج فی استخراج الحکم منها الی تنقیة کما فی السنة ولا یقدر العوام علیه بل یجب علیهم اتباع الذین سیروا ای تعمقوا وبو بوا ایه اوردوا الکل مسئلة غلة وفصلو القضیده یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقة لا لاعیان الصحابة وعلیه ابتنی ابن الصلاح منع التقلید غیر الائمة الاربعة هم الامام الهمام امام الائمة ابو حنیفة الکوفی و الامام مالك و شافعی والامام احمد رحمہم اللہ وجزاهم عنا احسن الجزاء لان ذلك المذکور یدر فی غیرهم وفیه ما فیه فی الحاشیة قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر نکیر واجمع الصحابة علی ان من استفتی ابا بکر و عمر امیری المؤمنین فله ان یستفتی اباهریرة و معاذ بن جبل وغیرهما ویعمل بقولهم بغیر نکیر فمن ادعی یرفعهذین الاجماعین فعلیه البیان انتهی فقد بطل بهذین الاجماعین قول الامام وقوله اجمع المحققون لا یفهم منه الاجماع الذی هو حجة حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذین یکون مختار عندی احدا و یکون الجماعته متفقین علیه یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامه خلل آخر وهو ان التبویب لا دخل له فی التقلید وکذا التفصیل فان المقلد ان فهم مراد الصحابی عمل والاسال عن مجتهد آخر فافهم وبطل بهذ قول ابن الصلاح ایضاً ثم فی کلامه خلل اخر اذ المجتهدون الاخرون ایضاً بذلو اجهدهم مثل الائمةالاربعة واکار هذا مکابرة و سوء ادب فالحق انه انما منعمن منع تقلید غیرهم لا نه له یبق روایة مذهبهم محفوظة حتی لو وجد روایة صحیحة من مجتهد يخر یجوز العملل بها الاتری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشهود اقامة له مقام التزکیة علی مذهب ابن ابی لیلی فافهم انتهی۔[33]

"امام الحرمین نے کہا ہے کہ محقق اس پر جمع ہو گئے ہیں کہ علم لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی نہ کریں کیونکہ ان کے قولوں میں حدیث کی طرح بدقت حکم نکالنا ہے اور عام لوگ اتنی قدرت نہیں رکھتے بلکہ حاصل کلام یہ ہے کہ عوام کو فقہاء کی پیروی چاہئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نہیں اور ابن الصلاح نے اس پر بنا رکھ کر سوائے ائمہ اربعہ کے اوران کی تقلید سے منع کیا ہے یعنے امام والا ہمت ہمارے امام ابوحنیفہ کوفی اور امام نالک اور امام شافعی اور امام احمد اللہ تعالی ان پر رحمت کرے اوران کو جزاء دیوے کیونکہ اس کے سوا اوروں کے مذہبوں میں ان کے مذہبوں کی طرح مسئلہ صاف نہیں پائے جاتے اور اس میں اعتراض ہی حاشیہ میں ہے کہ کہا قرآنی نے کہ اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جو مسلمان ہے اسکو روا ہے کہ علماء میں سے جس کی چاہئے تقلید کرے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے۔ جو امیر المؤمنین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فتوی پوچھے تو اسے روا ہے کہ ابو ہریرا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما وغیرہ سے فتوی پوچھے اور بلا روک ٹوک ان کے قول پر عمل کرے سو جس کسی کو ان دونوں اجماعوں کے اٹھ جانے کا دعوی ہے تو اس کے

[33] فواتح الرحموت ص ٤٠٧ ج ٢ آخر الکتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ پر یہ دلیل ہے تو ان دونوں اجماعوں سے امام الحرمین کا قول باطل ہو گیا اور امام الحرمین کا یہ کہنا کہ محقق جمع ہو گئے ہیں اس سے وہ اجماع جو حجۃ ہی نہیں سمجھا جاتا تاکہ یہ کہا جاوے کہ دو اجماعوں میں مخالفت لازم آتی ہے۔ بلکہ وہ امر جو کسی کا مختار اور پسندیدہ ہوتا ہے اور ایک گروہ خاص اس پر متفق ہو جاتا ہے تو یوں کہہ دیتے ہیں پھر اس کے کلام میں اور خرابی ہے کہ بابنانے کی پیروی میں کیا دخل ہے کیونکہ اگر مقلد نے مراد صحابی کو سمجھ لیا تو عمل کر لے گا اور نہیں تو اور مجتہد سے پوچھ لے گا اور اس سے ابن الصلاح کا قول بھی باطل ہو گیا پھر اس کے کلام میں اور خلل ہے کہ مثل اور ائمہ اربعہ کے اور مجتہدوں نیبھی کوششیں کی ہیں چنانچہ اس کا انکار ہٹ دھرمی اور گستاخی ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ سوائے ائمہ اربعہ کے اوروں کی تقلید سے جس کسی نے منع کیا ہے اس نے یہ وجہ ٹھہرائی ہو کہ اوروں کے مذہبوں کی روایتیں محفوظ نہیں رہی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی اور مجتہد سے روایت صحیح مل جاوے تو اس پر عمل جائز ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ متاخرین نے قائم مقام تزکیہ کے ابن ابی لیلی کے مذہب موافق گواہوں کے قسم دلانے پر فتوی دے دیا ہے ذرا سمجھ اس بات کو ہو چکی عبارت مسلم اور اسکی شرح کی''

تو معلوم کرو کہ جناب تلبیس مآب حضرت مؤلف نے جواب میں دو فریب بازیاں کی ہیں اول یہ کہ جس اجماع قرآنی کا یہ مضمون ہے کہ اجماع مسلمین کا قرون اولی سے لے کر اب تک منعقد ہے کہ نو مسلم کو اختیار ہے کہ جس کی چاہے تقلید کرے اسی اجماع سے اکابر حنفیہ اس اجماع کی اسی کتابوں میں تخصیص مذاہب اربعہ کو جو مختار ہے ابن صلاح کا باطل کرتے ہیں جیسا کہ عبارت مسلم اور شرح مسلم سے اور سابق میں عبارت تقریر اور مغتنم الحصول سے معلوم ہوا جناب مؤلف اسی اجماع مبطل سے تخصیص مذاہب اربعہ میں فرماتے ہیں کہ اس میں لفظ علماء سے ائمہ اربعہ مراد ہیں اور باعث اس تخصیص مراد پر کیسے واہی اجماع مرکب مصنوعی جعلی بے دلیل کو ٹھہراتے ہیں جس کے قرار واقعی خاک اڑائی گئی ہے اور اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ اجماع زمانہ صحابہ اور تابعین سے منعقد ہے حالانکہ اس وقت ائمہ اربعہ کا تولد بھی نہیں ہوا تھا پھر قبل تولد ابر کے انکو واسطے تقلید کے خاص کرنا معنی لفظ علماء سے مراد رکھنا بڑی چالاکی اور جھوٹ دلیرانہ ہے ایسی توجیہ اور تاویل اور تلبیس اور جتویل آج تک سوائے مؤلف کے کسی سے مصادر نہیں ہوئی۔

دوسری فریب بازی یہ ہے کہ دوسرے اجماع کو جو قرآنی نے نقل کیا ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ جو لوگ تقلید کرتے تھے ابو بکر اور عمر کی تو وہی تقلید کر لیتے تھے ابو ہریرہ اور معاذ کی اور اس سے وجوب تخصیص ایک مذہب کا باطل ہوتا ہے اسکو جناب مؤلف نے اڑا دیا اور کہا کہ من تبعیضیہ ہے تو معنی یہ ہوئے کہ کسی ایک کی تقلید کرے اور یہ نہ سمجھا کہ من کے ہونے سے تقلید بعض غیر معین کی ایک وقت میں اور ایک مسئلہ میں تو بیشک ثابت ہوتی ہے لیکن یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ اسے بعض معین کی تقلید بالتخصیص ہر مسئلہ اور حادثہ میں واجب ہو جاوے کیا تبعیض مستلزم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تعیین کو باوجود یہ کہ خود اجماع صحابہ کا اس تعیین کو باطل کر رہا ہے پس مؤلف کی تخصیص ساتھ کسی عالم ائمہ اربعہ می سے بھی باکل ہوئی اور من تبعیضیہ کہہ کر پھر اسکو ایک بعض میں منحصر کہنا ہی غلط ہوا اور معنی اس اجماع کے جو قرآنی سے مؤلف نے نقل کیا ہے بالضمام اجماع ثانی کے جو ہم نے نقل کیا ہے یہ ہوئے کہ جو کوئی نو مسلم ہووے تو اسکو جائز ہے کہ تقلید کرے کسی عالم غیر معین اہل حق کی خواہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہوں خواہ غیر ان کا اور اسکو جائز ہے کہ کبھی کسی ایک عالم اہل حق کی تقلید کرے اور کبھی دوسرے کی اور یہی ہے متقضائے کتاب اللہ کا اور حدیث رسول اللہ کا اور قیاس کا اور تصریحات جمہور سلف اور محققین خلف کا جیسا کہ دلائل اور نقول عدم التزام میں پہلے گذری پھر اب جو مخالف ہو اس سبیل کا اور طاعن ہو اس پر تو وہ مخالف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین و تبع تابعین وعلماء مجتہدین کا ہوگا اور جب ان لوگوں سے مخالف ہوا تو متبع غیر المؤمنین کا ہوا اور ایسی مخالفت سے خدا تعالی سارے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ واللہ الصواب فاعتبروا یا اولی الالباب۔

تبصرہ اصل مطلب صاحب رسالہ تنویر الحق کا دوسرے میں یہ ہیں کہ تقلید ایک خاص مجتہد کی واجب ہے اور اس پر اجماع پایا گیا اور مخالف اس کا مردود اور لا مذہب اور منکر اجماع کا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ دونوں دعوے مؤلف رسالہ مذکورہ کا لغو اور پایۂ اعتبار شرعی سے ساقط ہے اس لئے کہ اس میں نہ کوئی دلیل وجوب شرعی اور نہ دلیل اجماع شرعی کی پائی جاتی ہے کہ دعوی مولف کا نزدیک واقفان قواعد شرعیہ کے قابل حجت اور شماعت کے ہو اب حقیقت حال وجوب شرعی اور اجماع شرعی میں سے اور حکم نزدیک اہل سنت والجماعت کے خطاب الہی ہے کہ متعلق ہوتا ہے کہ ساتھ فعل مکلف کے اور روئے اباحت کے حق تعالی فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿ان الحکم الا اللہ﴾ (الایہ)

الحکم عندنا خطاب اللہ تعالی المتعلق بفعل المکلف اقضاءً او تخییرا کذا فی مسلم الثبوت وتحریر ابن الھمام وغیرھما من کتب الاصول۔[34]

"نہیں ہے حکم مگر اللہ کے لئے آخر آیۃ تک حکم ہمارے نزدیک اللہ کا خطاب ہے مکلّف کے کام سے تعلق رکھتا ہے واجب یا مستحب کے طور پر یونہی ہے مسلم الثبوت میں اور اصول کی کتابوں تحریر وغیرہ میں۔"

اور دلائل قرآن وحدیث کے باعتبار ثبوت احکام شرعیہ کے چار طرح پر ہیں دلیل اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ کہ احتمال تاویل کا اس میں نہیں ہوسکتا جیسے کہ آیات صریحہ اور احادیث متواترہ اور اس دلیل سے فرض قطعی اور حرام ثابت ہوتا ہے اور دلیل دوسری قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ جیسی کہ آیات احادیث کہ جن میں تاویل کو دخل ہے اور اس دلیل سے فرض عملی ثابت ہوتا ہے اور تیسری دلیل ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ چنانچہ اخبار احاد صریحہ کہ احتمال تاویل کی اس میں نہیں ہوسکتی اور اس دلیل سے وجوب اصطلاحی اور کردہ تحریمی ثابت ہوتا ہے چوتھی دلیل ظنی الثبوت اور ظنی

---

[34] التحریر مع التقریر ص ۷۷ ج ۲ التوضیح ۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدلالۃ جیسے کہ اخبار احاد کہ جن میں احتمال تاویل کا پایا جاتا ہے اور اس سے سنت اور مستحب ثابت ہوتا ہے۔

اعلم ان الادلة اربعة انواع الاول قطعي الثبوت والدلالة كالايات القرانية والاحاديث المتواتره الصريحة التي لا تحتمل التاويل من وجه الثاني قطعي الثبوت ظني الدلالة كالايات والاحاديث المؤدلة الثالث ظني الثبوت قطعي الدلالة كالاخبار الاحاد الصريحة الرابع ظني الثبوت والدلالة معا كالاخبار الاحاد المحتملة المعاني فالاول يفيد القطعي والثاني يفيد الظني اى هو الفرض العلمي والثالث يفيد الواجب والمكروه تحريما والرابع يفيد السنة و الاستحباب هكذا في الطحطاوى وغيره من كتب الاصول والفروع الحنفية ۔

''جان کہ دلالت چار طرح پر ہے پہلے ثبوت اور دلالۃ دونوں میں قطعی جیسے آیات قرآنی اور وہ حدیثیں متواتر کہ جن میں کسی طرح کی تاویل کو دخل نہیں۔ دوسرے وہ کہ ثبوت میں قطعی اور دلالۃ میں ظنی جیسی آیتیں اور ریثیں تاویل پذیر۔ تیسرے وہ کہ ثبوت میں ظنی دلالۃ میں قطعی جیسی حدیثیں صریح المعنی احاد۔ چوتھے وہ کہ ثبوت اور دلالۃ دونوں میں ظنی جیسے اخبار احاد محتمل المعنی سو پہلے قسم یقین قطعی کا فائدہ دیتی ہے اور دوسری قسم ظن کا یعنی فرض عملی کا اور تیسری واجب اور مکروہ تحریم کا اور چوتھی سنت طور استحباب کا طحطاوی وغیرہ میں یونہی ہے۔''

اب علماء حقانی بعد وضوح و بیان دلائل اربعہ شرعیہ کے راہ انصاف سے غور فرما کر ارشاد کریں کہ اگر کوئی بھی دلیل ان دلائل اربعہ مذکورہ بالا سے وجوب تقلید ایک مجتہد خاص پر پائی جاتی ہو تو صاف بیان کریں کہ حق ظاہر ہو جاوے و برائے خدا کتمان حق نہ کریں ولیکن نہیں لاسکیں گے **''ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا''** اس واسطے سلف سے خلف تک کسی نے کوئی دلیل شرعی اس وجوب تقلید ایک مجتہد خاص پر قائم نہیں کی ہاں اگر ہو تو مؤلف رسالہ کا بیان کرے کہ حق و باطل میں امتیاز ہو جاوے اور بلا دلیل شرعی کے غلو کرنا دین میں سراسر مذموم ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے **﴿يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم﴾** (الایۃ)۔

(بیان اجماع شرعی)

حکم وجوب شرعی کا تو حال معلوم ہو چکا اب آگے حکم اجماع شرعی کا حال سنو پس اجماع شرعی کے واسطے دو امر ضرور ہیں پہلا امر یہ کہ اتفاق سارے مجتہدین ہم عصر کا اس امت سے اوپر امر شرعی کے متحقق ہو اور دوسرا امر یہ کہ سند اسکی قرآن اور حدیث سے پائی جاوے کیونکہ نہ پایا جانا سند کا مستلزم خطا کو ہوگا اور حکم کرنا دین میں بلا دلیل خطا ہے پس اگر یہ دو امر ثابت نہ ہوں تو اجماع شرعی متصور نہ ہوگا اگرچہ ہزاروں جمع ہو جاویں کسی کام دین پر گر اجتہاد سے نہ ہوں اور سند اس کی کتاب و سنت سے نہ پائی جاتی ہو تو ایسے اجماع کا کچھ اعتبار نہیں شرع میں واسطے کہ اجماع شرعی عبارت ہے قول کل سے اور قول کل کا بلا دلیل شرعی کے باطل ہے تو یہ اجماع بھی باطل ہوگا اور ایسا اجماع بے سند کہ جس پر اتفاق تمام مجتہدین ہمعصر کا نہ پایا جاوے اور نہ کوئی سند اس کی کتاب و سنت سے پائی جاوے باوجود اس کے ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجماع کو منجملہ ادلۂ شرعیہ سے جاننا اور حکم اجماع شرعی میں شمار کرنا سراسر کج فہمی اور نادانی بلکہ ایسا اجماع حکم میں ماوجدنا علیہ اباءنا کے شامل ہوگا کہ جس پر خدا تعالیٰ نے الزام دیا ہے اور غصہ فرمایا توضیح اور تلویح کی عبارت نقل کی جاتی ہے

اما الخامس ففی السند والناقل جمعهما فی بحث واحد لانهما سببان فالاول سبب ثبوت الاجماع والثانی سبب ظهوره والجمهور علی انه لا یجوز الاجماع الاعند سند من دلیل اوامارة لان علم السند یستلزم الخطاء اذا لحکم فی الدین بلادلیل خطا انتهی ما فی التلویح مختصراً۔㉟

الاجماع وهو لغة العزم والاتفاق کلاهما من الجمع واصطلاحا اتفاق المجتهدین من هذه الامة فی عصر علی امر شرعی ولا ینعقد باهل البیت وحدهم خلافا للشیعة ولا بالشیخین عن الاکثر ولا بالخلفاء عند الاکثر ولا بالخلفاء اربعة خلافا لاحمد وعن مالک الانعقاد بالمدینة فقط لا اجماع الاعن مستند علی المختار لنا اولا الفتوی بلا دلیل شرعی حرام الی آخرما فی المسلم الثبوت فان حجیة الاجماع لیست الا لانه اتفاق المجتهدین من حیث هم مجتهدین واذ کان الفتوی لا عن دلیل واجتهاد فلیس هو قول المجتهد من حیث هو مجتهد انتهی ما قال العلامة عبدالعلی الکهنوی مختصراً فی شرح مسلم الثبوت㊱ قال الشیخ ابن الهمام فی التحریر الاجماع العزم والاتفاق لغة واصطلاحا اتفاق مجتهدی عصر علی امر شرعی ولا ینعقد باهل البیت وحدهم خلافا الشیعة ولا ینعقد بمجتهدی المدینة طبیة وحدهم خلافا لمالک ولا اجماع الا عن سندا انتهی کلامه㊲ وبالجملة یلزم احد الامرین کون الباطل صوابا او کون الاجماع خطاء لان الاجماع قول کل وقول کل بلادلیل محرم فقول واحد بلادلیل باطل التبته کذا افاد العلمة عبدالعلی الکهنوی فی شرح التحریر الشیخ ابن الهمام۔

''بحث پانچویں سند اور ناقل میں دونوں ایک ہی بحث میں ہوا ہے سو اس واسطے کہ دونوں سبب ہیں سو اول سبب ثبوت اجماع ہے اور دوسرا اس کے ظہور کا سبب ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ اجماع جائز نہیں بغیر دلیل اور قرینہ کے کیونکہ بغیر سند کے اجماع میں خطا لازم ہے کیونکہ حکم دین میں بغیر دلیل کے خطا ہے ہو چکی وہ عبارت جو تلویح میں ہے۔ مختصراً اجماع لغت کے طور پر قصد اور اتفاق کو کہتے ہیں۔ اور دونوں جمع سے ماخوذ ہیں اور اصطلاح میں اس امت کے مجتہدوں کا متفق ہونا ایک شرعی امر پر ایک زمانہ میں اور فقط اہل بیت سے اجماع منعقد نہیں ہونا جیسے کہ اہل تشیع کہتے ہیں ورنہ فقط شیخین سے نزدیک اکثر لوگوں کے اور اور نہ فقط خدنار سے یہ بھی اکثروں کا مذہب ہے اور نہ فقط خلفاء اربعہ سے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ سے ہی اجماع ہے مگر مذہب مختار یہ ہے کہ بغیر سند کے اجماع نہیں اور ہمارس دلیل پہلی یہ ہے کہ فتوی بغیر دلیل دے حرام ہے چنانچہ پوری عبارت مسلم الثبوت میں ہے کیونکہ حجت ہونا اجماع کا اس وجہ سے ہے کہ

㉟ التلویح مع التوضیح ص ۱۱۰ ج ۲ ㊱ فواتح الرحموت ج ۲

㊲ تیسر التحریر ص ۲۴۲ ج ۳راجع ایضاً تیسر الاصول للذاهدی ص ۲۲۵ تا ۲۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اتفاق مجتہدین کا ہے اس حیثیت سے کہ وہ مجتہد ہیں اور جس وقت کہ فتوی بغیر دلیل اور اجتہاد کے ہوا تو وہ مجتہد کا قول بحیثیت اجتہاد کے نہ رہا ہو چکی عبارت جو مولوی عبدالعلی لکھنوی نے شرح مسلم میں کہی ہے مختصراً کہا شیخ ابن ہمام نے تحریر میں اجماع لغت کے طور پر عزم اور اتفاق کے معنی ہیں اور اصطلاح کے طور پر اتفاق کرنا مجتہدین مدینہ سے جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں البتہ اجماع بغیر سند کے نہیں ہونا ہو چکی عبارت تحریر کی حاصل کلام یہ ہے کہ دو باتوں میں سے ایک لازم آئے گی یا جھوٹ کا سچ ہونا یا اجماع کا خطا پر ہونا کیونکہ اجماع سب کے قول کو کہتے ہیں اور ایک بات کا سب کو مل کر بغیر دلیل کے کہنا حرام ہے تو ایک کی بات بھی بیشک حرام ہے یوں ہی کہا ہے علامہ عبدالعلی الکھنوی نے شرح تحریر میں۔''

اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ اتباع کرنا اجماع بغیر سند شرعی کا موجب ہے تحریفات دین کا ہوتا ہے۔

ومنها اتباع الاجماع وحقيقة ان يتفق قوم من حملة الملة الذين اعتقد العامة فيهم الاصابة غالباً او دائما على شئى فيظن ان ذلك دليل قاطع عن ثبوت الحكم و ذلك فيما ليس له اصل من الكتاب والسنة و هذا غير الاجماع الذى اجمعت الامة عليه فانهم اتفقوا على القول بالاجماع الذى مستنده الكتاب او السنة او الاستنباط من احدهما ولم يجوز وا القول بالاجماع الذى ليس مستنداً الى احدهما وهو قوله تعالى واذا قيل لهم آمنوا بما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفينا عليه ابائنا الاية انتهى ما فى حجة الله البالغه للشيخ الاجر مولانا ولى الله المحدث الدهلوى۔[38]

''اوران میں سے ایک اتباع اجماع کا ہے اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ متفق ہوں ایسے لوگ جن پر ظن غالب صواب کا ہے ایک امر پر اور گمان کیا جائے کہ یہ ضرور ثبوت حکم کے لئے ایک دلیل قاطع ہے اور یہ ان مسئلوں میں جن میں آیۃ اور حدیث سے کوئی اصل نہیں ہے اور یہ وہ نہیں جس پر امت نے اتفاق کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس اجماع پر اتفاق کیا ہے جس کی سند قرآن یا حدیث یا ان دونوں کے امر مستنبط پر ہو اور وہ لوگ اس اجماع کو جائز نہیں رکھتے جس کی سند بطور مذکور نہ ہو بلکہ وہ اس ایت کا مصداق ہے اور جب کہا جاوے ان سے کہ تابعداری کرو اس کی جو اتارا اللہ نے کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے۔''

اور قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ بیچ رسالہ اصول فقہ کے جو بنا بر فرمائش جناب مرزا جانجاناں پیر و مرشد قدس سرہ اپنے کے وہوم وہام سے لکھا ہے آخر رسالہ میں فرماتے ہیں۔

''کسیکہ لازم گیرد بر خود مذہبی معین مثل مذاہب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پس بعضے گویند کہ جایز نیست آنرا تقلید دیگرے و بعضے گویند کہ در مسائلی کہ موافق فتوی ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دراں عمل کردہ است تقلید دیگرے جایز نیست و در پیچ عمل نکردہ است ہر کرا خواہد تقلید نماید و کسیکہ بو خود مذہبی لازم نگرفتہ است بر تمامہ اقوال مذکورہ وے را جائز نیست کہ

[38] حجة الله البالغة باب احكام الدين من التحريف ص ١٢١ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید ہر کہ خواہد کند لیکن بعد از اں کہ در بعضے مسائل تقلید ابحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کرد و در بعضے تقلید شافعی پس جائز نیست اورا کہ درانچہ تقلید شافعی کردہ تقلید ابحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بکند بالعکس وبعضے گویند کہ مذہب لازم گرفتہ باشد یا نہ وعمل نمودہ باشد یا نہ جائز ست ہر مقلد را تقلید ہر مجتہد وایں اقرب ست بتحقیق چہ حق تعالیٰ دریں باب ہیچ لازم نکردہ است و بدون التزام ہیچ لازم نشو وقولہ تعالیٰ ﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾ عام است مقید ہیچ یکی ازیں قیود نیست و در صدر اول عوام از خواص عند الحاجت استفتاء منمودند وعمل میکردند ومبالات ازیں قیود مروی نیست۔ تمام ہوا کلام قاضی صاحب مغفور مرحوم کا۔

(وصیت شیخ محی الدین ابن العربی کی)

پس قول مؤلف تنویر حق کا کہ آیۃ فاسئلوا اهل الذكر خاص ہے اور تقلید ایک مجتہد کی واجب ہوئی ہے بالا جماع رد ہو گیا ساتھ قول قاضی صاحب قدس سرہ کے اور جاء الحق ذرهق الباطل واضح هوا اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا برحمتك اب آگے تھوڑی سی وصیت شیخ اکبر کبریت احمر کہ جن کو مولانا نظام الدین وغیرہ خاتم ولائت احمد یہ کہتے ہیں آخر فتوحات مکیہ سے نقل کی جاتی ہے۔

وصيته والذى اوصيك به ان كنت عالما فحرام عليك ان تعمل بخلاف وما اعطاك الله دليلك ويحرم عليك تقليد غيرك مع تمكنك من حصول الدليل فان لم تكن فى هذا الدرجة وكنت مقلدا فاياك ان تلزم مذهبا بعينه بل اعمل كما امرك الله وهو ان تسال اهل الذكر ان كنت لا تعلم و اهل الذكر هم العلماء بالكتاب و السنة واطلب رفع الحرج فى نازلتك ما استطعت واسال عن الرخصة فى ذلك حتى تجدها فان الله يقول ما جعل عليكم فى الدين من حرج وان قال لك المفتى هذا حكم الله واحكم رسول فى مسئلتك فخذو بان قال لك هذا الراى فلا تاخذ به وسئل غيره انتهى ما قال ابن العربى المشهور بالشيخ الاكبر فى اخر الفتوحات المكيه۔(39)

’’اور وہ وصیت جو میں تجھے کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو تجھ پر حرام ہے کہ تو برخلاف اس دلیل کے جو تجھے اللہ نے دی ہے عمل کرے اور حرام ہے تجھ پر تقلید غیر کی اس حالت میں کہ تجھے حصول دلیل پر قوت ہے اگر یہ درجہ ہو اور تو مقلد ہو تو اس سے بچیو کہ ایک خاص مذہب کا التزام کرے بلکہ عمل کر جس طرح پر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے وہ یہ کہ اگر تو نہیں جانتا ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لے اور اہل ذکر قرآن وحدیث کو جاننے والے علماء ہیں سو تو اپنی ضرورت میں رفع حرج کی خواہش کر جب تک قوت ہے اور رخصت کو پوچھ جہاں تک تو پاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دین میں تجھ پر تنگی نہیں کی گئی اور اگر تجھے مفتی کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کا حکم ہے تیرے فلانے مسئلہ میں تو تو اس پر عمل کر اگر تو کہے کہ یہ میری رائے ہے تو اس کو مت لے اور دوسرے سے پوچھ لے ہو چکی وہ عبارت جس کو ابن عربی نے کہ جو شیخ اکبر کر کے مشہور ہیں فتوحات مکیہ میں کہا ہے۔‘‘

(39) فتوحات مکیه ص ۵٤۲ ط مصر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک رسالہ جزء بہر کا قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ کا مہر کیا ہوا ان کا ہمارے ہاتھ لگا چنانچہ اس رسالہ سے تھوڑی سی عبارت اس کی اس مقام میں نقل کی جاتی ہے۔

واما اذا لم یکن اهلیة ففرضه ما قال الله تعالی: ﴿فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾ واذا جاز اعتماد المستفتی علی ما یکتب له المفتی من کلامه او کلام شیخه وان علافلان یجوز اعتماد الرجل علی ما کتبه الثقات من کلام رسول الله ﷺ اولی بالجواز واذا قدر انه لم یفهم الحدیث فکما لم یفهم فتوی المفتی فسل من یعرف منعاه فکذلك الحدیث وان کان الرجل متبعاً لابی حنیفة او مالك او شافعی او احمد رضی اللہ عنہم ورایٰ فی بعض المسائل ان مذهب غیره اقوی منه فاتبعه کان قد احسن فی ذلك ولم یقدح ذلك فی دینه ولا فی عدالته بلا نزاع بل هذا اولی بالحق واحب الی الله تعالی ورسوله ﷺ فمن یتعصب بواحد معین غیر رسول الله ﷺ ویری ان قوله هو الصواب الذی یجب اتباعه دون الائمة الاخرین فهو ضال جاهل غایة ما یقال انه یسوغ او یجب علی العامی ان یقلد' واحداً من الائمة من غیر تعین زید ولا عمرو انتهی ما فیها۔

"جس کسی کو اہلیت علم کی نہ ہو تو اس کے ذمہ پر یہ بات ہے کہ اللہ تعالی نے فرمائی ہے کہ "اہل ذکر سے پوچھ لے اگر نہ جانے" اور جس وقت کہ پوچھنے والے کا اعتماد شرعاً اس پر جائز ہے جو مفتی اپنے یا اپنے اگلوں کے کلام سے لکھ دیوے تو یہ بات بدرجہ اولی جائز ہے کہ ثقات دین نے جو آنحضرت ﷺ کا کلام لکھا ہے اس پر اعتماد کرنا چاہئے اور جو یوں کہا جاوے کہ حدیث تو سمجھ میں نہیں آتی تو جس طرح مفتی کا فتوی سمجھ میں نہیں آتا اور کسی ماہر سے اس کے معنے پوچھ لئے جاتے ہیں اسی طرح حدیث کا حال ہے اور اگر کوئی شخص امام ابوحنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رضی اللہ عنہم کا مقلد ہو اور دیکھے کہ مذہب غیر کا اس کے مذہب سے قوی ہے اور اس کا اتباع کرے تو یہ اس نے اچھا کیا اور اس کے دین میں کوئی قدح نہیں ہوا اور نہ اس کی عدالت میں اور اس میں کسی اہل علم کا نزاع نہیں ہے بلکہ بہ نظر حق کے اولی ہے اور اللہ اور رسول کا پسندیدہ سو جس کسی نے سوا رسول کے ایک معین کے مذہب پر تعصب کیا اور یہ عقیدہ رکھا کہ یہ مذہب صواب اور واجب الاتباع ہے اور ائمہ کا نہیں تو وہ گمراہ جاہل ہے انتہا یہ ہے کہ یوں کہا جاوے کہ ان پڑھ پر واجب ہے کہ بغیر تعین ایک کے ائمہ میں سے تقلید کرے اور کچھ زید و عمرو کی تعین نہ کرے ہو چکی عبارت رسالہ کی۔"

اور بھی اسی رسالہ سے نقل کی جاتی ہے:

ومن تعصب بواحد بعینه من الائمة دون الباقین رافضی والناصبی والخارجی فهذه طریق اهل البدع والاهواء الذین ثبت بالکتاب والسنة والاجماع انهم مذمومون خارجون عن الشریعة انتهی ما فی الرسالة فی العمل بالحدیث للقاضی الاجل ثناالله صاحب تفسیر مظهری فمن شأ فلیراجع الیها۔

"جب کسی نے رافضیوں ناصبیوں او خارجیوں کی طرح اور ائمہ کو چھوڑ کر ایک مذہب کا تعصب کیا تو یہ طریقہ اہل بدعت اور نفسانیت کا ہے جن کے حق میں قرآن وحدیث اور اجماع ثابت ہو چکا کہ وہ ملامتی شریعت سے خارج ہیں ہو چکی عبارت جو رسالہ عمل بالحدیث قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری میں ہے جو چاہے اس میں دیکھ لے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ قلتین

قال مسئلہ پہلا بیچ بیان قلتین کے شبہ کرتے ہیں بایں طور کہ روایت کی گئی ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے:

اذا كان االماء قلتين فانه لا ينجس رواه ابو داؤد (39)

''جس وقت پانی پہنچے دو قلوں کو تو ناپاک نہیں ہوتا روایت کی یہ حدیث ابوداؤد نے''

اور روایت کی گئی ابن عمر سے کہ کہا:

سمعت رسول الله ﷺ سئل من الماء يكون في الفلاة من الارض وما ينوبه من الدواب والسباع فقال رسول الله ﷺ اذا بلغ الماء قلتين لم ينجسه شئي رواه ابو داؤد۔ (40)

''سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ سے کسی نے جنگل کے پانی کے باب میں پوچھا جس میں چوپائے پیتے پلاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ''جب پانی دو قلوں کو پہنچ جاوے تو اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی'' روایت کی ابوداؤد نے۔''

پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جب کہ ہو پانی بقدر قلتین کے تو ناپاک نہ ہوگا جیسا کہ مذہب امام شافعی کا ہے اور ہمیں نہیں معلوم ہوا ہے کہ امام اعظم نے کس حدیث سے سند پکڑی ہے کہ یہ پانی قلتین کا ناپاک ہوجاتا ہے

جواب اس کا یہ ہے کہ روایت ابو ہریرہ سے ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے:

اذا استيقظ احدكم من نومه فلا يغمس يده في الاناء حتى يغسلها ثلاثا فانه لا يدري اين باتت يده متفق عليه۔ (41)

''جس وقت تم میں کا کوئی گڑھے (پیدا ہو) تو بغیر تین دفعہ دھوئے ہوئے ہاتھ اپنے پانی کے برتن میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ رات کو کہاں رہے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔''

کہا نووی نے بیچ شرح صحیح مسلم کے نیچے اس حدیث کے:

ان اهل الحجاز كانو يستنجون بالا حجار فاذا نام احدهم عرق فلايا من النائم من ان يطوف يده على ذلك الموضع النجس فاذا وقع يده على ذلك الموضع النجس يتنجس يده فاذا يغمس يده يتنجس ماء ه انتهى۔ (42)

''عرب کے لوگ ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے پھر جب ان میں کے لوگ سوتے تو ضرور موضع نجاست پر ہاتھ پہنچتا تھا پھر وہی ہاتھ پانی میں پہنچے سے پانی ناپاک ہوجاتا تھا۔''

اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے:

لا يبولن احدكم في الماء الدائم الذى لا يجرى ثم يغتسل فيه متفق عليه۔ (43)

---

(39) ابو داؤد باب ما ينجس الماء حديث ٦٥ ابن ابى شيبة ص١٤٤ ج١

(40) ابو داؤد باب ما ينحسه الماء ح٦٣۔ ٦٤ ابن ماجه باب مقدار الماء ح ٥١٧ والفظ به

(41) بخارى باب استجمار وترا ح١٦٢۔ مسلم باب كراهة غمس المتوضى وغيره ح٦٤٣۔

(42) شرح مسلم باب كراهة غمس المتوضى وغيره ص ١٣٦ ج١۔

(43) بخارى باب البول فى الماء الدائم ج٢٣٩ مسلم كتاب الطهارت ح ٦٥٦۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہرگز نہ پیشاب کرے کوئی ٹھہرے پانی میں اور پھر اس میں نہاوے متفق علیہ روایت ہے۔''

اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسله سبع مرات متفق علیه۔⑭

''جس وقت کسی کے برتن میں کتا منہ ڈالدے تو اسے سات مرتبہ دھوڈالے متفق علیہ روایت ہے۔''

اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اذا وقع الکلب فی اناء احد کم فلیرقه ثم یغسله سبع مرات رواه مسلم۔⑮

''جس وقت کتا برتن میں منہ ڈالدے تو اس کا پانی پھینک کر سات دفعہ دھوڈالے مسلم کی روایت ہے۔''

اور روایت ہے عطاء سے:

ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر ابن الزبیر ان ینزف ماء زمزم قال فجعل الماء لا ینقطع قال فنظر فاذا هو عین تنبع من قبل الحجر الاسود قال فقال ابن الزبیر حسبکم رواه ابو بکر بن ابی شیبة فی مصنفه۔⑯

''ایک حبشی چاہ زمزم میں گر پڑا اور مر گیا عطاء کہتے ہیں کہ اس پر ابن زبیر نے حکم دیا کہ پانی چاہ زمزم کا نکالا جاوے عطاء کہتے ہیں کہ پانی ٹوٹ نہ سکا دیکھا جو سبھی تو حجر اسود کیطرف سے ایک سوت ابلی چلی آتی ہے تو ابن زبیر نے لوگوں سے کہا کہ تمہیں اسی قدر پانی کا نکل جانا کافی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کی ہے۔''

اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے:

ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات قال فانزل الیه رجلا فاخرجه ثم قال انذحوا ما فیها من ماء زمزم ثم قال للذی فی البیر ضع دلوك من قبل العین التی تلی البیت اوالرکن فانها من عیون الجنة رواه ابو بکر بن ابی شیبة فی مصنفه۔⑰

''ایک حبشی زمزم میں گر کر مر گیا ابن عباس کہتے ہیں پھر ایک آدمی کنوے میں اتارا گیا کہ اس نے اسے نکالا اور اس کے سارے پانی نکالنے کو لوگ مامور ہوئے پھر اس آدمی سے جو کنوے میں تھا کہا اس سوت کی طرف جو رکن کے پاس ہے اپنا ڈول رکھدے یہ سوت چشمہ ہائے جنت سے ہے یہ بھی روایت کی ابی بکر بن ابی شیبہ نے۔''

اور یہ روایت ہے ابن عباس و ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے:

امر بنزح ماء زمزم عند وقوع زنجی و موته فیه رواه الدار قطنی۔⑱

''امر کیا گیا زمزم کے پانی نکالنے کا جب کہ حبشی اس میں گر کر مر گیا روایت کی دار قطنی نے۔''

---

⑭ بخاری باب اذا شرب الکلب فی اناء احدکم ح۱۷۲ مسلم باب حکم وقوع الکلب ح ۶۵۰

⑮مسلم باب حکم ولوغ الکلب ح ۶۴۸.

⑯ابن ابی شیبه کتاب الطهارة باب الفارة والرجاجة واشباههما تفع فی البرء ص ۱۵۰ ج ۱

⑰ابن ابی شیبه کتاب الطهارة باب الفارة والرجاجة واشباههما تفع فی البرء ص ۱۵۰ ج ۱

⑱دار قطنی ص ۳۳ ج ۱ بمعناه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روایت ہے کہ:

ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات فیها فامر ابن عباس وابن زبیر ان اخرج وامران ینزح قال فغلتبهم عین جاء ت من الرکن فامربها فدست بالقباطی والمطارق حتی نزحوها والصحابة متوافرون من غیر نکیر ولم ینکر منهم احد وکان ذلك الافتاء بمحضر الصحابة ولم ینکر منهم احد رضی اللہ عنہم رواہ الطحاوی۔(49)

''تحقیق ایک زنگی گر پڑا زمزم کے کنوے میں اور مرگیا اس میں پس حکم کیا ابن عباس نے اور ابن زبیر نے یہ کہ نکالا جاوے زنگی۔ اور حکم کیا ان دونوں نے یہ کہ کھینچا جاوے پانی اسکا۔ کہا راوی نے کہ وہ سوت جو رکن کی طرف سے آتی ہے اس کا پانی نہ ٹوٹا سو اس سوت میں باریک کپڑے ٹھونس کر پانی نکالا گیا۔ اور صحابہ جمع تھے کسی نے انکار نہیں کیا روایت کی طحاوی نے۔''

اور روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے خالد بن مسلمہ سے:

ان علیا رضی اللہ عنہ سئل عن صبی بال فی بیر قال ینزح (50)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کوئی کنوے میں پیشاب کردے تو کیا کرے کہا سارا پانی نکالے۔

یعنی تحقیق علی پوچھے گئے اس کے حال سے پیشاب کرے کنوے میں فرمایا کہ کھینچا جاوے یعنی سارا پانی اس کا پس یہ حدیثیں صحیح کہ بعض ان کے متفق علیہ ہیں اور بعضے غیر متفق علیہ ہیں صریح دلالت کرتے ہیں اس پر کہ پانی اور باسن (برتن) پانی کا نجس ہو جاتا ہے نجاست کے پڑنے سے اور یہ پانی عام شامل ہے قلیل کو اور کثیر کو برابر ہے کہ کم ہو قلتین سے یا زیادہ یا برابر پس واقع ہوا تعارض درمیان حدیثوں قلتین کے اور درمیان ان حدیثوں صحیحوں کے پس ضرور ہوا یہ کہ ترجیح دیویں حدیثوں صحیحہ کو اوپر ضعیفوں کے اور عمل کیا جاوے ان حدیثوں صحیحہ پر۔

<u>(حدیث اذا استیقظ وغیرہ حدیث قلتین کے معارض نہیں)</u>

اقول بتوفیق اللہ وتوفیقہ کہ اول تو یہ تمام حدیثیں (حدیث قلتین) کے معارض ہی نہیں (حدیث اذا استیقظ) اور (حدیث اذا ولغ) اس لئے معارض نہیں کہ ان میں تو فقط حکم باسن کے پانی کا بیان کیا گیا ہے نہ پانی عام جیسا کہ مؤلف کو اشتباہ ہوا ہے پس پانی بقدر قلتین کے اگر حوض میں ہو تو وہ مورد ان دونوں حدیثوں کا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ حوض کو کسی بولی میں باسن نہیں کہتے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کہا ہے تحت پہلی حدیث کے:

قوله فی وضوئه ای اناء الذی اعد للوضوء وفی واية الکشمیهنی فی الاناء وهی روایة مسلم من طرق اخری ولا بن خزیمة فی انائه او وضوئه علی الشك والظاهر اختصاص ذلك باناء الوضوء ویلحق به اناء الغسل لانه وضوء وزیادة وکذا باقی الانیة قیاسا لکن فی الاستحباب من غیر کراهة لعدم ورود انتهی فیها

(49) طحاوی کتاب الطهارة ص ۱۷ و ص ۱۸ ج ۱۔ دار قطنی ص ۳۳ ج ۱۔ بیهقی ص ۲٦٦ ج ۱

(50) ابن ابی شیبه کتاب الطهارة باب الفارة والدجاجة واشباههما تفع فی البرء ص ۱٤۹ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ذلك والله اعلم وخروج بذكر الاناء البرك والحياض التى لا تفيد بغمس اليد فيها على تقدير نجاستها فلايتنا ولها النهى انتهى۔51

''یعنی وضو کا برتن اور کشمیھنی کی روایت میں برتن ہے اور مسلم میں بھی اور طریق سے یہی ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں وضو اور برتن شک کے طرز پر آیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وضو کے برتن کے ساتھ تخصیص ہے اور غسل کا برتن اس کے ذیل میں آ گیا کیونکہ غسل میں وضو مع برھوتری کے ہوتا ہے اور قیاساً اسی طرح اور برتن لیکن بطریق استحباب کے ہے کراہتہ نہیں کس لئے کہ اس باب میں نہی نہیں وارد ہوئی آگے اللہ جانے اور برتن کے ذکر کرنے سے وہ حوض وغیرہ جن میں ناپاک ہاتھ ڈالنے کی نہی نہیں فرمائی نکل گئے سو ان کو نہی شامل نہیں۔ ہو چکی عبارت فتح الباری کی۔''

اور اگر وہ پانی بقدر قلتین کے سوائے حوض کے کسی اور باسن (برتن) میں ہو جیسا کہ پینا وغیرہ تو بھی حکم سے ان دونوں حدیثوں کے خارج ہے اس لئے کہ ان میں مراد وہ باسن ہیں جو کہ ان کی عادت اور استعمال میں تھے اور وہ قلتین سے بہت چھوٹے ہوا کرتے تھے جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے تحت اسی حدیث کے:

وكانت عادتهم استعمال الاوانى الصغيرة التى تقصر عن القلتين بل لا تقاربها انتهى 52

فان قلت الاناء عام يشتمل الصغيرو والكبير قد تقرر ان العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص الموردفما وجه التخصيص بالصغير قلنا لا نسلم عموم الاناء مع وجود العهد الخارجى وقد قال فى مسلم الثبوت واسم الجنس كذلك حيث لا عهد انتهى 53

فان قلت ما القرينة على العهد الخارجى قلنا العهد الخارجى هو الاصل مالم توجد قرينة على عدمه تقتضى العموم كذا فى التلويح والتوضيح والمحلى شرح مؤطا للمحدث الشيخ سلام الله حنفى وههنا ليست قرينة على نفى العهد ووجود العموم و سيجئى تحقيق هذا المسئلة فى الحديث "الماء طهور لا ينجسه شئى" انشاء الله تعالى فانتظر على انه على تقدير عموم الاناء هذا عليكم فان الاناء الذى يكون طوله عشر او عرضه عشر او وجوده ليس بمحال يكون دا خلافى هذا الحكم فما هو جوابكم هو جوابنا۔

''اور ان لوگوں کی عادت تھی کہ قدر دو قلوں سے چھوٹے برتن برتا (استعمال) کرتے تھے پھر اگر کوئی یوں کہہ بیٹھے کہ برتن کا لفظ عام ہے بڑے چھوٹے برتنوں سب کو شامل ہے اور یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ خصوصیت محل ورود کی نہیں ہوتی بلکہ لفظوں کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے تو ہم جواب دیں گے کہ یہ امر مسلم نہیں کہ باجود مسلم ہونے عہد خارجی برتن عام رہے مسلم الثبوت میں کہا ہے اسم جنس عام ہے جہاں عہد نہ پھر اگر کوئی یوں کہے کہ عہد خارجی پر کیا قرینہ ہے تو ہم کہیں گے کہ عہد خارجی اصل ہے جب تک اس کے نہ ہونے کا قرینہ باقتضاء عموم کے نہ ہووے یوں ہی ہے توضیح تلویح اور محلی شرح موطا شیخ سلام اللہ حنفی میں اور یہاں عہد کے نہ ہونے پر کوئی قرینہ نہیں ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی حدیث الماء طہور میں انشاء اللہ تعالی آوے گی منتظر رہنا علاوہ یہ کہ برتن عام رہے تو تمہیں مضر ہے کیوں کہ وہ برتن جو وہ در وہ ہو اس حکم میں داخل ہو گا سو جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا۔''

---

51 فتح البارى باب الاستجمار وتراً ص ٢٦٤ ج ١. 52شرح مسلم باب كراهية غمس المتوضى ص ١٣٦ ج ١.

53مسلم الثبوت (الفصل الخامس من تقسيم المفرد الى عام و خاص) ص١٩٧ ج ١ او التلويح (مبحث العام) ص ٩٨ ج ١.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حدیث لا یبولن بھی معارض نہیں)

پس ثابت ہوا کہ پانی بقدر قلتین کے خواہ حوض میں ہو خواہ کسی بڑے باس (برتن) میں مورد حکم ان دونوں حدیثوں کا نہیں اور وہ حدیثیں معارض حدیث قلتین کے نہیں اور حدیث لا یبولن اس لئے معارض قلتین کے نہیں کہ وہ حدیث اپنے عموم پر باقی نہیں بلکہ محمول ہے اس پانی پر جو قلیل ہو باجماع فریقین جیسا کہ حضرت مؤلف نے بھی آگے چل کر کہا ہے کہ جب کہ منعقد ہوا اجماع امت کا اس پر کہ حکم پانی کا کثیر حکم پانی جاری کا ہے پس حدیث لا یبولن الخ نہ باقی رہی او پر اپنے عموم کے انتھی کلامہ اور جناب مترجم تنویر الحق بعضے مولوی قطب الدین خان صاحب مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ میں تحت حدیث لا یبولن کے فرماتے ہیں ف مراد پانی سے یہاں پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا رکھتا ہے اور نجس نہیں ہوتا پیشاب وغیرہ سے اور نہانا اس میں جائز ہے انتھی کلامہ (54)

اور حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں کہا ہے تحت حدیث لا یبولن کے:

وهذا كله محمول على الماء القليل عند اهل العلم عل اختلافهم فى حد القليل و قد تقدم من لا يعتبر الا التغير وعدمه وهو قوى لكن الفصل بالقلتين اقوى لصحة الحديث فيه و قد اعترف الطحاوى من الحنفية بذلك انتهى۔ (55)

''اور یہ سب لگایا گیا ہے تھوڑے پانی کے حکم میں علماء کے نزدیک مع اختلاف حد قلیل کے اور پہلے اس مذہب کا ذکر ہو چکا ہے جس میں پانی کے تغیر اور عدم تغیر کا اعتبار ہے اور یہ مذہب قوی ہے لیکن حد قلتین بہت قوی ہے کیوں کہ اس میں حدیث صحیح ہوگئی ہے طحاوی حنفی نے بھی اس کی صحت کا اقرار کیا ہے۔''

(حدیث نزع زمزم معارض قلتین نہیں)

اور جب کہ عموم پر نہ ہوئی تو قلتین کے معارض کیوں کر ہوئی اور حدیث نزح زمزم کی دو وجہ سے معارض حدیث قلتین کے نہیں ہوسکتی وجہ اول یہ کہ اس قصہ کا ثبوت ہی کلام ہے خاص کر اس روایت میں جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس لئے کہا امام شافعی نے کہ ابن عباس سے یہ روایت معلوم نہیں ہوتی اور ہم نے کبھی نہیں سنا کہ زمزم کا پانی کھینچا گیا ہے حالانکہ زمزم ہمارے پاس ہے جیسا کہ بیہقی نے سنن کبری میں کہا ہے:

قال زعفرانى قال ابو عبدالله الشافعى لا نعرفه عن ابن عباس و زمزم عند نا ما سمعنا بهذا انتهى۔ (56)

''زعفرانی نے کہا ہے کہ ابوعبداللہ الشافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس قصہ کو ہم ابن عباس سے نہیں جانتے حالانکہ زمزم ہمارے پاس ہے ہو چکی عبارت سنن کبری کی۔''

اور محلی سلام اللہ نے محلی میں کہا ہے:

وقال الشافعى لا تعرف هذه عن ابن عباس انتهى۔

''شافعی نے کہا ہے ابن عباس سے ہم اس قصہ کو نہیں جانتے ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اور کہا سفیان بن عیینہ تبع تابعین جلیل الشان نے جن کا ابن حجر نے تقریب التھذیب میں یہ ترجمہ کیا ہے:

ثقہ حافظ فقیہ امام حجۃ کہ مکہ میں ستر برس رہا لیکن کبھی کسی چھوٹے یا بڑے سے یہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی نے یہ سنا

(54) مظاهر الحق ترجمة المشكوة المصابيح باب احكام المياة الفصل الاول ص ٣٦٤ ج ١.

(55) فتح البارى باب البول فى الماء الدائم ح٢٣٨ ص ٣٤٨ ج ١. و طحاوى ص ١٤ ج ١. (56) بيهقى ص٢٦٧ ج ١.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ زمزم کا پانی کھینچا گیا تھا (57)
جیسا کہ بیہقی نے سنن کبری میں کہا ہے:

واخبرنا ابو عبدالله الحافظ ابو الوليد الفقيه حدثنا عبد الله بن شبرويه قال سمعت ابا قدامة يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول انا بمكة منذ سبعين سنة ولم ارا احداً صغيرا ولا كبيرا يعرف حديث الزنجي الذى قالوا انه وقع فى زمزم ما سمعت احدا يقول نزح زمزم انتهى۔ (58)

''روایت کیا حافظ ابوعبداللہ نے اور کہا کہ خبر دی ہمیں فقیہ ابوالولید نے کہا کہ روایت کی ہمیں عبداللہ بن شبرویہ نے کہا کہ سنا میں نے ابوقدامہ سے کہا کہ سنا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہ کہتے ہیں میں مکہ میں ستر برس سے ہوں اور میں کسی چھوٹے بڑے کو نہیں جانتا کہ اس حدیث حبشی کو جانتا ہو جو وہ کہتے ہیں کہ زمزم میں حبشی گرا اور میں نے پانی نکلوانا بھی نہیں سنا۔ ہو چکی عبارت سنن کبری کی۔''

اور محدث سلام اللہ حنفی نے محلی میں کہا ہے:

ونقل عن ابن عيينة يقول انا بمكة منذ سبعين سنة لم ار صغيرا و كبيرا يعرف حديث الزنجي وما سمعت احدا يقول نزحت زمزم انتهى۔

اور نقل ہے ابن عیینہ سے کہ میں مکہ میں ستر برس سے ہوں میں نے کسی چھوٹے بڑے سے حبشی کا کنوئیں میں گرنا اور پانی نکلوانا نہیں سنا۔

اور ابن طاہر حنفی نے مجمع البحار میں کہا ہے:

و ما روى ابن ابى شيبة ان زنجيا وقع فى بيرزمزم فنزح الماء ضعفها البيهقى وروى عن سفيان بن عيينة قال انا بمكة سبعين سنة لم ار احدا صغيرا ولا كبيرا يعرف حديث الزنجي انتهى۔ (59)

''اور وہ جو ابن شیبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حبشی کنوئیں میں گرا اور پانی نکالا گیا اس کو بیہقی نے ضعیف کہا ہے اور سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں ستر برس سے ہوں میں نے کسی چھوٹے بڑے کو نہیں دیکھا کہ حدیث حبشی کو جانتا ہو۔ ہو چکی عبارت مجمع البحار کی۔''

اور کہا ابوعبید نے کہ یہ روایت (نزح زمزم) لائق شان زمزم کے نہیں اس لیے کہ اس کی نعمت میں حدیثیں اس مضمون کی آئی ہیں کہ وہ نہ کھینچا جاوے گا جیسے کہ سنن کبریٰ میں کہا ہے:

قال ابو عبيدة وكذلك لاينبغى لان الاثار قد جاء ت فى نعتها انها لا تنزح انتهى (60)

''ابوعبید نے کہا ہے یہ روایت نہیں کرنا چاہیے کیونکہ آثار میں آیا ہے کہ وہ کھینچا نہ جائے گا۔''

اور جو روایتیں ابن عباس سے درباب نزح زمزم کے مولف نے مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ اور معانی الآثار طحاوی سے نقل کی ہیں وہ سب نامقبول ہیں اس لیے کہ وہ منقطع ہیں کیونکہ راوی ان کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قتادہ ہے اور بعضی

---

(57) تقریب ص ١٢٨۔
(58) بیہقی باب نزع زمزم ص ٢٦٦ ج ١
(59) بیہقی ص ٢٦٦ ج ١
(60) بیہقی ص ٢٦٦ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایتوں میں ابن سیرین ہے اور ان دونوں کو ابن عباس سے ملاقات نہیں جیسا کہ بیہقی نے سنن کبری میں بعد روایت ابن سیرین اور قتادہ کے ابن عباس سے کہا ہے:

فانهما لم يلقيا ابن عباس ولم يسمعانه۔ (61)

''وہ دونوں نہیں ملے ابن عباس سے اور نہیں سماعت ان کو ان سے۔''

ورواه جابر الجعفی عن ابی الطفيل عن ابن عباس و مرة عن ابی طفيل نفسه ان غلاما وقع فی زمزم فنزحت وجابر الجعفی لا يحتج به ورواه ابن لهيعة عن عمرو بن دينار عن ابن عباس وابن لهيعة لا يحتج به انتهى۔ (62)

''اور روایت کی جابر جعفی نے ابی الطفیل سے اور اس نے ابن عباس سے اور کبھی ابی طفیل سے کہ ایک لڑکا زمزم میں گرا اور پانی کھینچا گیا حالانکہ جابر جعفی وہ ہے جس کی روایت حجت نہیں گنی جاتی اور روایت کیا اسے ابن لھیعہ نے عمرو بن دینار سے اور اس نے ابن عباس سے اور ابن لھیعہ کی روایت بھی حجت نہیں گنی جاتی۔''

اور محدث سلام اللہ حنفی نے محلی میں کہا ہے:

وقد روى ابن ابی شيبة عن قتادة عن ابن عباس ان حبشيا وقع فی زمزم فمات فانزل اليه رجلا فاخرجه ثم قال اخرجوا ما فيها من ماء وهذا منقطع انتهى۔

''اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے قتادہ سے اور اس نے ابن عباس سے کہ ایک حبشی زمزم میں گر کر مر گیا اور ایک آدمی نے اتر کر اس کو نکالا اور ابن عباس نے کہا کہ اس کا پانی نکالو یہ روایت منقطع ہے۔ ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اسی انقطاع کی نظر سے مؤلف نے روایتوں کے سرے سے نام اس راوی کا ابن عباس سے روایت کرتا ہے اڑا دیا ہے پھر یہ چالاکی کام نہ آئی کہ چوری پکڑی گئی وجہ ثانی نہ معارض ہونے کی حدیث زنجی کی حدیث قلتین کو یہ ہے کہ ہم نے فرض کیا کہ یہ روایت بجمیع طرق ثابت ہے لیکن فعل صحابی کا ہے جس کو حدیث موقوف کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حکم میں مرفوع کے جس کی یہ پہچان ہے کہ اس میں اجتہاد کو دخل نہ ہو جیسا کہ خبر دینا امور ماضیہ کا یا آئندہ کا خبر دینا کہ فلانے کام سے اتنا ثواب ہوتا ہے اور اس قدر عذاب ہوتا ہے نہیں ہے اور حدیث قلتین کی مرفوع ہے یعنی قول پیغمبر کا ہے اور یہ قاعدہ ہے اہل اصول دین کا کہ صحیح موصول الاسناد مرفوع حدیث جس پر کسی کا غبار نہیں چنانچہ عنقریب خود ثابت کریں گے کے ہوتے ہوئے موقوف حدیث کو حجت نہیں ہوتی اور نہ اس کے معارض ہوتی ہے جیسا کہ ابن نجیم حنفی بحر الرائق میں فرماتے ہیں:

وحديث النبی ﷺ مقدم علی غيره انتهى وهكذا فی كتب الاصول۔ (63)

''اور حدیث نبی ﷺ کی مقدم ہے غیر کے کلام پر اور اسی طرح کتب اصول میں ہے۔''

(تطبیق و توفیق)

اور حدیث اخیر جو علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بھی اسی وجہ سے معارض قلتین کے نہیں ہو سکتی کہ وہ موقوف ہے اور

---

(61) بيهقی ص ٢٦٦ ج ١. كتاب المراسيل لابن ابی حاتم ص ١٨٦ و ١٦٨ (62) بيهقی ص ٢٦٦ ج ١
(63) البحر الرائق ص ٨١ ج ١. فتح القدير ص ٢٥٢ ج ١ و مرقاة المشكوة ص ٣٦٩ ج ٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث قلتین کی مرفوع اور اگر بطور فرض محال کے فرض بھی کیا جاوے کہ یہ تمام حدیثیں آثار حدیث قلتین معارض ہیں تو یہ بھی لازم نہیں آتا کہ حدیث قلتین کی ترک کی جائے ان حدیثوں کو ترجیح دے کر اس لئے کہ قلتین کے حدیث کی بھی صحیح اور جید ہے چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاوے گا اور جمیع اور موافقت اس کے ساتھ ان حدیثوں کی ممکن ہے چنانچہ علی التفصیل بیان کیا جاوے گا۔ اور یہ قاعدہ اصول حدیث کا ہے کہ جب تک کہ احادیث صحیحہ متعارضہ میں جمع اور موافقت ہو سکے ترجیح کی طرف رجوع نہیں کرتے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے:

والترجیح لا یصار الیه مع امکان الجمع انتهی۔ (64)

''جب تک دو حدیثوں میں جمع ممکن ہو تو ترجیح ایک حدیث کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا۔''

اور کہا نخبۃ الفکر میں کہا ہے:

وان عورض بمثله فلا یخلوا ما ان یمکن الجمع بین مدلولیها بغیر تعسف اولا فان امکن الجمع فهو النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلوا اما ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت المتاخر به فهو الناسخ و الاخر المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلوا اما ان یمکن ترجیح احدهما بوجه من وجوه الترجیح المتعلق بالمتن او بالاسناد اولا فان امکن الترجیح تعین المصیر الیه والا فلا انتهی مختصراً۔ (65)

''اور معارض ہووے برابر کے درجہ کی حدیث تو اس سے خالی نہیں کہ یا تو بلا تکلف دونوں حدیثوں میں جمع ممکن ہو گی یا نہیں سو اگر جمع ممکن ہو تو اس قسم کا نام مختلف الحدیث ہے اور اگر جمع ممکن نہ ہو تو اس سے خالی نہیں کہ تاریخ معلوم ہو گی یا نہیں سو اگر تاریخ جانی جاوے اور پچھلی حدیث ثابت ہووے تو وہی ناسخ ہے اور دوسری منسوخ اور اگر تاریخ نہ جانی جاوے تو اس سے خالی نہیں کہ ایک کی ترجیح قوت سند یا صحت متن حدیث کے سبب سے ممکن ہو گی یا نہیں اگر ترجیح ممکن ہے تو اسی طرح رجوع متعین ہو گا اور نہیں تو نہیں۔ ہو چکی عبارت نخبہ کی بطور اختصار کے۔''

اور شیخ محمد اکرم حنفی کتاب امعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں:

قال ملا الهداد فی شرح البزدوی التوفیق مقدم علی الترجیح انتهی۔ (66)

''کہا ملا الہداد نے شرح بزدوی میں موافقت کرنا دو حدیثوں میں مقدم ہے ترجیح پر۔''

اور تفصیل موافقت ہر ایک حدیث کی حدیث قلتین سے یہ ہے کہ حدیث لا یبولن کو معہ دونوں حدیثوں پہلیوں کے بزعم مؤلف عام کہیں گے اور حدیث قلتین کو ان کے حکم سے مخصوص ٹھہرا دیں گے یعنی یوں کہیں گے کہ قلتین کے ما سوائے ہر پانی پیشاب وغیرہ سے نجس ہو جاتا ہے جو بمقدار قلتین کے ہو وہ نجس نہیں ہوتا۔

کذا قال الحافظ ابن حجر کما مر فی کلامه عن فتح الباری۔ (67)

---

(64) فتح الباری باب الماء الذی یغسل به شو الانسان ح ۱۷۲ ص ۲۷۷ ج۱ و کتاب البیوع ۳۳۰ ج٤ و ص ۱۸۰ ج٥

(65) شرح نخبة الفکر (مبحث مختلف الحدیث) ص ٥٥ تا ٥٩۔

(66) امعان النظر تعلیق شرح نخبة الفکر (المتابعة علی مراتب) ص ٥٩۔

(67) فتح الباری ص ۲۷۷ ج۱ و ص ۳۳۰ ج٤ و ص ۱۸۰ ج٥

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یوں ہی کہا ہے حافظ ابن حجر نے چنانچہ فتح الباری سے ان کا کلام نقل ہو چکا ہے''

اور حدث زنجی کو یوں موافق کریں گے کہ عادات عوام وخواص کی سے ہے کہ جبکہ پینے کے پانی میں کوئی چیز مکروہ طبعی اگر چہ وہ شرعا پاک ہی ہو جیسے خاک ودھول گاد (تلچھٹ) وغیرہ پڑ جاتی ہے تو اس پانی کو بن صاف کئے نہیں پیتے اسی واسطے جبکہ بزعم مخالف زنجی کنوئیں میں گرا اور اس کا خون اور اس کی نجاست کنوئیں پانی پر ظاہر ہوئی تو اس کا از راہ نظافت اور لطافت کے پانی کھنچوایا ایسا ہی امام مجدد حضرت امام شافعی نے اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں حدیث زنجی کی سے جواب دیا ہے جیسا کہ سنن کبری میں کہا ہے:

قال الشافعي لمخالفيه قد رويتم عن سماك بن حرب عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي ﷺ انه قال الماء لا ينجسه شئي فترى ان ابن عباس روى عن النبي ﷺ خبرا و تركه ان كانت هذا روايته و تروون عنه انه توضا من غدير يدافع جيفة و يرون عنه الماء لا ينجس فان كان شئي من هذا صحيحا فهو يدل على ان لم ينزح زمزم للنجاسة ولكن للتنظيف ان كان فعل و زمزم للشرب وقد يكون الدم ظهر على الماء انتهى۔ (68)

''اور امام شافعی نے اپنے مخالفوں سے کہا کہ تم نے سماک بن حرب اور عکرمہ کے واسطے سے جو ابن عباس سے یہ روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی سو تمہیں کیا یہ گمان ہے کہ ابن عباس آنحضرت سے ایک حدیث روایت کریں اور باوجود اس کے کہ وہ ان کی روایت صحیحہ ہو پھر اس کو چھوڑ دیں اور انہیں سے ایسے حوض کے پانی سے وضو کرنا روایت کرتے ہو جس میں نجاست پڑی تھی اور انہیں سے یہ کہ پانی نجس نہیں پھر اگر ان میں سے کوئی روایت صحیح ہے تو وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ زمزم کا پانی بسبب ناپاک ہونے کے نہیں کھینچا گیا بلکہ اگر کھینچا گیا بھی ہے تو ظاہر ہے صفائی کے لئے کھینچا گیا ہے کیونکہ وہ پینے کا پانی تھا اور اس حبشی کا خون اس پر چھا گیا تھا۔ ہو چکی عبارت سنن کبری کی۔''

اور کہا محلی میں:

قال الشافعي لا يعرف هذا عن ابن عباس وان كان قد فعل فلنجاسة ظهرت على الماء للتنظيف انتهى۔

اور کہا امام شافعی نے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہیں پہچانا جاتا ہے اور اگر کیا بھی ہو تو نجاست کی وجہ سے جو پانی پر ظاہر ہو گئی واسطے لطافت کے

(حدیث بیر بضاعہ)

اور کہا جناب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے محدث دہلوی نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں:

واما الاثار المنقولة عن الصحابة و التابعين كاثر ابن الزبير في الزنجي وعلي رضی اللہ عنہ في الفارة والنخعي والشعبي في نحو السنور فليست مما يشهد له المحدثون بالصحة ولا مما اتفق عليه جمهور اهل القرون الاولى وعلى تقدير صحتها يمكن ان يكون ذلك تطييبا لقلوب و تنظيفا للماء لامن جهة الوجوب الشرعي كما ذكر في كتب المالكية و

(68) بیهقی ص ۲٦٧ حجة الله (احكام المياه) ص ١٨٥ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دون نفی هذا الاحتمال خرط القتاد و بالجملة فلیس فی هذا الباب شئی یعتد به ویجب العمل علیه وحدیث القلتین اثبت من ذلك كله بغیر شبهة ومن المحال ان یكون الله تعالی شرع فی هذه المسائل لعباده شیئا زیادة علی مالا ینفكون عنه من الارتفات وهی مما یكثر وقوعه ویعم به البلوی ثم لا ینص علیه النبی ﷺ نصا جلیا ولا یستفیض فی الصحابة ومن بعدهم ولا حدیث واحد فیه والله اعلم انتهی ⑲

وقال بعضهم ان الفاء علی لفظ نزح بعد لفظ مات فی حدیث الزنجی یقتضی ان علة الامر با النزح الموت لا امر اخر كما فی قوله زنی ما عزفرجم وسهی رسول الله ﷺ فسجد فاقول اولا ان اطراد هذا المعلی ممنوع لان فی حدیث ابی حجیفة خرج رسول الله ﷺ بالهاجرة بالبطحاء فتوضا رواه الشیخان ⑳

لیس الخروج علة التوضی والافمتقضاه انه لو لم یخرج الی البطحاء فی الهاجرة لم یتوضا للصلوة وان حان وقت الظهر ولم یقل به عاقل وثانیا انا سلمنا ان المعنی الظاهر كما قال هذا القائل لكنا صرفنا الحدیث عن المعنی الظاهر الی المؤل جمعا بین الدلائل ای جمعا بین هذا الحدیث للزنجی علی تقدیر صحتها وحدیث القلتین الصحیح الثابت كما یثبت صحته عنقریب وحدیث بیر تضاعة الصحیح كما سیجئی ذكره فافهم۔

اور وہ آثار جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور تابعین سے منقول ہیں جیسے اثر عبد اللہ بن زبیر کا زنجی کے باب میں اور اثر حضرت علی کا چوہے کے باب میں اور اثر نخعی اور شعبی کا بلی کے باب میں سو وہ آثار ویسے نہیں جن کی صحت پر محدثوں نے گواہی دی ہو اور نہ پہلے قرن (صدی) کے لوگ ان پر متفق ہوئے ہیں اور بر تقدیر صحت ان اثار کے ہوسکتا ہے کہ وہ زمزم کا کھینچنا دلی صفائی کے لئے ہو اور پانی کے اچلنے رہنے کے واسطے ہووے نہ حکم شرعی کے طور پر چنانچہ یہی مالکی مذہب کی فقہ میں مذکور ہے اور سوا اس احتمال کے اور کچھ کہنا دشوار ہے حاصل کلام کا اس باب میں کوئی ایسی روایت نہیں جس پر اعتماد کیا جاوے اور عمل کیا جاوے اور حدیث قلتین کی خوب ثابت ہے بلاشبہ بہ نسبت ان سب آثار کے اور یہ دشوار ہے کہ ایسے روزمرہ کے مسائل میں اللہ تعالی نے کوئی حکم اپنے بندوں پر مشروع کیا ہو اور آنحضرت ﷺ نے اسے کھول کر نہ بیان کیا۔ اور صحابہ اور تابعین میں نہ پھیلایا اور ایک حدیث بھی اس میں نہ مروی ہوئی آگے اللہ جانے ہو۔ چکی عبارت حجۃ اللہ کی۔

اور بعضے کہتے ہیں کہ حروف فالفظ نزح پر بعد لفظ مات کے حبشی کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ سبب پانی نکالنے کے حکم کا سوا حبشی کے پانی میں مرجائے کے اور کوئی سبب نہیں جیسے کہ اس حدیث زنی ماعز فرجم اور اس میں سہی رسول ﷺ مسجد میں ہے تو میں پہلے تو یہ کہتا ہوں کہ بات کا کلی ہونا مسلم نہیں کیونکہ حدیث ابی جحیفہ میں ہے جسے شیخین نے روایت کیا: خرج رسول الله بالهاجرة بالبطحاء فتوضاء اور یہاں آپ کا نکلنا سبب وضو کا نہیں ورنہ یہ ہوگا کہ جو آپ نہ نکلتے تو باوجود نماز کے وقت آنے کے وضو نہ کرتے اور یہ تو کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا

⑲ حجة الله (احكام المياة) ص ١٨٥ ج ١.

⑳ بخاری باب الصلاة الی العنزة ح ٤٩٩ ص ١. مسلم ج ١١٢٢ باب سترة المصلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے یہ کہ ہم نے مانا کہ ظاہر معنے ویسے ہی ہیں جیسے بعضے لوگوں کے قول سے اوپر بیان ہوئی لیکن ہم نے دلیلوں کی موافقت کرنے کے لئے معنے ظاہر سے تاویل کر لی اور وہ دلیلیں بر تقدیر صحت کے ایک تو حبشی والی حدیث ہے اور دوسری قلتین کی جو ثابت اور صحیح ہے چنانچہ اس کی صحت آگے مذکور ہوگی اور حدیث بیر بضاعہ کی جس کا ذکر آگے آوے گا سمجھ لے تو اس مقام کو۔"

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یوں موافق کریں گے کہ حکم دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے اخراج پانی اس کنوئیں کے جس میں کوئی پیشاب کردے اس نظر سے نہیں تھا کہ کنواں پیشاب سے نجس ہو جاتا ہے بلکہ اس نظر سے تھا کہ اگر آدمی کے پیشاب کر دینے سے درگذر کیا جائے تو آئندہ کو اور کوئی پیشاب کردے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ پانی کے اوصاف میں تغیر واقع ہوگا اور یہ طبع کے بھی مخالف ہے ایسا ہی جواب دیا محققین شافعیہ نے علی رضی اللہ عنہ کے قول سے جیسا کہ کہا محلی میں:

واجاب الشافعية عن حديث النهي عن البول بانه انما نهي عنه لئلا يكون منجراً الى تنجس الماء وتغيره باقتداء الناس بذلك الرجل ولئلايتنفي عنه طبعا لا شرعا انتهى۔

"اور جواب دیا ہے شافعیوں نے پانی میں پیشاب کرنے کی حدیث سے اس طرح کہ وہ نہی اس لئے ہے کہ رفتہ رفتہ آخر کو پانی متغیر ہو کر نجس نہ ہو جائے کیونکہ ایک کے دیکھا دیکھی اور لوگ بھی پیشاب کریں گے اور اس طرح کہ اس نہی میں نفرت طبعی ہے شرعی نہیں۔ ہو چکی عبارت محلی کی۔"

اور ایسا ہی کہا ہے حضرت مؤلف تنویر نے مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ میں درباب نہ نجس ہونے پانی کثیر پیشاب وغیرہ سے چنانچہ بذیل حدیث: (**لا يبولن احدكم في الماء الدائم**) "نہ پیشاب کرے کوئی کھڑے پانی میں" کے فرماتے ہیں:

فائدہ: مراد پانی سے یہاں قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا رکھتا ہے اور نجس نہیں ہوتا پیشاب وغیرہ سے۔ اور نہانا اس میں جائز ہے اور بعضوں نے کہا ہے اکثر بھی ہوا گرچہ وہ نجس نہیں ہوتا لیکن اس میں پیشاب کرنا خوب نہیں شاید کہ اس کی دیکھا دیکھی اور بھی پیشاب کریں اور عادت اس کی پکڑیں اور رفتہ رفتہ پانی متغیر ہو جائے یعنی رنگ اور مزہ اور بو بدل جائے انتہی (71)

پس جبکہ ہمارے نزدیک پانی کثیر ٹھہرا کنوئیں کا تو ہم کو کون مانع ہے اس تاویل سے بیچ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو اختیار کی ہے مترجم صاحب نے حدیث لا یبولن میں۔ اور اگر اس حدیث میں اور حدیث زنجی میں تاویلیں نہ کریں تو سوائے بربادی حدیث صحیح قلتین کے ایک اور صحیح حدیث جس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں یہاں تک کہ حضرت مؤلف بھی اس کی صحت کے مقر ہیں یعنی حدیث بئر بضاعہ کی باطل ہو جائے گی بیان اسکا یہ ہے کہ ایک کنواں جس کو بیر بضاعہ کہتے ہیں ایسا تھا کہ اس میں حیض کے لتے اور کتے مرے ہوؤں کا گوشت اور ناپاکیاں متعفن پڑ جایا کرتی تھیں پھر اس کے پانی کا حال کسی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت نے فرمایا کہ "پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی" جیسا کہ روایت کی ہے ترمذی نے ساتھ ایسی اسناد کے جس کے سب راوی ثقہ ہیں ابو سعید خدری سے:

قال قيل يا رسول الله ﷺ انتوضاء من بير بضاعة وهي بير يلقى فيها الحيض و لحموم الكلاب والنتن فقال رسول الله ﷺ ان الماء طهور لا ينجسه شيء۔ (72)

(71) مظاهر الحق ص ٣٨٤ ج ١ (72) ابو داؤد كتاب الطهارة في بير بضاعة ح ٦٦۔ ترمذی باب ان الماء لا ينجسه شيء ح ٦٦۔ نسائی كتاب المياة باب ذكر بير بضاعة ح ٣٢٧ و ٣٢٨۔ مسند احمد ص ٣١ ج ٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا بیر بضاعہ سے وضو کریں ہم لوگ کیونکہ وہ ایسا کنواں ہے جس میں ناپاک کپڑے اور مردار گوشت ڈالے جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ بلاشک پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''

اور روایت کیا اس کو ابوداؤد نے بھی اور کہا ترمذی نے:

هذا حديث حسن وفي الباب عن عائشة رضی اللہ عنہا و ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ (73)

''یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے''

اور کہا امام احمد نے اور یحیٰ بن معین نے کہ یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ بحر الرائق میں کہا ہے:

قال الامام احمد هو حديث صحيح انتهى (74) ''کہا امام احمد نے یہ حدیث صحیح ہے ہو چکی عبارت بحر الرائق کی۔''

اور محلی میں کہا ہے:

وصححه احمد وابن معين انتهى ''اور صحیح کیا ہے اس کو امام احمد اور ابن معین نے ہو چکی عبارت محلی کی۔''

(تضعیف واقدی کی)

اور جناب مؤلف کا کلام جس میں اس کی صحت قرار ہے آگے آئے گا پھر اگر کہو کہ ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے کنویں کو وقوع نجاست سے سمجھ کر تمام پانی نکالنے کا حکم دیا تھا تو مقتضائے اس حدیث مرفوع کا بھی باطل ہوتا ہے وہو کما تری۔ اگر کہو کہ بیر بضاعہ اس جہت سے پاک تھا کہ وہ جاری تھا طرف باغوں کے پس وہ حکم میں نہر جاری کے ہوا تو حدیث زنجی وغیرہ کے بظاہر معنی معارض بیر بضاعہ کے نہ ہوئے اور حدیث بیر بضاعہ کے باعث حاجت تاویل کی حدیث زنجی میں نہ ہوئی تو کہا جائے گا کہ راوی اس کا کہ وہ بیر بضاعہ باغوں کی طرف جاری تھا واقدی ہے جیسا کہ ذکر کیا محلی میں:

ان مأها كانت طريقا للماء جاريا الى البساتين على ما اخرجه الطحاوى فى شرح معانى الآثار عن جعفر بن ابى عمران عن محمد بن الشجاع البلخى بسنده الى الواقدى انتهى وكذا فى بحر الرائق (75)

پانی بیر بضاعہ کا باغوں کی طرف جاری تھا بنا بر اس روایت کے جسے طحاوی نے شرح معانی الآثار میں جعفر بن ابی عمران سے اور اس نے محمد بن شجاع بلخی سے اور اس نے اپنے سلسلے کو واقدی تک پہنچایا۔ ہو چکی عبارت محلی کی اور بحر الرائق میں بھی یونہی ہے۔

اور واقدی متروک الحدیث ہے اور حدیثیں وضع کیا کرتا تھا کہا یہ نسائی نے جیسا کہ کہا ابن حجر نے تقریب میں:

محمد بن عمر بن واقد الاسلمى الواقدى المدنى القاضى نزيل بغداد متروك مع سعة علمه من التاسعة (المتوفى ۲۰۷ھ) (76)

''محمد بن عمر واقد اسلمی واقدی مدنی قاضی باشندہ بغداد کی روایت باوجود فراخ علم ہونے اس کی کے ترک کر دی گئی ہے اور وہ نویں طبقہ میں سے ہے۔''

---

(73) ترمذی مع تحفة الاحوذی باب ان الماء لا ينجسه شيء ص ۲۱۲ ج ۱
(74) البحر الرائق ص ۷۹ ج ۱۔
(75) طحاوی ص ۱۲ ج ۱ البحر الرائق ص ۷۹ ج ۱
(76) تقریب ص ۳۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہا نور الدین علی نے بیچ مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ کے:

محمد بن عمر واقد الواقدی قال النسائی یضع الحدیث۔ انتھی (77)

''محمد بن عمر واقدی نسائی نے کہا کہ حدیث بناتا تھا ہو چکی عبارت مختصر نور الدین کی''

اور کہا بیہقی نے کہ واقدی کی حدیث سے حجت نہ پکڑنی چاہئے خاص کر اس حدیث میں کہ مرسل ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی میں:

ولکن قال البیھقی الواقدی لا یحتج بحدیثه فضلا عما یرسله انتھی و کذا قال فی البحر الرائق وما قال بعد قلنا قد اثنی علیه الداؤدی و ابو بکر بن العربی و ابن الجوزی فجوابه مافی المحلی من انھم لیسوا من ائمة الجرح والتعدیل وان سلم فالجرح مقدم علی التعدیل حیث عین الجارح ای النسائی مثلا سبب الجرح ای وضعه الاحادیث ولم ینف المعدّلون ذلك السبب الخاص ولا یکفی مجرد الثناء وسیجئی عنقریب تحقیق تقدیم الجرح علی التعدیل مع الشاھد والدلیل فافھم وانتظر۔

''لیکن بیہقی نے کہا ہے کہ واقدی کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاتی چہ جائے وہ حدیث مرسل ہو۔ ہو چکی عبارت محلی کی اور یونہی ہے بحر الرائق میں۔ اور وہ جو پھر کہا ہے کہ داؤدی اور ابو بکر بن عربی اور ابن جوزی نے اس کی تعریف کی ہے تو اسکا جواب وہی ہے جو محلی میں ہے کہ یہ لوگ جرح وتعدیل کے امام نہیں ہیں اور اگر یہ امر مان بھی لیا جائے تو جرح تعدیل پر مقدم ہے جہاں کہ جرح کرنے والا سبب جرح کا بیان کر دے مثلاً یہاں نسائی نے سبب حدیث کا بنانا بتا دیا ہے اور تعدیل کرنے والوں نے اس کی نفی نہیں کی اور فقط یونہی تعریف کرنا کفایت نہیں کر سکتا اور عنقریب تحقیق اس کی آئے گی کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے اور اس کی دلیل بیان ہوگی اور نظر پیش کی جائے گی سمجھ لے اور منتظر رہ۔''

اور نقل کیا ہے ابن طاہر حنفی نے کہ واقدی بڑا جھوٹا ہے اور اپنی رائے کی خاطر حدیثوں کے باطل کرنے میں حیلہ سازیاں کیا کرتا تھا جیسا کہ مجمع البحار میں فرماتے ہیں:

قیل کذاب احتال فی ابطال الحدیث نصرة للرای فان بیر بضاعة مشھور فی الحجاز بخلاف ما حکی عن الواقدی انتھی۔ (78)

''کہا گیا ہے بڑا جھوٹا ہے اپنے رائے کی مددگاری کے لئے حدیثوں کو جھٹلانے میں حیلہ کرتا تھا کیونکہ بیر بضاعہ لوگوں کا عرب میں دیکھا ہوا ہے اور وہ اس کے خلاف روایت کرتا ہے۔ ہو چکی عبارت مجمع البحار کی۔''

پس ثابت ہوا کہ کوئی حدیث متفق علیہ یا غیر متفق علیہ حدیث قلتین کو ساقط اور متروک العمل نہیں کرتی اگر صحت حدیث قلتین کی ثابت ہو جائے لہذا اب حدیث قلتین کی صحت کی جاتی ہے اور مؤلف کی چاروں وجہوں کو نقل کر کے ان سے بخوبی جواب دیا جاتا ہے تو سنو۔

قال المؤلف پس کہتے ہیں ہم کو حدیث قلتین کی نہیں ہے قابل سند کے اور قابل قبول کرنے کے ساتھ چار وجہ کے وجہ اول یہ ہے کہ تحقیق حدیث قلتین کی ضعیف ہے کہ ضعف بیان کیا اس کا ایک جماعت نے محدثین میں سے جیسا کہ کہا زیلعی نے بیچ شرح کنز الدقائق کے:

ان حدیث قلتین ضعیف ضعفه جماعة المحدثین حتی قال البیھقی من الشافعیة انه غیر قوی

---

(77) تنزیه الشریعة ص ۱۱۱ رقم الترجمة ص ۲۲۷.

(78) یہ صرف نظر کا نتیجہ ہے دراصل یہ حکم محمد بن شجاع کے بارہ میں ہے جو اس حدیث میں واقدی کا شاگرد ہے (میزان الاعتدال ص۵۷۸ ج۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتركه الغزالي والرؤياني مع شدة اتباعهما الشافعي رحمہ اللہ لضعفه انتهى كلام الزيلعي۔ (79)

"حدیث قلتین کی ضعیف ہے ایک جماعت محدثوں نے اس کو ضعیف کہا ہے یہاں تک کہ بیہقی نے کہ گروہ شافعیہ میں سے ہے کہا ہے کہ وہ حدیث قوی نہیں ہے اور امام غزالی نے اس کو سبب ضعف کے چھوڑ دیا ہے اور رویانی نے بھی باوجود یہ کہ وہ بڑے پیرو شافعی کے ہیں ہو چکا کلام زیلعی کا۔"

اور کہا شیخ کمال الدین نے بیچ فتح القدیر کے:

هذا الحديث ضعيف ضعفه الحافظ ابن عبد البر والقاضى اسمٰعيل بن ابى اسحق و ابو بكر بن العربى المالكيون انتهى كلام ابن همام۔ (80)

یہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسمٰعیل بن ابی اسحاق اور ابو بکر بن عربی مالکیوں نے اسے ضعیف کہا ہے ہو چکا کلام ابن ہمام کا۔

اور کہا صاحب قاموس نے کہ وہ شافعی مذہب ہے بیچ سفر سعادت کے کہ حاصل اس کا یہ ہے:

ضعفه بعض المحدثين وصححه بعضهم انتهى۔ (81)

"ضعیف کیا ہے اس کو بعض محدثوں نے اور بعضوں نے صحیح کیا ہے ہو چکی عبارت سفر السعادت کی۔"

اور کہا بیچ کتاب تمہید کے:

ما ذهب اليه الشافعي من حديث قلتين مذهب ضعيف انتهى۔ (82)

"وہ قلتین کی حدیث جس طرف شافعی گئے ہیں مذہب ضعیف ہے ہو چکی عبارت تمہید کی۔"

اور کہا دبوسی نے اپنی کتاب اسرار میں: **وهو حديث ضعيف انتهى** "وہ حدیث ضعیف ہے۔"

(غلطی صاحب ہدایہ کی)

اور کہا صاحب ہدایہ نے بیچ ہدایہ کے:

انه ضعيف ضعفه ابو داؤد (83) "وہ ضعیف ہے ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے۔"

اور کہا علی بن المدینی نے کہ وہ امام ہے اماموں حدیث کی سے اور شیخ ہے بخاری وغیرہ کا۔

انه لم يثبت هذا الحديث عن رسول الله ﷺ۔ (84) "نہیں ثابت ہوئی یہ حدیث نبی ﷺ سے۔"

نقلہ الشیخ عبد الحق فی شرح المشکوۃ العربی والفارسی۔ اور حاصل کلام کا ہی ہے کہ تحقیق حنفیہ اور مالکیہ متفق ہوئے ہیں اوپر ضعف اس حدیث قلتین کے اگرچہ مختلف ہیں بیچ بیان کرنے وجہ ضعف کے۔

---

(79) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق (كتاب الطهارة) ص ٨١ ج١.

(80) فتح القدير شرح الهداية (الماء الذى يجوز به الوضوء) ص٦٨ ج١.

(81) سفر السعادت مع شرح عبدالحق فارسى خاتمة الكتاب كتاب الطهارة ص٥٢٣. (82) التمهيد ص ٣٢٩ ج١.

(83) الهداية باب الماء الذى يجوز به الوضوء ص ٣٥ ج١ امام ابوداؤد نے اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا یہ صاحب ہدایہ کا وہم ہے۔ (گوندلوی) مولانا عبدالحی نے کہا ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک صحیح ہے تعلیق برھدایہ ص۳۵ ج۱۔ (84) لمعات شرح مشكوة باب المياه الفصل الثانى. ١٣٦ ج٢.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تصحیح حدیث قلتین)

اقول یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کہنا اس کو بے وجہ معقول اور بے دلیل نامقبول ہے پس اولاً صحت حدیث کی ثابت کی جاتی ہے بعد اس کے مضعفین کے کلام سے جواب دیا جائے گا تو سنو کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہم نے اور سب کی اسانید قوی اور جید ہیں ترمذی کی یہ اسناد ہے:

حدثنا هنادنا عبدة عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبدالله بن عمر عن ابن عمر قال سمعت رسول الله ﷺ الحديث۔ (85)

روایت کی ہمیں ہناد نے کہا روایت کی ہمیں عبدۃ نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے انہوں نے ابن عمر سے کہا کہ سنا میں نے آنحضرت ﷺ سے آخر حدیث تک اور راوی اس کے سب ثقہ اور صادق ہیں۔

اما الاول فهو ثقة (86) **واما الثاني فهو ثقة ثبت**(87) **والثالث صدوق**(88) **والرابع ثقة**(89) **والخامس ثقة**(90) **والسادس هو ابن عمر وهو احد المكثرين من الصحابة كل ذلك فى تقريب التهذيب۔**(91)

"پہلا شخص اور چوتھا اور پانچواں ثقہ ہیں اور دوسرا ثقہ اور ثبت اور تیسرا صدوق ہے اور چھٹے ابن عمر اور وہ ایک مکثرین صحابہ میں سے ہیں یہ سب تقریب التہذیب میں ہے۔"

اور ابوداؤد کی ایک اسناد تو یہ ہے:

حدثنا ابن العلاء و عثمان ابن ابى شيبة والحسن بن على وغيرهم قالوا حدثنا ابو اسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبدالله بن عمر عن ابيه الحديث۔ (92)

"روایت کی ہمیں ابن علاء اور عثمان بن ابی شیبہ اور حسن بن علی وغیرہ نے اور کہا کہ روایت کی ہم کو ابواسامہ نے ولید بن کثیر سے انہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ سے آخر حدیث تک۔"

اس کے بھی سب راوی ثقات ہیں:

اما الاول فهو ثقة حافظ (93) **والثانى اى فى الذكر دون المرتبة ثقة حافظ والثالث ثقة حافظ له تصانيف والرابع اسمه حماد بن اسامة وهو ثقة ثبت** (94)

---

(85) ترمذی باب ان الماء لا ينجس شيئاً ح ٦٧

(86) هناد بن السرى تقريب ص ٣٦٥.

(87) عبدة بن سليمان الكلابى (تقريب ص ٢٢٣)

(88) محمد بن اسحاق تقريب ص ٢٩٠ بلکہ جمہور ائمہ کے نزدیک ثقہ ہیں.

(89) محمد بن جعفر بن زبیر تقریب ص ۲۹۲.

(90) عبيدالله بن عبدالله بن عمر (تقريب ص ٢٢٥)

(91) عبدالله بن عمر تقريب ١٨٢.

(92) ابو داؤد. باب ينجس الماء ح ٦٣

(93) محمد بن علاء ابو كريب. ٣١٤

(94) ابو اسامة حماد بن اسامه تقريب ٣٩٢.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والخامس صدوق ① والباقون مر ذکرھم فی رجال الترمذی۔

''پہلا شخص ثقہ حافظ ہے اور دوسری جگہ جو شخص مذکور ہے وہ بھی ثقہ حافظ ہے اور تیسرا بھی حافظ ثقہ ہے اور صاحب تصانیف ہے اور چوتھے کا نام حماد بن اسامہ ہے اور ابی اسامہ کر کے مشہور ہے اور وہ بھی ثقہ اور ثبت ہے اور پانچواں صدوق ہے اور باقی ماندوں کا ذکر ترمذی کے راویوں کے ذیل میں گذر چکا۔''

اور دوسری اسناد اس کی یہ ہے:

حدثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا حماد ح و حدثنا ابو کامل ثنا یزید یعنی ابن زریع عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر قال ابو کامل بن الزبیر عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ نحوہ۔

''روایت کی ہم کو موسی بن اسمعیل نے اور کہا کہ روایت کی ہمیں حماد ح نے اور کہا روایت کی ہمیں ابو کامل نے کہا روایت کی ہم کو یزید یعنی ابن زریع نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے روایت کی محمد بن جعفر سے کہا ابو کامل نے ابن زبیر اور انہوں نے روایت کی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ سے مثل گذشتہ کے۔''

اس کے راوی بھی سب ثقہ ہیں۔

اما الاول فھو ثقة ثبت قالہ العسقلانی ثم قال ولا التفات الی قول ابن خراش تکلم الناس فیہ انتھی ② والثانی ھو ابو اسامة حماد بن اسامة ثقة ثبت و الثالث وھو فضیل بن حسین ابو کامل ثقة حافظ ③ والرابع ثقة ثبت ④ والباقون مر ذکرھم۔

''پہلا شخص ثقہ اور ثبت ہے ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے پھر کہا ہے نہیں خیال کرنا چاہیے اس طرف وہ جو ابن خراش نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس شخص کے باب میں کلام کیا ہے اور دوسرا وہ ابو اسامہ حماد بن اسامہ ثقہ اور ثبت ہے اور تیسرا وہ فضیل بن حسین ابو کامل ثقہ حافظ ہے اور چوتھا ثقہ ثبت ہے اور باقی کا گذر چکا۔''

اور تیسری اسناد یہ ہے:

حدثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا حماد قال انا عاصم بن المنذر عن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر قال حدثنی ابی الحدیث۔

''روایت کی ہم کو موسی بن اسمعیل نے اور کہا کہ روایت کی ہمیں حماد نے اور کہا روایت کی ہمیں عاصم بن منذر نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے اور کہا کہ مجھے میرے باپ نے آخر حدیث تک۔''

اس کے راوی بھی وہی ہیں جن کا ذکر گذرا مگر ایک عاصم بن المنذر سو وہ بھی صدوق ہیں۔

کل ذلك فی التقریب للعسقلانی۔ ''یہ سب عسقلانی کی تقریب میں ہے'' اور نسائی کی اسناد یہ ہیں:

اخبرنا ھناد بن السری والحسین بن حریث عن ابی اسامة عن الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ الحدیث۔

---

① ولیدبن کثیر تقریب ص ۳۸۱
② موسی بن اسماعیل تقریب ص ۳۴۹۔
③ تقریب ۳۷۶۔
④ یزید بن زریع تقریب ص ۳۸۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''روایت کی ہمیں ہناد بن سری اور حسین بن حریث نے ابی اسامہ سے اور انہوں نے ولید بن کثیر سے اور انہوں نے محمد بن جعفر سے اور انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے انہوں نے باپ سے آخر حدیث تک۔''

اس کے راوی بھی وہی ہیں مگر ایک حسین بن حریث سو وہ بھی ثقہ ہیں قالہ فی تقریب التہذیب ⑤ ایسا ہی ابن خزیمہ اور ابن ماجہ کی اسناد کو سمجھنا چاہئے۔ حاصل یہ کہ یہ حدیث جتنے طریقوں سے مروی ہے سب کے راوی ثقات ہیں اور اگر بالفرض کسی ایک راوی میں کچھ عیب نکالو گے تو اس کی تقویت دوسرے راوی سے قائم مقام اس کی ہو جاوے گی غرضکہ روایت کے جہت سے حدیث قلتین میں ضعف کا نام نہ لے سکو گے اور حالانکہ مدار صحت اور سقم اور قوت اور ضعف حدیث کے راوی ہوتے ہیں پس اسی قدر تعدیل رواۃ کی سے صحیح ہونا حدیث قلتین کا ثابت ہو گیا اور باین ہمہ اقوال ائمہ جرح اور تعدیل کے متضمن صحت اس حدیث کی سنی چاہئے تو واضح ہو کہ اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام اسحاق کا اور امام ابوعبیداللہ کا اور امام ابوثور کا اور ایک جماعت کا محدثین میں سے اور تمام ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے جیسا کہ کہا محلی میں:

وقال الشافعي و احمد ما بلغ القلتين فهو كثير لاينجس بوقوع النجاسة وبه قال اسحق و ابو عبيد و ابو ثور و جماعة من اهل الحديث منهم ابن خزيمة۔

''اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو پانی حد قلتین تک پہنچ جاوے تو وہ کثیر ہے نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا اور ایسا ہی کہا ہے اسحق اور ابوعبید اور ابوثور اور ایک جماعت اہل حدیث نے ان میں سے ہی ابن خزیمہ ہیں۔''

اور باقی ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے عمل سب پر روشن ہے اور رد المختار میں لکھا ہے:

ان المجتهد اذا استدل بحديث كان تصحيحاله كما في التحرير وغيره انتهى۔ ⑥

''بلا شک جب کوئی دلیل پکڑے مجتہد کسی حدیث سے تو وہ اس حدیث کا باعث صحت ہو جاتا ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ میں ہے ہو چکی عبارت رد المختار کی۔''

یعنی عمل کسی مجتہد کا اوپر کسی حدیث کے تصحیح ہے اس حدیث کی پس امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحق رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہ اور جماعت دیگر صحیح ہوئی اس حدیث کی اور تصحیح کی ہے اس حدیث کی ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور دار قطنی نے اور حاکم نے جیسا کہ کہا محلی میں:

وصححه ابن خزيمة و ابن جبان و الدار قطني انتهى۔

''اور صحت کی ہے اس کی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور دار قطنی نے ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اور کہا بلوغ المرام میں:

وصححه ابن خزيمة و ابن حبان و الحاكم انتهى۔ ⑦

''اور صحت کی اس کی ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور حاکم نے ہو چکی عبارت بلوغ المرام کی''

---

⑤ تقریب ص ۷۳ ⑥رد المختار كتاب البيوع ص ۳۷ ج ٤ ⑦بلوغ المرام كتاب الطهارة باب المياة ج٤ ص ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس واسطے روایت نہیں کی کہ اس میں ولید سے اسناد میں کچھ اختلاف واقع ہو گیا ہے جیسا کہ کہا محلی میں:

وقال الحاكم صحيح الاسناد لم يخرجاه لخلاف فيه عن الوليد بن كثير انتهى۔ ⑧

''اور نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے بسبب اس اختلاف کے جو ولید بن کثیر سے ہے اس کو روایت نہیں کیا ہے، ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اقول اس اختلاف کا جواب ہم دیں گے عنقریب۔ اور کہا یحیٰی بن معین نے کہ یہ حدیث خوب پختہ ہے اور کہا بیہقی نے یہ حدیث موصول الاسناد اور صحیح اور کہا منذری نے اس کی اسناد جید ہے اور اس پر کسی طرح کا غبار نہیں جیسا کہ کہا محلی میں:

وقال ابن معين جيد الاسناد وقال البيهقي موصول صحيح وقال المنذري اسناده جيد لا غبار عليه انتهى۔ ⑨

اور کہا ابن معین نے یہ اسناد جید ہے اور بیہقی نے کہا موصول صحیح ہے اور منذری نے کہا جید ہے اس پر کچھ غبار نہیں۔ ہو چکی عبارت محلی کی۔

اور کہا ابن ماجہ نے کہ یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ بحر الرائق نے ضمن میں ایک اعتراض کیا کہ جس کا جواب بے دلیل ہے:

قد صححه ابن ماجة و ابن خزيمة والحاكم و جماعة من اهل الحديث انتهى۔ ⑩

''بلا شک صحت کی ہے اس کی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم اور ایک جماعت اہل حدیث نے۔''

بلکہ حضرت طحاوی حنفی نے جس نے تائید حنفی مذہب کی اپنے نفس پر واجب کر لی ہے اور جہاں تک بن آتی ہے حنفی مذہب ہی کی مددگاری کرتا ہے جس کے حق میں شاہ عبدالعزیز قدس سرہ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں بہرحال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت ایں مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ لاچار ہو کر اقرار کر لیا ہے کہ حدیث قلتین کی صحیح ہے اور ثابت اگرچہ عذر اضطراب معنی قلتین کا پیش لایا ہے لیکن ہم اس سے بھی جواب دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ ہی کلام طحاوی کا شرح معانی الآثار میں:

خبر القلتين صحيح و اسناده ثابت لكن انما تركناه لانا نعلم ما القلتان انتهى۔ ⑪

'حدیث قلتین کی صحیح ہے اور اسناد اس کی ثابت ہے لیکن ہم نے اس پر عمل نہیں کیا کہ ہم قلتین کے معنی نہیں جانتے'

اور کہا محلی میں: **واعترف الطحاوی بصحته انتهى۔**

''اور اقرار کیا طحاوی نے اس کی صحت کا ہو چکی عبارت محلی کی''

اور کہا فتح الباری میں:

الفصل بالقلتين اقوى بصحة الحديث فيه وقد اعترف الطحاوی من الحنفية بذلك انتهى۔ ⑫

---

⑧ المستدرك ص ۱۳۳ ج ۱۔ ⑨ مختصر ابی داؤد مع معالم السنن ص ۵۹ ج ۱ ⑩ بحر الرائق ص ۸۲ ج ۱
⑪ طحاوی ص ۱۶ ج ۱ ⑫ فتح الباری ص ۳۴۸ ج ۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حد فاصل قلتین کی بہت قوی ہے بسبب صحیح ہو جانے حدیث کے اس باب میں اور حنفیوں میں سے طحاوی بلاشک اس کی صحت کا مقر ہے ہو چکی عبارت فتح الباری کی۔''

(جواب مضعفین حدیث قلتین کے)

اقول اعتراف طحاوی حنفی کا سخت حجت ہے حنفیہ پر۔ الحاصل حدیث قلتین کی صحیح اور ثابت اور اسناد اس کی جید اور راوی اس کے ثقات اور اسی وجہ اور اسی نظر سے صحیح کہا ہے اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام ابوعبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اور علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اور طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ ⑬

پس اب کلام سے ان لوگوں کے جو ان حدیثوں کو ضعیف کہتے ہیں جواب دینا چاہئے تو واضح ہو کہ جن کا مؤلف نے ذکر کیا ہے ان سبھوں کے کلام سے ضعف حدیث قلتین کا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ بیہقی کے اس قول کی جو زیلعی نے نقل کیا ہے یہ معنی ہیں یہ کہ حدیث ایسی قوی نہیں کہ علی شرط الشیخین ہے۔ نہ یہ معنی کہ ضعیف ہے ورنہ وہ کلام بیہقی کا جو محلی میں منقول ہو چکا ہے بے معنی ہو جائے گا اور ضعیف کہنا غزالی کا اور رویانی کا اور دبوسی کا اور صاحب ہدایہ کا اور شیخ ابن الہمام کا اور بعضے مالکیوں کا حدیث کو ضعیف نہیں کر دیتا کیونکہ یہ لوگ مقلدین ہیں ائمہ جرح اور تعدیل میں سے نہیں ہیں ایسے ایسے سینکڑوں علماء شافعی اس کی تصحیح کر رہے ہیں تو جیسا کہ ہم نے ان سب کی تصحیح پر اعتماد نہیں کیا ایسا ہی ان علماء کی جرح کا جن کا مؤلف نے شمار کیا ہے یہی خیال نہ چاہئے۔ اب رہا ضعیف کہنا ابن عبدالبر کا اور ابوداؤد کا اور علی بن المدینی کا سو البتہ جرح ان کا پایہ اعتبار میں ہے لیکن اگر با بیان سبب اور با دلیل ہو تو معتبر ہے ورنہ بے بیان سبب ان کا جرح بھی مقبول نہیں ہونے کا جیسا کہ وجیہ الدین علوی اسے ابن عبدالبر سے حاشیہ شرح نخبہ میں نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

وقد عقد ابن عبد البر فی کتاب العلم بابا لکلام المعاصرین بعضهم فی بعض ورای ان اهل العلم لا یقبل جرحهم الابیان واضح انتهی۔ ⑭

''اور بلاشک ابن عبدالبر نے ہم عصر لوگوں کے کلام کرنے میں ایک باب منعقد کر کے کہا ہے کہ اہل علم ان ہم عصروں کی جرح بغیر بیان کے قبول نہیں کرتے۔''

(بیان جرح اور تعدیل)

اور سوائے ان کے اوروں کا بھی یہی مذہب ہے کہ جرح کسی کا بے بیان سبب کے قبول نہیں کیا جاتا جیسا کہ کہا ہے شرح نخبہ اور حاشیہ علوی میں:

والجرح مقدم علی التعدیل و اطلق ذلك جماعة لکن محله التفصیل وهو انه مقدم ان صدر مبینا سببه من عارف باسبابه لانه ان کان غیر مفسر ای لم یبین سببه مثل قولهم فلان ضعیف وفلان لیس بشیء او نحو ذلك مقتصرا علی ذلك لم یقدح فیمن ثبت عدالته لان الناس یختلفون فیما یجرح ومالا یجرح فیطلق احدهم الجرح بناء علی

⑬ تفصیل. مختصر ابی داؤد للمنذری ص ۵۹ ج۱ و ارواء الغلیل ص ۶۰ ج۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

⑭ جامع بیان العلم ص ۱۰۹ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امرا عتقده جرحا وليس بجرح فی نفس الامر فلابد من بيان سببه وان صدر من غير عارف بالاسباب لم يعتبر به ايضا وهو ظاهر انتهى۔ ⑮

''اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگر چہ ایک جماعت نے علی الاطلاق یہی کہا ہے لیکن یہ بات تفصیل طلب ہے وہ یہ ہے کہ جرح جب مقدم ہے کہ کوئی جرح کے سببوں کا جاننے والا مع سبب کے جرح کرے کیونکہ اگر سبب جرح کا بیان نہ کیا مثلاً کہہ دیا کہ فلانا ضعیف ہے یا فلانا ہیچ پوچ ہے یا اور کوئی ایسا ہی لفظ کہہ دیا تو کسی شخص ثابت العدالت کو یہ کہنا مضر نہ ہوگا کیونکہ لوگ ان باتوں میں جو جرح کرتے ہیں اور نہیں کرتے مختلف ہیں سو بعضوں نے وہ باتیں جو ان کے اعتقاد میں جرح ہیں بہر حال جمع ٹھہرا رکھی ہیں حالانکہ وہ حقیقت میں وہ جرح نہیں ہے سو اس بناء پر جرح کا بیان ضرور ہے اور اگر انجان سے جرح ہوگی تو اسکا اعتبار نہ ہوگا اور یہ امر ظاہر ہے ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی۔''

اور کہا شرح نخبہ میں قبل اس کلام کے:

قال الذهبی وهو من اهل الاستقراء التام فی نقد الرجال لم يجتمع اثنان من علماء هذا الشان قط على توثيق ضعيف ولا على تضعيف ثقة انتهى ولهذا كان مذهب النسائی ان لا يترك حديث الرجل حتى يجتمع الجميع على تركه وليحذر المتكلم فی هذا الفن ان عدل بغير تثبت وتجنب عن التساهل كان كالمثبت حكما ليس بثابت فيخشى عليه ان يدخل فی زمرة من روى حديثا وهو يظن انه كذب وان جرح بغير تحرز اقدم على الطعن فی مسلم بری من ذلك و وسمه بميسم سوء يبقى عليه عاره ابدا والافة يدخل فی هذا تارة من الهوى والغرض الفاسد وكلام المتقدمين سالم من هذا (الجرح) غالباً وتارة من المخالفة فی العقائد وهو موجود قديما و حديثا انتهى كلام الحافظ فی شرح النخبة۔ ⑯

''ذہبی نے جو کہ پورا اہل استقراء میں سے ہے نقد الرجال میں کہا ہے کہ اصول حدیث کے علماء میں سے دو عالم ہرگز نہ ضعیف کے ثقہ بتانے پر جمع ہوئے ہیں نہ ثقہ کے ضعیف بتانے پر ہو چکی عبارت نقد الرجال کی اور اسی سبب سے نسائی کا مذہب یہ تھا کہ کسی راوی کی حدیث نہ چھوڑی جاوے جب تک کہ سب اس کے چھوڑنے پر جمع نہ ہو جاویں اور اس فن میں بولنے والے کو ذرا ڈرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر بغیر دلیل کسی کو عدل کہا ایک امر غیر ثابت کا گویا ثبوت کیا تو خوف ہے اس بات کا کہ کہیں ان کے گروہ میں جو باوجود گمان جھوٹے ہونے کسی روایت کے پھر اس کو روایت کرتے ہیں داخل نہ ہو جاوے اور اگر بے دھڑک کسی کو غیر ثقہ بنا دیا اور وہ اس سے بری ہے تو اس کا وبال ہمیشہ اس پر رہے گا اور آفت اس فن میں کبھی نفسانیت اور کسی بری غرض سے ہوتی ہے اور اگلے لوگوں کا کلام اکثر اس طرح کی جرح سے خالی تھا اور کبھی وہ آفت عقیدوں کے اختلاف سے ہوتی ہے یہ بات پہلے سے اب تک موجود ہے ہو چکا کلام حافظ کا شرح نخبہ میں سے۔''

اور ظاہر ہے کہ کسی جارح مضعف کا کلام متضمن وجہ ضعف کا اور سبب جرح کا نہیں ہے پس کیونکہ مجرد اقوال بے

---

⑮ حاشیہ شرح نخبة الفکر (مراتب التعدیل) ص ۱۳۶ ⑯ شرح نخبة الفکر (مرایت التعدیل) ص ۱۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل سے حدیث صحیح ثابت کو جس کو جماعت محدثین کی اور چودہ امام حدیث کے اماموں میں سے جن کا ذکر گذرا صحیح کہتے ہیں ضعیف مانا جاوے جائے انصاف کی ہے اور مقام داد کا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ضعیف کہنا ان کا باوجہ ہے اور وجہ یہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے الفاظ میں اور معنوں میں جیسا کہ حضرت مؤلف آگے ذکر کریں گے اور مضطرب ہے اسناد میں جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی میں:

ووجهه انه اختلف في سنده عن ابی اسامة فمرة يقول عن الوليد بن كثير عن محمد بن عبادبن جعفر و مرة عن محمد بن جعفر بن الزبير ومرة يروی عن عبدالله بن عبدالله عمر ومرة يروی عن عبيدالله بن عبدالله بن عمر انتهى وكذا ذكره في بحر الرايق۔ ⑰

''اور سبب اسکا یہ ہے کہ اس کی سند میں اسامہ سے اختلاف کیا گیا ہے سو کبھی کہتا ہے روایت کی ولید بن کثیر نے محمد بن عباد بن جعفر سے اور کبھی محمد بن جعفر بن زبیر سے اور کبھی روایت کرتا ہے عبداللہ بن عبداللہ بن عمر سے اور کبھی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے۔ ہو چکی عبارت محلی کی اور یونہی بحر الریق میں ہے۔''

(تعریف اضطراب اور رفع اضطراب)

یعنی اس کی اسناد میں اختلاف ہے کیونکہ ولید کی روایت کبھی تو محمد بن جعفر سے اور کبھی محمد بن عباد بن جعفر سے اور ان کی روایت کبھی ہے عبداللہ بن عبداللہ سے اور کبھی عبیداللہ بن عبداللہ سے تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ وجہ بھی کالعدم ہے کیونکہ اس حدیث میں تینوں میں سے کوئی بھی اضطراب نہیں سو نہ اضطراب لفظی اور معنوی کا تو وہیں پر بیان کیا جاوے گا جہاں پر مؤلف اس کو ذکر کریں گے دوجگہ کیا ضرور ہے پر اضطراب اسنادی کو یہاں رفع کیا جاتا ہے تو معلوم کرنا چاہئے کہ اضطراب اس اختلاف کا نام ہے جس میں توفیق یعنی جمع یا ترجیح بعض صورتوں اختلاف کے اوپر بعض کے ممکن نہ ہو اور جہاں کہیں جمع یا ترجیح ہو سکے تو اس محل میں اضطراب نہیں پایا جاتا جیسا کہ کہا وجیہ الدین علوی نے حاشیہ شرح نخبہ میں:

قال ابن الصلاح وهو ما اختلف الرواية فيرويه بعضهم على وجه وبعضهم على وجه اخر مخالف له ولا يترجح احدى الروايتين على الاخرى ولا يمكن الجمع بينهما فان ترجحت فالحكم للراجح ولا يكون الحديث حينئذ مضطربا وكذا ان امكن الجمع انتهى مختصراً۔ ⑱

''کہا ابن صلاح نے اضطراب وہ ہے کہ مختلف روایت اس کی بعضے راوی ایک طرح پر روایت کریں اور بعضے ایسی دوسری طرح پر کہ وہ اس کے مخالف ہو اور ایک کو ان دونون روایتوں میں سے ترجیح نہ ہو اور ان دونوں میں جمع بھی ممکن نہ ہو اور اگر ایک روایت راجح ہو جاوے تو وہی عمل کے لائق ہے اور اس وقت حدیث مضطرب نہ کہلاوے گی اور اسی طرح جبکہ ان دونوں میں جمع ممکن ہو۔ ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی مختصر طور۔''

اسناد میں ولید کی ترجیح بھی ممکن ہے اور جمع بھی ہو سکتا ہے پھر کہاں ہوا اضطراب تو صورت ترجیح کی یہ ہے کہ جو روایت ولید بن کثیر کی محمد بن جعفر بن زبیر سے اور اس کی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے ہے وہ مرجح ہے اور شاہد ہے اس پر روایت محمد بن اسحاق کی محمد بن جعفر بن الزبیر سے اور اس کی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے جیسا کہ اول روایت

---

⑰البحر الرائق ص ٨١ ج ١ ⑱مقدمه ابن الصلاح (مبحث مضطرب الحديث) ص ٤٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ترمذی کی اور دوسری روایت میں ابوداؤد کی گذرا اور اختیار کیا اس کو خطابی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی میں:

واجاب عنه الخطابی بان هذا اختلاف من قبل ابی اسامة حماد بن اسامة القرشی رواه محمد بن اسحاق بن یسار عن محمد بن جعفر بن الزبیر فالخطأ فی احدی روایتیه متروك والصواب معمول به وليس في ذلك ما يوجب توهين الحديث انتهى۔ ⑲

''اور جواب دیا ہے خطابی نے اس طرح پر کہ یہ اختلاف جانب سے ابی اسامہ حماد بن اسامہ قرشی کے ہے چنانچہ روایت کیا ہے اس کو محمد بن اسحاق بن یسار نے محمد بن جعفر بن زبیر سے تو خطا ایک روایت کی چھوڑ دی گئی اور ٹھیک بات پر عمل کیا گیا اب اس میں یہ نہیں کہ رہا حدیث کو ضعیف کرے۔ ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اور صورت جمع کی یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ولید نے محمد بن جعفر بن الزبیر سے بھی روایت کی ہو اور محمد بن عباد بن جعفر سے بھی کی ہو ایسا ہی عبداللہ بن عبداللہ بن عمر سے بھی روایت ہو اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے بھی روایت ہو اور یہ سب ثقات ہیں۔

اما الاول فهو ثقة من السادسة ⑳ والثانی ایضاً ثقة من الثالثة ㉑ والثالث ایضاً كذالك ㉒ وهكذا الرابع كذا فی تقریب التهذیب۔

پہلا شخص طبقہ چھٹے میں کا ثقہ ہے اور دوسرا بھی طبقہ تیسرے کا ثقہ ہے اور تیسرا بھی اسی طرح اور چوتھا بھی یونہی ہے تقریب التہذیب میں۔

اور اختیار کیا اس کو امام نووی نے جیسا کہ ذکر کیا بحرالرائق میں:

واجاب النووی عن هذا بانه ليس اضطرابا لان الوليد رواه عن كل من المحدثين فحدث مرة عن احدهما و مرة عن الاخر و رواه ایضاً عبد الله و عبيد الله ابنا عبدالله بن عمر عن ابيهما وهما ایضاً ثقتان انتهى و كذا فى المحلى۔ ㉓

''اور جواب دیا ہے نووی نے اس سے اس طرح پر کہ یہ اضطراب نہیں کیونکہ ولید نے سب استادوں سے روایت کی ہے سو ایک دفعہ ایک اپنے استاد سے روایت کی ہے اور دوسری دفعہ دوسرے سے اور روایت کی ہے اسی طرح عبیداللہ اور عبداللہ دونوں بیٹوں ابن عمر نے اپنے باپ سے اور وہ دونوں ثقہ ہیں ہو چکی عبارت بحرالرائق کی۔ اور یونہی ہے محلی میں۔''

علاوہ یہ کہ ترمذی کی روایت میں اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں نہ ابواسامہ واسطہ ہے اور نہ ولید بن کثیر پس ان میں اتنا دھوکا ظاہری بھی نہیں ہوتا اور ان میں اضطراب کی بو بھی نہیں آتی تو ثابت ہوا کہ اس اسناد میں اضطراب نہیں ہے ایسا ہی نہ ہونا اضطراب کا متن میں اور معنوں میں بھی ثابت کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالی پس وجہ جرح مضعفین کی ثابت نہ ہوئی اور جرح ان کا بے وجہ باقی رہا پھر اس کو کون قبول کرتا ہے باآنکہ صحت حدیث کی ثابت ہو۔

---

⑲معالم السنن مع ابی داؤد ح ٦٠ ص ٥٨ ج ١

⑳ولید بن کثیر تقریب ص ٣٧١

㉑محمد بن جعفر بن زبیر تقریب ص ٢٩٢

㉒عبیداللہ بن عبداللہ تقریب ص ٢٢٥

㉓البحرالرائق ص ٨١ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبهذا التحقيق اندفع ما قال بعض قاصرى الا نظار المعذورين فى بعض الحواشى على بعض الكتب ولا يخفى ان الجرح مقدم على التعديل فلا يدافعه تصحيح بعض المحدثين له ممن ذكره ابن حجر وغيره ووجه الاندفاع لا يخفى عليك بعد التامل الصادق الا ترى ان تقديم الجرح على التعديل فرع لوجود الجرح وقد نفيناه لعدم وجود وجهه وجعلناه هباءً منشوراً فاين المقدم واين التقديم وان سلمنا ان وجهه الاضطراب فى الاسناد والمتن والمعنى فقد نفيناه الاضطراب فى الاسناد وستنفى الاخيرين وقد قال فى المسلم۔ اذا تعارض الجرح والتعديل فالتقديم للجرح مطلقا وقيل بل للتعديل عند زيادة المعدلين ومحل الخلاف اذا اطلقا او عين الجارح شيئا لم ينفه المعدل او نفاه لا بيقين واما اذا نفاه يقينا فالمصير الى الترجيح اتفاتا انتهى وقال العلوى فى حاشيةعلى شرح النخبة نعم ان عين سببا نفاه المعدل بطريق معتبر فانهما يتعارضان انتهى فثبت صلوح معارضة الجرح للتعديل ثم الترجيح للتعديل لجودة الاسانيد من حيث ثقاة الرواة ومن الله التائيد فافهم۔

''اوراس تحقیق سے اٹھ گیا وہ شبہ جو بعضے کوتاہ نظروں معذوروں نے بعضے حاشیوں میں بعضی کتابوں کے کیا ہے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر تو اب اس جرح کو بعضے محدثوں کا صحیح کہنا نہیں اٹھا سکتا کہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کر دیا اور وجہ اٹھ جانے اس شبہ کے بعد تامل صادق کے پوشیدہ نہیں کیا ہے تجھے سوجھتا نہیں کہ مقدم ہونا جرح کا تعدیل پر اس بات کی ایک شاخ ہے کہ اصل میں جرح جرح ہو تو سہی حالانکہ ہم نے بسبب نہ ہونے وجہ جرح کے اس کو بالکل اڑا کر ملیامیٹ کر دیا ہے اور اب تقدیم اور مقدم کہاں رہا اور اگر وجہ اضطراب کو ہم متن حدیث یا سند یا معنی حدیث میں مان لیویں تو اسناد کے اضطراب کو تو ہم اڑا چکے اور دونوں اضطرابوں باقی ماندہ سے عنقریب بحث کریں گے اور بلاشبہ مسلم میں کہا ہے کہ جب جرح کو تعدیل معارض پڑی تو تقدیم جرح کو ہے ہر حال میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ تقدیم تعدیل ہے جس وقت کو تعدیل کرنے والے زیادہ ہوں اور موقع اختلاف کا جب ہے کہ یا تو جرح اور تعدیل دونوں بلاسبب ہوں یا جرح کرنے والے نے جو سبب بتایا ہو اس کو تعدیل کرنے والا اٹھا نہ سکا ہو یا اٹھایا ہو مگر مضبوط نہ ہو اور جس وقت کہ اچھی طرح اٹھاوے تو بالاتفاق تعدیل کی طرف رجوع کرنا ہے ہو چکی عبارت مسلم کی اور علوی نے اپنے حاشیہ پر جو شرح نخبہ پر ہے کہا ہے کہ ہاں اگر معین کر دے جرح کرنے والا سبب اور اٹھانے والا اس کو تعدیل کرنے والا معتبر طور پر تو دونوں باہم متعارض ٹھہریں گے ہو چکی عبارت حاشیہ کی تو ثابت ہو گیا ہونا جرح کا معرضہ تعدیل کے ترجیح تعدیل کو ہے بہ سبب قوت سند کے جہاں کہ راوی ثقہ ہوں اور اللہ ہی سے مدد ہے پس سمجھ لے۔''

اب مدار رہا کہ اضطراب معنوی اور متنی سے جواب دیا جاوے سو مؤلف کی وجہ ثانی کے جواب کے بعد اس سے جواب دیا جاوے گا۔

قال اور وجہ دوسری یہ ہے کہ یہ حدیث قلتین کے مخالف اجماع صحابہ کے جیسا کہ کہا شیخ عبدالحق نے بیچ

www.KitaboSunnat.com

شرح مشکوۃ وغیرہ کے:

قال علی بن المدینی وهو امام ایمة الحدیث وشیخ البخاری انه مخالف لاجماع الصحابة فان الزنجی وقع فی بئر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کله بحضور الصحابة ولم ینکر منهم احد انتهی۔ ㉔

''کہا علی بن مدینی نے اور وہ حدیث کے اماموں کے امام ہیں اور بخاری کے استاد کہ یہ قلتین کی حدیث اجماع کے مخالف ہے کیونکہ حبشی زمزم میں گرا اور ابن عباس اور ابن زبیر نے حکم دیا تمام صحابہ کے مجمع میں کہ اس کا سارا پانی نکالا جاوے اور کسی نے انکار نہ کیا ہو چکی عبارت شرح مشکوۃ کی۔''

اور کہا طحاوی نے:

وکان کذلك الافتاء بمحضر من الصحابة ولم ینکر منهم احد انتهی۔ ㉕

''اور تھا وہ فتوی صحابہ کے مجمع میں اور کسی نے انکار نہ کیا ہو چکی عبارت طحاوی کی۔''

اور کہا شیخ نے بیچ لمعات شرح مشکوۃ کے:

وکان کذلك الافتاء بمحضر الصحابة ولم یظهر من احدهم الانکار فیکون حدیث قلتین مخالف الاجماع انتهی۔ ㉖

''اور تھا وہ فتوی صحابہ کے مجمع میں اور اس پر کسی کا انکار ظاہر نہیں ہوا تو حدیث قلتین اجماع کے مخالف ٹھہری ہو چکی عبارت لمعات کی۔''

(اجماع سکوتی حجت نہیں)

اقول اس مغالطہ سے تین جواب ہیں اول یہ ہے کہ اس قصے کے ثبوت ہی میں کلام ہے جیسا کہ سابق ذیل میں حدیث زنجی کے انکار امام شافعیؒ کا اور انکار سفیان بن عیینہ کا اور انکار ابو عبید اللہ کا اس قصہ کے وقوع سے بضمن عبارت سنن کبری اور محلی کے گذرا اور جس روایت سے حنفی اس قصہ کو ثابت کہتے ہیں اس روایت کا منقطع ہونا عبارت سے سنن کبری اور محلی کے ثابت کیا گیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم نے فرض کیا کہ یہ قصہ ثابت ہے اور اجماع پایا گیا لیکن پھر بھی اجماع سکوتی ہوا اور اجماع سکوتی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بلکہ بعضے حنفی حجۃ شرعی نہیں جانتے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت میں بعد بیان مسئلہ اجماع سکوتی کے:

ومختار الآمدی والکرخی ظنی وعن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ لیس بحجة وعلیه ابن ابان والباقلانی انتهی ㉗

قلت و ذهب اکثر الشافعیة الی ان هذا هو مذهب الشافعی کذا فی منهیة المسلم فلا تغتر بما ذکره ابن حاجب عن الشافعی عن روایته علی خلافه ایضا فان صاحب البیت اعرف بما فی البیت من غیره۔

㉔لمعات شرح مشکوۃ باب المیاہ الفصل الثانی ص ۱۳۶ ج ۲
㉕طحاوی باب فی الطہارۃ ص۱۸ ج ۱
㉖لمعات شرح مشکوۃ باب المیاہ الفصل الثانی ص ۱۳۶ ج ۲
㉗مسلم الثبوت ص ۱۸۴ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور پسندیدہ آمدی اور کرخی کا یہ ہے کہ اجماع سکوتی ظنی ہے اور امام شافعی سے منقول ہے کہ وہ اجماع حجت نہیں ہے اور ابن ابان اور باقلانی اسی پر ہیں ہو چکی عبارت مسلم کی۔

میں کہتا ہوں کہ اکثر شافعیہ اس طرف گئے ہیں کہ مذہب شافعی کا یہی ہے منہیۃ مسلم میں یونہی ہے سواب دھوکا نہ دے گی وہ تقریر جو ابن حاجب نے اپنی روایت سے امام شافعی رحمہ اللہ کا خلاف بھی اس میں ذکر کیا ہے کیونکہ گھر والا گھر کی موجودات غیر سے زیادہ جانتا ہے۔''

پھر کس طرح یہ اجماع سکوتی تمہارا شافعی رحمہ اللہ پر حجت ہوگا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ اجماع سکوتی بھی حجت ہے لیکن یہ اجماع پانی نکالنے پر موجب اور مخبر اس بات کا کہاں ہوتا ہے کہ پانی کو نجس جان کر وجوباً نکالا تھا بلکہ بلحاظ حدیث الماء طہور کے جو بیر بضاعہ کے جواب میں وارد ہے اور خود ابن عباس سے مروی ہے اور صحت اس کی سابق میں ثابت کی گئی ہے اور بلحاظ ثبوت اس امر کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایسے حوض میں سے وضو کیا ہے جس میں کچھ مردار پڑا ہوا تھا جیسا کہ ضمن میں عبارت سنن کبری کے گذرا اور بلحاظ صحت حدیث قلتین کے یہی کہیں گے کہ نکالنا صحابہ کا پانی کو زمزم سے اس سبب سے تھا کہ گرنے سے زنجی کے پانی پر خون اور نجاست ظاہر ہوگئی تھی اور زمزم پینے کا پانی تھا پس بطور نظافت اور لطافت کے پانی اس کا نکلوا دیا تھا نہ بطور تطہیر نجاست کے پھر کہو کہاں مخالف ہوئی حدیث قلتین کی اجماع کے۔

كذا قال الاما الهمام الشافعي كما مر سابقا في عبارة المحلي وسنن كبرى۔[28]

''جیسا کہ کہا امام باہمت شافعی رحمہ اللہ نے جیسا کہ گذر چکا پہلے عبارت محلی اور سنن کبری میں۔''

قال تیسری وجہ یہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے یعنی الفاظ اور معانی اس کے مخالف ہیں آپس میں لئے کہ ایک روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ کہا:

سئل رسول الله ﷺ عن الماء يكون في الفلاة من الارض وما ينوبه من الدواب والسباع فقال اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث رواه الترمذي والنسائي و ابوبكر و ابو داؤد و احمد۔[29]

''آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا اس پانی کے حق میں جو جنگل میں ہوتا ہے اور اس میں چوپائے پھرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب قلتین کی حد کو پہنچ جاوے تو ناپاکی اسے مضر نہیں روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابوبکر اور ابو داؤد اور احمد نے۔''

پس یہ حدیث کہ روایت کیا ان محدثوں نے دلالت کرتی ہے اس پر کہ جبکہ پانی ہو قدر قلتین کے نہ اٹھا سکے گا نجاست کو پانی سے یعنی نجس ہو جائیگا جیسا کہ مقتضاء ان حدیثوں کا کہ اوپر مذکور ہوئیں اس لئے کہ معنی حمل کے لغت میں اور قرآن شریف میں اٹھانے کے ہیں بیچ منتخب اللغات وغیرہ کے الحمل برداشتن انتہی۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿وحمله وفصاله ثلثون شهرا﴾[30] ''اور مدت حمل اور دودھ چھڑانا ڈھائی برس ہیں''

اور دوسری جائے فرمایا: ﴿مثل الذين حملوا التوراة ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفارا﴾[31]

''کہاوت ان کی جن پر لادی گئی تورات پھر نہ اٹھایا انہوں نے جیسے بوت گدھے کی پیٹھ پر لے چلتا ہے کتابیں''

---

[28] بیهقی ص۲٦٦ ج۱ [29] ابو داؤد باب ما تنجس الوضوء ح ٦٣۔ ترمذی ح ٦٧ نسائی باب التوفیت فی الماء ح ۳۲۹۔ شرح السنه ص ۵۸ ج ۲ دارمی ص ۱۵۲ ج ۱ مسند احمد [30] الاحقاف ۱۵ [31] الجمعه ۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ ہے:

قال قال رسول الله ﷺ اذا کان الماء قلتین لم ینجسه شیء رواه ابن ماجه و ابو داؤد۔ (32)

فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ جس وقت پانی حد دو قلوں کو پہنچ جاوے تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ روایت کی ابن ماجہ اور ابو داؤد نے۔

پس یہ روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ جبکہ پڑے پانی قلتین میں کوئی نجس چیز تو ناپاک نہیں ہونے کا سو یہ معنی مخالف ہیں پہلی حدیث کے معنی کو باعتبار معنی والفاظ کے تیسری روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے:

اذا بلغ الماء قلتین او ثلثا لم ینجسه شئی رواه ابن ماجه۔ (33)

''جس وقت پہنچ جاوے پانی بقدر دو قلے یا تین کے تو نہیں نجس کرتی اس کو کوئی چیز۔''

پس یہ روایت مشتمل ہے شک پر کہ دو قلے فرمائے ہیں یا تین قلے۔ پس یہ روایت مخالف ہوئی دونوں روایتوں پہلی کو اور نہ معلوم ہوا کہ حضرت نے دو قلے فرمائے ہیں یا تین اور چوتھی روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے فرمایا رسول خدا ﷺ نے:

۱۔ ذا کان الماء اربعین قلة لم ینجسه شئی رواه محمد بن المنکدر۔ (34)

''جس وقت پہنچ جاوے پانی بقدر چالیس قلے کے تو اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی روایت کی محمد بن منکدر نے۔''

اور کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں:

وقد وقع الاضطراب فی ذلك الحدیث فضی بعض الروایات لفظ قلتین وفی بعضها ثلث قلال وفی بعضها اربعین قلة وفی بعضها اربعین غربا۔ انتهی (35)

''بلاشبہ واقع ہو گیا اضطراب اس حدیث میں کس لئے کہ بعضی روایتوں میں دو قلے کا لفظ ہے اور بعض میں تین قلے کا اور بعضی میں چالیس قلے کا اور بعضی میں چالیس بڑے ڈول۔ ہو چکی عبارت فتح القدیر کی۔''

اور مانند اس کے کہا ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں (36) پس ثابت ہوا ان روایتوں سے اضطراب اس حدیث کا

(رفع اضطراب معنوی)

اقول اس قول میں مؤلف نے بہت ابلہ فریبی کی ہے اس لئے اس کے رد کو توجہ تام سے سننا چاہئے تو پہلے سنو کہ جو اختلاف ایسا ہو کہ اس کے بعض وجوہ بعض پر مرجح ہوں یا سب وجوہ آپس میں جمع اور موافقت قبول کر لیں تو ایسے اختلاف سے حدیث میں اضطراب نہیں واقع ہوتا چنانچہ ضمن جواب وجہ ثانی کے قول ابن صلاح کا عبارت حاشیہ علوی میں مصدق اس معنی کا گذرا۔

اب سنو کہ مؤلف نے دو وجہیں اضطراب کی اس حدیث میں بیان کی ہیں وجہ اول یہ کہ بعضی روایتوں میں لم

(32) ابن ماجه کتاب الطهارة باب مقدار الماء الذی لا ینجس ح ۵۱۸ ابو داؤد کتاب الطهارة کتاب فی بیر بضاعه ٦٦

(33) ابن ماجه باب مقدار الماء الذی لا ینجس ح۵۱۷

(34) دار قطنی ص۲۷ ج ۱۔ عقیلی ص۴۷۳ ج۳۔ الکامل ص۲۰۵۸ ج۶۔ نصب الرایه ص۱۱۰ ج۱۔ میزان الاعتدال ص۲۷۲ ج ۔ الفوائد المجموعه ص ۳۷

(35) فتح القدیر ص٦٦ و ص ٦٧ ج ۱ ملخصاً

(36) الفوائد المجموعه ص۳۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحمل الخبث آیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ "نہ اٹھا سکے گا نجاست کو" یعنی نجس ہو جائیگا اور دوسری روایت میں لم ینجسہ آیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ "نجس نہیں کرتی اس کو کوئی چیز" یعنی نجس نہیں ہوتا۔ وجہ دوسری یہ ہے کہ ایک روایت میں دو قلے آئے ہیں ایک میں ساتھ مشک کے دو یا تین اور ایک میں چالیس قلے اور کسی میں چالیس غرب فقط۔ تو جواب وجہ اول کا یہ ہے کہ اختلاف لم یحمل الخبث اور لم ینجسہ کا حدیث میں اضطراب پیدا نہیں کرتا اس لئے کہ معنی لم یحمل الخبث کے کے بھی وہی ہیں جو کہ لم ینجسہ کے ہیں یعنی اپنے اوپر نجاست نہیں طاری ہونے دیتا۔ اور نجس نہیں ہوتا اور جو معنی مؤلف نے لکھے ہیں یہ ہرگز نہیں ساتھ تین دلیلوں کے۔

دلیل اول یہ کہ معنی لم یحمل الخبث کے لغت میں یہ ہیں کہ نہیں اٹھاتا نجاست کو جیسا کہ خود مؤلف نے منتخب اللغات سے اور آیات قرآن سے ان معنی کو نقل کیا ہے پھر اس نہ اٹھانے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اٹھانے سے نجاست کے انکار کرتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ زید صندوق نہیں اٹھاتا یعنی اٹھانے سے صندوق کے انکار کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا نہ اٹھانا حدیث قلتین میں متصور بھی نہیں اور ایک یہ معنی ہیں کہ نجاست کو اپنے اور آنے اور ظاہر ہونے نہیں دیتا جیسے کہتے ہیں کہ زید پیدل چلنے میں تکلیف نہیں اٹھاتا یعنی پیدل چلتے ہوئے اس پر تکلیف نہیں طاری ہوتی اور وہ اس میں تکلیف نہیں پاتا۔ اور یہی معنی متصور اور محقق اور متعین ہیں حدیث قلتین میں اور خود مولانا قطب الدین خان صاحب مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ میں لکھتے ہیں کہ جس وقت کہ ہووے پانی دو قلے نہیں اٹھاتا ناپاکی کو یعنی پلید نہیں ہوتا پلیدی پڑنے سے انتہی کلامہ۔ (37)

اور نزدیک امام ابو یوسفؒ کے بھی یہی معنی متعین اور محقق ہیں۔

قال فی البزازیة انه روی عن ابی یوسف رحمہ اللہ انه صلی الجمعة مغتسلا من الحمام ثم اخبر بفارة میتة فی بیر الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اهل المدینة اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا انتهی ما فی رد المختار هکذا فی الطحطاوی وغیرهما۔ (38)

"بزازیہ میں کہا ہے کہ ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک حمام کے پانی سے نہا کر جمعہ کی نماز پڑھی پھر لوگوں نے خبر دی کہ اس حمام میں مرا ہوا چوہا نکلا تو ابو یوسف نے کہا ہم اپنے بھائی اہل مدینہ کے قول پر عمل کر لیتے ہیں کہ جس وقت پانی بقدر دو قلوں کے پہنچ جائے تو نجس نہیں ہوتا ہو چکی وہ عبارت جو رد المختار میں ہے اور طحطاوی وغیرہ میں بھی یونہی ہے۔"

اور جو معنے مؤلف نے بیان کئے ہیں یعنی نہیں اٹھا سکے گا وہ معنی لم یحمل کے نہیں ہو سکتے بلکہ وہ معنے لم یتحمل کے ہیں جو تحمل سے مشتق ہے اور اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے اسی واسطے جناب مؤلف نے ترجمہ جملہ کا حاشیہ میں یہ کیا ہے یعنی اٹھانا اس کا انتہی اور یہ ترجمہ نہ کیا کہ اٹھا سکتا اور ترجمہ حملوا کا یہ کیا ہے اٹھائے گئے انتہی اور یہ نہیں ترجمہ کیا کہ اٹھوا سکے گئے اور ترجمہ لم یحملوها کا یہ کیا ہے پھر نہ اٹھایا اس کو انتہی اور یہ نہیں ترجمہ کیا کہ نہ اٹھا سکے۔ غرض کہ حمل کے معنی اُٹھانا ہے اٹھا سکنا نہیں اور اٹھا سکنا تحمل کے معنی ہیں جس کا اس حدیث میں ذکر نہیں اور ان دونوں معنوں میں ہزاروں کوس کا فرق ہے کیونکہ بنا بر معنی اٹھانے کے معنی لم یحمل کے کے ہمارے موافق ہوتے ہیں جیسا کہ بیان کیا

(37) مظاهر الحق ص ٣٤٦ ج ١ (38) رد المختار (مقدمه) ص ٥١ ج ١۔ طحطاوی ص ٥٠ ج ١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور بنا بر معنی اٹھا سکنے کے معنی **لم یحمل** کے موافق مؤلف کے یعنی نہیں اٹھا سکے گا نجاست کو بلکہ نجس ہو جائے گا ہوتے ہیں اور جبکہ معنی **لم یحمل** کے نہیں اٹھاتا مؤلف کے تراجم اور زبان سے ثابت ہوئے تو نہ اٹھا سکے یعنی نجس ہو جائے کے معنی خود مؤلف کی تحریر اور اقرار سے باطل ہوئے اور ثابت ہوا کہ معنی حدیث **لم یحمل** کے بھی وہی ہیں جو معنی حدیث **لم ینجسه** کے تھے یعنی کہ نہیں آنے اور طاری ہونے دیتا نجاست کو اپنے اوپر اور نہیں نجس ہوتا۔

دوسری دلیل یہ کہ جبکہ حدیث صحیح میں ابوداؤد کے جو مؤلف کے کلام میں گذری ہے اور ابن ماجہ کے لفظ **لم ینجسه** سے ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ معنی **لم یحمل الخبث** کے بھی وہی کئے جائیں جو **لم ینجسه** کے ہیں اس لئے علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ ایک حدیث سے دوسری اس مضمون کی حدیث کی تفسیر کرنی چاہئے جیسا کہ کہا نووی نے شرح مہذب میں چنانچہ عنقریب آوے گا اسی واسطے شیخ عبدالحق محدث حنفی نے شرح عربی مشکوۃ میں اقرار کیا ہے کہ معنی **لم یحمل الخبث** یہی رہیں گے کہ اپنے اوپر نجاست نہیں آنے دیتا اور اس کو دفع کر دیتا ہے اور جو کہ بعضے حنفیوں نے یہ معنی **لم یحمل الخبث** کے کئے ہیں کہ نجاست کو اٹھا نہیں سکتا بلکہ ضعیف ہو جاتا ہے صحیح نہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

قوله لم يحمل الخبث اى لم يقبله بل يدفعه وجاء رواية لابى داؤد فانه لا ينجس وهذه الرواية ان صحت دلت على ان تاويل لم يحمل خبثا بانه لا يحمله ولا يطيق حمله لضعفه بل ينجس كما قال بعض اصحابنا الحنفية غير صحيح انتهى[39]

لام الشيخ اقول وصحة روايتة ابى داؤد كالشمس فى نصف النهار كما حققناه فافهم۔

''نجاست نہیں اٹھاتا یعنی نجاست کو قبول نہیں کرتا بلکہ دفع کر دیتا ہے اور ایک روایت ابوداؤد میں آیا ہے کہ نجس نہیں ہوتا یہ روایت اگر صحیح ہو جاوے تو دلالت کرتی ہے اس پر کہ یہ تاویل کہ پانی نجاست کو نہیں اٹھاتا یعنی نجس ہو جاتا ہے جیسا کہ بعض ہمارے ساتھی حنفیوں نے کی ہے صحیح نہ ٹھہرے گی ہو چکی عبارت شیخ کی۔ میں کہتا ہوں کہ صحت روایت ابی داؤد کی دوپہر کے سورج کی طرح چمکتی ہے چنانچہ ہم اس کی تحقیق کر چکے سمجھ لے۔''

اور کہا مولانا عبدالعلی حنفی نے ارکان اربعہ میں:

وادلة صاحب الهداية انه لضعفه لا يطيق حمل النجاسة يرده ما وقع فى رواية لابى داؤد فانه لا ينجس انتهى مختصراً۔

''اور دلیل صاحب ہدایہ کو کہ بسبب ضعف کے نجاست کو نہیں اٹھاتا رد کر دیتا ہے وہ جو ابوداؤد کی روایت میں آیا کہ نجس نہیں ہوتا۔''

تیسری دلیل یہ کہ اگر یہی معنی ہوں کہ جبکہ پانی قدر قلتین کو پہنچتا ہے تو پھر یہ حد کیوں مقرر کر دی کہ جبکہ بقدر قلتین کے نہ ہو تب نجس ہو جاتا ہے کیا جبکہ بقدر قلتین نہ ہو تو نجس نہیں ہوتا یہ تو کوئی عاقل نہیں کہتا جیسا کہ ابن نجیم نے بحرالرائق میں کہا ہے:

ذكر شمس الائمة السرخسى وتبعه فى الهداية ان معنى قوله لم يحمل خبثا انه يضعف ويتنجس هذا مردود من وجهين ذكرهما النووى فى شرح المهذب الاول انه

---

[39] لمعات شرح مشکوۃ باب المیاہ الفصل الثانی ص ۱۳۵ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثبت فی روایة صحیحة لابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس فتحمل الروایة الاخری علیها فمعنی لم یحمل خبثا لم ینجس وقد قال العلماء احسن تفسیر غریب الحدیث ان یفسر بما جاء فی روایة اخری کذلك الحدیث الثانی انه ﷺ جعل القلتین حدا فلو کان کمازعم هذا القائل لکان التقلید بذلك باطلا فان مادون القلتین یساوی القلتین فی هذا انتهی مختصراً۔ (40)

''شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا اور صاحب ہدایہ اس کے پیرو ہوا کہ معنی اس کے کہ پانی نجاست کو نہیں اٹھاتا یہ ہیں کہ نجاست سے دب کر ناپاک ہو جاتا ہے اور یہ بات سرخسی کی دو وجہ سے مردود ہے وہ دونوں وجہیں وہ ہیں جو نووی نے شرح مہذب میں ذکر کی ہیں اول تو یہ کہ روایت صحیح میں ابی داؤد کی ثابت ہو چکا کہ جس وقت پانی بقدر دو قلے کے پہنچ جاوے تو ناپاک نہیں ہوتا سو اس روایت پر دوسری روایت بھی لگائی جاوے گی تو اب اس کے معنی کہ پانی نجاست کو نہیں اٹھاتا یہی ہوں گے کہ بلاشک علماء نے کہا ہے کہ اچھی تفسیر حدیث کی نادر لفظوں کی یہی ہے کہ دوسری روایت سے کی جاوے دوسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ نے دو قلوں کو حد ٹھہرایا ہے اس صورت میں اگر سرخسی کا کہنا ٹھیک ہو تو دو قلوں کی حد لگانا رائگاں ہے کیونکہ اب وہ پانی دو قلوں کی حد کو پہنچ گیا ہے اور وہ پانی جو اس حد سے کم ہے ناپاک ہونے میں برابر ہیں ہو چکی عبارت بحر الرائق کی بطور اختصار کے۔''

اور کہا محلی میں:

ثم ان ما ذکر شمس الائمة السرخسی وتبع صاحب الهدایة ان معناه انه یضعف عن النجاسة یرده روایة ابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس انتهی (41)

''پھر وہ جو ذکر کیا سرخسی نے اور صاحب ہدایہ اس کا تابع ہوا کہ معنی اس کے کہ پانی نجاست کو نہیں اٹھاتا یہ ہیں کہ نجاست سے دب جاتا ہے رد کرتی ہے اس کو ابوداؤد کی وہ روایت کہ جب پانی بقدر دو قلوں کے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا ہو چکی عبارت محلی کی۔''

(احادیث ثلاثہ قلال واربعین غرباً)

جواب وجہ ثانی کا یہ ہے کہ حدیث دو قلوں کی مروی ہے ساتھ سند صحیح اور قوی کے رسول اللہ ﷺ سے اور سوائے اس کے اور مقابل میں اس کے سب روایتیں یعنی تین قلوں کی بھی اور چالیس قلوں کی بھی اور چالیس غرب کی بھی سب نامقبول ہیں تو حدیث قلتین میں اضطراب نہ ہوا اضطراب جب ہوتا جبکہ سب روایتیں برابر کی قوت کی مختلفہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوتیں جیسا کہ معنی میں اضطراب کے گذرا پس ایک ایک کو تفصیل وار سنتے جاؤ حدیث اول یعنی جس میں یوں آیا ہے کہ دو قلے یا تین قلے وہ تو شاذ ہے جیسا کہ کہا بحر الرائق میں:

واجاب النووی عن هذا الاضطراب اما عن الشك فی قوله قلتین او ثلثا فهی روایة شاذة وهی متروکة فوجودها کعدمها انتهی وهکذا فی المحلی۔ (42)

---

(40) البحر الرائق ص ۸۱ ج ۱ (41) ابوداؤد کتاب الطهارة باب ما ینجس الماء ح ٦٦ (42) البحر الرائق ص ۸۱ ج ۱ .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جواب دیا نووی نے اس اضطراب سے کہ جواب اس شک سے کہ بعضی روایتوں میں دو قلے آئے ہیں اور بعضی میں تین اس طرح کہ وہ روایت شاذ متروک ہے اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے ہو چکی عبارت بحر الرائق کی اور یونہی ہے محلی میں۔''

اقول شاذ کیا بلکہ منکر کیونکہ تمام روایتوں صحیحہ میں یعنی ترمذی کی اور ابوداؤد کی تین اور نسائی اور ابن خزیمہ کی بلکہ خود ابن ماجہ کی دو روایتوں میں یہی آیا ہے کہ **اذا بلغ الماء قلتین** یعنی دو قلے اور سب ائمہ تعدیل نے اسی کو صحیح کیا ہے اور روایت شک والی کو اصحاب ستہ میں سے محض ابن ماجہ نے تخریج کیا ہے اور اس کے بعضے راویوں میں کلام ہے ازانجملہ حماد بن سلمہ کو کہ ان کے حافظہ میں آخر عمر میں فتور ہو گیا ہے جیسا کہ تقریب عسقلانی میں کہا ہے:

حماد بن سلمة بن دينار ثقة عابد و تغير حفظه باخره انتهى مختصراً۔ (43)

'حماد بن سلمۃ بن دینار ثقہ اور عابد ہے اور آخر عمر میں اسکا حافظہ متغیر ہو گیا تھا ہو چکی عبارت تقریب کی بطور مختصر کے'

اور ازانجملہ وکیع بن محرز کہ اس کو اوہام بہت رہتے تھے جیسا کہ کہا تقریب میں:

وكيع بن محرز بن وكيع البصرى صدوق له اوهام انتهى ملخصا۔ (44)

''وکیع بن محرز بن وکیع بصری صدوق ہے کچھ اسے وہم رہتے تھے ہو چکی عبارت تقریب کی۔''

اور ازانجملہ علی بن محمد کہ یہ بھی بھولکڑ تھے جیسا کہ کہا تقریب میں:

على بن محمد بن ابى الخصيب صدوق ربما اخطاء انتهى مختصراً۔ (45)

''علی بن محمد بن ابی خصیب صدوق ہے کبھی چوک جاتا تھا ہو چکی عبارت تقریب کی۔''

پس بظن غالب یہ شک انہیں تینوں میں سے کسی سے صادر ہوا ہے تو یہ حدیث ضعیف مقابلہ میں احادیث صحیحہ کے حدیث منکر ہوئی جیسا کہ کہا نخبۃ الفکر میں:

فان خولف بارجح منه فالراجح المحفوظ و مقابله الشاذ مع الضعيف فالراجح المعروف ومقابله بالمنكر انتهى۔ (46)

''اگر مخالف پڑے بہت راجح حدیث ایک حدیث کی تو راجح کا نام محفوظ اور مقابل اس کے شاذ اور اگر اس طرح کے مقابلہ میں حدیث ضعیف ہو تو راجح کا نام معروف اور مقابل کا نام منکر ہے ہو چکی عبارت نخبہ کی۔''

اور حدیث منکر کیونکر مقابل ہو کر حدیث صحیح کے موجب اضطراب کے ہو گی حدیث دوسری جس کو مؤلف نے چوتھی مرتبہ لاکر کہا ہے رواہ محمد بن المنکدر ر یہ حدیث رسول ﷺ سے ثابت نہیں اور نسبت کرنا مؤلف کا اس روایت کو طرف محمد بن المنکدر ر کے کذب صریح بہتان قبیح ہے اگر کوئی پوچھے کہ محمد بن المنکدر ر نے کون سی کتاب میں اس روایت کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے تو جناب مؤلف قیامت تک ثبوت نہ پہنچا سکیں گے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ

اصل حال یہ ہے کہ حدیث اربعین قلہ کی روایت کی دارقطنی اور ابن عدی وغیرہ نے ساتھ اسناد قاسم بن عبداللہ عمری کی بواسطہ جابر کے رسول اللہ ﷺ سے مرفوع اور یہ صحیح نہیں کہا یہ خود ان محدثوں نے جنہوں نے اس کو روایت کیا ہے اس لئے کہ راوی اس کا قاسم جھوٹا ہے اور جھوٹی حدیثیں موضوع کیا کرتا تھا۔ اور متروک الحدیث ہے امام احمد بن

(43) تقریب ص ۸۲ (44) تقریب ص ۳۶۹۔ (45) تقریب ص ۲۴۸ (46) شرح نخبة الفكر (مبحث المحفوظ)۔ص ۴۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنبل نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے جیسا کہ کہا نورالدین علی نے مختصر تنزیہہ الشریعۃ المرفوعہ میں حدیث:

اذا بلغ الماء اربعين قلة لم يحمل خبثا عد من حديث جابر ولا يصح خلط فيه القاسم بن عبد الله العمری۔ (47)

''جس وقت پہنچ جاوے پانی چالیس قلوں کو تو نجاست کو نہیں اٹھاتا یہ حدیث جابر سے معدود ہے اور درجہ صحت کو نہیں پہنچتی اس میں کچھ قاسم بن عبداللہ عمری نے خلط ملط کر دیا ہے۔''

اور دوسری جگہ اسی کتاب میں کہا ہے:

قاسم بن عبد الله العمری يكذب ويضع (48) ''قاسم بن عبداللہ عمری جھوٹا ہے اور حدیث کا بنانیوالا۔''

اور کہا تقریب التہذیب میں:

القاسم بن عبد الله بن عمربن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی متروك رواه احمد بالكذب انتهى۔ (49)

''قاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب عمری مدنی متروک ہے امام احمد نے کہا ہے کہ یہ جھوٹا تھا ہو چکی عبارت تقریب کی۔''

اور کہا ابن طاہر حنفی نے اپنے تذکرہ موضوعات میں:

فی الوجيز عن جابر اذا بلغ الماء اربعين قلة لم يحمل الخبث خلط فيه القاسم بن عبد الله العمری۔ (50)

''وجیز میں جابر سے روایت ہے جس وقت پہنچ جاوے پانی چالیس قلوں کو تو نجاست نہیں اٹھاتا اس میں قاسم بن عبداللہ العمری نے خلط کر دیا ہے ہو چکی عبارت تذکرہ کی۔''

اور کہا قاضی الشوکانی نے فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں حدیث:

اذا بلغ الماء اربعين قلة لم يحمل الخبث رواه ابن عدی عن جابر مرفوعا وقال لا يصح خلط فيه القاسم بن عبد الله العمری انتهى۔ (51)

''جس وقت پہنچ جاوے پانی چالیس قلوں کو تو نجاست نہیں اٹھاتا روایت کی ابن عدی نے جابر سے مرفوع اور کہا کہ درجہ صحت کو نہیں پہنچ سکتی کچھ ملا دیا ہے اس میں قاسم بن عبداللہ عمری نے ہو چکی عبارت فوائد المجموعہ کی۔''

اور کہا بحر الرائق میں:

وروی الدارقطنی و ابن عدی والعقيلی فی كتابه عن القاسم باسناد الى النبی ﷺ اذا بلغ الماء قلتين فانه لا يحمل الخبث وضعفه الدارقطنی بالقاسم انتهى۔ (52)

''اور روایت کی دارقطنی نے اور ابن عدی نے اور عقیلی نے اپنی کتاب میں قاسم کی اسناد سے آنحضرت ﷺ

---

(47) تنزيه الشريعة ابواب الطهارة الفصل الثانی ح ١٤ ص ٦٩ ج ٢
(48) تنزيه الشريعة (شرء الاسماء الوضا عين) ص ٩٧ ج ٢
(49) تقريب ص ٢٧٩
(50) تذكرة الموضوعات ص ٣٣
(51) الفوائد المجموعه ح٥ ص ٧
(52) البحر الرائق ص ٨١ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کہ جس وقت پہنچ جاوے پانی دوقلوں کو تو وہ نجاست نہیں اٹھاتا اور دار قطنی نے اس کو بسبب قاسم کے ضعیف کہا ہے ہو چکی عبارت بحر الرایق کی۔''

البتہ حدیث چالیس قلوں کی روایت کی ہے دار قطنی نے اسناد صحیح سے بواسطہ روح بن قاسم کے محمد بن المنکدر سے لیکن نہ رسول اللہ ﷺ سے مرفوعا جیسا کہ مؤلف نے افترا کیا ہے نعوذ باللہ منہ بلکہ ابن عمر سے موقوفا یعنی ابن عمر کا قول نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں نقل کیا جیسا کہ کہا بحر الرایق میں:

وروی ای دار قطنی باسناد صحیح من جهة روح بن القاسم عن ابن المنکدر عن ابن عمر قال اذا بلغ الماء اربعین قلة لم ینجس انتهی۔ (53)

''اور روایت کیا دار قطنی نے سند صحیح سے کہ روایت کی روح بن قاسم نے ابن منکدر سے اور انہوں نے ابن عمر سے کہ جس وقت پانی بقدر چالیس کے پہنچ جاوے تو ناپاک نہیں ہوتا ہو چکی عبارت بحر الرایق کی۔''

اور کہا نور الدین علی نے مختصر میں۔

ثم قال ای دار قطنی کذا رواه القاسم عن ابن المنکدر عن جابر وهم فی اسناده وکان ضعیفا کثیر الخطاء و خالفه روح والثوری ومعمر فرووه عن محمد بن المنکدر عن ابن عمر موقوفا اخرجه الدارقطنی انتهی۔ (54)

''پھر کہا یعنی دار قطنی نے اسی طرح روایت کی قاسم نے ابن منکدر سے اور انہوں نے جابر سے اور اس کی سند میں قاسم کو وہم پڑ گیا اور اہل حدیث کے نزدیک وہ ضعیف تھا وہ بہت بھولتا تھا اور روح اور ثوری اور معمر نے اس کے برخلاف روایت کیا ہے کیونکہ انہوں نے روایت کی ہے محمد بن منکدر سے انہوں نے ابن عمر سے موقوف روایت کی دار قطنی نے ہو چکی عبارت نور الدین کی۔''

اور ایسا ہی روایت چالیس غرب کی جس کو شیخ ابن الہمام حنفی اور ملا علی قاری سے مؤلف نے نقل کیا ہے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں بلکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے جیسا کہ کہا بحر الرایق نے:

واربعین غربا ای دلوا عن ابی هریرة انتهی وکذا فی المحلی۔ (55)

''اور چالیس ڈول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہو چکی عبارت بحر کی اور اسی طرح پر ہے محلی میں۔''

الحاصل رسول اللہ ﷺ سے روایت اربعین یعنی چالیس قلہ کی جابر کے واسطے سے یا ابن عمر کے واسطے سے ثابت نہیں اور محمد بن المنکدر نے یہ نہیں کہا جیسا کہ مؤلف نے جھوٹ کہہ دیا ہے اور ایسا ہی چالیس غرب کی روایت بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ چالیس قلے عبد اللہ بن عمر سے مروی ہیں اور چالیس غرب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ظاہر ہے کہ قول رسول اللہ ﷺ کا مرفوع مقدم ہے قول صحابی پر جو موقوف ہے جیسا کہ کہا بحر الرایق میں:

---

(53) البحر الرائق ص ۸۱ ج ۱
(54) البحر الرائق ص ۸۱ ج ۱
(55) البحر الرائق ص ۸۱ ج ۱
(56) البحر الرائق ص ۸۱ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدیث النبی ﷺ مقدم علی غیرہ قال النووی وھذا ما نعتمدہ فی الجواب انتھی ما فی البحر وھکذا فی کتب الاصول۔ ⑤⑦

''اور حدیث آنحضرت ﷺ کی مقدم ہے غیر پر نووی نے کہا ہے یہ وہ تقریر ہے جس پر جواب میں ہم اعتماد کرتے ہیں ہو چکی عبارت جو بحر الرائق میں ہے اور کتب اصول میں بھی یونہی ہے۔''

پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین میں کسی طرح کا اضطراب نہیں نہ تو اسناد میں اور نہ لفظوں میں اور نہ معنوں میں۔

اب چوتھی وجہ کا مؤلف کے جواب دیا جاتا ہے۔

(تحقیق معنی قلہ)

قال اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ لفظ قلہ کا مشترک ہے درمیان معانی کثیرہ کے اس واسطے کہ کہا جاتا ہے قلہ واسطے اس چھوٹی سی لکڑی کے کہ کھیلتے ہیں ساتھ اس کے لڑکے ساتھ مارنے ایک لکڑی لمبی کے اس پر کہ اس کو گلی کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے قلہ واسطے اس چیز کے کہ پانی پیتے ہیں ساتھ اس کے اور کہا جاتا ہے قلہ اس چیز کو کہ ہلکا جانتا ہے اس کو اونٹ اور کہا جاتا ہے قلہ جب کو یعنی بڑے مٹکے کو اور کہا جاتا ہے قلہ جرہ کو یعنی ٹھلیا کو اور کہا جاتا ہے قلہ قربہ یعنی مشک کو پس یہ معانی مختلف ہیں آپس میں پس ہوئی یہ حدیث مشترک درمیان معانی مغائرہ کے۔

اقول لفظ قلہ کا بلحاظ اصل وضع کے بے شک مشترک ہے معنی ذکر کئے ہوئے مؤلف کے میں سوائے معنی گلی کے اس لئے کہ گلی کھیلنے کے معنی قلہ مخففہ کے ہیں نہ مشددہ کے کذا فی الرشیدی وغیرہ لیکن اس حدیث میں بقرنیہ پانی کے سوائے متعلقات اور ظروف پانی کے کچھ مراد نہیں ہوسکتا جیسا کہ لفظ عین کا بیچ قول اللہ تعالیٰ: ﴿فیھا عین جاریہ﴾ ⑤⑧ کے فی نفسہ تو مشترک تھا بولا جاتا تھا آنکھ کو بھی اور چشمہ پانی کو بھی۔ لیکن اس آیۃ میں بقرنیہ لفظ جاریہ کے سوائے چشمہ کے کچھ مراد نہیں کہتے پس لغو ہو گیا نقل کرنا مؤلف کا قلے کے ان معنی کو کہ اونٹ کی ہلکی جانی گئی چیز کو بولتے ہیں اس لئے کہ اس چیز کو پانی کی تقدیر سے کیا علاقہ۔ اب رہا اشتراک پانی پینے کی چیز اور چھوٹی ٹھلیا میں اور بڑے مٹکے میں اور مشک میں آیا ان سے مراد ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان سب معنوں میں سے بڑا مٹکا موضع ہجر کا جو بقدر اڑہائی مشک حجازی کے ہوتا ہے مراد اور متعین ہے اور اشتراک مدفوع ہے تین وجہ سے اول یہ کہ حدیث نقل کی ہے امام شافعی نے اپنی مسند میں کہ فرمایا ہے رسول خدا ﷺ نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلوں کے ساتھ قلوں موضع ہجر کے تو وہ نجس نہیں ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث کے کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا قلہ ہجر کو تو اس میں دو مشکیں اور کچھ زیادہ پانی آتا تھا تو کہا امام شافعی نے کہ پس احتیاط اس میں ہے کہ اڑہائی مشکیں قلہ ہجر کی میں مقرر کی جاویں چنانچہ کہا ہے بحر الرائق میں:

فانه ای الشافعی قال فی مسندہ اخبرنی مسلم بن خالد الزنجی عن ابن جریج باسناد لا یحضر لی انه ﷺ قال اذا کان الماء قلتین لم یحمل خبثا وقال فی الحدیث بقلال الھجر قال ابن جریج رایت قلال ھجر فالقلة تسع فیه قربتین او قربتین وشیئا⑤⑨

⑤⑦البحر الرائق ص ۸۱ ج ۱ ⑤⑧الغاشیه ۱۲ ⑤⑨ مسند شافعی ح ٥

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال الشافعی فالاحتیاط ان تجعل قربتین و نصفا فاذا کان خمس قرب کبار کقرب الحجاز لم ینجس انتهی وهکذافی المحلی وقال ابن طاهر الحنفی فی مجمع البحار فی تفسیر القلة الجب العظیم وجمعه القلال وفی تفسیر قلال الهجر فهی قریة بها القلال انتهی وقال الشیخ جلال الدین السیوطی فی الدر الثمین والقلة الجب العظیم لانها تقل ای ترفع و تحمل انتهی(60)

''بلاشک شافعی نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ خبردی مجھے مسلم بن خالد حبشی نے ابن جریج سے ایسی سند کے ساتھ کہ مجھے یاد نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت پہنچ جاوے پانی بقدر دو قلوں کے تو نجاست نہیں اٹھاتا اور حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ قلے ہجر کی سے کہا ابن جریج نے میں نے ہجر کے قلے دیکھے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک میں دو مشکیزے پانی سماتے ہیں یا کچھ اوپر دو اور امام شافعی نے کہا ہے کہ احتیاط یہ ہے کہ اڑھائی مشکیزے لئے جاویں تو جس وقت پانچ مشکیزے بڑے بڑے عرب جیسے ہوں تو پانی ناپاک نہ ہوگا ہو چکی عبارت بحر کی اور اسی طرح ہے محلی میں اور ابن طاہر حنفی نے مجمع البحار میں قلہ کی تفسیر بڑا مٹکا سے کی ہے اور اس کی جمع قلال ہے اور ہجر اس گاؤں کا نام بتایا ہے جس میں وہ بڑے مٹکے عرب کے بنتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے درثمین میں کہا ہے کہ قلہ بڑے مٹکے کو کہتے ہیں اس واسطے کہ قلال کے معنے اٹھانے کے ہیں اور مٹکا بھی اٹھایا جاتا ہے۔''

اور کہا شیخ عبدالحق حنفی نے شرح مشکوۃ میں:

القلة بضم القاف وتشدید اللام بمعنی الجرة العظیمة ای الکوز الکبیر الذی یجعل فیها الماء و تستیها بالقلة اما من جهة علوها وارتفاعها اولان الرجل العظیم یرفعها والقلة اسم لکل مرتفع منه قلة الجبل وجمع القلة قلال بکسر القاف والمراد ههنا قلال هجر بفتحتین کما جاء صریحا فی بعض روایات هذا الحدیث و ایضا کان المعروف فی ذلک الزمان فالظاهر وقوع التحدیدبه والهجر اسم قریة ینسب الیه القلال وقال ابن جریج رایت قلال هجر کان کل قلة منها قربتین او قربتین و شیئا وقال الشافعی کان ذلک الشیء مبهما فاخذناه نصفا احتیاطا وکان القلتان خمس قرب انتهی مختصراً۔

اقول ما قیل روایة الشافعی منقطع للجهالة ووجهه ما قال الشافعی باسناد لا یحضرنی بلا تسمیة الرواة فلم یعلم ان رواته عدول اولا فهو مدفوع بان الشافعی وان ترک تسمیة الرواة لکنهم عدول عنده والشافعی معدل لهم بدلیل العمل علی روایتهم وقد صرح فی رد المختار نقلا عن التحریر وغیره ان عمل المجتهد علی روایة تصحیح لهاو اطال ان الشافعی من آئمة التعدیل والجرح فکیف اجتره علی زعم جهالة رواته روایته فان قلتم ان تعدیل الشافعی غیر مسلم و رواته مجرحون فهذا یحتاج الی بیان و اثبات والا فنناهیك تعدیل معدل وای مستدل۔ (61)

(60) البحر الرائق کتاب الطهارة عشراً فی عشر ص ۸۲ ج ۱ (61) لمعات شرح مشکوة باب المیاه الفصل الثانی ص ۱۳۵ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قلہ قاف کے پیش اور لام کی تشدید سے بڑی ٹھلیا پانی کی ہے اور قلہ یا تو بلندی اس ٹھلیا کے سبب اس کا نام رکھا گیا ہے یا یہ کہ بلند قد آدمی اس کو اٹھا سکتا ہے اور قلہ ہر بلند چیز کو کہتے ہیں جیسے کہ قلہ پہاڑ کا اور قلہ کی جمع قلال قاف کے زیر سے ہے اور یہاں مراد ہجر گاؤں کے مٹکے ہیں چنانچہ بعضی روایتوں میں اس حدیث کے کھلا کھلا آیا ہے اور اس زمانہ میں مشہور بھی وہیں کا مٹکا تھا سو ظاہر امر یہ ہے کہ یہ مقدار پانی کثیر کی حد ہوگئی ہے اور ہجر وہ گاؤں ہے جس کی طرف مٹکے عرب میں نسبت کئے جاتے ہیں اور ابن جریج نے کہا ہے کہ میں نے مٹکے دیکھے ہیں ہر ایک میں دو مشکیزے یا کچھ اوپر دو سماتے ہیں اور امام شافعی نے کہا کچھ اوپر کہنا ایک امر مبہم تھا اس لئے بنظر احتیاط ہم نے آدھا لے کر اڑھائی کر لئے تو دو قلے پانچ مشکیزوں کے ہوگئے"

"میں کہتا ہوں وہ جو کہا گیا ہے کہ روایت شافعی کی منقطع ہے کیونکہ اس کے راویوں کا حال معلوم نہیں امام شافعی نے خود کہہ دیا ہے کہ یہ سند مجھے یاد نہیں سو معلوم نہ ہوا کہ اس سند کے لوگ ثقہ ہیں یا نہیں سو یہ کہنا ٹھیک نہیں اس طرح کہ اگرچہ امام شافعی نے اس سند کے لوگوں کا نام نہیں لیا لیکن وہ لوگ ان کے نزدیک ثقہ ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ امام شافعی نے ان کی روایت پر عمل کیا ہے اور در المختار میں تحریر وغیرہ سے نقل کر کے تصریح کی ہے کہ مجتہد کا کسی روایت پر عمل کرنا اس روایت کو صحیح کر دیتا ہے اور اس میں بڑی طول کلامی کی ہے کہ امام شافعی اماموں جرح اور تعدیل میں سے تھے سو جن راویوں سے انہوں نے روایت کی ہے وہ مستور الحال نہیں ہو سکتی پھر اگر تم کہو کہ تعدیل امام شافعی کی مسلم نہیں اور راوی اس کے اچھے نہ تھے سو یہ باب قابل بیان اور لایق اثبات ہے ورنہ اتنی بڑی تعدیل کرنے والے کی تعدیل کفائت کرتی ہے۔"

وجہ دوسری کہ دافع ہے وجود اشتراک کو اس حدیث میں درمیان چھوٹی ٹھلیا اور بڑے مٹکے کے یہ ہے کہ اگر بڑا مٹکا مراد نہیں تھا تو حاجت اختیار کرنے اور بولنے دو قلوں کے کیا تھی ایک قلہ کبیر کہہ دینے میں دو صغیر آ سکتے تھے جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں:

الفصل بالقلتين اقوى لصحة الحديث فيه وقد اعترف الطحاوى من الحنفية بذلك لكنه اعتذر عن القول به بان القلة فى العرف تطلق على الكبيرة والصغيرة كالجرة ولم يثبت من الحديث تقديرهما فيكون مجملا فلا يعمل به وقواه ابن دقيق العيد لكن استدل له غيرهما فقال ابو عبيد القاسم بن سلام المراد القلة الكبيرة اذلو اراد الصغيرة لم يحتج الذكر العدد فان الصغيرتين قدر واحد كبيرة ويرجع فى الكبيرة الى العرف عند اهل الحجاز والظاهر ان الشارع قدرهما على سبيل التوسعة والعلم محيط بانه ما خاطب الصحابة الا بما يفهمون فانتهى الاجمال انتهى۔ (62)

"حد فاصل دو قلوں کے ساتھ بہت قوی ہے کیونکہ اس میں حدیث صحیح ہو چکی اور بلا شک طحاوی نے حنفیوں میں سے اس کا اقرار کیا ہے لیکن اس کے قابل ہونے سے یہ عذر پیش کیا ہے کہ قلہ عرف عرب میں چھوٹے بڑے مٹکے

(62) فتح البارى باب اليول فى الماء الدائم ح ٢٣٩ ص ٣٤٨ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کو کہتے ہیں مثلاً ٹھلیا بڑی چھوٹی کو اور حدیث میں ان کا اندازہ ثابت نہیں ہوا تو یہ اندازہ مجمل رہا سو اس پر عمل کیونکر ہو سکتا ہے اور اسی تقریر کو ابن دقیق العید نے تقویت دی ہے لیکن اور لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے سو کہا ابو عبید القاسم بن سلام نے کہ مراد قلہ سے بڑا مٹکا ہوتا ہے اس سبب سے کہ اگر چھوٹا مراد ہوتا تو دو کے ذکر کی حاجت تھی کیونکہ دو چھوٹے ایک بڑے کے برابر ہو کر ایک بڑا ہو جاتا ہے عرف اہل عرب میں اور ظاہر یہ ہے کہ شارع نے ان سے ایک حد بیان کی ہے فراخی کے طور پر اور یہ بات معلوم ہے کہ آپ صحابہ کرام سے ایسی باتیں فرماتے تھے جو سمجھ میں آویں تو اجمال اٹھ گیا۔“

وجہ تیسری یہ کہ جبکہ اس حدیث میں قلہ کے چار معنوں کا احتمال ہوا پانی پینے کی چیز اور ٹھلیا صغیرہ اور مشک اور بڑا مٹکا تو اگر ہم اعتبار کریں پانی پینے کی چیز کو یعنی پیالہ وغیرہ کو یا ٹھلیا کو یا مشک تو اس میں شک رہتا ہے کہ شاید مٹکا مراد ہو اور اگر مٹکا بڑا ہجری مقدار اڑھائی مشک حجازی کی معین کریں تو اس میں پانی پینے کی چیز کا مقدار بھی آجاتا ہے اور ٹھلیا کا مقدار بھی موجود ہے اور مشک بھی آگئی غرضکہ مٹکا بڑا مراد رکھنا بالیقین اختلاف سے نکالتا ہے اور سب معانی لفظ مشترک کے کو محیط اور متضمن ہے اس لئے یہی متعین ہوا۔

وقد قال رسول الله ﷺ دع ما یریبك الی مالا یلابیك۔ (63)

”فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دے وہ چیز جو تجھے شک میں ڈالے اور کر جو غیر مشکوک ہو۔“

اگر کہو کہ قلہ چھوٹے پہاڑ کو بھی کہتے ہیں پس معنی محیط اور متضمن سب معانی کو ہی ہے اور بڑا مٹکا متضمن اس کا نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ قلہ پہاڑی کی چوٹی کو کہتے ہیں لیکن اس حدیث میں درباب تحدید پانی کے یہ معنی نہیں ہو سکتے واسطے ثبوت حدیث بیر بضاعہ کے حالانکہ اس میں پانی بقدر چوٹی پہاڑ کے نہ تھا اور باوجود اس کے آنحضرت نے اس کو نجاست پڑنے سے بھی نجس نہیں قرار دیا اور فرمایا کہ یہ پاک ہے جیسا کہ سابق میں گذرا اور سوال بھی قلاۃ اور صحرا کے پانی سے نہ تھا نہ چوٹی پہاڑ سے:

برین عقل و دانش بباید گریست

(حدیث الماء طہور من لام تعریف)

پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین کی صحیح اور ثابت ہے از راہ اسناد کے بھی اور تصریحات ائمہ جرح اور تعدیل سے بھی اور یہی قابل عمل ہے اور کسی طرح کا اس میں جرح اور خدشہ نہیں اور نہ مخالف اجماع کے اور نہ مضطرب الاسناد والالفاظ والمعنی اور نہ مشترک اور وجہ کا جواب دیا جاتا ہے بعد اس کے عشر انی عشیر کی خدمت گذاری سے شرف حاصل کیا جاوے گا۔

قال اور ایک وجہ قلتین کی حدیث پر عمل نہ کرنے کی یہ ہے کہ تحقیق یہ حدیث:

ان رسول الله ﷺ قال الماء طهور لا ينجسه شئ۔ (64)

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“

---

(63) ترمذی کتاب القیامۃ ح ۲۵۱۸ – نسائی کتاب القضاء ح ۵۷۱۴ – مسند احمد ص ۲۰۰ ج ۲ – دارمی کتاب البیوع ص ۱۶۱ ج ۲ (64) ابوداؤد کتاب الطہارۃ ح ٦٦ – ترمذی کتاب الطہارۃ ح ٦٦ نسائی کتاب الطہارہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح تر ہے حدیث قلتین کی سے یہاں تک منعقد کیا ہے بخاری نے باب خلاف حدیث قلتین کے اور موافق حدیث: ''الماء طهور لا ینجسه شئ'' کے عبارت اس یہ ہے:

باب ما یقع من النجاسات فی سمن والماؤ وقال الزهری لا باس به لم یتغیره طعم او ریح اولون انتهی۔ 65

''یہ باب ہے اس بیان میں کہ نجاست گھی اور پانی میں پڑے اور کہا زہری نے اس کا کچھ خوف نہیں جب تک کہ اس کا مزہ اور بو اور رنگ نہ بدلے ہو چکی عبارت بخاری کی۔''

اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور اتباع ان کے کا پس حدیث قلتین کی معرض حدیث الماء طهور لا ینجسه شئ کی اور نہیں ہے ممکن حمل کرنا حدیث (الماؤ طهور لا ینجسه شیء) کا اوپر حدیث قلتین کے یعنی یوں کہا جاوے کہ مراد حدیث (الماؤ طهور لا ینجسه شیء) سے قدر قلتین کے ہے۔ سو یہ نہیں ممکن اس لئے کہ حدیث قلتین کی ضعیف ہے اور حدیث (الماؤ طهور لا ینجسه شیء) کی صحیح ہے اس سے پس اگر مراد لی جاوے حدیث (الماؤ طهور لا ینجسه شیء) سے قدر قلتین کے تو لازم آوے گا باطل کر دینا عموم حدیث اقوی کا ساتھ حدیث ضعیف کے اور یہ باکل ہے بالاتفاق پس ہوگئی حدیث قلتین کی متروک العمل ساتھ حدیث (الماؤ طهور لا ینجسه شئ) کے۔

اقول اولا تو حدیث الماء طهور میں لفظ ماء کا عام ہی نہیں بلکہ معہود بعہد خارجی ہے اس لئے کہ یہ ہے اسم جنس معرف باللام اور اسم معروف باللام عام اس وقت ہوتا ہے جبکہ عہد نہ ہو جیسا کہ کہا مسلم الثبوت میں:

ومنها الموصولات والجمع المحلی والمضاف و اسم الجنس كذالك حيث لا عهد انتهی۔ 66

''اور اس میں سے موصولات والف لام والی جمع اور مضاف اور اسم جنس بھی ایسا ہے جہاں عہد نہ ہو ہو چکی عبارت مسلم کی۔''

اور کہا توضیح میں:

ومنها ای الفاظ العام المفرد المحلی باللام اذا لم یکن للمعهود انتهی۔ 67

''لفظ عام سے ہے مفرد الف لام والا جس وقت کہ الف لام عہد کے لئے نہ ہو ہو چکی عبارت توضیح تلویح کی۔''

اور ایسا ہی سب کتابوں میں اصول لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ اسم معرف باللام میں اصل عہد خارجی ہے تو جب تک کوئی قرینہ مقتضی عموم کا مستحق نہ ہوگا ہرگز اس اسم کو عام نہیں کہیں گے جیسا کہ کہا توضیح میں:

اعلم ان لام التعريف اما للعهد الخارجی او الذهنی واما للجنسية ای الجنس واما التعريف الطبيعة لكن العهد هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعريف الطبيعة لان اللفظ الذی يدخل عليه اللام جال علی ماهية بدون اللام فحمل اللام علی الفائدة الجديدة اولی من حمله علی تعريف الطبيعة والفائدة الجديدة اما تعريف العهد او استغراق

---

64 بخاری کتاب الوضوء باب ٦٧۔
65 مسلم الثبوت ص ١٩٧ ج ١
66 التوضیح ص ٨٨ ج ١
67 التوضیح ص ٨٩ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجنس و تعریف العهد اولی من الاستغراق لانه اذا ذکر بعض افراد الجنس خارجا او ذهنا فحمل اللام علی ذلك البعض اولی من حمله علی جمیع الافراد لان البعض متیقن و الکل محتمل۔ انتهی۔⑥⑧

''جان کہ لام تعریف کا یا تو عہد خارجی کے لئے ہے یا ذہنی کے لئے یا جنس کے لئے یا تعریف کے لئے۔لیکن عہد اصل ہے پھر استغراق ہے پھر تعریف کیونکہ وہ لفظ جس پر لام داخل ہے بغیر لام کے بھی ماہیت پر دلالت کرتا ہے پھر حمل کرنا لام مانئے فائدہ پر اچھا ہے تعریف پر حمل کرنے سے اور نیا فائدہ یا تعریف عہدی ہے یا استغراق جنس کا اور تعریف عہدی استغراق سے اولی ہے اس سبب سے کہ جس وقت بعضی فرد جنس کے خارج یا ذہن کے طور پر ذکر کی گئی تو حمل کرنا لام کا ان بعضوں پر سارے افراد پر حمل کرنے سے بہتر ہے کیونکہ بعضے یقینی ہیں اور سب احتمالی۔''

اور کہا تلویح میں:

اذا تمهد هذا فنقول الاصل ای الراجح هو العهد الخارجی لانه حقیقة التعین و کمال التمییز ثم الاستغراق الی آخر ما قال من تحقیق وتدقیق مع الجرح علی بعض کلام صدر الشریعة۔⑥⑨

''جس وقت یہ تمہید ہو چکی تو کہتے ہیں ہم راجح عہد خارجی ہے کیونکہ اس میں تعین اور تمیز پوری ہے پھر استغراق ہے آخر اس عبارت تک جو تحقیق اور دقیقہ سنجی سے کہا ہے اور بعضی باتوں میں صدر الشریعت پر اعتراض کیا ہے۔''

عہد خارجی بالاتفاق اصل ہوتا ہے اسم معرف باللام میں جب تک کوئی قرینہ عموم کا نہ ہو پس ہم کہتے ہیں ساتھ توفیق اللہ کے کہ **الماء طھور** اس حدیث میں یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ پانی جس سے تم سوال کرتے ہو یعنے پانی بیر بضاعہ کا وہ پاک ہے اور ظاہر ہے کہ پانی بیر بضاعہ کا قدر قلتین سے کم نہیں تھا پس اس **الماء طھور** سے پاکی اس پانی کی جو قلتین سے کم ہو ثابت نہ ہوئی اور **الماء طھور** کا حدیث قلتین سے تعارض نہ ہوا اور واضح ہو کہ کئی حنفیوں کو بھی اس پر اقرار ہے کہ **الماء طھور** میں عموم نہیں بلکہ مراد اس سے پانی بیر بضاعہ کا ہے از انجملہ حضرت مؤلف ظاہری حضرت قطب الدین خان صاحب دام اقبالہ کہ مقلد محمد شاہ کے ہیں اپنے ترجمہ مشکوۃ مسمی بمظاہر حق میں فرماتے ہیں تحت حدیث الماء طہور کے بعد بیان معنی بیر بضاعہ کے پس پانی اس کا بہت تھا اور چشمہ وار تھا بلکہ لکھا ہے علماء نے کہ وہ جاری تھا اس وقت میں کہ راہ رکھتا تھا طرف باغ کے مثل نہر جاری کے اس کا حکم حضرت ﷺ سے پوچھا جواب میں اس کے پانی کا حکم بیان فرمایا جو کہ مذکور ہوا حاصل یہ کہ اس کی ظاہر عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ کنوے کا پانی پلید نہیں ہوتا تھوڑا ہو یا بہت بلکہ یہ جانے کہ یہ حکم پانی کثیر کا ہے اور بعضی روایت میں ہمارے علماء سے منقول ہے کہ کنواں چشمہ وار حکم پانی جاری کا رکھتا ہے ع خ انتہی کلامہ⑦⓪ بعینہ اور اسی مظاہر حق میں تحت حدیث قلتین کے فرماتے ہیں اور یہ جو حدیث بیر بضاعہ کی میں آیا ہے کہ **الماء طھور لا ینجسه شی** یعنی پانی

---

⑥⑧التوضیح ص ۸۸ ج ۱ ⑥⑨التلویح علی التوضیح ص ۹۳ ج ۱
⑦⓪مظاهر الحق باب احکام المیاه الفصل الثانی ص ۱٦۷ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک ہے نہیں نجس کرتی اسکو کوئی چیز اور اسکو دلیل اپنی ٹھہرایا ہے اصحاب ظواہر نے مراد ساتھ اس کے پانی کثیر ہے انتہی کلامہ اور از انجملہ ابراہیم حلبی حنفی ہیں کہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں۔

فعلم ان المراد به مودود النص وهو بير بضاعة خاصة انتهى كلامه مختصراً۔(71)

"سو جانا گیا ہے کہ مراد پانی سے موقع سوال ہے اور وہ خاص بیر بضاعہ ہے ہو چکا کلام حلبی کا بطور مختصر۔"

پس افسوس کا مقام ہے کہ تنویر الحق کے ترجمہ میں اپنی پہلی تحریر کو خواب خرگوش کر دیا کیونکہ وہاں تو اس حدیث میں عموم کو باطل کرتے ہیں اور تنویر الحق میں بتقلید محمد شاہ کی ثابت کرتے ہیں۔ انا لله وانا اليه راجعون اور از انجملہ مولوی احمد علی سہارنپوری ہیں کہ بعض حواشی ترمذی میں فرماتے ہیں۔

قوله فقال رسول الله ﷺ ان الماء الالف واللام للعهد الخارجي فتاويله ان الماء الذى تسالون عنه فالجواب مطابقي لا عموم كلي كما قاله مالك انتهى۔(72)

"فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پانی پاک ہے یہاں لفظ الماء پر جو الف لام ہے وہ عہد خارجی کے لئے ہے تو تاویل حدیث یہ ہوئی کہ اے لوگو! جس قدر پانی سے تم پوچھتے ہو تو وہ ناپاک ہے تو اب جواب سوال کے مطابق ہے عام نہیں جس طرح مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں ہو چکا کلام مولوی احمد علی کا۔"

واز انجملہ طحاوی ہیں کہ شرح معانی الآثار میں ایسا ہی کہتے ہیں اور بہت علماء حنفیہ نے یہ اقرار کیا ہے کہ یہ حدیث عموم پر نہیں اگرچہ انہوں نے وجہ بالتخصیص پاک ہونے پر بیر بضاعہ کے حدیث قلتین سے وہ نہیں بیان کی جو ہم نے بیان کی ہے بلکہ کہا ہے کہ وہ بیر بضاعہ باغوں کی طرف جاری تھا تو حکم میں نہر جاری کے ہو لیکن ہم نے سابق میں بضمن تاویل حدیث زنجی کے ثابت کر دیا ہے کہ یہ بات جاری ہونا اسکا طرف باغوں کے غلط ہے اور راوی اس کا واقدی ہے کذاب اور متروک اور واضع حدیثوں کا اور مبطل حدیث نزدیک ائمہ حدیث کے۔

كما مر عن التقريب للعسقلاني والمختصر لنور دين علي ومجمع البحار لابن طاهر الحنفي (73) وبهذا التحقيق اندفع ما اورد على من قال بان المراد من الماء فى حديث الماء طهور لا ينجسه شيء الماء الذى ورد عنه السوال وهو ماء بير بضاعة من انه مخالف لقولهم العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص المحل و وجه الاندفاع غير خفى على من يعلم الفاظ العام لانه اذا علم الفاظ يتقن ان الماء فى هذا الحديث ليس من الفاظ العام فان كونه عاما موقوف على عدم كونه للعهد الخارجي الذى هو الاصل وعدم كونه للعهد بلا قرينة العموم انتفاء الاصل وهو كما ترى فاذا تيقنُ ان الماء ليس من الفاظ العموم فى هذا الحديث جزم باندفاع الا يراد لانه بعد ثبوت عموم لفظ الماء فافهم ولا تغتر من تمثيل بعض الاعلام بقاعدة العبرة لعموم الالفاظ بحديث الماء طهور وبعد تحرير هذا التقريب رايت ما فى غنية المستملي شرح منية المصلى

(71) غنية المستملي باب احكام الحياض ص ٩٥ (72) حاشيه بر ترمذى باب الماء لا ينجسه شئى ص ١٠ ج ١
(73) تقريب ص ٣١٣ تنزيه الشريعه ص ١١١ ج ١ مجمع البحار ص ٣٢٢ ج ٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لابراهيم الحلبي الحنفي في هذا التصوير فوجدته موافقالي في التقرير وهكذا نصه ولا يقال العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب لا نا نقول لا نسلم عموم اللفظ وانما يكون لو كانت اللام للجنس او للاستغراق وهو ممنوع ولا دليل عليه بل هي للعهد فان الاصل انه اذا امكن جعل اللام للعهد لا تجعل الغيرة وقد امكن ههنا بل لذكره في السوال فان قول السائل انتوضأ من بير بضاعة المراد به من مائها قطعا و دعوى كونه ﷺ استانف جوابا عاما يشتمل المسؤل عنه وغيره لا بدلها من دليل انتهى كلامه الحلبي۔ (74)

''جیسا کہ گزر چکا عسقلانی کی تقریب اور مختصر نورالدین علی اور مجمع البحار ابن طاہر حنفی سے اور اس تحقیق سے اٹھ گیا وہ اعتراض جوان لوگوں پر کیا گیا تھا کہ جو حدیث الماء طہور میں کہتے ہیں کہ مراد پانی سے یہاں بیر بضاعہ ہے اور وہ اعتراض یہ تھا کہ یہ تمہارا مقولہ اس مشہور مسئلہ کے مخالف ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے موقع کے خصوص کا نہیں اور اس شبہ کے اٹھ جانے کی وجہ مخفی نہیں ان پر جو الفاظ عام کو جانتے ہیں کیونکہ الفاظ عام کی تفصیل جاننے کے بعد یہاں تو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث میں لفظ عام نہیں کیونکہ لفظ عام ہونا موقوف تھا اس پر کہ یہاں الف لام عہد خارجی کے لئے جو اصل ہی نہ ہووے اور بغیر قرینہ عموم یہ ایک چیز کی اصل کو نفی کرنا ہے اور یہ ٹھیک نہیں سو جس وقت یقین ہو گیا کہ حدیث میں لفظ الماء الفاظ عام میں سے نہیں تو اس اعتراض کے اٹھنے کا بھی یقین ہو گیا کیونکہ وہ اعتراض جب تھا کہ پہلے عموم یہاں ثابت ہو جاوے سمجھ لے تو اور نہ دھوکا کھا بعضے لوگوں کی اس مثال دینے سے کہ اعتبار لفظ کا ہوتا ہے اور بعد اس کے لکھنے اس تقریر کے دیکھی میں نے وہ عبارت جو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ابراہیم حلبی حنفی میں ہے تو اس مسئلہ میں میں نے ان کی تقریر اپنے موافق پائی اور وہ عبارت ان کی یہ ہے کہ اعتراض نہ کرے کوئی کہ اعتبار عموم لفظ کا ہی خصوص سب کا نہیں کیونکہ ہ جواب دیویںگے کہ ہم عموم لفظ کا یہاں نہیں مانتے یہ تو جب ہوتا ہے کہ الف لام جنسی یا استغراق ہوتا ہے اور وہ ممنوع بلا دلیل ہے بلکہ یہاں الف لام عہد خارجی کے لئے ہے کس واسطے کہ اصل بھی ہے کہ جب تک الف لام کو عہد خارجی کے لئے لینا ممکن ہو تو اور غیر کے واسطے نہیں کیا جاتا اور یہاں بسبب سوال کے وہ ممکن ہے کیونکہ سوال سائل کا یہی ہے۔ کہ بیر بضاعہ کے پانی کا حکم فرمائے اور یہ دعویٰ کرنا آپ نے نیا عام جواب دیا ہے کہ بیر بضاعہ اور سب مقدار کے پانیوں کو شامل ہے اس کے لئے کوئی دلیل چاہئے ہو چکا کلام حلبی کا۔''

اور اگر تسلیم کر لیا جاوے کہ اس حدیث الماء طہور سے ہر پانی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے تو کہا جاویگا کہ اس حدیث کے پانی عام سے وہ پانی جو کہ قلتین سے کم ہو مخصوص ہے جیسا کہ نقل کیا ہے شیخ سلام اللہ حنفی نے بعض شافعیہ سے چنانچہ کہا ہے محلی میں۔

ثم عموم حديث الماء طهور لا ينجسه شيء مخصوص بمفهوم حديث القلين عند الشافعيه انتهى۔

''پھر عموم اس حدیث کا کہ پانی پاک ہے نہیں نجس کرتی اسکو کوئی شئے خاص ہے مضمون سے حدیث قلتین کے نزدیک شافعیہ کے۔''

---

(74) غنية المستملي فصل في احكام الحياض ص ٩٥

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو حدیث الماء طہور کے یہ معنی ہوئے کہ ہر پانی جو کہ قلتین سے کم نہ ہو پاک ہے اور اس میں بطلان عموم قوائے کا ساتھ ضعیف کے لازم نہیں آتا جیسا کہ مؤلف نے کہا ہے اس لئے کہ حدیث قلتین میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور یہ حدیث بھی صحیح اور قوی اور جید ہے قابل عمل کے۔

تنبیہ جبکہ ثابت ہو گیا کہ الماء طہور کی حدیث اور حدیث قلتین کی معارض نہیں اور دونوں کا محل ایک ہی ہے تو وہ حدیثیں جو مؤلف نے اپنی سند میں پیش کی ہیں یعنی حدیث **ولوغ کلب** اور **اذا استیقظ** اور **حدیث نهی عن البول فی الماء الادائم** اور سوائے اس کے اور کچی پکی روایتیں جو دلالت کرتی ہیں پانی کے نجس ہونے پر ان حدیثوں میں اور حدیث الماء طہور میں اسی طرح موافقت اور جمع کیجاوے گی جیسے کہ حدیث قلتین کو اس حدیث سے موافق اور جمع کیا تھا پس باطل اور لغو ہو گیا ہے مؤلف کا بیان کرنا دو وجہ کو واسطے اسقاط حدیث الماء طہور کے نقل کرنا ان دو وجہوں کا اور رد کرنا اس کا موجب جرح اوقات ہے ہماری غرض بوجہ کامل حاصل ہو گئی یعنی ثابت ہوا کہ حدیث قلتین ہی کی سزاوار ہے عمل کے اور اس میں کسی طرح کا نقصان نہیں اور مؤلف نے جو پانچ وجہ سے اسکا متروک ہونا بیان کیا تھا وہ باطل ہو گیا۔ **جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔**

اب حضرت مؤلف کی عشر فی عشر کی خدمت گزاری کی جاتی ہے۔

قال جبکہ نہ ہوئی کوئی تقدیر کسی امام کی بیچ باب پانی کے فوق مقتضائے ان حدیث کے سوائے تقدیر ابی حنیفہ اور اتباع ان کی کے اور تھا اجماع منعقد اوپر باطل ہونے اس عمل کے کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے تو ہوئی تقدیر ابی حنیفہ اور اتباع ان کی کے صحیح اور مطابق ساتھ ان حدیثوں صحیحہ کے اور اجماع مذکور کے اور تقدیر فوقانی یہ ہے کہ کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے بیچ کتاب اپنی کے کہ امام اس کا مصنف ہے۔

> **حدثنا ابو معاويه عن عاصم عن عكرمة انه قال مر رسول الله ﷺ بغدير فقالوا يا رسول الله ان الكلاب تلغ فيه والسباع فقال رسول الله ﷺ للسبع ما اخذ فی بطنه وللكلب ما اخذ فی بطنه فاشربوا وتوضؤا قال ابو حنيفه لا باس به اذ كان عشراً فی عشر مالم يتغير طعمه وريحه ولونه وتوضؤا به انتهى كلام ابی بكر۔**(75)
>
> ''روایت کی ہمیں ابو معاویہ نے عاصم سے انہوں نے عکرمہ سے یہ کہ گزر ہوا رسول اللہ ﷺ کا ایک جھیل پر سو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کتے اور درندے اس میں منہ ڈالتے ہیں آپ نے فرمایا کہ واسطے کتوں اور درندوں کے جو پیٹ میں آ گیا تم اس میں سے پانی پیو اور وضو کرو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کچھ ڈر نہیں جب وہ دہ در دہ ہو اور اس کا مزہ اور بو اور رنگ نہ بدلے تو وضو کرو ہو چکا کلام ابو بکر کا۔''

اور یہی مذہب امام ابی حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا اور کہا یہ ہدایہ میں اسی پر فتوی ہے اور موافق مذہب امام اعظم کے مذہب کے ہے امام احمد بن حنبل کا بیچ نجاست رقیقہ کے جیسا کہ ہے بیچ ترجمہ مشکوۃ کے کہ شیخ کا ہے اور ارکان اربعہ میں کہ مولانا عبد العلی کے ہے۔

(75) ابن ابی شیبہ ص ۱۳۱ ج ۱ صاحب تنویر کی عبارت قال ابو حنیفۃ سے لے کر آخر تک راقم کو مصنف ابن ابی شیبہ سے متعلقہ جگہ سے نہیں مل سکی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بے اصل ہونا مسئلہ دہ دردہ کا)

اقول اصل شبہ ہمارا حنفیوں پر یہ تھا کہ تم نے جو حد پانی کثیر کی دہ دردہ اور مثل اس کے ٹھہرائی ہے اسکی کیا اصل ہے اور یہ اعتراض نہ تھا کہ قلتین کو نجس کیوں کہتے ہو جس کے جواب میں مؤلف نے بزعم خود یہ زور شور وغوغائے عام کا سا کیا سو ظاہر ہے کہ مؤلف جناب نے جواب اصل اعتراض ہمارے کا نہ دیا یعنی دہ دردہ کو دلیل شرعی سے ثابت نہ کیا یعنی اس کے جواب سے اصل دہ دردہ ثابت نہ ہوئی اس لئے کہ اولاً تو امام ابوحنیفہ اور امام یوسف کا مذہب یہ ہرگز نہیں کہ جو پانی بقدر عشر فی عشر ہو وہ کثیر ہے اور کسی حنفی نے علماء معتبرین سے یہ نہیں کہا کہ ابوحنیفہ اور ابو یوسف دہ دردہ کے قائل تھے بلکہ مذہب ان کا رائ مبتلے بہ کے ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر پانی استعمال کرنے والے کو اس بات کا یقین ہو۔ ہو کہ پلیدی اس تمام پانی میں جس میں وضو کرتا ہے ملی ہوئی ہے تو وضو وغیرہ نہ کرے اور اگر ایسا ہو کہ ناپاکی ایک جانب میں پانی کے پڑی تھی اور وہ ناپاکی دوسری جانب نہیں پہنچی تو اس دوسری جانب میں وضو کرنا یا غسل کرنا اسکو درست ہے اور وہ جانب پانی کی پاک ہے ,اور عشر فی عشر کی بنا اس پر ہے کہ امام محمد بن الحسن سے کسی نے سوال کیا تھا کہ پانی کے حوض کبیر کی کیا حد ہے انہوں نے کہا ہے میری مسجد کی مقدار پس انہوں نے مسجد کو ناپا تو اندرونی زمین اس کی ہشت در ہشت نکلی اور بیرونی زمین اس کی دہ دردہ معلوم ہوئی پس بعض نے دہ دردہ کو کالوحی من السماء سمجھ لیا اور بعض نے ہشت در ہشت کو اور متاخرین نے اسی پر جمود کرلیا ہے حالانکہ امام محمد نے آخر کو اس اپنے قول سے رجوع کرلیا اور قائل ہوگئے ہیں ساتھ قول ابی حنیفہ اور ابو یوسف کے یعنی اعتبار کیا ہے رائے مبتلا بہ کو غرضکہ یہ تقدیر دہ دردہ کی کسی امام کے نزدیک ائمہ اربعہ کے یا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یا امام محمد کے حق میں ثابت نہیں اور کوئی امام اس کا قائل نہیں اور کچھ اس پر دلیل نہیں **ما انزل الله بها من سلطان** اسی واسطے اکابر حنیفہ سے بھی مروی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اعتبار رائے مبتلی بہ کے ہے نہ وہ دہ دردہ اور اسی کیطرف رجوع کیا ہے امام محمد نے جیسا کہ کہا شمس الائمۃ سرخسی نے مبسوط میں کہ یہی ظاہر المذاہب اور یہی واضح ہے چنانچہ بحر الرائق میں ذکر کیا ہے۔

قال ابو حنيفه في ظاهر الرواية عنه يعتبر فيه اكبر راى المبتلے ان ان غلب على ظنه انه بحيث تصل النجاسة الى الجانب الاخر لا يجوز الوض والاجازو ممن نص على انه ظاهر المذهب شمس الائمة السرخسى فى المبسوط وقال انه الاصح انتهى۔⑯

"کہا ابوحنیفہ نے ظاہر روایت میں کہ پانی کے باب میں رہتبے والے کے ظن غالبًا کا اعتبار ہے اگر اس کا گمان غالب ہو جاوے کہ ایک کنارہ کی پلیدی دوسری جانب تک پہنچ جاتی ہے تو وضو جائز نہیں اور نہیں تو جائز ہے اور جس شخص نے یہ کہا کہ یہ ظاہر مذہب ہے وہ شمس الائمہ سرخسی ہیں کہ انہوں نے مبسوط میں بیان کر کے یہ کہا ہے کہ یہی بہت صحیح ہے۔"

اور کہا امام ابوبکر رازی نے احکام القرآن فی سورۃ الفرقان میں۔

ان مذهب اصحابنا ان كل ما يتقنا فيه جزء من النجاسة او غلب فى الظن ذلك لا يجوز الوضؤ به سواء كان جاريا اولا انتهى۔⑰

"مذہب ہمارے ساتھیوں کا یہ ہے کہ جس پانی یں نجاست کے مخلوط ہونے کا ہمیں یقین ہو یا گمان غالب ہو تو

---

⑯البحر الرائق کتاب الطهارة ص ۷۵ ج ۱ ⑰ احکام القرآن ص ۳۴۰ ج والبحر الرائق ص ۷۵ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضو اس سے جائز نہیں برابر ہے وہ پانی جاری ہو یا نہ ہو"

اور کہا امام ابوالحسن کرخی نے اپنی مختصر میں

وما كان من المياه في الغدر ان اوفي مستنقع من الارض وقعت فيه النجاسة نظر المستعمل في ذلك فان كان في غالب رائه ان النجاسة لم تختلط بجميعه لكثرته توضا من النجانب الذي هو طاهر عنده في غالب رايه في اصابة الطاهر منه وما كان قليلا يحيط العلم ان النجاسة قد وصلت الى جميعه او كان ذلك في غالب رايه لم يتوضاء انتهى۔

"اور جو پانی حوض یا گڑھوں میں ہو اور اس میں نجاست پڑ جاوے برتنے والا غور کرے اگر اس کے گمان غالب میں یہ آوے کہ نجاست بسبب کثرت پانی کے سارے پانی میں نہیں ملی تو جو کونہ اس کے عندیہ میں نجاست سے بچا ہوا ہے اس سے وضو کرے اور اگر پانی تھوڑا ہو اور یہ معلوم ہو جاوے یقیناً کہ سارے پانی میں نجاست مل گئی یا ظن غالب ہو تو اس سے وضو نہ کرے ہو چکی عبارت مختصر کرخی کی۔"

اور کہا رکن الاسلام ابوالفضل عبدالرحمٰن کرمانی نے شرح ایضاح میں۔

واختلف الرويات في تحديد الكثير والظاهر عن محمد انه عشر في عشر الصحيح عن ابي حنيفه انه لم يوقت في ذلك شئي فانما هو موكول الى غلبة الظن في خلوص النجاسة انتهى۔⑱

"مختلف ہوئی روایتیں کثیر پانی کی مقدار کے بیان میں اور ظاہر امام محمد سے یہ ہے کہ وہ دہ دردہ ہے اور صحیح امام ابی حنیفہ سے یہ ہے کہ انہوں نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ انہوں نے برتنے والے کے گمان پر نجاست کے پھیلاؤ میں سونپا ہے ہو چکی عبارت شرح ایضاح کی۔"

اور کہا حاکم شہید نے اپنے کافی میں

الذي هو جمع كلام محمد قال ابو عصمة كان محمد بن حسن يوقت عشرة في عشرة ثم رجع الى اقول ابي حنيفة وقال لا اوقت فيه شيئا انتهى۔ ⑲

"وہ تقریر جو جمع ہے کلام امام محمد کے یہ ہے کہ ابو عصمۃ نے کہا کہ محمد بن حسن دہ دردہ پانی کی حد بتاتے تھے پھر امام ابی حنیفہ کے قول کیطرف رجوع کیا اور کہا کہ میں کچھ حدیث نہیں لگاتا ہو چکی عبارت کافی کی۔"

اور کہا امام اسبیجابی نے شرح مختصر طحاوی میں

ثم الحد الفاصل بين القليل والكثير عند اصحابنا هو الخلوص وهو ان يخلص بغصه من جانب الى جانب ولم يفسر الخلوص في رواية الاصول وسئل محمد عن حد الحوض فقال مقدار مسجدي فذرعوه فوجد ثمانية وبه آخر محمد بن سلمة وقال بعضهم مسحوا مسجد محمد وكان داخله ثمان و خارجه عشرا في عشر ثم رجع

---

⑱ البحرالرائق ص ٧٥ ج ١ ⑲ البحرالرائق ص ٧٥ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد الی قول ابی حنیفة وقال لا اوقت فیه شئیا انتهی۔⑧⓪

''پھر وہ حد جو پانی کثیر اور قلیل میں فاصلہ کردے ہمارے ساتھیوں کے نزدیک نجاست کا پھیلاؤ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک طرف کی نجاست دوسری طرف پہنچ جاوے اور ظاہر روایت میں پھیلاؤ کی تفسیر نہیں ہے اور کسی نے پوچھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حوض کی مقدار کا کہا کہ جتنی مقدار میری مسجد کی پھر لوگوں نے جونا پا تو طول وعرض آٹھ گز پایا سو محمد بن سلمہ کا یہ مذہب ٹھہر گیا اور بعضوں نے کہا کہ مسجد جو ناپی تو اندر طول وعرض آٹھ گز تھا اور باہر دہ در دہ پھر رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ابی حنیفہ کے قول کیطرف اور کہا کہ میں کوئی حد مقرر نہیں کرتا ہو چکی عبارت شرح مختصر طحاوی کی۔''

اور معراج الدرایہ میں کہا ہے۔

الصحیح عن ابی حنیفة انه لم یقدر فی ذلك شئیا وانما قال هو موكول الی وغلبة الظن فی خلوص النجاسة م طرف الی طرف وهذا اقرب الی التحقیق لان المعتبر عدم وصول النجاسة وغلبة الظن فی ذلك یجری مجری الیقین فی وجوب العمل كما اذا اخبر واحد بنجاسة الماء وجب العمل بقوله وذلك یختلف بحساب اجتهاد الرای وظنه انتهی۔⑧①

''روایت صحیح امام ابی حنیفہ سے یہ ہے کہ انہوں نے کوئی حد مقرر نہیں کی گمان غالب پھیلاؤ نجاست پر سونپا ہے اور یہ امر تحقیق کے قریب ہے کیونکہ اعتبار نجاست کے نہ پہنچنے کا ہے اور گمان غالب اس باب میں قائم مقام یقین کے ہے وجوب عمل میں جیسا کہ ایک آدمی خبر دیوے پانی کے ناپاک ہونے کی تو اس کے قول پر عمل واجب ہو جاتا ہے اور یہ گمان بمقتضائے لوگوں کی عقلوں کے مختلف ہے۔''

اور ایسا ہی کہا ہے شرح جمع الجوامع اور مجتبی میں اور کہا غایۃ البیان میں۔

ظاهر الروایة عن ابی حنیفة اعتباره بغلبة الظن وهو الاصح انتهی ⑧②

''ظاہر روایت امام ابی حنیفہ سے کہ گمان غالب کا اعتبار ہے اور یہی مذہب بہت صحیح ہے ہو چکی عبارت غایۃ البیان کی۔''

اور ینابیع میں کہا ہے۔

قال ابو حنیفة الغدیر العظیم هو الذی لا یخلص بعضه الی بعض ولم یفسر فی ظاهر الروایة وفوضه الی رای المبتلی به وهو الصحیح وبه اخذ الكرخی انتهی⑧③

''امام ابی حنیفہ نے کہا کہ بڑا تالاب وہ ہے کہ ایک طرف نجاست دوسری طرف نہ پہنچے اور ظاہر روایت میں اس کی تفسیر نہیں کی بلکہ برتنے والے کی رائے پر رکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور کرخی معمول یہ ہے ہو چکی عبارت ینابیع کی۔''

خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی بعد نقل کرنے روایات مذکورہ کے بحر الرائق میں فرماتے ہیں۔

وهكذا فی اكثر كتب ائمتنا فبثت بهذا النقول المعتبرة من مشائخنا المتقدمین مذهب امامنا الاعظم ابی حنیفة وابی یوسف و محمد رحمہم اللہ فتعین المصیر الیه و اما ما اختاره

⑧⓪ البحر الرائق ص ۲۵ ج ۱
⑧① البحر الرائق ص ۲۵ ج ۱
⑧② البحر الرائق ص ۲۵ ج ۱
⑧③ البحر الرائق ص ۲۵ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كثير من مشائيخة المتاخرين بل عامتهم كما نقله فى معراج الدارية من اعتبار العسر فى العشر فقد علمت انه ليس مذهب اصحابنا فان قلت ان فى الهداية وكثير من الكتب ان الفتوى على اعتبار العشر فى العشر واختاره اصحاب المتون فكيف ساغ لهم توجيح غير المذهب قلنا لما كان مذهب ابى حنيفة التفويض الى راى المبتلے به وكان الراى يختلف بل من الناس من لا راى له اعتبر المشائخ العشر فى العشر توسعة وتيسرا على الناس فان قلت هل يعمل بماصح من المذهب او بفتوى المشائخ قلت يعمل بما صح من المذهب فقد قال الامام ابو الليث فى النوازل سئل ابو نصرفى مسئلة وردت عليه تقول رحمك الله وقفت عندك كتب اربعة كتاب ابراهيم بن رستم و اداب القاضى عن الخصاف وكتاب المجرد وكتاب النوادر من جهة هشام هل يجوز لنا ان نفتى منها اولا وهذا الكتب محمودة عندك فقال ما صح عن اصحابنا فذلك علم محبوب مرغوب فيه مرضى به واما الفتيا فانى لا ارى لاحد ان يفتى بشىء لا يفهم ولا يحتمل اثقال الناس فان كانت مسائل قد اشتهرت وطهرت وانجلت عن اصحابنا رجوت ان يسع الاعتماد عليها فى النوازل انتهى۔

وعلى تقدير عدم رجوع محمد رحمہ اللہ عن هذا التقدير فما قدر به لا يستلزم به تقديره به الافى نظره وهو لا يلزم غيره بل يختلف باختلاف ما بقع فى قلب كل وليس هذا من قبيل الامور التى يجب فيها على العامى تقليد المجتهد اليه اشار فى فتح القدير ويؤيده ما فى شرح الزاهدى عن الحسن والاصح عنده مالا يخلص بعض الماء الى بعض بظن المبتلے به واجتهاده ولا يناظر المجتهد فيه انتهى فعلم من هذا ان التقدير بعشر يرجع الى اصل شرعى يعتمده عليه قاله محى السنة فان قلت قال فى شرح الوقايةانما قدر به بنا وعلى قوله صلی اللہ علیہ وسلم من حفر بيرا فله حولها اربعون ذراعا فيكون له حريمها من كل جانب عشر .ة ففهم من هذا انه اذا ارادا خران يحفر فى حريمها بيرا يمنع لا نه ينجذ بالماء اليها وينفض الماء فى البير الاولى وتجس ماء ها ولا يمنع فيما وراء الحريم وهو عشر فى عشر فعلم ان الشرع اعتبر العشر فى العشر فى عدم سراية النجاسة حتى لو كانت النجاسة تسرى يحكم بالمنع قلت هو مردود من ثلثه اوجه الاول ان يكون حريم كبير عشرة اذرع من كل جانب قول البعض والصحيح انه اربعون من كل جانب كما سياتى انشاء الله تعالى الثانى ان قوام الارض اضعاف قوام الماء فقياسه عليها فى مقدار عدم السراية غير مستقيم الثالث المختار المعتمد فى البعد بين البالوعة والبير نفوذ الرائحة فان تغير لونه اوريحه اوطعمه ينجس والا فلا كذا فى الخلاصة وفتاوى قاضيخان وغيرهما وصرح فى التاتارخانية ان اعتبار العشر فى العشر على الاعتبار حال اراضيهم والجواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یختلف باختلاف صلابة الارض و رخاوتها انتهی۔⑧④

''اوراسی طرح پر ہے ہمارے اماموں کی اکثر کتابوں میں اور اسے معتبر نقلوں سے پہلے ہو لانے مشائخوں کے مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابی یوسف رحمہ اللہ اور محمد کا ثابت ہوا ف تو اسی کو رجوع کرنا ٹھہر گیا ہے اور وہ بہت سے مشائخ متاخرین نے اختیار کیا ہے بلکہ متاخرین نے جیسے کہ معراج الدرایہ میں نقل کیا ہے کہ اعتبار دہ دردہ کا ہے تو یہ تو جان چکا کہ مذہب ہمارے اصحاب کا نہیں پھر اگر تو کہوے کہ ہدایہ اور بہت کتابوں میں یہ ہے کہ فتوی دہ دردہ پر ہے اور فقہ کے متنوں میں اسے پسند رکھا ہے تو انہوں نے غیر مذہب کی ترجیح کیونکر پھیلائی تو جواب یہ ہے کہ جی امام ابی حنیفہ کا مذہب برتنے والے کی رائے پر سونپا ٹھہرا اور رائے مختلف ہوتی ہے بلکہ بعضے آدمیوں کو رائے ہی نہیں ہے تو مشائخ نے دہ دردہ کو لوگوں کی آسانی کے لئے معتبر کرلیا ہے پھر اگر تو کہوے کہ کیا عمل کیا جاوے اس پر جو مذہب کی رو سے صحیح ہوا ہے یا شائخ کے فوے پر تو جواب یہ ہے کہ عمل کیا جاوے اس پر جو مذہب کی رو سے صحیح ہوا ہے کیونکہ کہا ہے امام ابولیث نے نوازل میں کسی نے پوچھا ابونصر سے کیا کہتے ہو تم ان چار کتابوں کی نسبت ایک کتاب ابراہیم بن رستم دوسری اداب القاضی خصاف کی اور تیسری کتاب المجر د چوتھی کتاب النزاور ہشام کی کہ کیا ہمیں جائز ہے کہ ہم فتوی دیویں ان میں سے یا نہیں اور یہ کتابیں تمہارے نزدیک اچھی ہیں انہوں نے جواب دیا ہے کہ جو ہمارے اصحاب سے صحیح ہو گیا تو وہ مسئلہ نہایت پسندیدہ ہی رہا فتوی دینا سو میں کسی کے واسطے اعتقاد نہیں کرتا کہ بغیر سمجھے فتوی دیوے اور لوگوں کا بوجھ اپنے ذمہ لیوے ہاں اگر مسائل شہرت پکڑ جاویں اور ہمارے اصحاب سے ظاہر ہو جاویں تو مجھے امید ہے کہ نوازل میں بھروسا ان پر جایز ہوسکتا ہے اور بر تقدیر نہ رجوع کرنے امام محمد رحمہ اللہ کے اس اندازہ سے خواہ مخواہ انہوں نے اپنی رائے سے یہ اندازہ کیا ہو گیا سو وہ غیر کو کچھ ضروری نہیں بلکہ بنظر اپنے اپنے جی میں پڑنے کی مختلف ہے اور یہ کچھ ان باتوں میں سے نہیں کہ انجان پر اس میں مجتہد کی تقلید ضروری ہو چنانچہ اس طرف فتح القدیر میں اشارہ کیا ہے اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ تقریر جو شرح زاہدی میں ہے حسن سے اور بہت صحیح حسن کے نزدیک کثیر پانی کا اندازہ بھی ہے کہ برتنے والے کے ظن غالب میں ایک طرف نجاست دوسری طرف نہ پہنچے اور ظنی مجتہد فیہ مسئلہ میں کچھ تکرار نہیں ہوسکتی سو اب اس سے معلوم ہو گیا کہ اندازہ دہ دردہ کا کسی ایسی اصل شرعی کیطرف نہیں رجوع کرتا جس پر اعتماد کیا جاوے چنانچہ محی السنۃ نے کہا ہے پھر اگر تو کہے کہ شرح وفایہ میں کہا ہے کہ یہ اندازہ آنحضرت ﷺ کے اس قول کی بنا پر کیا گیا ہے کہ جو کوئی کنواں کھودے تو اس کے لئے گرد کی چالیس گز زمین ہے تو چار دیواری اس کی ہر جانب ہر جانب سے دس گنا ہوگی تو اس سے سمجھا گیا کہ جس وقت اور دوسرا شخص کنواں کھودنا چاہے پہلے شخص کی اس حد کے اندر تو منع کیا جاویگا کہ نجاست کنویں کی طرف کھینچ کر پہلے کنویں کا پانی گھٹ جاویگا اور اگر کوئی دوسرا شخص گندے پانی کا چہ بچہ کھودنا چاہے تو بھی منع کیا جاویگا کیونکہ پانی دوسرے کنویں کیطرف کھینچ کر پہلے کنویں کا پانی گھٹ جاویگا میں سرائیت نہ کرے اور پانی ناپاک نہ ہووے اور باہر چار دیواری کے ممانعت نہیں اور یہ اندازہ

⑧④البحر الرائق ص ٧٦ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یہ مقدار دہ دردہ ہوئی سو معلوم ہوگیا کہ شرح نے دہ دردہ کا اعتبار کیا نجاست سرائیت نہ کرنے میں کیونکہ اس سے زیادہ مقدر میں بھی نجاست سرائیت کرتی تو ممانعت مذکورہ بالا ہوتی تو جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض تین طرح سے ساقط ہے اول یہ کہ ہر طرف سے دس گز ہونا بعضوں کا قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہر طرف سے چالیس گز ہو چنانچہ انشاء اللہ تعالی اب ہوتا ہے دوسرے یہ کہ زمین پانی سے کسی درجہ موٹی چیز ہے سو پانی کا قیاس زمین پر کرنا ٹھیک نہیں ہے تیسرے یہ کہ پسندیدہ اور معتمد علیہ کنویں اور نجاست کے بیچ میں اتنی دوری ہے جس میں بدبو پہنچے سو اگر پانی کا رنگ اور بو مزہ بدل جاویگا تو ناپاک ہو جاویگا اور نہیں تو نہیں یونہی ہے خلاصہ میں اور فتاوی قاضی خاں میں اور اور کتابوں میں اور تاتارخانیہ میں تصریح کی ہے کہ اعتبار دہ دردہ کا زمین کے حال پر ہے تو جواب یہ ہے کہ کہیں زمین سخت ہے اور کہیں نرم ہو چکی عبارت بحر الرائق کی۔"

اور کہا اشباہ والنظائر میں

ومنها حد الماء الكثير الملحق بالجاري الاصح تفويضه الى راى المبتلى به لا التقدير بشئ من العشر فى العشر ونحو انتهى۔ (85)

"اور حد پانی کثیر کی کہ جو حکم میں جاری پانی کے ہے صحیح اس میں برتنے والے کی رائے پر سونپنا ہے اندازہ دہ دردہ کا نہیں ہے ہو چکی عبارت اشباہ کی۔"

اور صاحب تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے کہ تقدیر عشر فی عشر کی محض لا اصل ہے اس کی دلیل شرع سے ثابت نہیں ہوتی (86) اور کہا مولانا بحر العلوم عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ میں۔

ثم اختلفت الروايات فى تحديد الغدير العظيم ففى ظاهر الرواية عن الامام ابى حنيفة عدم التقدير وحمل التفويض الى راى المبتلى به كما هودا به الشريف فى امثال هذا فان غلبا على الظن انه لا يقبل النجاسة توضا والا لا وفى الروايات الاخر يعتبر التحريك وقد رواه الماخرون المساحة انتهى مختصراً

"پھر مختلف ہوئیں روایتیں تالاب کی حد میں سو ہر روایت ابو حنیفہ سے بھی روایت ہے کہ اسکی حد معین نہیں بلکہ انہوں نے اس اپنی عادت شریف کے موافق جو ایسے مسئلوں میں ان کے ہی برتنے والے کی رائے پر ہی سونپا ہے سوا سے اگر گمان غالب ہو جاوے کہ یہ پانی نجاست نہیں قبول کرتا تو وضو کر لیوے اور نہیں تو نہیں اور اور روایتوں میں پانی کے ہلانے کو لیا ہے اور متاخرین نے پانی کی ناپ کو لیا ہے ہو چکی عبارت ارکان اربعہ کی بطور اختصار کے۔"

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ میں

وظاهر الرواية عن ابى حنيفة غلبة الظن ان غلب الظن وصول النجاسة الطرف الاخر لم يتوضا والا توضأ واعتبر ابو سليمان الجورجانى الكثير بالمساحت واختاره المتاخرون فقوم اعتبروا ثمانية فى ثمانية وقوم بخمسة عشر فى خمسة عشر

(85) الاشباه والنظائر الفن السادس ص ٤٦ (86) تفسير نيشاپورى برحاشيه طبر الفرقان ٤٨ ص ٢٣ ج ٩

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والاكثرون بعشر في عشر انتهى مختصراً (87)

''اور ظاہر روایت ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے گمان غالب کا ہے سو اگر گمان غالب سے نجاست کا پہنچنا دوسری طرف معلوم ہو تو وضو نہ کرے اور اگر معلوم نہ ہو تو وضو کرے اور ابو سلیمان جورجانی کثیر پانی کو ناپنے سے اعتبار کرتے ہیں اور اسی کو متاخرین نے اختیار کرلیا ہے سو ایک قوم نے ہشت در ہشت اور ایک قوم نے پانزدہ در پانزدہ اعتبار کیا ہے اور اکثر لوگوں نے دہ در دہ کو اختیار کیا ہے ہو چکی عبارت شرح مشکوۃ کی۔''

اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ فارسی مشکوۃ میں بھی دہ در دہ کو مذہب متاخرین کا قرار دیا ہے اگر چہ امام کا مذہب تحریک کو ٹھہرایا ہے لیکن ہم کو اس کی تحقیق منظور نہیں کہ مذہب امام کا اعتبار تحریک ہے یا اعتبار رائے مبتلی یہ ہمارا مقصود تو اثبات اس امر کا ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب تحدید دہ در دہ کے نہیں سو وہ اس کلام سے شیخ کے جو ترجمہ مشکوۃ میں ہے یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

ونزد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اصحاب اور اگر آب آنقدر بود کہ بجنبانیدن اجراء او از ہم جدا نگردد کثیر است والا قلیل۔ و نزد متاخرین مشائخ بمساحت قرار یافتہ و بعض غلبہ ظن معتبر دارند اگر ظن غالب وصول۔ نجاست بجانب دیگر است وضو نکند والا بکند انتہی مختصراً۔

اور ایسا ہی برہان الدین صاحب ہدایہ نے کیا ہے یعنی دہ در دہ کو قول بعض مشائخ قرار دیا ہے نہ ابو حنیفہ کا۔ اگر چہ فتویٰ دینا اس پر کہا ہے لیکن صاحب بحر نے اس کو بھی رد کر دیا ہے۔ یعنی ثابت کیا ہے کہ ہم کو عمل کرنا اور فتویٰ دینا اس پر نہ چاہیے جیسا کہ عنقریب عبارت بحر الرائق میں گذرا علاوہ یہ کہ ہم کو اس سے بحث نہیں کہ فتویٰ حنفیوں کا کس پر ہے۔ غرض یہی ہے کہ دہ در دہ مذہب ابو حنیفہ کا نہیں سو وہ ہدایہ سے صاف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کہا ہدایہ میں:

والغدير العظيم الذى لا يتحرك احد طرفيه بتحريك الطرف الاخر اذا وقعت نجاسة في احد جانبيه جاز الوضوء من الجانب الاخر لان الظاهر ان النجاسة لا تصل اليه اذا اثر التحريك في السراية فوق اثر النجاست ثم عن ابى حنيفة انه يعتبر التحريك بالاغتسال وهو قول ابى يوسف رحمه الله وعنه بالتحريك باليد وعن محمد رحمه الله بالتوضى ووجه الاول ان الحاجة اليه فى الحياض اشد منها الى التوضى وبعضهم قدروا بالمساحة عشرا فى عشر بذراع الكرباس توسعة للامر على الناس وعليه الفتوىٰ انتهىٰ (88)

''بڑا تالاب وہ ہے کہ ایک کنارے کا پانی دوسرے کنارے کے پانی کو ہلانے سے نہ ہلے تو جس وقت ایک کنارے پر نجاست پڑ جاوے تو دوسرے کنارے سے وضو جائز ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ وہاں تک نجاست

(87) لمعات باب المياة الفصل الثانى ص ١٣٧ ج ٢ (88) الهدايه باب الماء الذى يجوز به الوضوء ص ٣٧ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پہنچی اس واسطے کہ حرکت پانی کی نجاست سے زیادہ دوڑتی ہے۔ پھر امام ابی حنیفہ سے روایت یہ ہے کہ وہ پانی کی حرکت جو نہانے سے ہوتی ہے اس کو اعتبار کرتے تھے اور یہی امام ابو یوسف کا قول ہے اور ان سے ایک روایت ہاتھ کی حرکت بھی ہے اور امام محمد نے وضو کی حرکت کو لیا ہے اور پہلی صورت کی وجہ یہ ہے کہ حوضوں میں وضو کی بہ نسبت نہانے کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور بعضوں نے دہ دردہ کا اندازہ فراخی امر کے لئے لیا ہے اس پر فتویٰ ہے۔''

اور سب سے سخت حجت اور دلیل او پر نہ ہونے دہ دردہ کے مذہب ابوحنیفہ کا اقرار جناب مترجم تنویر مؤلف ظاہر کا یعنی نواب محمد قطب الدین خان صاحب کا ہے اور یہی کافی ہے واسطے الزام کے تو سنو کہ آپ نے مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ میں صاف اقرار کیا ہے کہ مذہب امام اعظم کا تحدید پانی کثیر میں تحریک ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق کے ترجمہ میں ہدایہ میں گزرا اور دہ دردہ کی تقدیر بعضے متاخرین کے نزدیک ہے چنانچہ تحت حدیث قلتین کے فرماتے ہیں۔ پس آگے اختلاف کیا ہے ائمہ اربعہ نے بیچ مقدار قلیل وکثیر کے امام مالک تو کہتے ہیں کہ جس پانی کا رنگ، مزہ، بو متغیر نہ ہو نجاست کے پڑنے سے وہ کثیر ہے اور جو متغیر ہو جاوے وہ قلیل ہے اور امام شافعی اور احمد کہتے ہیں کہ جو مقدار قلتین کے ہو کثیر ہے اور اگر کم ہو قلیل ہے۔ اور امام اعظم اور ان کے مذہب والے کہتے ہیں کہ پانی اس قدر ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف نہ ہلے وہ کثیر ہے والا قلیل اور بعضے متاخرین نے دہ دردہ کو کثیر کہا ہے۔ انتہیٰ کلام النواب مولانا قطب الدین نقلاً عن مظاہر حق۔

اب اس میں غور کرو کہ مولوی قطب الدین صاحب نے کیا صریح کہہ دیا ہے کہ دہ دردہ مذہب ابوحنیفہ کا نہیں بلکہ بعضے متاخرین کا ہے اور پھر تنویر الحق میں بہ تقلید محمد شاہ کے کہہ دیا ہے کہ دہ دردہ ہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور ان کے اتباع کا واللہ اعلم۔ اس اختلاف اور تعارض کا سبب معلوم نہیں ہوتا آیا پہلی تحریر مظاہر حق سے ان کو سہو واقع ہوئی یا جان بوجھ کر ایسے تعصب میں گرفتار ہوئی یا مظاہر حق میں تقلید شیخ عبدالحق کی تھی اور تنویر الحق میں شاہ محمد کی تقلید اختیار کی ہے پس جبکہ اتنے ائمہ حنفیہ کی تصریحات سے بلکہ خود مؤلف ظاہری یعنی مولوی قطب الدین خان صاحب کی مظاہر حق کی عبارت سے ثابت ہوا کہ دہ دردہ کسی کے نزدیک متقدمین سے معتبر نہیں اور ظاہر ہے کہ جو لوگ متاخرین اس کے قائل ہیں اُن کے پاس بھی کوئی دلیل شرعی اس پر نہیں اور یہ دہ دردہ کسی اصل شرعی کی طرف رجوع نہیں کرتا جیسا کہ کلام سے خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی کے جو بحر الرائق سے منقول ہوا گذر چکا ہے تو قول مولانا شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ عالم ربانی حافظ قرآنی محی سنت عالم نبیل مولانا ومقتدانا مولوی اسمٰعیل رضی اللہ عنہ کا کہ یہ تحدید عشر فی عشر یعنی دہ دردہ کی بدعت حقیقیہ ہے ثابت اور مصدق ہو گیا اور وہ قول مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ ہے جو ایضاح الحق میں فرماتے ہیں:

''مسئلہ خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہاء وصوفیہ کہ محض بنا بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ ومصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلی از دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع می نمایند یا تحدید اصلی از اصول دینیہ بحدود خاصہ احداث می کنند مثل تحدید کلمہ تحلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد وضربات وجلسات وتحدید ماء الکثیر بعشر فی عشر ہمہ از

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی مختصرا غایۃ الاختصار۔'' (89)

ومر تمامه فی جواب الباب الثانی فی جملة الروایات الدالة علی عدم الالتزام بمذهب معین۔

''اور پوری عبارت جواب میں باب ثانی کی بزیں روایات عدم التزام تقلید مذہب معین کی گذر چکی۔''

اور جو کہ مؤلف نے مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم دہ دردہ کے قائل تھے (90) اس سے خود مؤلف کا اقرار ثابت ہوتا ہے کہ کسی عالم حنفی المذہب نے اپنی کتاب میں یہ مذہب امام اعظم کا نقل نہیں کیا اس لئے کہ اگر کسی کتاب حنفی میں یہ مذہب امام کا منقول ہوتا تو جناب مؤلف اپنی کتابوں معتبرہ کو جیسے منیہ قنیہ، شرح وقایہ، ہدایہ، کنز، درمختار، بحرالرایق، وفتاوی قاضی خان، فتاوی عالمگیری جس کو کالوحی من السماء جانتے ہیں چھوڑ کر اپنے مذہب کو ابی بکر کی کتاب سے جو حنفی مذہب سے بالتفصیل واقف نہیں بلکہ وہ ایک محدث ہے نہ حنفی نہ شافعی کیوں نقل کرتے اس بات میں غور کرنا چاہیے اور اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ امام اعظم دہ دردہ کے قائل نہیں۔ اور منشاء لکھنے ابوبکر بن ابی شیبہ کا یہی ہے کہ اس کو التزام ہے رد اور طعن کرنے ابوحنیفہ پر اسی لئے ان کے بعض اتباع کو عشر فی عشر کے قائل دیکھ کر یہ سمجھا کہ ابوحنیفہ بھی اس کے قائل ہوں گے اس پر پہلی حدیث عکرمہ کی متضمن پاک ہونے مطلق حوضوں کے جن میں کتے اور درندے پانی پی جاویں مخالف حنفی مذہب کے نقل کی بعد اس کے بطور طعن حنفیوں کے مشہور مذہب کو امام اعظم کا مذہب سمجھ کر نقل کر دیا اور اصل یہ طعن ابوبکر کا ابوحنیفہ پر درست نہیں کیونکہ عشر فی عشر کے قائل نہیں جیسا کہ سب اکابر نقل کرتے چلے آتے ہیں چنانچہ سابق میں عبارتیں سب کی گذریں اور جو کہ مؤلف نے اخیر میں کہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام ابوحنیفہ اور ابویوسف کا اور امام محمد کا اور کہا یہ ہدایہ میں اس پر فتوی ہے انتہی۔

اس میں بڑی فریب بازی کی ہے اور دروغ گوئی اختیار کی اس لئے کہ ہدایہ میں تو اسی قدر ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اور اس میں یہ نہیں کہا کہ یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور ابویوسف اور امام محمد کا ہے بلکہ اس کو عشر فی عشر کو بعض مشائخ کا مذہب ٹھہرایا ہے جیسا کہ عنقریب عبارت ہدایہ کی نقل کی گئی ہے تو مؤلف محمد شاہ کی دروغ گوئی اور چالاکی دیکھو کہ دونوں امر یعنی عشر فی عشر مذہب ہونا امام اعظم اور صاحبین کا اور فتویٰ ہونا اس پر ہدایہ کی طرف نسبت کرتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ اور جو کہ مؤلف نے اس کے کہا ہے کہ موافق مذہب امام اعظم کے مذہب ہے امام احمد بن حنبل کا بیچ نجاست رقیقہ کے اور اس کو نسبت کیا ہے طرف مشکوۃ شیخ عبدالحق کے اور ارکان اربعہ مولوی عبدالعلی کے تو ظاہر ہے کہ غرض مؤلف کی یہی ہوگی کہ امام احمد بن حنبل بھی قائل ہیں دہ دردہ کی بیچ نجاست رقیقہ کے اور یہ محض غلط اور کذب صریح بہتان ہے مولانا عبدالعلی پر اور شیخ عبدالحق پر کیوں کہ مولوی عبدالعلی نے اور شیخ نے ہرگز نہیں کہا کہ امام اعظم اور

---

(89) ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح ص ٤٨ استحسان جو متاخرین فقہاء اور صوفیہ کا ایجاد کردہ ہے وہ حقیقی بدعت ہے جس میں ماء کثیر دس ضرب دس کی حد بندی بھی ہے

(90) مصنف ابن ابی شیبہ میں ابوحنیفہ کا قول بمتعلقہ دہ دردہ مجھے نہیں ملا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد حنبل نجاست رقیقہ میں دہ دردہ کا مذہب رکھتے ہیں بلکہ مولوی عبد العلی کے کلام سے جو ارکان اربعہ سے نقل کیا گیا ہے اور شیخ کے کلام سے جو ترجمہ مشکوۃ سے اور شرح اس کی سے نقل کیا گیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دہ دردہ مذہب امام اعظم کا نہیں چہ جائیکہ امام احمد بھی ان کے مذہب کے موافق ہوں تو دیکھو جناب مؤلف نے کس قدر جھوٹ لکھنا اختیار کیا ہے اور حوالے جھوٹے دیئے ہیں اس مقام میں مؤلف کی دیانت سے مطلع ہونا چاہیے۔ پس ثابت ہوا کہ دہ دردہ کی حد چاروں اماموں کے خلاف ہے تو بزعم مؤلف جو قائل ہیں اس بات کے کچھ مخالف ہے ائمہ اربعہ کے وہ باطل ہے بالا جماع۔ یہ تحدید عشر فی عشر کی باطل ہوئی اور قول مولوی اسمٰعیل شہید کا کہ تحدید دہ دردہ کی بدعت حقیقی ہے خوب ثابت ہوا اور اگر بطور محال فرض بھی کیا جائے کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین قائل ہیں عشر فی عشر کے تو ان کا قائل ہونا خصم کے کیا حجت ہے جس حالت میں کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ حدیث مرفوع پر مؤلف نے اتنی لے دے کی اور اور اس کے مذہب کو بزعم خود ضعیف کر دیا گیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا قول اگرچہ بے دلیل ہو مثل قرآن کے ہے اور وہ کیا بنی ہیں کہ جناب مؤلف نے قول ان کا بے دلیل نقل کر دیا قول صاحب ہدایہ کا کہ اس پر فتویٰ ہے مثل حدیث اور قرآن کے نقل کر کے خوش ہو گئے مردانگی تو یہ تھی کہ جس طرح حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس پر شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہے رد کر دیا تھا اسی طرح دہ دردہ کو کسی حدیث سے یا قرآن سے یا اجماع شرعی سے یا قیاس سے ثابت کرتے مجرد مذہب کا معرض استدلال اور محل ترجیح بالدلائل میں پیش کرنا شان اور شعار اہل علموں کی نہیں کچھ تو شرم اور لحاظ چاہیے خیریت الماضی لا یذکرہ آئندہ پھر جناب مؤلف کی خدمت میں التماس ہے کہ دہ دردہ کو کسی دلیل شرعی سے دو برس میں یا چار برس میں یا دس برس میں ثابت کر کے ہم مشتاقوں کو مسرور و ممتاز فرماویں۔

الحمد الله اولا و آخرا و ظاهرا و باطنا على ما ارانا الحق فى تحقيق حديث القلتين الصحيح الثابت المروى عن رسول الله سيد الثقلين صلى الله عليه وأله و صحبه الطالبين للمحسنين۔

”تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن اس پر کہ اس نے ہم کو جو حدیث قلتین کو صحیح ثابت آنحضرت سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اس میں تحقیق دکھائی۔“

تنبیہ: جواب دینا آئندہ کلام مؤلف کا حرفاً حرفاً نقل کر کے موجب تضیع اوقات ہے اور راقم کو اشتغال علمی سے کہاں فرصت ہے کہ سب اس کی توجیہات رکیکہ وضعیفہ اور دلائل نامرضیہ کو نقل کرے اس لئے حاصل کلام کو اس کے معہ تمام متمسکات اس کی کے اپنی عبارت وجیز و مختصر میں بیان کر کے ہر ایک بات کا بخوبی جواب دیں گے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال. مسئلہ دوم:

مسئلہ دوسرا بیچ بیان وقت مستحب فجر کے:

اقول ہمارے نزدیک رسول ﷺ سے یوں ثابت ہے کہ آنحضرت اکثر نماز فجر کی غلس (اندھیرے) میں پڑھا کرتے اور یہ تغلس (فجر کا اندھیرے میں پڑھنا) مروی ہے بہت صحابہ سے جو رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں ان میں سے ہیں ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر اور ابو درداء اور سہل بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہم کما قال فی المحلی والجامع للترمذی اور بہت طرق اور اسانید سے یہ تغلس ثابت ہے اور بہت حدیثیں اس مضمون کی وارد ہیں از انجملہ یہ کہ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے:

کن نساء المؤمنات یشهدن مع رسول ﷺ صلوة الفجر متلفقات بمروطهن ثم ینقلبن الی بیوتهن حین یقضین الصلوة لا یعرف هن احد من الغلس۔ (91)

''مومنوں کی عورتیں فجر کی نماز میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ کپڑے اوڑھے ہوئی آتی تھیں اور پھر نماز پڑھ کر اپنے گھر چلی جاتی تھیں اور اندھیرے کے سبب سے ان کی پہچان کسی کو نہیں ہوتی تھی۔''

روایت کی یہ حدیث بخاری اور مسلم اور امام مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ساتھ اسانید صحیح کے باتفاق معانی کے اگرچہ لفظوں میں بعضی روایتیں مختلف ہیں مثلاً بعضی روایتوں میں ینقلبن ہے اور بعض میں یرجعن اور بعض میں ینصرف النساء علی ہذا القیاس۔

غرضکہ اس حدیث میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور حاصل معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جو عورتیں اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی فجر کی نماز میں حاضر ہوتیں تو وہ ایسی غلس میں نماز پڑھ پڑھا کر اپنے گھروں کو چلتیں کہ اس وقت اتنی تمیز کسی کو نہ ہوتی کہ یہ عورتیں ہیں یا مرد اور یہی معنی حق ہیں عدم امتیاز میں جیسا کہ کہا عینی حنفی نے شرح بخاری میں:

و قیل معنی ما یعرفهن احد ما یعرف اعیانهن و هذا بعید ولا وجه ان یقال ما یعرفهن احد ای انساء هن ام رجال انتهٰی۔ (92)

''اور بعضوں نے کہا ہے کہ معنی اس کے کہ ان کو پہچان نہیں سکتا تھا کوئی یہ ہیں کہ ان کی صورتیں کوئی نہیں پہچانتا تھا اور یہ بات بعید ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کی یہ شناخت نہ ہوتی تھی کہ وہ مرد ہیں یا عورت۔ ہو چکی عبارت عینی کی۔''

اور کہا امام نووی نے شرح مسلم میں:

معناه ما یعرفن انساء هن ام رجال و قیل ما یعرف اعیانهن و هذه ضعیف انتهٰی و

(91) بخاری باب وقت الفجر ح ۵۷۸۔ مسلم باب استجباب التکبیر بالصبح ح ۱۴۵۷۔ ابوداؤد۔ ترمذی باب فی التغلیس ح ۱۵۳۔ نسائی۔ ابن ماجہ باب وقت صلوٰة الفجر ح ۶۶۹۔ طحاوی ص ۱۷۶ ج ۱۔ ابن ابی شیبہ ص ۱۳۱ ج ۱

(92) عمدة القاری شرح صحیح البخاری باب وقت الفجر ص ۷۴ ج ۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هكذا في المحلي و فتح الباري مع ماله و ما عليه۔ (93)

''معنی اس کے یہ ہیں کہ ان کی شناخت نہ ہوتی تھی کہ وہ مرد ہیں یا عورت اور بعضوں نے کہا ہے کہ ان کی صورت نہیں پہچانی جاتی تھی اور یہ قول ضعیف ہے۔ ہو چکی عبارت نووی کی اور یونہی ہے محلی اور فتح الباری میں مع اعتراض اور جواب کے۔''

اور سیاق حدیث سے یہی ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور عورتوں کا نماز فجر میں اور فارغ ہونا ان کا نماز سے اور پھرنا ان کا حالت غلس میں امر مدامی تھا اور رسول اللہ ﷺ ہمیشہ نماز فجر کی غلس ہی میں پڑھتے۔

كما يدل عليه قولها كن يشهدن ثم ينقلبن او يرجعن لا سيما اسمية الجملة المصدرة بان المخففة من المثقلة التي وردت في رواية من عدا الشيخين اعني مالكا و الترمذي و ابا داؤد و النسائي و ابن ماجه۔

''جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول حضرت عائشہ کا کہ عورتیں آن کر پھر جاتی تھیں خصوصاً جملہ اسمیہ کا ہونا لفظ ان خفیفہ کے ساتھ جو سوا امام بخاری اور مسلم کے مالک اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں آیا ہے۔'' (94)

(93) شرح مسلم باب استحباب التبكير بالفجر ص ٢٣٠ ج ١۔ فتح الباری باب وقت الفجر ح ٥٧٨ ص ٢٠٥٥
(94) یعنی اصل ان مخففہ کی انّ ثقیلہ تھی جس سے تاکید سمجھی جاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باآنکہ ایک روایت صحیحہ میں صاف آگیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تمام عمر میں ایک ہی مرتبہ فجر کی نماز اسفار کر کے ادا کی ہے اور باقی تمام عمر غلس میں پڑھتے رہے جیسا کہ روایت کیا ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابومسعود سے:

انه ﷺ صلی الصبح مرة بغلس ثم صلی مرة اخری فاسفر بها ثم کانت صلوته بعد ذلك التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر۔①

''آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز ایک دفعہ اندھیرے میں پڑھی تھی پھر دوسری دفعہ سویرے پڑھی پھر اندھیرے میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔''

پس اسی واسطے سے کہ سیاق سے حدیث عائشہ کی بھی مواظبت معلوم ہوتی ہے اور حدیث ابومسعود کی سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نے تمام عمر سوائے ایک مرتبہ کے غلس ہی میں پڑھی ہے اور کہا فتح الباری میں:

وحدیث عائشة تقدم فی ابواب سترة العورة و لفظه اصرح فی مراده فی هذا الباب من جهة التغلیس بالصبح و ان سیاقه لیقتضی المواظبة علی ذلك و اصرح منه ما اخرجه ابو داؤد من حدیث ابی مسعود انه ﷺ اسفر بالصبح مرة ثم کانت صلوته بعد بالغلس حتی مات لم یعد الی ان یسفر انتهیٰ۔②

''اور عورتوں کے پردہ کے باب میں حدیث عائشہ کی گزر چکی اور اس کے لفظ اس باب میں خوب کھلے ہوئے ہیں اس مراد میں کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی تھی اور اس کا طرز کلام اس بات کی ہمیشگی کو چاہتا ہے اور وہ حدیث بہت واضح ہے جسے ابوداؤد نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ سویرے میں نماز پڑھی پھر اندھیرے میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ ہو چکی عبارت فتح الباری کی۔''

(توثیق اسامہ بن زید لیثی)

اگر اعتراض کرو کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ ایک راوی اس کا یعنی اسامہ بن زید ضعیف ہے کہا نسائی اور دارقطنی نے کہ قوی نہیں اور کہا احمد نے کہ کچھ چیز نہیں اور کہا ابوحاتم نے کہ اس سے احتجاج نہیں چاہیے تو جواب اس کے دو ہیں۔ اول یہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے ابن خزیمہ نے اور سکوت کیا ہے اس پر جرح کرنے سے ابوداؤد نے جبکہ نقل کیا اس نے اس حدیث کو اپنی سنن میں اور کہا بیہقی نے کہ اس حدیث کے سب راوی ثقات ہیں کہ اور کہا خطابی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اسناداً اور راوی اس کا اسامہ بن زید اللیثی ثقہ ہونے کے ساتھ متصف ہے کہ بخاری کے راویوں میں سے ہے اور تحقیق کہا ائمہ محدثین نے کہ جس راوی سے بخاری اور مسلم روایت کریں یا بخاری اکیلا ہی روایت کرے تو اس راوی کے حق میں کسی طعن اور جرح کرنے والے کا قول مقبول نہیں اگرچہ وہ طاعنین کتنے ہی ہوں جیسا کہ کہا محلی حنفی میں:

قد اخرج ابو داؤد و صححه ابن خزیمة من طریق اسامة بن زید اللیثی عن ابن شهاب عن عروة عن بشیر بن ابی مسعود عن ابیه انه ﷺ صلی الصبح مرة بغلس ثم صلی مرة اخری فاسفر

---

①ابوداؤد کتاب الصلوة باب فی المواقیت ح ٣٩٤۔ ابن خزیمه ص ١٨١ ج١۔ بیهقی ص ٣٦٤ ج ١۔
②فتح الباری باب وقت الفجر ح ٥٧٨ ص ٥٥ ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بها ثم كانت صلوته بعد ذلك التغليس حتى مات لم يعد الى ان يسفر و قد سبق تخريجه۔ ③

فان قيل فيه اسامة بن زيد الليثى و قد قال فيه النسائى و الدارقطنى ليس بالقوى وقال احمد ليس بشئ وقال ابو حاتم لا يحتج به۔ ④

قلنا الحديث مما صححه ابن خزيمة و سكت عليه ابو داؤد وما سكت هو عليه لا ينزل عن درجة الحسن۔ ⑤

قال البيهقى رواته كلهم ثقات و خبر الاسفار مختلف فى اسناده و متنه وقال الخطابى هو حديث صحيح اسناد۔⑥

و اسامة من رجال البخارى و قد قالوا من ورى عنه الشيخان او احد هما عنه لا ينظر للطاعنين فيه و ان كثروا نتهى۔ ⑦

''اور بلا شک ابوداؤد نے روایت کی اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح بنایا اسامہ بن زید اللیثی کے سلسلے سے کہ ان کو ابن شہاب نے روایت کیا اور ان کو عروہ نے بشیر بن ابی مسعود سے اور ان کو ان کے باپ نے یہ کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ نماز اندھیرے میں پڑھی۔ پھر دوسری دفعہ سویرے پھر اندھیرے میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ انتقال فرمایا اور یہ روایت آگے گذر چکی پھر اگر کہا جاوے کہ اس میں اسامہ بن زید لیثی ہے اور اس کے باب میں نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ نا چیز ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس کی روایت حجت نہیں ہم کہیں گے کہ یہ حدیث وہ ہے جس کی صحت ابن خزیمہ نے کی اور ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا اور جس پر ابوداؤد سکوت کرے وہ درجہ حسن سے کم نہیں بیہقی نے کہا ہے کہ راوی اس کے سب ثقہ ہیں اور سویرے پڑھنے کی حدیث کی سند میں اختلاف ہے اور خود متن حدیث میں بھی اور خطابی نے کہا کہ وہ حدیث اسناد کے طور پر صحیح ہے اور اسامہ بخاری کے راوی میں سے ہے اور اہلحدیث کا مقولہ ہے کہ جس شخص سے دونوں شیخین یا ایک روایت کریں تو اس میں گنجائش طعن کی نہیں رہتی اگرچہ طعن کرنے والے کتنے ہی ہوں۔ ہو چکی عبارت محلی کی۔''

(توفیق درمیان حدیث اسفار اور تغلیس)

پس جبکہ امام بخاری رئیس الناقدین نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت کی تو پھر جرح کسی کا کیا ضرر کرتا ہے دوسرا یہ کہ فرض کیا کہ بخاری کے رواۃ پر جرح مقبول ہے لیکن پھر بھی وہ جرح مقبول ہوتا ہے جو کہ بابیان سبب ہو جیسا کہ شرح نخبہ اور حاشیہ علوی میں کہا ہے۔

لانه ان كان غير مفسر اى لم يبين سببه مثل قولهم فلان ضعيف و فلان ليس بشئ او

---

③ ابوداؤد کتاب المواقیت ح ٣٩٤۔ فتح الباری ص ٥ ج ٢۔ ابن خزیمہ ح ٣٥٢ ص ١٨١ ج ١۔

④تهذيب ص ٢٠٩ ج ١۔ ميزان ص ١٧٤ ج ١۔

⑤امام ابوداؤد فرماتے ہیں مالم اذكر فيه شئياً فهو صالح (رسالة ابى داؤد الى اهل مكه بتحقيق محمد الصباح ملحق بمعالم السنن ص ٢٧)

⑥معالم السنن مع مختصر ابى داؤد للمنذرى باب وقت الصبح ص ٢٤٥ ج ١۔ ⑦هدى السارى الفصل التاسع ص ٣٨٤۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نحو ذلك مقتصرا على ذلك لم يقدح فيمن ثبت عدالته لان الناس يختلفون فيما يجرح و ما لا بجرح فيطلق احدهم الجرح بناء على امر اعتقده جرحا و ليس يجرح في نفس الامر فلا بد من بيان سببه انتهىٰ۔ ⑧

''اس سبب سے کہ اگر جرح بلاتفسیر ہومثلا یوں کہہ دینا کہ فلاں شخص ضعیف ہے یا ناچیز ہے یا اور لفظ مثل اس کے کہہ کر تفسیر نہ کرے تو یہ جرح نہ ہوگی اس شخص کے حق میں کہ جس کی عدالت ثابت ہو چکی کیونکہ لوگ جرح اور غیر جرح میں مختلف ہیں سو بعضے اپنے عندیہ کے موافق کسی پر جرح کر دیتے ہیں اور حقیقت میں وہ جرح نہیں ہوتی۔ سو ضرور پڑا سبب کا بیان کرنا۔ ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی۔''

اور کہا مسلم الثبوت میں:

اكثر الفقهاء و المحدثين لا يقبل الجرح الا مبينا ولو حكما كما عن علماء هذا الشان بخلاف التعديل۔ انتهىٰ۔ ⑨

''اکثر فقہا اور محدثین قبول نہیں کرتے جرح کو مگر وہ جرح کہ مع بیان اور تفسیر سبب کے ہو اور نہیں تو جرح مقبول نہ ہوگی بخلاف تعدیل کے۔ ہو چکی عبارت مسلم کی۔''

لا يقال الجرح مقدم على التعديل لان ذلك فيما اذا كان الجرح ثابتاً مفسراً السبب والا لا يقبل الجرح انتهىٰ۔ ⑩

''کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر کیونکہ جرح مع بیان اور تفسیر سبب کے ہو تو مقبول ہے وگرنہ نہیں نامقبول ہے ہو چکی عبارت مقدمہ شرح مسلم کی۔''

اور ظاہر ہے کہ جارحین اسامہ نے بیان سبب کا نہیں کیا یہی کہا:

ليس بالقوى و ليس بشئ ولا يحتج انتهىٰ۔ ⑪ ''قوی نہیں اور ناچیز ہے اور اس کی روایت حجت کے لائق نہیں۔''

اور یہ معتبر نہیں کما قالاہ پس ان حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت کا فعل یہی تھا کہ ہمیشہ غلس میں نماز پڑھتے اسفار میں فقط ایک ہی دفعہ پڑھی ہے کہ اس کے بعد تمام عمر کبھی اسفار میں نہیں پڑھی اور بھی یہی مذہب بہت سے صحابہ کا اور تابعین کا جن میں سے ہیں ابو بکر اور عمر اور ابن الزبیر اور ابو موسیٰ اشعری اور عمر بن عبد العزیز اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور امام شافعی کا اور امام احمد کا اور اسحق اور جمہور ائمہ کا جیسا کہ کہا ترمذی نے:

حديث عائشة حديث حسن صحيح وهو الذى اختاره غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبى ﷺ منهم ابو بكر و عمر و من بعدهم من التابعين و به يقول الشافعى و احمد و اسحاق يستحبون التغليس بصلوة الفجر۔ انتهىٰ۔ ⑫

⑧ شرح نخبة الفكر (مبحث مراتب التعديل) ص ١٣٦ ⑨ مسلم الثبوت (مبحث السنه الجرح والتعديل) ص ١١٤ ج ٢
⑩ مقدمه شرح نووى ص ١٦ ⑪ ميزان ص ١٧٤ ج ١ تهذيب ص ٢٠٩ ج ١
⑫ ترمذى مع تحفة الاحوذى كتاب الصلوة باب فى التغليس بالفجر ص ٤٩٨ ج ١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حدیث عائشہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے کہ اختیار کیا اس کو بہت سارے علمائے صحابہ نے کہ ان میں سے ابوبکر اور عمر اور ان کے بعد کے لوگ تابعین ہیں اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا مستحب جانتے ہیں۔ اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھنے کو ہو چکی عبارت ترمذی کی۔''

اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں:

وهو مذهب مالك و الشافعي و الجمهور انتهىٰ۔ ⑬

''اور یہ مذہب مالک اور شافعی اور جمہور کا ہے ہو چکی عبارت شرح صحیح مسلم کی۔''

اور کہا محلی میں:

و عن ابى موسىٰ و ابن الزبير و عمر بن عبد العزيز انهم كانوا يغلسون۔ انتهىٰ۔

''اور ابوموسیٰ اور ابن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ غلس میں نماز پڑھتے تھے ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اور جناب مؤلف کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث غلس میں نماز پڑھنے کی منسوخ ہے اس حدیث ابن مسعود کی سے کہ:

ما رأيت رسول الله ﷺ صلى صلوة الا لميقاتها الا صلوتين صلوة المغرب و العشاء بجمع و صلى الفجر يومئذ قبل ميقاتها۔ ⑭

''نہیں دیکھا میں نے آنحضرت ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے مگر نماز کے وقت پر ہاں دو نمازیں ایک مغرب اور دوسری عشاء مزدلفہ میں غیر وقت پڑھیں اور صبح کی نماز اسی روز وقت مقرر سے پہلے پڑھی۔''

مع ان روایات ابن مسعود کے جو عبدالرحمٰن بن یزید سے اس مضمون کی مؤلف نے نقل کی ہیں اور حدیث:

اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر۔ ⑮ ''اجالا کرو صبح کی نماز میں کیونکہ اس میں بڑا ثواب ہے۔''

ومافی معناہ سے اور روایات ابراہیم نخعی سے کہ کہا:

ما اجمع اصحاب محمد ﷺ على شئ ما اجتمعوا على التنوير بالفجر۔ ⑯

''نہیں جمع ہوئے اصحاب رسول اللہ کسی چیز پر جیسے کہ جمع ہوئے اجالے میں صبح کی نماز پڑھنے پر۔''

پس جواب یہ ہے کہ دعویٰ نسخ کا صریح البطلان ہے اس لئے کہ ناسخ کا متاخر ہونا یقیناً ضرور چاہیے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت ونخبۃ الفکر وغیرہما میں۔ حالانکہ معاملہ یہاں برعکس ہے یعنی جس کو منسوخ کہتے ہو یعنی غلس اس کا مؤخر ہونا اور اس پر مداومت رسول اللہ ﷺ کی سند صحیح سے ثابت ہے جیسا کہ ابھی سنن ابی داؤد سے منقول ہو چکا اور جن حدیثوں کو مؤلف نے سند پکڑا ہے ان سے ہرگز نسخ ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث ابن مسعود سے اس لئے ثابت نہیں ہوتا کہ جبکہ ثابت ہوئی مواظبت رسول اللہ ﷺ کی تغلیس پر جیسا کہ ثابت کیا گیا تو واجب ہوا حمل کرنا حدیث ابن مسعود کا جمعا بین الدلیلین اس پر کہ اس دن نماز میں داخل ہوئے ہوں گے بمجرد طلوع فجر کے باوجودیکہ غلس دور نہیں

⑬ شرح مسلم باب استجباب التبيكر بالصبح ص ٢٣٠ ج ١۔

⑭ بخارى باب مصلى يصلى الفجر يجمع ج ١٦٨٢۔ مسلم باب استجباب۔ زيارة التغليس بصلوة الصبح ح ٣١١٦

⑮ ترمذى ح ١٥٤ ⑯ ابن ابى شيبه باب من كان ينورها ويسفر ج ٣٢٥٦ ص ٢٨٤ ج ١۔ طحاوى ص ١٨٤ ج ١۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہو اس لئے کہ غلس کے معنی تاریکی آخر شب کی ملی ہوئی روشنی صبح سے ہیں جیسا کہ کہا محلی میں:

فالغلس بقايا ظلمة الليل يخالطها بياض الفجر نقله عياض عن الاظهرى و الخطابى انتهىٰ۔ و هكذا فى عمدة القارى شرح صحيح البخارى للعينى الحنفي۔ ⑰

''غلس کے معنی پچھلی رات کے اندھیرے کے ہیں جس میں صبح کی سفیدی ملی ہوتی ہے نقل کیا یہ عیاض نے اظہری سے اور خطابی سے۔ ہوچکی عبارت محلی کی اور یونہی ہے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں عینی کے۔''

اور ظاہر ہے کہ وہ کچھ آنے اور قلیل سے نہیں ہوتا بلکہ تنویر کامل کی وہ تاریکی باقی رہتی ہے اور اس کی بدایت (آغاز) بھی ہے اور نہایت (اخیر) بھی ہے اور اس میں تقدیم فعل بھی ممکن ہے اسی واسطے کہا فتح الباری میں:

و اما حديث ابن مسعود الذى اخرجه المصنف و غيره انه قال ما رايت رسول الله ﷺ صلى صلوة فى غير وقتها غير ذلك اليوم يعنى الفجر يوم المزدلفة فمحمول على انه دخل فيها مع طلوع الفجر من غير تاخيره و ان فى حديث زيد بن ثابت و سهل بن سعد ما يشعر بتاخير يسير لا انه صلاها قبل ان يطلع الفجر۔ والله سبحانه و تعالى اعلم انتهىٰ۔ ⑱

''اور وہ حدیث ابن مسعود کی جسے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ میں نے سوائے اس دن کے اور نماز غیر وقت میں آنحضرت ﷺ کو پڑھتے نہیں دیکھا۔ یعنی فجر کی نماز مزدلفہ والے دن وہ محمول ہے اس پر کہ بغیر تاخیر آپ نے طلوع فجر ہوتے ہی نماز شروع کر دی۔ چنانچہ حدیث زید بن ثابت اور سہیل بن سعد سے سمجھ میں آتا ہے کہ آپ نے طلوع فجر کے بعد کچھ تھوڑی سی تاخیر کی اور اس کے یہ معنی نہیں کہ فجر سے پہلے پڑھ لی۔ ہوچکی عبارت فتح الباری کی۔''

اور کہا محلی حنفی میں:

و اجاب عنه الحافظ و غيره بانه محمول على انه دخل فيها مع اول طلوع الفجر و كان المعتاد التاخير منه بحيث لا يفوت التغليس والله اعلم انتهىٰ۔

''اور جواب اس کا دیا حافظ ابن حجر وغیرہ نے اس طرح پر کہ وہ حدیث محمول ہے اس پر کہ اول طلوع فجر میں آپ نے نماز شروع کی اور روزمرہ اس کی بہ نسبت دیر کر کے پڑھنے کی عادت تھی اس طرح کہ پچھلی رات کی اندھیری فوت نہ ہو آگے اللہ جانے ہوچکی عبارت محلی کی۔''

اور مؤید ہے اس تاویل کو حدیث صحیح بخاری کی عبدالرحمٰن بن یزید سے:

قال خرجت مع عبدالله الى مكة ثم قدمنا جمعا فصلى الصلوتين كل صلوة وحدها باذان و اقامة و العشاء بين هما ثم صلى الفجر حين طلع الفجر قائل يقول طلع الفجر و قائل يقول لم يطلع الفجر الحديث۔ ⑲

''کہا عبدالرحمٰن بن یزید نے کہ گیا میں عبداللہ کے ساتھ مکہ اور ہم دونوں مزدلفہ پہنچے سو دو نمازیں انہوں نے

---

⑰عمدة القارى وقت الفجرص ۷۵ ج ۵۔ ⑱فتح البارى وقت الفجر ح ۵۷۷ ص ۵۵ ج ۲۔

⑲ بخارى كتاب الحج باب من يصلى بجمع ح۱۶۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھیں ہر ایک جدا مع اذان اور تکبیر کے اور کھانا عشاء کا درمیان ان دو نمازوں کے پھر جب طلوع ہوئی فجر نماز صبح ایسے وقت پڑھی کہ بعضے کہتے تھے کہ صبح ہوگئی اور بعضے کہتے تھے کہ نہیں۔"

الحاصل وہ غلس جس میں ابن مسعود نے مقام مزدلفہ میں ایک پڑھی تھی اور کہا تھا کہ ایسا ہی ایک دفعہ اس مقام میں رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تھی اور سوا اس کے کبھی آپ نے وقت معتاد سے مجاوزت نہیں کی وہ غلس ابتدائی تھی اور جس پر رسول اللہ ﷺ کو مواظبت تھی وہ غلس مؤخر غلس ابتداء سے تھی پس کہاں رہا تعارض قول ابن مسعود میں اور احادیث غلس میں اور کیونکر بے دلیل ناسخ ہوگا قول ابن مسعود کا حدیث تغلیس کو ایسا ہی حدیث اسفروا بالفجر و مافی معناہ سے بھی نسخ حدیث تغلیس کا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ جبکہ ثابت ہوئی حدیث غلس کی روایت شیخین وغیرہما سے اور بمعارض ہوئی اس کے حدیث اسفار کی جو شیخین نے نقل نہیں کی۔

(تطبیق مقدم نسخ پر)

اور قاعدہ وقت تعارض کے درمیان دو حدیثوں کے نزدیک اہل حدیث کے یہ ہے کہ اولا تو ان کو آپس میں جمع اور موافق کریں اور اگر موافق نہ ہوسکیں تو دیکھیں کہ دونوں میں سے کون از راہ تاریخ مؤخر ہے پس مؤخر کو ناسخ سمجھ کر اختیار کریں اور اگر تاریخ بھی معلوم نہ ہو تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیویں اگر ترجیح بھی ممکن نہ ہو تو دونوں کے عمل سے متوقف رہیں اور طرف مادون کے جیسا کہ کہا شرح نخبہ میں:

وان عورض بمثله فلا يخلوا ما ان يمكن الجمع بين مدلو ليهما بغير تعسف اولا فان امكن الجمع فهو النوع المسمى بمختلف الحديث و ان لم يمكن الجمع فلا يخلوا اما ان يعرف التاريخ اولا فان عرف و ثبت المتاخر به او باصرح منه فهو الناسخ و الأخر المنسوخ و ان لم يعرف التاريخ فلا يخلوا اما ان يمكن ترجيح احدهما بوجه من وجوه الترجيح اولا فان امكن الترجيح تعين المصير اليه والا فلا فصار ما ظاهره التعارض واقعا على هذا الترتيب الجمع ان امكن فاعتبار الناسخ و المنسوخ فاالترجيح ان تعين ثم التوقف عن العمل باحد الحديثين انتهى۔ ⑳

"اور اگر ان دو حدیثوں میں معارضہ پڑے تو اس سے خالی نہیں کہ یا تو دونوں میں جمع کرنا ممکن ہوگا بلا تکلف یا نہ ہوگا اگر ممکن ہو تو اس قسم کا نام مختلف الحدیث ہے اور اگر نا ممکن ہو تو اس سے خالی نہیں کہ تاریخ معلوم ہوگی یا نہ ہوگی سو اگر تاریخ معلوم ہوئی اور پچھلی تاریخ کی حدیث تاریخ سے ثابت ہو یا تاریخ سے جو صریح ہو تو ناسخ ہے اور دوسری منسوخ ہے اور اگر تاریخ معلوم نہ ہوئی تو اس سے خالی نہیں کہ یا تو کسی وجہ سے ترجیح ممکن ہوگی یا نہیں سو اگر ترجیح ممکن ہوئی تو اسی وقت رجوع ٹھہر جاوے گا نہیں تو نہیں اور ظاہر میں جو حدیثوں میں معارضہ ہوا کرتا ہے تو اسکا دفع اس ترتیب پر ہے کہ اول جمع کرنا ہے جو ممکن ہووے پھر اعتبار ناسخ اور منسوخ کا ہے پھر ترجیح اگر ہوسکے پھر توقف کرنا عمل سے ہر ایک حدیث پر ان دونوں میں سے۔ ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی۔"

⑳ شرح نخبة الفكر (متحث مختلف الحديث) ص ٥٩ ملتقطا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بیان معنی اسفار)

پس بنا پر اس قاعدہ کے اگر دونوں حدیثوں میں موافقت اور جمع کرو تو ممکن ہے کئی وجہ سے درجہ اول یہ کہ مراد اسفار سے ظہور صبح کا ہے اس انداز پر کہ کسی کو شک نہ رہے باوجودیکہ تاریکی بھی باقی رہے جیسا کہ کہا فتح الباری میں:

واما ما رواہ اصحاب السنن و صححه غير واحد من حديث رافع بن خديج قال قال رسول الله ﷺ اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر فقد حمله الشافعي وغيره على ان المراد بذلك تيقن طلوع الفجر۔ انتهىٰ۔ ㉑

''اور وہ جو اہل السنن نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے اور بہت لوگوں نے اس کو صحیح بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے فجر روشنی میں پڑھا کرو بڑا اجر ہے تو اس کو امام شافعی وغیرہ نے اس پر حمل کیا ہے کہ فجر کا طلوع ہونا یقینی ہو جاوے مراد ہے ہو چکی عبارت فتح الباری کی۔''

اور کہا ترمذی نے اپنی جامع میں بطور حکایت کے شافعی واحمد واسحاق سے:

ان معنى الاسفار ان يصبح الفجر فلا شك فيه ولم يرو ان معنى الاسفار تاخير الصلوة۔ انتهىٰ۔ ㉒

''معنی اسفار کے یہ ہیں کہ صبح میں شک نہ رہے نہ یہ کہ نماز میں تاخیر کرے ہو چکی عبارت ترمذی کی۔''

پھر اس تاویل پر عینی اور شیخ ابن الہمام حنفیوں نے اعتراض کیا ہے کہ رفع شک اور تیقن صبح کا تو مدار ہے صحت نماز کا پھر کیا معنی ایسے اسفار کے اعظم للاجر ہونے کے لیکن بعض منصف حنفیوں ہی نے جواب بھی دیا ہے کہ مدار صحت کا تو مطلق تیقن ہے خواہ چند آدمیوں کو ہو اور مدار بڑائی اجر کا اس حدیث میں نزدیک ائمہ کے یہ ہے کہ ایسا ظہور صبح کا ہو کہ ہر ایک شخص بے غور و تامل کے پہچان لے چنانچہ ابوداؤد کے انعقاد باب سے واضح ہوا۔

باب وقت الصبح حدثنا اسحق بن اسمٰعيل نا سفيان عن ابن عجلان عن عاصم بن عمر بن قتادة بن النعمان عن محمود بن لبيد عن رافع بن خديج قال قال رسول الله ﷺ اصبحوا بالصبح فانه اعظم لاجوركم او اعظم للاجر انتهىٰ ما رواہ ابو داؤد۔ ㉓

قوله اصبحوا بالصبح قال فی النهاية ای صلوها عند طلوع الصبح يقال اصبح الرجل اذا دخل فی الصبح ㉔ **قلت بهذا يعرف ان رواية من رواہ بلفظ اسفروا بالفجر رواية بمعناہ و انه دليل افضلية التغليس بها لاعلى التاخير الى الاسفار كما فی المرقاة۔**㉕

''یہ باب ہے بیان وقت صبح میں روایت کی ہمیں اسحق بن اسمٰعیل نے اور کہا روایت کی ہم کو سفیان نے ابن عجلان سے اور انہوں نے عاصم بن عمرو بن قتادہ بن نعمان سے انہوں نے محمود بن لبید سے انہوں نے رافع بن

㉑ فتح الباری باب وقت الفجر ص ٥٥ ج ٢

㉒ ترمذی مع تحفة الاحوذی کتاب الصلوة باب فی الاسفار بالفجر ص ٥٠٤ ج ١۔ اختلاف الحدیث للشافعی (١٢٤)

㉓ ابوداؤد باب وقت الصبح ح ٤٢٤۔ ابن ماجه وقت الصلوة الفجر ح ٦٧٢۔ مسند احمد ص ٤٦٥ ج ٣

㉔ نهایه حرف الصعاد ص ٦ ج ٣ ㉕ مرقاة شرح مشکوة ص ١٣٨ ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدیج سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے روشنی میں صبح کی نماز پڑھو اجر پاؤ گے یا یہ فرمایا بڑا اجر ملے گا ہو چکی روایت ابی داؤد کی۔ نہایہ میں کہا ہے معنے اس کے یہ ہیں کہ صبح کی نماز طلوع صبح کے وقت پڑھو جب کوئی صبح کو کہیں سے آوے تو اہل عرب اصبح الرجل بولتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس سے معلوم ہوا کہ وہ روایت کو جو لفظ ''اسفروا بالفجر'' کے ساتھ آئی ہے وہ روایت بالمعنی ہے اور بلا شک وہ دلیل ہے اندھیرے میں پڑھنے کی افضل ہونے پر بہ نسبت دیر میں پڑھنے کے جیسا کہ مرقاۃ میں ہے۔''

(مؤلف تنویر کا استدلال اسفار پر)

پس بنابراس روایت کے اجر عظیم تغلیس میں بھی ثابت ہوا اور نماز غلس ہی میں پڑھنی مرجح ہوئی اور کہا بیہقی نے حمل اسفار کا اس حدیث میں یعنی جو کہ مدار بڑائی اجر کا ہے یہی ہے کہ یقیناً معلوم ہو جاوے ورنہ نفس صحت تو قبل تبین یقینی کے واسطے اس شخص کے جو اپنی جانچ اور مہارت سے وقت پہچان لے بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ کہا محلی میں:

و اجاب الاولون عن حديث الاسفار باجوبة احدها ما حكاه الترمذى عن الشافعى و احمد و اسحق ان معنى الاسفار ان يضح الفجر فلا يشك فيه ولم يرو ان معناه تاخير الصلوة ورد بانه يأباه تعليله باعظمية الاجر فان الصلوة قبل تيقن الوقت فاسدة لا اجر لها اصلا قلت لعل مراد الائمة به و الصبح و تيقنه لكل واحد من غير تعمق النظر فى الافق لا التيقن مطلقا فانه لا صلوة عند الشك فى الوقت اجماعاً قال عياض فى تفسير الحديث اى صلوها بعد تبيين وقتها وسطوع ضوء الفجر ولا تبادروا اول مبادى الفجر قبل تبينه وقال البيهقى و الطريق الصحيح ان يحمل حديث الاسفار على تبين الفجر و ان كان يجوز الدخول فيها من القيم بالاجتهاد قبل التبين۔ انتهىٰ۔

''اور حدیث دیر میں پڑھنے کی جو ہے اس پر سویرے پڑھنے والوں نے کئی طرح جواب دیا ہے ایک تو وہ جو ترمذی نے امام شافعی سے حکایت کی ہے اور احمد اور اسحاق نے کہا ہے کہ معنی اسفار میں پڑھنے کے یہ ہیں کہ فجر کی نماز پڑھے اس طرح کہ اس میں صبح کے نہ ہونے کا شک باقی نہ رہے اور یہ ارادہ نہیں کہ نماز میں دیر کی جاوے اور یہ جواب اس طرح پر بگاڑا گیا ہے کہ اسفار کو افضل اجر سے وعدہ دینا اس جواب کو بگاڑتا ہے کیونکہ نماز یقینی وقت سے پہلے فاسد ہے اس پر اجر ہرگز نہیں میں کہتا ہوں کہ شاید مراد اکابر کی یہ ہے کہ صبح شروع ہو جاوے اور بغیر غور کرنے کے ہر ایک یقین کر لیوے نہ کہ مطلق یقین۔ کیونکہ بالاتفاق شک کے وقت نماز نہیں ہوتی تفسیر حدیث میں عیاض نے کہا ہے کہ وقت کے کھل جانے کے بعد نماز پڑھو یعنی ایسے وقت کہ صبح ظاہر ہو جاوے اور صبح کے ظہور سے پہلے نماز میں جلدی مت کرو اور بیہقی نے کہا ہے کہ اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ حدیث اسفار کے صبح کے ظہور پر حمل کی جاوے اگرچہ صبح کے حال جاننے والے کا اجتہاد کے طور پر تبین سے پہلے بھی نماز کا شروع کر لینا جائز ہے۔ ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اور حدیث طبرانی وغیرہ کی:

نوريا بلال بالفجر قدر ما يبصر القوم مواقع نبلهم۔ (26)

(26) طبرانی کبیر ح ٤٤١٤ ص ٢٧٨ ج ٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''روشن کرصبح کواے بلال ایسا کہ لوگ اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ لیویں۔''

جو عینی نے شرح بخاری میں اور مؤلف نے بواسطہ محلی کے تنویر الحق میں نقل کی ہے یہ حدیث بدون تصحیح کسی امام کے ائمہ حدیث میں سے حجت نہیں اس لئے کہ نفس محلی ہی میں جس سے مؤلف نے نقل کی ہے یہ حدیث ضعیف ہے اسناداً۔

حدیث الطبرانی بسند ضعیف انتھٰی ما فی المحلی۔

''حدیث طبرانی کی سند ضعیف سے ہے۔ ہو چکی وہ عبارت جو محلی میں ہے۔''

(قول طحاوی کا غلس میں)

پس کس طرح بے تصحیح کسی محدث کے اس کو قبول کیا جاوے تو یہ حدیث مانع اور مبطل نہ ہوگی اس مجمل کی جو بیان ہوا وجہ اول میں وجہ ثانی یہ کہ حدیث اسفار میں یہ مراد نہیں کہ جبکہ روشنی ہو اس وقت نماز شروع کرے بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ شروع نماز غلس ہی میں کرے لیکن اتنی طویل قرأت پڑھے کہ پڑھتے پڑھتے حالت اسفار میں اختتام اس کا ہووے جیسا کہ کہا فتح الباری میں:

وحملہ الطحاوی علی ان المراد الامر بتطویل القرأۃ فیھا حتی یخرج من الصلوۃ مسفراً و ابعد من زعم انہ ناسخ للصلوۃ فی الغلس۔ انتھٰی۔ ㉗

''اور حمل کیا ہے طحاوی نے اس کو اس پر کہ مراد یہ ہے کہ اتنی لمبی قرأت پڑھے کہ روشنی فارغ ہو اور وہ شخص بہت بعید ہے جس نے یہ گمان کیا کہ یہ اسفار کی حدیث اندھیرے میں پڑھنے کی حدیث کے ناسخ ہے ہو چکی عبارت فتح الباری کی۔''

اور کہا طحاوی نے حنفی نے حدیث غلس میں:

والذی ینبغی ان یبدا بالغلس و یختم بالاسفار وھو قول ابی حنیفۃ و محمد و ابی یوسف۔ ㉘

''اور لائق یہ ہے کہ شروع کی جاوے نماز اندھیرے میں اور ختم کی جاوے اجالے میں اور یہ قول امام ابی حنیفہ اور محمد اور ابی یوسف کا ہے۔''

نقل کیا اس کو محلی میں اور پھر کہا:

وھو احسن وجوہ الجمع و بہ یجمع الاحادیث و المذاھب و یؤیدہ ما للنسائی عن انس انہ ﷺ کان یصلی الصبح الی ان ینفسخ البصر۔ ㉙

''اور یہ خوب وجہ ہے موافقت کی اسی سے جمع ہو جاتی ہیں حدیثیں اور مذاہب اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو نسائی میں انس سے ہے کہ آنحضرت ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے روشنی تک۔''

وجہ تیسری یہ کہ امر بالا سفار محمول ہو چاندنی راتوں پر کیونکہ ان راتوں میں اشتباہ روشنی صبح کا ساتھ روشنی چاند کے بہت ہوتا ہے نقل کیا اس کو خطابی نے جیسا کہ کہا محلی میں:

㉗ فتح الباری باب وقت الفجر ص ٥٥ ج ٢ ㉘ طحاوی باب اوقت الذی یصلی فیہ الفجر ص ١٧٦ ج ١

㉙ نسائی کتاب الواقیت باب آخر وقت الصبح ح ٥٥٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الثانی ان الامر بالاسفار خاص فی اللیالی المقمرة احتیاطا لعدم تبین الصبح حکاها الخطابی انتهیٰ اقول وما قیل من انه تخصیص بلا مخصص فمردود بانه ای مخصص اقوی من احادیث الغلس المرویة بروایة اصحاب الست و غیرهم المتعارضة للاسفار فلا بد من الحمل علی ما صلح له و منه اللیالی المقمرة و ما قیل من انه مخالف لما عن ابراهیم النخعی من روایته اجماع الصحابة علی التنویر فسیجئ و جوابه باثبات ان قول النخعی غیر مستقیم علی الظاهر ولا یفید تعامل جمیع الصحابة او اکثرهم علی الاسفار الحاصل۔

''دوسرے یہ کہ حکم اجالے کا خاص ہے چاندنی راتوں میں بنظر احتیاط کے بسبب نرم ظہور صبح کے حکایت کی یہ توجیہہ خطابی نے ہو چکی عبارت محلی کی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ توجیہہ تخصیص بلا وجہ ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیثوں اندھیرے کی سے کہ جنہیں اصحاب صحاح ستہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بڑھ کر کون سی وجہ تخصیص ہوگی ضرور ہے محمول کرنا حدیث اسفار کا مناسب معنے پر اور وہ چاندنی راتیں بھی ہو سکتی ہیں اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ توجیہہ مخالف ہے اس کے جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اجماع صحابہ کا روشنی پر ہے تو وہ اب آتا ہے اور جواب اس کا اس کے ثابت کر دینے کے ساتھ ہے کہ وہ قول بظاہر ٹھیک نہیں ہے اور سارے صحابہ یا اکثر کے تعامل کو مفید نہیں۔''

(بیان ترجیح صحیحین)

ان وجوہ سے تعارض حدیث غلس کا اور اسفار کا مرتفع ہو سکتا ہے یعنی دونوں قسم کی حدیثوں میں ان وجوہ سے جمع اور موافقت ہو سکتی ہے اور حدیث غلس کی معمول بہ رہتی ہے اور اگر توفیق اور جمع بین الاحادیث نہ کرو اور بے دلیل اور خلاف قواعد اہل حدیث کے رجوع کرو طرف نسخ کے تو تو بھی غلس بھی باقی رہتی ہے واسطے عمل کے کیونکہ مؤخر بھی یہی ہے نہ اسفار جیسا کہ روایت ابوداؤد میں گذرا تو حدیث غلس جو مؤخر ہے ناسخ ہوگی اور حدیث اسفار منسوخ ہوگی اور اگر اس سے بھی انحراف کرو تو تیسری وجہ کو اختیار کرو یعنی حدیث اسفار کی متروک العمل ہو اور حدیث غلس کی معمول بہ رہے اس لئے کہ حدیث اسفار کو شیخین نے روایت نہیں کیا اور غلس کو شیخین اور امام مالک اور باقی اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ وقت ترجیح کے ایسی روایات میں سے روایت شیخین کی مقدم ہوتی ہے ان کے غیر کی روایت پر جیسا کہ کہا شرح نخبہ میں۔

و من ثم ای من هذه الجهة و هی ارجحیة شرط البخاری یقدم صحیح البخاری علی غیره من الکتب المصنفة ثم صحیح مسلم لمشارکته للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابه بالقبول ثم قدم فی الارجحیة من حیث الاصحیة ما وافقه شرطها انتهی و هکذا فی حجة الله البالغة⑳ کما سیجئ اقول الا ما روی الزهری عن سالم بن عبدالله

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عمر عن ابیه او محمد بن سیرین عن عبیدة بن عمرو عن علی او ابراھیم النخعی عن علقمة عن ابن مسعود او غیرھم المتساوون لھم فی الرتبة ولا یخفی ان روایة الاسفار لیست بھذہ المثابة فیقدم علیھا ما رواہ الشیخان۔

''اور اسی جگہ سے یعنی اس جہت سے یعنی (راجح ہونے شرط بخاری سے غیر پر) مقدم رکھی گئی بخاری اور کتابوں پر پھر صحیح مسلم بسبب شریک ہونے اس کی اتنی بات میں کہ بخاری کی طرح لوگوں نے بھی اس کو مقبول رکھا ہے پھر مقدم رکھی جائے گی وہ روایت جو ان کی شرط کے موافق ہو۔ ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی اور یونہی ہے حجۃ البالغہ میں چنانچہ آگے آوے گا۔ میں کہتا ہوں یہ حکم ان روایتوں کے سوا ہی ہے جو روایت کی ہے زہری نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ سے یا محمد بن سیرین سے عبیدہ بن عمرو سے انہوں نے علی یا ابراہیم نخعی نے علقمہ سے انہوں نے ابن مسعود سے یا اسی طرح اور مساوی درجہ کے لوگ اور یہ امر پوشیدہ نہیں کہ روایت اسفار کی ایسی نہیں تو لہذا اس پر بخاری اور مسلم کی روایت مقدم رہے گی۔''

نسخ غلس کا حدیث اسفر وا سے عاقل نہیں کہہ سکتا ہے باوجودیکہ جمع بین الاحادیث بھی ممکن ہے اور وہ مؤخر ہونا حدیث غلس کا از راہ تاریخ کے بھی ثابت ہے اور ترجیح حدیث غلس کی حدیث اسفار پر بھی متحقق ہے ایسا ہی ہے قول ابراہیم نخعی کہ۔

ما اجتمع اصحاب محمد علی شئ ما اجتمعوا علی التنویر۔ (31)

''نہیں جمع ہوئے اصحاب محمد ﷺ کے کسی شے پر جیسا کہ جمع ہوئے اجالے میں نماز کے پڑھنے پر۔''

سے بھی نسخ تغلیس کا ثابت نہیں ہوتا اس لئے اگر کہو کہ مراد اصحاب مجتمعین علی التنویر سے بیچ کلام نخعی کے کل صحابہ یا جمہور صحابہ ہیں تو قول اس کا منقطع ہوگا اس لئے کہ اس کو سب صحابہ سے یا جمہور سے ملاقات نہیں بلکہ فقط ایک دو صحابہ سے ملاقات ہے جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں:

ابراھیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ابو عمران الکوفی الفقیه ثقة الا انه یرسل من الخامسة انتھیٰ۔ (32)

''ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی ابو عمران کوفی فقیہ ثقہ ہے مگر مرسل روایت کرتا ہے پانچویں طبقہ میں سے ہے ہو چکی عبارت تقریب کی۔''

تو دیکھو حافظ ابن حجر نے نخعی کو پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور پانچویں طبقے والے وہ لوگ ہیں جن کو ایک یا دو صحابیوں کی ملاقات ہوئی اور بعضوں کو ان میں سے سماع کسی صحابی سے ثابت نہیں جیسا کہ خود ابن حجر مقدمہ تقریب میں فرماتے ہیں:

والخامسة الطبقة الصغریٰ منھم الذین راوا الواحد او الاثنین ولم یثبت لبعضھم السماع من الصحابة کالاعمش۔ (33)

''پانچواں طبقہ چھوٹا ان میں کہ انہوں نے ایک یا دو صحابیوں کو دیکھا بلکہ بعضوں کو صحابہ سے سماع بھی ثابت

---

(31) ابن ابی شیبه باب من کان نیورھا و یسفر ج ۳۲۵۶ ج ۱ طحاوی ص ۱۸۴ ج ۱ (32) تقریب ص ۲۴
(33) تقریب ص ۱۰ (34) شرح نخبة الفکر (مرلتب التعدیل) ص ۱۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جیسے کہ اعمش۔"

اور شیخ الاسلام امام النقاد جن کو ابن حجر شرح نخبہ میں اور فاضل بہاری مسلم الثبوت میں یوں فرماتے ہیں کہ:

هو من اهل الاستقراء التام في نقد الرجال۔(34) "کہ وہ لوگوں کے پرکھنے پر بڑی تلاش کا آدمی ہے۔"

یعنی محمد ابن احمد ذہبی ابراہیم نخعی کو ان میں سے گنتے ہیں جن کو کسی صحابی سے سماع حدیث ثابت نہیں اور کہتے ہیں کہ اگر نخعی ابن مسعود سے وغیرہ بلا واسطہ کچھ نقل کرے تو نقل اس کی حجت نہیں میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں:

ابراهيم النخعي احد الاعلام يرسل عن جماعة لم يصح له سماع عن صحابي و كان لا يحكم العربية ربما لحن و لكن الامر على ا نه حجة و انه اذا ارسل عن ابن مسعود و غيره فليس ذلك بحجة انتهىٰ (35)

على ما نقله العلامة المحقق احمد بن يحيىٰ سعد الدين التفتازاني في المجموعة له المشهورة بالعقود العشرة۔

"ابراہیم نخعی بڑے عالموں میں سے ہیں ایک جماعت سے مرسل روایت کرتے ہیں اور ان کو کسی صحابی سے سماع نہیں اور زبان عربی میں محکم نہ تھے بارہا غلطی کرتے تھے اور وہ بات یہ ہے کہ ان کی روایات حجت ہے اور جب ابن مسعود وغیرہ سے مرسل روایت کریں تو حجت نہیں ہو چکی۔ وہ عبارت جو نقل کی علامہ احمد بن یحییٰ سعد الدین تفتازانی نے مجموعہ میں جو عقود عشرۃ کہ مشہور ہے یعنی بدہ عقدہ درو علم۔"

پس ثابت ہوا کہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دو صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات بدون سماع کے ہے پس جماعتوں سے خبر دینا اس کا کہ تمام اصحاب یا اکثر اسفار کیا کرتے تھے اپنے دیکھنے سے تو ان کی دشوار ہی ہے خواہ مخواہ کسی اور سے سنا ہوگا حالانکہ اس شخص کا ذکر نہ کیا تو قول اس کا منقطع ہوا۔ اور یہ قول منقطع حجت نہیں **كما مر عن ميزان الاعتدال۔ هكذا في كتب اصول الحديث۔**(36)

چنانچہ گزر چکا میزان الاعتدال سے اور یونہی ہے اور کتب اصول میں۔

(بیان ودام فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

اور اگر کہو کہ مراد نخعی کی ان اصحاب سے جو اسفار کرتے تھے ایک دو اصحاب ہیں تو مسلم لیکن ایک دو اصحاب کے فعل سے وہ تغلیس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں تھی اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق جیسے جلیل الشان کا عمر بھر اس پر عمل رہا کیونکر منسوخ ہو جاوے یہ تو کسی ذی ہوش سے آج تک مروی نہیں ہاں البتہ اگر سب صحابہ خلفاء راشدین اربعہ وغیرہم بلا خلاف کے ایک اسفار پر اتفاق کرتے تو کہا جاتا کہ بے شک اتفاق ان کا دلالت کرتا ہے منسوخ ہونے پر غلس کے اور جبکہ یہ اتفاق نہ کی نے ثابت کیا اور نہ آئندہ انشاء اللہ ثابت ہوگا۔ پھر کس طرح بعض صحابہ کے فعل سے فعل مدامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور معتاد شیخین ابوبکر صدیق اور عمر وغیرہما رضی اللہ عنہم کا منسوخ ہو سکتا ہے۔

ولا يقول بامكانه الا من اشرب في قلبه التعصب او الجهل من قواعد الاصول و من شروط

---

(35) میزان الاعتدال ص ۷۵ ج ۱

(36) التقريب مع التدريب ص ۱۰۹ ج ۱۔ و شرح نخبة الفكر مع شرحه ملا علی قادری ص ۴۱۲۔ اسبال المطر علی قصب السكر ص ۶۸۔ مقدمه ابن الصلاح ص ۸۔ قواعد التحديث ص ۷۹ ص ۱۳۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النسخ و غيره۔

''اور اس کے امکان کا وہی اقرار کرے گا جو متعصب ہے یا جو قواعد اصول سے بے خبر اور شرائط نسخ وغیرہ سے غافل۔''

اسی واسطے بعض حنفیہ نے بھی دعویٰ نسخ غلس کا قول نخعی سے رد کر دیا جیسا کہ کہا شیخ سلام اللہ محدث دہلوی حنفی نے محلی میں۔

والثانی با دعاء النسخ و استدل علی النسخ بما اخرج الطحاوی عن ابراهيم ما اجتمع اصحابه رضی اللہ عنہم ما اجتمعوا علی التنوير و هذا اسناد صحيح قالوا ولا يجوز اجتماعهم علىٰ خلاف ما فارقهم عليه النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لعلهم بنسخ التغليس المروی عن عائشةقلت كيف يدعی نسخ التغليس و قد اخرج ابو داؤد و صححه ابن خزيمة من طريق اسامة بن زيد الليثی عن ابن شهاب عن عروة عن بشير بن ابی مسعود عن ابيه انه صلی الله عليه وسلم صلی الصبح مرة بغلس ثم صلی مرة اخری فاسفر بها ثم كانت صلوته بعد ذلك التغليس حتی مات لم يعد الی ان يسفر و قد سبق تخريجه فان قيل فيه اسامة بن زيد الليثی و قد قال فيه النسائی و الدارقطنی ليس بالقوی و قال احمد ليس بشئ و قال ابو حاتم لا يحتج به قلنا الحديث مما صححه ابن خزيمة و سكت عليه ابو داؤد و ما سكت هو عليه لا ينزل عن درجة الحسن قال البيهقی رواته كلهم ثقات و خبر الاسفار مختلف فی اسناده و متنه وقال الخطابی هو حديث صحيح اسناداً و اسامة من رجال البخاری و قد قالوا من روی عنه الشيخان او احدهما لا ينظر للطاعنين فيه وان اكثروا مما يقع بعدم النسخ كتابه عمر الی عماله و ابی موسی الاشعری ان صلوا الصبح و النجوم بادية مشتبكة كما سيجئ فی الكتاب۔ ㊲

فلو كان التغليس منسوخا لما خفی علی مثل عمر و ابی موسی ولا نكر عليه الصحابة ذلك و ايضاً سيجئ فی الكتاب ان ابا بكر الصديق كان يقرء بالبقرة فی صلوة الصبح۔ ㊳

و كذلك يجئ عن ابن عامر عن عمر انه قرء فيها بسورة يوسف و الحج قرأة بطيئة قال فقلت والله اذا لقد كان يقوم حين يطلع الفجر قال نعم۔ ㊴

و اخرج ابن ماجة عن مغيث بن سمی قال صليت مع عبدالله بن الزبير الصبح بغلس فلما سلمت اقبلت علی ابن عمرقلت ما هذه صلواة قال كانت هذه صلاتنا مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بكر و عمر فلما طعن عمر اسفر بها عثمان انتهیٰ۔ ㊵

وروی ابن ابی شيبة كان الناس يغلسون الفجر فی زمن عثمان ما يعرف بعضهم بعضاً۔ ㊶

وعن ابی موسیٰ و ابن الزبير و عمر بن عبدالعزيز انهم كانوا يغلسون۔ ㊷

㊲ موطا وقوت الصلوة ح ٧ ص ٤

㊳موطا باب القرأة فی الصبح ح٣٣ ص ٤٨

㊴موطا باب القرأة فی الصبح ح٣٤ ص ٤٨ بسند صحيح

㊵ابن ماجه مواقيت الصلوة ح ٦٦٧۔

㊶ابن ابی شيبه باب من كان يغلس بالفجر ح٣٢٣٣ ص ٢٨٢ ج ١ الاصل هما حديثان جمعهماالمولف فی سياق واحد

㊷ابن ابی شيبه باب من كان يغلس بالفجر ح ٣٢٣٧و ـ ٣٢٣٩ـ و ٣٢٤٠ص ٢٨٣ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاذا ثبت التغليس من هؤلآء الصحابة الكبار فما روى النخعي ما اجتمع اصحابه ﷺ ما اجتمعوا على التنوير لو صح فمحمول على اجتماع من ادركه النخعي من الصحابة من اهل العراق لا على جميعهم ۔ انتہیٰ۔

''اور دوسرے دعویٰ نسخ کا اور دلیل پکڑی ہے نسخ پر اس روایت سے جسے روایت کی طحاوی نے ابراہیم سے کہ نہیں جمع ہوئے اصحاب آنحضرت ﷺ کے کہ جیسے جمع ہوئے روشنی میں نماز کے پڑھنے پر اور یہ سند صحیح ہے۔ مشائخ نے کہا ہے کہ ان کا اجتماع اس کے خلاف پر جس پر آنحضرت ﷺ ان کو چھوڑ گئے بے اس کے نہیں ہوسکتا کہ ان کو وہ اندھیرے میں پڑھنے کی روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے اس کے منسوخ ہونے کا علم ہو میں کہتا ہوں کیونکر نسخ کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے حالانکہ روایت کی ابوداؤد نے اور تصحیح کی اس کی ابن خزیمہ نے سلسلہ اسامہ بن زید لیثی سے اور انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے بشیر بن ابی مسعود سے انہوں نے اپنے باپ سے یہ کہ صبح کی نماز آنحضرت ﷺ نے اندھیرے میں ایک دفعہ پڑھی پھر دوسری دفعہ روشنی میں پڑھی پھر تا بوفات اندھیرے میں پڑھتے رہے اور البتہ اس کی روایت آگے گزر چکی اگر کہا جاوے کہ اس سند میں اسامہ بن زید لیثی ہے اور نسائی نے اور دار قطنی نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں اور احمد نے کہا ہے کہ ناچیز ہے اور ابی حاتم نے کہا ہے کہ اس کی روایت حجت نہیں ہے۔ ہم کہیں گے کہ یہ حدیث وہ ہے جس کی صحت ابن خزیمہ نے بیان کی اور ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے اور جس پر ابو داؤد سکوت کر لے وہ درجۂ حسن سے گھٹ کے نہیں ہے بیہقی نے کہا ہے کہ راوی اس کے سب ثقہ ہیں اور اسفار کی سند حدیث میں اختلاف ہے اور نیز متن میں اور خطابی نے کہا ہے کہ وہ حدیث صحیح ہے سند کے طور پر اور اسامہ بخاری کے راویوں میں سے ہے اور اہل اصول حدیث نے کہا ہے کہ جس سے دونوں شیخ روایت کریں یا ایک تو پھر اس کے طعن کرنے والوں پر نظر نہ ہوگی اگرچہ کتنے ہی ہوں اور وہ جو منسوخ ہونا اس حدیث کا ثابت کرتا ہے وہ حضرت عمر کا خط لکھنا اپنے عالموں کو اور ابوموسیٰ اشعری کو یہ کہ صبح کی نماز پڑھو ایسے وقت کہ تاریکی کھلی ہو جیسا کہ آگے مؤطا میں ہے سو اندھیرے میں پڑھنا اگر منسوخ ہوتا تو حضرت عمر اور ابی موسیٰ پر مخفی نہ رہتا اور صحابہ ان پر انکار کرتے اور بھی مؤطا میں آوے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ صبح میں پڑھتے تھے۔ سو یہ اندھیرے میں پڑھنا چاہتا ہے۔ اور اسی طرح یحییٰ نے ابن عامر سے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سورۂ یوسف اور سورۂ حج ترتیل سے پڑھی تھی صبح، مجھے ابن عامر نے کہا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا صبح ہوتے کھڑے ہوتے تھے کہا کہ ہاں اور روایت کی ابن ماجہ نے مغیث بن سمی سے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ نماز پڑھی صبح کی تو اندھیرا تھا جب میں نے سلام پھیرا تو میں ابن عمر کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ یہ کیسی نماز ہے انہوں نے کہا کہ یہ ہماری نماز آنحضرت ﷺ کے ساتھ کی ہے اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سویرے پڑھنی شروع کر دی۔ ہو چکی عبارت ابن ماجہ کی۔ اور روایت کی ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے کہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسے اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے کہ ایک کو ایک نہیں پہچانتا تھا اور ابی موسیٰ اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ وہ بھی اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے سو جس وقت ان بڑے صحابیوں سے اندھیرے میں نماز پڑھنا ثابت ہو گیا تو پھر وہ جو نخعی نے روایت کیا ہے کہ جس طرح صحابہ اجالے میں نماز پڑھنے میں جمع ہوئے ہیں اس طرح کسی بات پر نہیں ہوئے اگر درجۂ صحت کو پہنچ جاوے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اہل عراق سے جن صحابہ کو نخعی نے پایا ہے ان کا یہ دستور ہو گا نہ سارے صحابہ کا ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اور کہا فتح الباری میں:

وابعد من زعم انه ناسخ للصلوٰة فی التغليس انتهیٰ۔ (43)

''اور بہت دور ہے جس نے یہ کہا کہ اجالے میں نماز پڑھنے کی حدیث اندھیرے میں پڑھنے کے حکم کی ناسخ ہے۔''

(صحابہ رضی اللہ عنہم کا غلس میں نماز پڑھنا)

پس ثابت ہوا کہ مؤلف کی کسی دلیل سے نسخ تغلیس کا ثابت نہیں ہوتا یعنی نہ حدیث ابن مسعود سے اور نہ اسفروا بالفجر سے اور نہ قول نخعی سے اور جو کہ مؤلف نے حدیث غلس سے اخیر میں مسئلہ کے جواب دیا ہے کہ یہ غلس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا والی محمول ہے اوپر اندھیرے مسجد کے نہ اوپر اندھیرے میدان کے انتھیٰ اسی کے نام ہے تحریف جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب حظ نصرانیۃ (عیسائیوں جیسا تحریفی فعل) بتاتے ہیں جیسا کہ باب ثانی کے جواب کے ضمن میں گذرا اس لئے کہ حدیث عائشہ میں غلس حالت انقلاب میں مسجد سے گھروں کی طرف بیان کی ہے نہ حالت اقامت مسجد کی میں جیسا کہ فرمایا ہے۔

ثم ينقلبن الى بيوتهن حين يقضين الصلوة ما يعرفهن احد من الغلس. (44)

''پھر نماز پڑھ کر اپنے گھر کو جاتی تھیں اور اندھیرے کے سبب شناخت نہ ہوتی تھی۔''

پس دیکھو کہ اس قول سے تاریکی خاص مسجد میں کہاں سمجھی جاتی ہے علاوہ یہ کہ سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اوروں کی روایت میں اتنی تحریف کی گنجائش نہیں۔ اسی واسطے شیخ سلام اللہ حنفی نے اس قول کو رد کر دیا ہے جیسا کہ کہا ہے محلی میں:

و اجاب ابن الهمام عن حديث عائشة بجملة على غلس داخل المسجد لان حجرتها كانت فيه و كان سقفه مقاربا انتهیٰ۔ (45)

و فيه مع كونه بعيداً انه لا يختص رواية التغليس بعايشة بل رواها جماعة من الصحابة

---

(43) فتح الباری مواقیت الصلوۃ ح ۵۷۸ ص ۵۵ ج ۲

(44) بخاری مواقیت الصلوۃ باب وقت الفجر ح ۵۷۸۔ مسلم کتاب المساجد باب استحباب التبکیر بالصبح ح ۱۴۵۷ تا ۱۴۵۹

(45) فتح القدیر فصل فی اسحباب التعجیل ص ۱۹۹ ج ۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کما سبق انتھیٰ کلام المحلی۔

اور جواب دیا ہے ابن ہمام نے حضرت عائشہ کی حدیث سے یوں کہ اندھیرا مسجد کے اندر کا حال تھا اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ کا حجرۃ اندر ہی تھا اور اس کی چھت نیچی تھی۔ ہو چکا کلام ابن ہمام کا اور اس میں سوا اس کے یہ کلام بعید ہے یہ بھی ہے کہ یہ روایت کچھ حضرت عائشہ ہی پر مخصوص نہیں بلکہ ایک جماعت صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے چنانچہ پہلے گذر چکا ہو چکی عبارت محلی کی۔

پس ہوا کلام مؤلف کا بجمیع اجزاء اور باقی رہا معمول بہ ہونا حدیث غلس کا جیسا کہ ہم نے ثابت کیا ہے۔

وللہ الحمد اولا و آخر و ظاھراً و باطنا علی و ما وفقنا لاثبات الغلس المروی عن النبی ﷺ المعتاد له مدة عمره علیه الصلوة و السلام۔

''اور اللہ کا شکر ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن کو اس نے ہم کو اس اندھیرے میں نماز پڑھنے کی روایت کے ثابت کرنے کی توفیق دی ہے جو آنحضرت ﷺ سے ثابت اور ہمیشہ کا برتاؤ تھا۔''

❀❀❀❀❀❀❀❀

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ تیسرا:

قال: بیچ وقت مستحب ظہر کے:

اقول: کئی حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شدت گرمیوں میں بھی اول ہی وقت ظہر پڑھا کرتے اور اسی کی رغبت دلاتے روایت کی بخاری اور مسلم نے ابو ہریرۃ سے۔

قال قال رسول الله ﷺ لو یعلم الناس ما فی النداء و الصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیه لاستھموا علیه ولو یعلمون ما فی التھجیر لا ستبقوا الیه۔ الحدیث۔ (46)

''کہا آنحضرت ﷺ نے اگر لوگ اذان اور صف اول کا ثواب جانتے اور قرعہ ڈال کر اس کو پاتے تو اس پر قرعہ ڈالتے اور اگر ظہر کے اول وقت کے ثواب کو جانتے تو اس کی طرف دوڑتے۔ آخر حدیث تک۔''

اور روایت کی امام احمد اور ابوداؤد نے زید بن ثابت سے۔

قال کان رسولُ الله ﷺ یصلی الظھر بالھاجرۃ ولم یکن صلوۃ اشد علی اصحاب رسول الله منھا الخ ھکذا فی المشکوۃ۔ (47)

آنحضرت ﷺ ظہر کی نماز اول وقت پڑھا کرتے تھے اور کوئی نماز صحابہ پر اس نماز سے زیادہ سخت نہ تھی یونہی ہے مشکوۃ میں۔

اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم نے محمد بن عمرو بن الحسن رضی اللہ عنہم سے۔

قال سألنا جابر بن عبدالله عن صلوۃ النبی ﷺ فقال کان یصلی الظھر بالھاجرۃ و العصر و الشمس حیة الحدیث۔ (48)

''کہا محمد بن عمرو بن حسن نے کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے آنحضرت ﷺ کی نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ ظہر اول وقت اور عصر آفتاب کی تیزی کے وقت پڑھتے تھے۔''

اور روایت کی بخاری اور مسلم نے سیار بن سلامہ سے

قال دخلت انا و ابی علی ابی برزہ الاسلمی فقال له ابی کیف کان رسول الله ﷺ المکتوبة فقال کان یصلی الھجیرۃ التی تدعونھا الاولی حین تدحض الشمس۔ الحدیث۔ (49)

''کہا سیار بن سلامہ نے کہ میں اور میرے باپ حضرت ابی برزہ اسلمی کے پاس گئے سو ان سے میرے باپ نے آنحضرت ﷺ کی فرض نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سورج کے ڈھلتے ہی جسے لوگ اول دوپہر کہتے ہیں۔ آخر حدیث تک۔''

---

(46) بخاری کتاب الاذان ح ٦١٥ مسلم تسوسة الصفوف واقامتھاح ح ٩٨١۔

(47) مسند احمد ص١٨٣ ج ٥ ابوداؤد باب وقت العصر ح ٤١١

(48) بخاری کتا مواقت الصلوۃ ح ٥٦٥ مسلم کتاب المساجد باب استحباب التبکیر بالصبح ح ٦٤٦

(49) بخاری وقت العصر ح ٥٤٧ مسلم کتاب المساجد باب استحباب التبکیر بالصبح ج ١٤٦٢۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روایت کی مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے۔

قال کان النبی ﷺ یصلی الظهر اذا دحضت الشمس۔ (50)

''جابر بن سمرۃ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ ظہر پڑھا کرتے تھے سورج کے ڈھلتے ہی۔''

اور خباب رضی اللہ عنہ سے۔

قال شکونا الی رسول الله ﷺ الصلوة فی الرمضاء فلم یشکنا۔ (51)

''کہا خباب نے کہ شکایت کی ہم نے آنحضرت ﷺ سے نماز کی جلتی زمین میں آپ نے وہ شکایت نہیں سنی۔''

پھر کہا۔

قال زهیر قلت لابی اسحق فی الظهر قال نعم قلت افی تعجبلها قال نعم۔ (52)

''زہیر نے کہا کہ میں نے ابی اسحٰق سے پوچھا کہ یہ بات کیا ظہر کی نماز کے حق میں تھی کہا ہاں پھر پوچھا کہ کیا ظہر کی جلدی کے باب میں تھی کہا ہاں۔''

اور انس رضی اللہ عنہ سے۔

قال کنا نصلی مع رسول الله ﷺ فی شدة الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جبهته من الارض بسط ثوبه فسجد علیه۔ (53)

''انس نے کہا کہ ہم آنحضرت کے ساتھ نماز بڑی گرمی میں پڑھا کرتے تھے پھر جب زمین پر پیشانی نہیں ٹک سکتی تھی تو بعضے لوگ کپڑا اچھالیا کرتے تھے اور اس پر سجدہ کیا کرتے تھے۔''

اور روایت کی ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

قالت ما رایت اشد تعجیلا للظهر من رسول الله ﷺ ولا من ابی بکر ولا من عمر۔ (54)

''حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور ابوبکر اور عمر سے زیادہ جلدی کرنے والا ظہر میں نہیں دیکھا۔''

پھر کہا۔

وفی الباب عن جابر بن عبدالله و خباب و ابی برزة الاسلمی و زید بن ثابت و انس و جابر بن سمرة قال ابو عیسی حدیث عائشة حدیث حسن وهو الذی اختاره اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ و من بعدهم قال علی قال یحیی بن سعید و قد تکلم شعبة فی حکیم بن جبیر من اجل الحدیث الذی روی عن ابن مسعود۔ عن النبی ﷺ من سال الناس وله ما یغنیه قال یحیی و روی له سفیان و زائدة ولم یرا یحی بن معین بحدثیه باسا قال محمد و قد روی عن حکیم بن جبیر عن سعید بن

---

(50) مسلم کتاب استحباب تقدیم الظهر وفی اول الوقت ج ١٤٠٤۔

(51) مسلم کتاب المساجد باب استحباب تقدیم الظهر ح ١٤٠٥ (52) مسلم کتاب المساجد باب استحباب تقدیم الظهر ح ١٤٠٦

(53) ابوداؤد باب الرجل یسجد علی توبه ح ٦٦٠۔

(54) ترمذی کتاب الصلوة باب فی التعجیل بالظهر ح ١٥٥۔ مسند احمد ص ١٣٥ و ٢١٥ ج ٦۔ یہ حدیث اس سند کے ساتھ ضعیف ہے لیکن ظہر کے جلدی پڑھنے میں متفق علیہ احادیث ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبیر عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجیل الظهر انتهیٰ۔(55)

''اور اس باب میں جابر بن عبداللہ اور خباب اور ابی برزہ الاسلمی اور ابن مسعود اور زید بن ثابت اور انس اور جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہا ابوعیسیٰ نے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جسے اہل علم نے پسند کیا ہے صحابہ آنحضرت ﷺ میں سے اور ان کے بعد والوں نے کہا علی نے کہ یحیٰ بن سعید نے کہا کہ شعبہ نے حکیم بن جبیر میں اس حدیث کے سبب کلام کیا ہے جسے اس نے ابن مسعود کے واسطے سے آنحضرت سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لوگوں سے مانگے اور اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی حاجت رفع کر سکے۔ یحیٰ نے کہا کہ سفیان اور زید نے یہ حدیث روایت کی ہے اور ابن معین نے حکیم بن جبیر کی حدیث میں کچھ حرج نہیں بتایا اور محمد نے کہا ہے کہ بلاشک روایت کی گئی حکیم ابن جبیر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے تعجیل ظہر کے باب میں ہو چکی عبارت ترمذی کی۔''

اور روایت کی ہے نسائی نے خباب سے مثل روایت مسلم کے خباب سے جو گذری اور روایت کی ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

قال شکونا الی رسول اللہ ﷺ حر الرمضاء فلم یشکنا۔(56)

''کہا ابن مسعود نے کہ شکایت کی ہم نے آنحضرت ﷺ سے جلتی زمین کی گرمی کی سو آپ نے شکایت نہ سنی۔''

اور خباب سے مثل اس کے اور ابو برزہ سے۔

قال کان النبی ﷺ یصلی الصلوۃ الهجیرة التی تدعونها الظهر اذا دحضت الشمس۔(57)

''کہا ابو برزہ نے آنحضرت ﷺ ظہر سورج کے ڈھلتے ہی پڑھا کرتے تھے۔''

اور روایت کی ابوداؤد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے۔

کنت اصلی الظهر مع رسول اللہ ﷺ فاخذ قبضة من الحصا لتبرد فی کفی اضعها لجبهتی اسجد علیها لشدة الحر۔(58)

''جابر بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے ظہر آنحضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی تو میں نے ایک مٹھی کنکر اپنے ہاتھ میں گرمی کے سبب سے لے لئے تھے کہ جب وہ کنکر میرے ہاتھ میں سرد ہو ویں تو میں اس پر سجدہ کروں۔''

اور زید بن ثابت سے۔

قال کان رسول اللہ ﷺ یصلی الظهر بالهاجرة۔ الحدیث۔(59)

''زید بن ثابت نے کہا کہ آنحضرت ﷺ اول وقت ظہر پڑھا کرتے تھے۔''

پس یہ روایتیں صریح دلالت کرتی ہیں اس پر کہ عمل میں آنحضرت ﷺ کے یہی تھا کہ بمجرد زوال کی نماز پڑھا

---

(55) ترمذی مع تحفة الاحوذی ص ۵۰۸ ج ۱ (56) ابن ماجه کتاب الصلوة باب وقت الظهر ح ۶۷۶

(57) روایت خباب مسلم کتاب المساجد باب استحباب تقدیم الظهر ح ۱۴۰۶۔ روایت ابو برزہ بخاری وقت العصر ح ۵۴۷۔ مسلم باب استحباب التبکیر بالصبح ح ۱۴۶۲ (58) ابوداؤد وقت صلوة الظهر ح ۳۹۹

(59) مسند احمد ص ۲۵۰ ج ۴۔ ابن حبان ص ۲۸ ج ۴۔ بیهقی ص ۳۴۹ ج ۱ طحاوی ص ۱۱۱ ج ۱ ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کی ہے ایک شخص نے شعبہ سے کہا کہ سفیان تمہارے مخالف ہے تو کہا کہ میرا دماغ پریشان کیا تو نے حالانکہ خبر پہنچی مجھے یحییٰ بن معین سے کہ کہا انہوں نے جو کوئی مخالف ہوا سفیان کا تو سفیان کے قول پر اعتبار ہے اور کہا ابوداؤد نے خبر دی مجھے احمد بن حنبل نے بواسطہ وکیع کے شعبہ سے کہ کہا شعبہ نے سفیان زیادہ حافظ ہیں مجھ سے اور نیز خود ابوداؤد نے اس سے پہلے کہا کہ قول سفیان کا معتبر ہے۔ تلطف حسین احفالہ فی الدارین... مزید تفصیل خیر البراہین فی الجہر تامین میں ملاحظہ فرمائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے اور بعضی روایتوں میں جن سے مؤلف کو تمسک ہے خلاف ان کا ثابت ہے ہے جیسا کہ ظہر روایت کی ہے بخاری و مسلم وغیر ہما نے ابو ہریرہ وغیر ہما سے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے۔

اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم۔⑩

''جس وقت گرمی کی شدت ہووے تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ شدت گرمی کی دوزخ کا سانس ہے۔''

اور روایت کی طحاوی نے ابی خلدہ سے کہ کہا:

كان رسول الله ﷺ اذا كان الشتاء بكر بصلوة الظهر و اذا كان الصيف ابردها۔ ⑪

''آنحضرت ﷺ جاڑے میں تو ظہر سویرے پڑھا کرتے تھے اور جب گرمی ہوتی تھی تو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرتے تھے۔''

اور اسی مضمون کی ابی مسعود سے اور روایت کی طحاوی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا۔

كنا نصلي مع رسول الله ﷺ صلوة الظهر بالتهجير ثم قال ابردوا بالصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم۔⑫

''مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ ظہر سویرے پڑھا کرتے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو کیونکہ شدت گرمی کی دوزخ کا سانس ہے۔''

اور ایسی ہی روایت ہے ابن ماجہ کی لیکن اس میں لفظ ثم کی جگہ پر لفظ ف کا ہے پس ابردوا والے کہتے ہیں کہ حدیثیں تہجیر کی منسوخ ہیں ساتھ حدیث مغیرہ کے اور تہجیر والے جواب دیتے ہیں کہ جہاں تک تاویل ہو سکے نسخ کی قائل نہ ہونا چاہیے جیسا کہ شرح نخبہ وغیرہ میں۔

وان عورض بمثله فلا يخلوا اما ان يمكن الجمع بين مدلوليهما بغير تعسف اولا فان امكن الجمع فهو النوع المسمى بمختلف الحديث و ان لم يمكن الجمع فلا يخلوا اما ان يعرف التاريخ اولا فان عرف و ثبت المتاخر به او باصرح منه فهو الناسخ و الاخر المنسوخ انتهىٰ مختصراً۔ ⑬

''اور اگر دو حدیثوں میں معارضہ پڑے تو اس سے خالی نہیں کہ یا تو ان دونوں کے مطلب میں موافقت کرنا ممکن ہو گا بغیر تکلف کے یا نہ ہوگا۔ اگر ہووے تو اس کا نام مختلف الحدیث اور اگر نا ممکن ہو تو اس سے خالی نہیں کہ یا تو تاریخ معلوم ہوگی یا نہ ہوگی اگر تاریخ معلوم ہو اور پچھلی حدیث کا پیچھے ہونا تاریخ سے ثابت ہو یا کسی اور ایسے طور سے کہ جس میں پیچھے ہونا تاریخ سے زیادہ کھلا ہو تو وہ ناسخ ہے اور دوسری منسوخ۔ ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی مختصر طور پر۔''

تو دیکھو کہ جمع کو نسخ پر مقدم رکھا اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم میں۔

ان النسخ لا يصار اليه الا اذا عجزنا عن التاويل۔

''نسخ کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا ہاں جب ہم عاجز ہوں تاویل کرنے سے۔''

---

⑩ بخاری باب الابراد بالظهر فی شدة الحر ح ٥٣٣۔ مسلم باب استحباب الابراد بالظهر ح ١٣٩٥

⑪ نسائی باب تعجیل الظهر فی البرد ح ٥٠٠۔ طحاوی ص ١٨٨ ج ١۔

⑫ طحاوی ص ١٨٧ ج ١

⑬ شرح نخبة الفکر (مختلف الحدیث) ص ٥٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان احادیث میں جمع اور تاویل ہوسکتی ہے وہ یہ کہ تعجیر جو عادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور شیخین کی یہ افضل ہے اور امر ابراد کا حدیث ابو ہریرۃ اور انس اور مغیرہ میں از راہ رخصت کے شفقت ہے کیونکہ وجوب تو باتفاق جمہور کے نہیں جیسا کہ کہا عینی حنفی نے شرح صحیح بخاری میں:

فان قلت ظاهر الامر للوجوب قلت الاجماع علی عدمه و قال بعضهم و غفل الكرمانی فتقل الاجماع علی عدم الوجوب قلت لا يقال انه غفل بل الذين نقل عنهم الاجماع كانهم لم يعتبروا كلام من ادعی الوجوب فصار كالعدم۔⑭

''پھر اگر کوئی کہے کہ ظاہر امر کا وجوب کے لئے ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع اس کے خلاف پر واقع اور بعضوں نے کہا ہے کہ کرمانی سے غفلت ہوگئی کہ اس نے اجماع نقل کیا ہے امر کے وجوب کے لئے نہ ہونے پر میں کہوں گا کہ یہ نہ کہا جاوے کہ کرمانی سے غفلت ہوگئی بلکہ جن لوگوں سے وجوب کا دعویٰ منقول ہے ان کا کلام معتبر نہ ٹھیرا تو بمنزلہ نہ ہونے کے ہوگیا۔''

پھر کہا عینی نے:

كانت العلة فيه دفع المشقة عن المصلی لشدة الحر و كان ذلك للشفقة عليه۔ انتهیٰ۔ ⑮

''اور اس میں سبب نمازیوں سے تکلیف کا دفع کرنا تھا اور بخیال شفقت کے یہ ہوا۔''

ایسا ہی نماز پڑھنا آنحضرت ﷺ کا ابراد سے جیسا کہ روایت ابی خلدہ اور ابو مسعود میں آیا ہے یہ اس پر محمول ہے کہ گاہے ابراد کیا واسطے اظہار جواز اور رخصت کے پس کیا حاجت ہے نسخ کی بلکہ کیونکر جائز ہو قول بالنسخ خلاف قاعدہ اہل حدیث کے جو جمع کو نسخ پر ایک درجہ مقدم رکھتے ہیں کہا نووی نے شرح صحیح مسلم میں:

اختلف العلماء فی الجمع بين هذين الحديثين فقال بعضهم الابراد رخصة والتقديم افضل واعتمدوا حديث خباب و حملوا حديث الابراد علی الترخيص و التخفيف فی التاخير و بهذا قال بعض اصحابنا و غيرهم و قال جماعة حديث خباب منسوخ باحاديث الابراد۔⑯

''ان دونوں حدیثوں کی موافقت کرنے میں لوگ مختلف ہوئے ہیں۔ سو بعضوں نے کہا ہے کہ ٹھنڈا کر کے پڑھنا رخصت ہے اور سویرے پڑھنا افضل ہے اور اعتماد کیا ہے حدیث خباب پر اور محمول کیا ہے ٹھنڈک کی حدیثوں کو رخصت پر اور اسی کے قائل ہوئے ہیں ہمارے بعض اصحاب اور اور لوگ اور ایک جماعت نے کہا کہ حدیث خباب کی ٹھنڈک کی حدیثوں سے منسوخ ہے۔''

اور کہا فتح الباری میں:

و جمع بعضهم بين الحديثين بان الابراد رخصة و التعجيل افضل ۔ انتهیٰ۔⑰

''اور موافقت کی ہے بعضوں نے دونوں حدیثوں میں اس طرح پر کہ ٹھنڈک کا حکم رخصت ہے اور جلدی پڑھنا افضل ہے۔ ہو چکی عبارت فتح الباری کی۔''

پس ظاہر ہے کہ از راہ دلیل کے اور موافق قواعد اہل حدیث کے تو مرجح یہی ہے کہ گرمیوں میں بھی ظہر آفتاب

---

⑭عمدة القاری باب الابراد بالظهر ح ١٢ ص ٢٠ ج ٥
⑮عمدة القاری باب الابراد بالظهر ح ١٢ ص ٢١ ج ٥
⑯شرح مسلم باب استحباب الابراد بالظهر ص ٢٢٤ ج ١
⑰ فتح الباری الابراد بالظهر ص ١٧ ج ٢ ح ٥٣٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈھلتے کے ساتھ ہی پڑھیں۔لیکن اگر مشقت گرمی کی برداشت نہ کر سکے اور تہجیر پر کمر نہ باندھے اور ابراد اختیار کرے تو اس کو لازم ہے کہ ایسا ابراد نہ کرے کہ وقت ظہر کا جو ایک مثل ہے نزدیک تمام جہان کے ائمہ کے سوائے ابوحنیفہ کے خارج ہو جاوے یا قریب آ جاوے اور حد میں اس ابراد کے علماء قائلین بالا براد میں آپس میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ جب قریب ایک ہاتھ کے سایہ دیواروں کا ہو جاوے اس وقت ٹھنڈک ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک بعد ربع قامت سایہ کے ٹھنڈک ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک بعد ثلث قامت اور بعض کے نزدیک بعد نصف کے اور اس میں اور قول بھی ہیں لیکن یہ سب کے نزدیک شرط ہے کہ ابراد اس مرتبہ کا نہ کرے کہ ظہر کے آخر وقت کو پہنچ جاوے کہا فتح الباری میں۔

قد اختلف العلماء فی غایة الابراد فقیل حتی یصیر الظل ذراعا بعد ظل الزوال و قیل ربع قامة و قیل ثلثها و قیل نصفها و قیل غیر ذلك و نزلها المازری علی اختلاف الاوقات و الجاری علی القواعد انه یختلف باختلاف الاحوال لکن یشترط ان لا یمتد الی آخر الوقت انتهیٰ۔(68)

”سو بلاشک مختلف ہوئے ہیں علماء ٹھنڈک کی حد تک میں سو بعضوں نے کہا ہے کہ سایہ زوال کے بعد جب گز بھر ہو جائے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب آدمی کے قد کی چوتھائی ہو جاوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ آدھا قد اور بعضوں نے سوا اس کے اور باتیں کہی ہیں اور مازری نے وقتوں کے اختلاف اور قاعدہ پر چھوڑا ہے۔لیکن اتنی شرط ہے کہ آخر وقت تک ٹھنڈک کا انتظار نہ پہنچ جاوے۔“

اور کہا محلی میں۔

و اختلف فی حد الابراد فقال النووی الابراد ان یؤخر بحیث یحصل للحیطان فی یمشون فیها وهو المختار عند الحنفیة فی حده کما فی الدر المختار و عند مالك الی ان یزید ظل کل شئ ربعة و قالت الحنابلة الی ان ینکسر الحرو عن ابن عمر اذا کان الفی ذراعا و نصف الی ذراعین و کان الجدران فی ذلك الزمان سبعة اذرع و قیل حتی یکون الظل ذراعا بعد فیئ الزوال و قیل ربع القامة و قیل الثلث و قیل النصف و قیل یختلف باختلاف الازمنة ۔ انتهیٰ۔

”خلاف کیا گیا ہے ٹھنڈک کی حد میں سو نووی نے کہا کہ ٹھنڈک یہ ہے کہ دیواروں کا اتنا سایہ ہو جاوے کہ اس میں نمازی چلیں اور حنفیوں کے نزدیک یہی بات پسندیدہ ہے چنانچہ درمختار میں ہے اور امام مالک کے نزدیک یہاں تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کی چوتھائی بڑھ جاوے اور حنبلیوں نے کہا ہے کہ گرمی کی شدت ٹوٹ جاوے اور ابن عمر سے یہ روایت ہے کہ جن روزوں میں ڈیڑھ گز کا سایہ اصلی ہووے تو دو گز تک ٹھنڈک کی حد ہے۔اور اس زمانے میں دیواریں سات گز کی ہوتی تھی بعضوں نے کہا ہے کہ سایہ اصلی کی سوا گز پھر سایہ ہو جاوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ چوتھائی قد آدم اور بعضوں نے کہا ہے تہائی اور بعضوں نے آدھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ہر زمانہ میں مختلف ہے۔

اقول و ما فی الهدایة من ان اشتداد الحر فی تلك البلاد یکون حین بلوغ ظل کل شئ فتحقق الابراد فی التاخیر عنه فهو باطل لا اصل له لانه لا یبقی حینئذ وقت الظهر کما سنحققه عنقریب انشاء الله تعالی۔

”میں کہتا ہوں کہ وہ جو ہدایہ میں ہے کہ ان شہروں میں گرمی کی شدت ایک مثل تک رہتی ہے اور ٹھنڈک اس سے بعد ہے سو یہ بے اصل بات ہے۔اس وقت تو ظہر کا وقت بھی نہیں رہتا چنانچہ عنقریب اس کی تحقیق ہم کریں گے۔“

(68) فتح الباری الابراد بالظهر ص ۲۰ ج ۲ ح ۵۳۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال: مسئلہ چوتھائی بیان آخر وقت ظہر کا:

اقول بتائید اللہ وتوفیقہ اولاً معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مسئلہ چوتھا دراصل دو مسئلے ہیں ایک مسئلہ آخر وقت ظہر کا اور ایک مسئلہ اول وقت عصر کا تو دلائل اور نقول مذاہب دونوں قسموں کی لائی جاویگی اور جس دلیل سے آخر ظہر کا ثابت ہوگا اسی سے یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ آخر وقت ظہر کا قبل اس کے ہے ایسا ہی حال ہے نقول کا۔ اب سنو کہ اس مسئلہ میں تمام امام مجتہد ایک طرف ہیں اور اکیلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنا بر مذہب مشہور کے ایک طرف یہاں تک کہ امام محمد اور ابو یوسف شاگرد اُن کے بھی اس مسئلہ میں ان سے الگ ہیں اور موافق جمہور علماء کے یعنی علماء قایل ہیں اس بات کے کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی نہیں رہتا بلکہ وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے اور اکیلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مشہور ہے کہ دو مثل تک وقت ظہر کا باقی رہتا ہے اور عصر داخل نہیں ہوتی مگر بعد دو مثل کے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری میں۔

واما آخر وقت الظهر فلم يوجد في حديث صحيح ولا ضعيف انه يبقى بعد مصير ظل كل شئ مثله ولذا خالف ابا حنيفة في هذه المسئلة صاحباه و وافقا الجمهور انتهىٰ و سيجئ الباقي۔⑥⑧

''اور آخر وقت ظہر سو کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں نہیں پایا جاتا کہ بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے اسی واسطے صاحبین نے اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کی مخالفت کر کے جمہور کی موافقت کی ہے۔ ہو چکی عبارت تفسیر مظہری کی اور نقریب پوری آئے گی۔''

اور کہا فتح الباری میں۔

ولم ينقل عن احد من اهل العلم مخالفة في ذلك الا عن ابي حنيفة فالمشهور عنه قال اول وقت العصر مصير ظل كل شئ مثليه با التثنية قال القرطبي خالفه الناس كلهم في ذلك حتى اصحابه يعني الاخذين عنه انتهىٰ۔⑥⑨

''اور کسی اہل علم سے منقول نہیں کہ انہوں نے اس میں مخالفت کی ہو سوائے امام ابی حنیفہ کے قول مشہور میں انہوں نے کہا ہے کہ اول وقت عصر کا دو مثل پر ہے۔ قرطبی نے کہا ہے سب لوگ اس میں ان کے مخالف ہیں یہاں تک کہ ان کے شاگرد بھی۔ یعنی جو بلا واسطہ اس کے اخذ کرنے والے ہیں۔''

اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم میں تحت احادیث اول وقت عصر کے۔

وفي هذه الاحاديث و ما بعدها دليل لمذهب مالك والشافعي واحمد وجمهور العلماء ان وقت العصر يدخل اذا صار ظل كل شئ مثله و قال ابو حنيفة لا يدخل حتى يصير ظل الشئ مثليه و هذه الاحاديث حجة للجماعة عليه مع حديث ابن عباس رضی اللہ عنہ في بيان المواقيت و حديث جابر و غيره ذلك انتهىٰ۔⑦⓪

---

⑥⑧تفسیر مظهری (النساء ۱۰۳) ص ۲۲۷ ج ۲ ⑥⑨فتح الباری باب وقت العصر ص ۲٦ ج ۲

⑦⓪ شرح مسلم باب استحباب بالتبكير بالعصر ۲۲۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اوران حدیثوں میں اوران کے مابعد کی حدیثوں میں امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کے مذہب کی دلیل ہے کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ اور امام ابی حنیفہ نے کہا ہے کہ دو مثل پر داخل ہو جاتا ہے اور یہ حدیثیں ان پر حجت ہو سکتی ہیں مع اس حدیث ابن عباس کے جو وقتوں کے بیان میں ہے اور حدیث جابر کی اور حدیثیں۔ ہو چکی عبارت شرح مسلم کی۔''

اور کہا محلی میں شیخ سلام اللہ حنفی نے

اعلم انه قال الجمهور اذا صار ظل کل شئ مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر و دخل وقت العصر و قال ابو حنیفة فی المشهور عنه انه لا یخرج الظهر بمصیر الظل المثل ولا یدخل العصر بل یکون اول وقت العصر بمصیر ظل کل شئ مثلیه قال القرطبی خالفه الناس کلهم حتی اصحابه انتهیٰ مختصراً و سیجئ تمامه۔

''جان کہ جمہور نے کہا ہے کہ سایہ اصلی کے بعد جب ایک مثل سایہ ہو تو ظہر کا وقت جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ اور امام ابی حنیفہ نے قول مشہور میں کہا ہے کہ ایک مثل پر ظہر کا وقت نہیں جاتا اور عصر کا وقت داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ عصر کا اول وقت دو مثل پر ہوتا ہے اور قرطبی نے کہا ہے کہ اس میں سب ان کے مخالف ہیں یہاں تک کہ ان کے شاگرد بھی۔ ہو چکی عبارت محلی کی بطور مختصر اور آگے آوے گی۔''

اور کہا ملا عابد سندی حنفی نے مواہب لطیفہ شرح مسند ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں ذیل میں اس حدیث امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے۔

ابو حنیفة عن شیبان عن یحی عن بریده رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بکروا بصلوة العصر و قد اختلف العلماء فی دخول وقت العصر فالجمهور علی ان وقت العصر یدخل بصیرورة ظل کل شئ مثله بالافراد بدلیل ما اخرجه البخاری الی ا خر ما سیجئ فی الادلة۔[71]

''روایت کی ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے شیبان سے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عصر کی نماز اول وقت پڑھو اور دخول وقت عصر میں علماء نے اختلاف کیا ہے تو جمہور تو اس پر ہیں کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے بدلیل اس حدیث بخاری کے آخر تک اس کے جو بذیل بیان دلیلوں کے آوے گی۔''

دلائل جمہور کے یہ ہیں کہ روایت کی ہے نسائی رحمہ اللہ نے۔

اخبرنا عبیدالله بن سعید نا عبدالله بن الحارث قال ثور حدثنی سلیمان بن موسیٰ عن عطاء بن ابی رباح عن جابر قال سئل رجل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن مواقیت الصلوة فقال صل معی فصلی الظهر حین زاغت الشمس و العصر حین کان فئ کل شئ مثله و المغرب حین غابت الشمس و العشاء حین غاب الشفق قال ثم صلی الظهر حین کان فئ الانسان مثله و العصر حین کان فئ الانسان مثلیه و المغرب حین کان قبیل غیبوبة

---

[71] المواهب اللطیفه شرح مسند ابی حنیفه ص ۲۱۲ مخطوط (مبحث وقت العصر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشفق قال عبدالله بن الحارث ثم قال فی العشاء اری الی ثلث اللیل۔(72)

روایت کی ہم کو عبیداللہ بن سعید نے اور کہا کہ روایت کی ہمیں عبداللہ بن حارث نے اور کہا کہ کہا ثور نے روایت کی مجھے سلیمان بن موسیٰ نے عطا بن ابی رباح سے اور انہوں نے جابر سے کہ کہا جابر نے کہ پوچھا ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے نمازوں کے وقت کو تو آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھ تو ظہر آپ نے سورج ڈھلتے ہی پڑھی اور عصر ایک مثل پر اور مغرب غروب کے بعد اور عشا شفق چھپے۔ پھر دوبارہ ظہر ایک مثل پر اور عصر دو مثل پر اور مغرب شفق چھپنے سے پہلے کہا عبداللہ بن حارث نے کہ شاید ثور نے عشاء کو تہائی رات تک کہا ہے۔

راوی اس کے سب معتمد اور قابل اسناد کے ہیں۔

اما الاول فھو ابو قدامة السرخسی و الثانی ابو محمد ثقه الثالث ایضاً ثقة الرابع صدوق فقیه الخامس فقیه فاضل و السادس صحابی جلیل الشان قاله فی تقریب التھذیب۔(73)

پہلا ابو قدامہ سرخسی ہے اور دوسرا ابو محمد ثقہ ہے اور تیسرا بھی ثقہ ہے اور چوتھا صدوق فقیہ فاضل ہے اور چھٹا صحابی عالی قدر ہے یہ سب تقریب التہذیب میں کہا ہے۔

اور معنی مختصر اس کے یہ ہیں کہ ایک شخص سائل مواقیت کے لئے آنحضرت ﷺ نے پہلے دن ظہر تو بجر دزوال آفتاب کے پڑھی اور عصر جب پڑھی جبکہ ایک مثل سایہ آ لیا اور دوسرے ظہر سے ایک مثل پر فارغ ہوئے اور عصر کو دو مثل پر جا پڑھا ایسا ہی کہا ہے معنی میں اس حدیث کے شیخ سلام اللہ محدث حنفی نے اور امام نووی شافعی نے جیسا کہ کلام ان کا عنقریب آوے گا اور یہ معنی نہیں ہیں کہ ظہر پڑھنی شروع کی دوسرے دن اسی وقت میں جس میں پہلے دن عصر پڑھی تھی اور کچھ وقت بقدر چار رکعت کے دونوں نمازوں میں مشترک ہے جیسا کہ مذہب ہے بعض کا اور جیسا کہ جناب مؤلف نے پانچویں طریق میں کہا ہے دلیل مرجح باعث اختیار کرنے معنی اول کے یہ ہے کہ روایت کی ہے مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے۔

ان النبی ﷺ قال اذا صلیتم الظھر فانه وقت الی ان یحضر العصر۔(74)

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب ظہر کی نماز پڑھو تو اسی کا وقت ہے جب تک عصر کا وقت نہیں آیا''

اور ایک روایت میں مسلم کی یوں آیا ہے۔

وقت الظھر ما لم یحضر العصر۔(75) ''وقت ظہر کا جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہیں آیا۔''

اور ایک میں یوں آیا ہے۔

وقت صلوة الظھر اذا زالت الشمس عن بطن السماء ما لم یحضر العصر۔(76)

''نماز ظہر کا وقت سورج کے ڈھلنے سے عصر کے نہ آنے تک ہے۔''

---

(72) نسائی باب اول وقت العصر ح ۵۰۵۔ مسند احمد ص ۳۵۱ ج ۳۔ طحاوی ص ۱۴۷ ج ۱۔
(73) تقریب ص (حرف ع) ۲۲۵ (74) مسلم باب اوقات الصلوة ح ۱۳۸۵
(75) مسلم باب اوقات الصلوة ح ۱۳۸۶۔ ابوداؤد باب فرض الصلوة ح ۳۹۶۔ نسائی باب آخر وقت المغرب ح ۵۲۳۔ ابو عوانہ ص ۳۷۱ ج ۱۔ بیھقی ص ۳۶۷ و ص ۳۷۱ لا ج ۱ التمھید ص ۷۴ ج ۸۔ (76) مسند احمد ص ۲۱۰ و ۲۲۳ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہا اللہ تعالیٰ نے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً۔ (77) ”یعنی ہر نماز کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے۔“

اسی واسطے فرمایا آنحضرت ﷺ نے۔

انما التفريط على من لم يصل حتى يجئ وقت الصلوة الاخرى رواه مسلم وغيره۔ (78)

سستی اسی کی ہے کہ اس نے ایک نماز نہیں پڑھی اور دوسری نماز کا وقت آ گیا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری میں کہا ہے۔

قوله تعالى ان الصلوة كانت على المومنين كتابا موقوتا ليقتضى الكون لكل صلوة وقتاً عليحده ولذا قال رسول الله ﷺ انما التفريط ان يؤخر الصلوة حتى يجئ وقت الاخرىٰ انتهىٰ بعضه و سيجئ تمامه۔ (79)

آیت ﴿ان الصلوة كتابا موقوتا﴾ چاہتی ہے کہ ہر نماز کا وقت علیحدہ ہے اور اسی واسطے آنحضرت ﷺ نے فرمایا سستی یہ ہے کہ ایک نماز میں یہاں تک تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت آ جاوے ہو چکی مختصر عبارت تفسیر مظہری کی اور پوری آگے آوے گی۔

تو مقتضائے ان احادیث اور اس آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ پھر اگر حدیث جابر میں جو گذرے معنی۔

ثم صلى الظهر حين كان فئ الانسان مثله۔ ”پڑھی ظہر کی نماز ایک مثل پر۔“

کے وہ نہ کریں جو ہم نے کئے ہیں یعنی یہ کہ پڑھ چکے ایک مثل میں بلکہ یہ کریں کہ پڑھنی شروع کی جبکہ ایک مثل ہوئی تو تعارض ہوگا درمیان ان احادیث کے جن سے امتیاز اوقات ہر نماز کی معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث جابرؓ میں جس سے اشتراک نکالتے ہیں اور عنقریب شرح نخبہ سے منقول ہو چکا ہے کہ وقت تعارض کے درمیان دو حدیثوں کے موافقت اور جمع کرنی چاہیے اور صورت موافقت کی یہ ہے جو ہم نے بیان کی ہے یعنی پہلے دن عصر شروع کی جبکہ ایک مثل سایہ آ لیا اور دوسرے دن ظہر سے فارغ ہوئے ایک مثل پر کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تحت حدیث **اذا صليتم الظهر فانه وقت الى ان يحضر العصر** کے تحت لکھا ہے۔

العصر معناه وقت لاداء الظهر فيه دليل للشافعي و للاكثرين انه لا اشتراك بين وقت الظهر و وقت العصر بل متى خرج وقت الظهر بمصير ظل الشئ مثله غير الظل الذى يكون عند الزوال دخل وقت العصر اذا دخل وقت العصر لم يبق شئ من وقت الظهر وقال مالك و طائفة من العلماء اذا صار ظل كل شئ مثله دخل وقت العصر ولم يخرج وقت الظهر بل يبقى بعد ذلك قدر اربع ركعات صالح للظهر و العصر اداء و

---

(77) النساء ۱۰۳ (78) مسلم كتاب المساجد باب الفاء الصلوة الغائتة ح ۱۵٦۲۔

(79) تفسير مظهرى (النساء ۱۰۳) ص ۲۲۸ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتجوا بقوله ﷺ فی حدیث جبریل صلی بی الظهر و فی یوم الثانی حین صار ظل کل شیٔ مثله و صلی بی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیٔ مثله فظاهره اشتراکهما فی قدر اربع رکعات و احتج الشافعی والاکثرون بظاهر الحدیث الذی نحن فیه و اجابوا عن حدیث جبریل بان معناه فرغ من الظهر حین صار ظل کل شیٔ مثله و شرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیٔ مثله فلا اشتراك بینهما فهذا التاویل متعین للجمع بین الاحادیث وانه اذا حمل علی الاشتراك یکون اخر وقت الظهر مجهولا لانه اذا ابتداء بها حین صار ظل کل شیء مثله لم یعلم متی فرغ منها وحینئذ یکون آخر وقت الظهر مجهولا ولا یحصل بیان حدود الاوقات و اذا حمل علی ما تاولناه حصل معرفة اخر الوقت و انتظمت الاحادیث علی الاتفاق و بالله التوفیق۔(80)

اقول وجه ما قال من انه لم یعلم متی فرغ منها وحینئذ یکون اخر وقت الظهر مجهولا الخ انه لیس وراء المثل حدا متعین من الشارع و تحدید المثلین لا اصل له انما هو تشریع من عند الرای ما انزل الله بها من سلطان، ولذا قال القاضی ألپانی پتی فی التفسیر المظهری و اما اخر وقت الظهر فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انه یبقی بعد مصیر ظل کل شیٔ مثله ولذا خالف ابا حنیفة فی هذه المسئلة صاحباه و وافقا الجمهور انتہیٰ وکذا قال غیر واحد من العلماء فافهم ولا تغتر۔(81)

''معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ وقت ظہر کے ادا کرنے کا ہے اور اس میں شافعی اور اکثر کے لئے دلیل ہے اس بات کی کہ ظہر اور عصر کی نماز میں شراکت وقت کی نہیں بلکہ سوا سایہ اصلی کے ایک مثل سایہ ہو کر جہاں ظہر کا وقت گیا عصر کا وقت آیا اور جب عصر کا وقت آیا ظہر کا تو پھر باقی نہیں رہتا اور امام مالک اور ایک گروہ نے علماء کے کہا ہے کہ جہاں ایک مثل سایہ ہوا تو عصر کا وقت آجاتا ہے اور ظہر کا وقت بھی باقی رہتا ہے بقدر چار رکعت کے اور دلیل لائے ہیں یہ لوگ جبریل والی حدیث میں آنحضرت ﷺ کے اس فرمانے کی کہ دوسرے دن جبریل نے نماز پڑھائی ظہر کی اس وقت کہ سایہ ہر چیز کا ایک مثل تھا تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوا کہ بقدر چار رکعت کے یہ وقت مشترک ہے اور امام شافعی اور علماء نے اس اوپر والی ظاہر حدیث سے حجت پکڑی ہے اور حدیث جبریل سے یوں جواب دیا ہے کہ بعضے اس کے یہ ہیں کہ ظہر کی نماز سے ایک مثل پر فارغ ہوئے اور پہلے دن عصر ایک مثل پر شروع کی تو اب شراکت وقت کی نہ رہی تو یہ تاویل بہ سبب موافقت پیدا کر دینے دو حدیثوں کی ٹھہر چکی ہے کیونکہ جب شراکت وقت کی ہوگی تو ظہر کا آخر وقت مجہول رہے گا کیونکہ جب اسے ایک مثل پر شروع کیا تو یہ نہ معلوم ہوا کہ اس سے فارغ کب ہوئے تو اب ظہر کا وقت مجہول رہا اور وقتوں کی حد نہ حاصل ہوگی۔ اور جب ہماری تاویل لی جاوے تو آخر وقت کی پہچان بھی معلوم ہوگئی اور حدیثیں متفق ہوگئیں اور اللہ ہی کے ہاتھ میں توفیق ہے ہو چکی عبارت نووی کی۔

(80) شرح مسلم باب اوقات الصلوۃ الخمس ص ۲۲۲ ج ۱ (81) تفسیر مظہری (النساء ۱۰۳) ص ۲۲۷ ج ۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں کہ وجہ اس قول کی یہ نہ معلوم ہوا کہ اس سے فارغ کب ہوئے اور ظہر کا وقت مجہول رہے گا یہ ہے کہ سوا ایک مثل کے اور کوئی حد معین نہیں شارع کی طرف سے اور دو مثل کی کوئی اصل نہیں بلکہ وہ ایک عقلی شرع ہے کوئی دلیل اس کی نہیں نازل ہوئی۔ اسی واسطے قاضی پانی پتی نے تفسیر مظہری میں کہا ہے کہ آخر ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد باقی رہنا کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں نہیں پایا جاتا اس لئے صاحبین نے اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ سے مخالف ہو کر جمہور کی موافقت کی ہے۔ ہو چکی عبارت مظہری کی اور اسی طرح علماء نے کہا ہے سو سمجھ اور دھوکہ نہ کھا۔''

اور کہا محلی حنفی نے۔

اعلم انه قال الجمهور اذا صار ظل كل شئ مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر و دخل وقت العصر و قال طائفة لا يخرج وقت الظهر بل يبهقى قد اربع ركعات صالح للظهر والعصر و نسب ذلك الى مالك و احتجوا بان جبريل صلى الظهر فى اليوم الثانى حين ما صلى العصر فى اليوم الاول وهو حين ما صار ظل كل شئ مثله فظاهره يدل على اشتراكهما فى قدر اربع ركعات و اجابو عنه بان معناه فرغ من الظهر حين صار ظل كل شئ مثله فلا اشتراك و هذا التاويل متعين للجمع بين الاحاديث انتهى۔

''جان کہ جمہور نے یہ کہا ہے کہ سایہ اصلی کے سوا جب ایک مثل سایہ ہوا تو ظہر کا وقت جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت آجاتا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ ظہر کا وقت نہیں جاتا بلکہ بقدر چار رکعت کے وقت مشترک باقی رہتا ہے اور یہ مقولہ امام مالک کی طرف منسوب ہے اور دلیل ان لوگوں کی یہ ہے کہ جبریل نے دوسرے دن ایسے وقت ظہر پڑھی کہ پہلے دن عصر پڑھی تھی یعنی ایک مثل پر تو ظاہر یہ بات معلوم ہوئی کہ بقدر چار رکعت کے وقت مشترک ہے اور اس مقولہ کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ایک مثل پر ظہر سے فارغ ہوئے تو اب اشتراک نہ رہا اور یہ تاویل موافقت احادیث کے لئے ٹھہر گئی ہے۔''

جو جناب مؤلف نے دعوی نسخ سے دفع تعارض کیا ہے سو اول تو یہ خلاف قاعدہ اہل اصول حدیث کے ہے کہ وہ جمع کو نسخ پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسرے یہ کہ حدیث نسائی کی جو ہم نے دلیل ٹھہرائی ہے یہ حدیث جبریل کی نہیں کہ مقدم ہو سب احادیث میقات پر بلکہ یہ حدیث سائل کی اور اس کی تقدیم اور تاخیر حدیث **اذا صليتم الظهر فانه وقت الى ان يحضر العصر** سے معلوم نہیں حالانکہ ناسخ کا مؤخر ہونا از راہ تاریخ کے یقیناً معلوم ہونا چاہیے پس دعوی مؤلف کا باطل ہوا جو کچھ مؤلف نے پانچویں طریق میں بزعم خود زور و شور سے حدیث جبریل کو مبطل تحدید ایک مثل کے اور مثبت مثلین کے قرار دیا ہے تو اس جگہ اس کا جواب دیا گیا دوبارہ یہی کہا جائے گا اور شاہد مقوی اس حدیث کے وہ حدیث جبریل کی ہے جو روایت کی ہے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن حبان اور حاکم نے اور تحسین کی ہے اس کی ترمذی نے اور تصحیح کی ہے حاکم نے یعنی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان النبی ﷺ قال امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی الظهر فی الاولی منهما حین کان الفیٔ مثل الشراك ثم صلی العصر حین کان کل شیٔ مثله ظله و صلی المرة الثانیة الظهر حین کان ظل کل شیٔ مثله بوقت العصر بالامس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیٔ مثلیه۔ انتہیٰ مختصراً۔[82]

آنحضرت نے فرمایا امامت کی جبرئیل نے میری دو دفعہ پہلے دن ظہر دوپہر ڈھلتے ہی پڑھی اور عصر ایک مثل پر پڑھی پہلے دن کے عصر کے وقت نماز عصر دو مثل پر۔ ہو چکی حدیث ترمذی وغیرہ بطور مختصر۔

اور معنی اس کے بھی وہی ہیں جو حدیث نسائی کی بیان کی گئی یعنی پہلے دن عصر شروع کی ایک مثل پر اور دوسرے دن فارغ ہوئے ظہر سے ایک مثل تک بعینہ اسی دلیل سے جو گذری حدیث نسائی میں اور روایت کی ہے بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

قالت کان النبی ﷺ یصلی العصر و الشمس لم یخرج من حجرتها۔[83]

''کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور سورج میرے حجرے میں ہوا کرتا تھا۔''

اور ایک روایت میں بخاری کی یوں ہے۔

ان رسول الله ﷺ صلی العصر و الشمس فی حجرتها لم یظهر الفیٔ من حجرتها۔[84]

''آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ سورج میرے حجرے سے نکلتا تھا اور نہ حجرے کی دیواروں کا سایہ ظاہر ہوتا تھا۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے

کان النبی ﷺ یصلی صلوة العصر و الشمس طالعة فی حجرتی لم یظهر الفیٔ بعد۔[85]

''آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور سورج میرے حجرے سے نکلتا تھا اور نہ حجرے کی دیواروں کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔''

پھر کہا بخاری نے۔

قال ابو عبدالله و قال مالك و یحي بن سعید و شعیب و ابن ابی حفصة و الشمس قبل ان تظهر۔[86]

''کہا ابو عبداللہ نے کہ کہا مالک اور یحیٰ بن سعید اور شعیب اور ابن ابی حفصہ نے کہ قبل نکلنے آفتاب کے حجرے سے۔''

اور روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

کان النبی ﷺ یصلی العصر و الشمس طالعة فی حجرتی لم یفیٔ الفیٔ۔[87]

---

(82) ابوداؤد باب فی المواقیت ح ۳۹۳۔ مسند احمد ص ۳۳۳ ج ۱۔ المستدرک ص ۱۹۶ ج ۱۔ شرح السنه ص ۱۸۲ ج ۲۔ عبدالرزاق ص ۵۳۱ ج ۱۔ ابن ابی شیبه ص ۳۱۷ ج ۱۔ ابن خزیمه ص ۱۶۸ ج ۱۔ دارقطنی ص ۲۵۶ ج ۱ بیهقی ص ۳٦٤ و مواضع۔ التمهید ص ۲٦ و ص ۲۸ ج ۱۔

(83) بخاری باب وقت العصر ح ٥٤٤۔ مسلم باب اوقات الصلوت الخمس ح ۱۳۸۱

(84) بخاری باب وقت العصر ح ٥٤٥۔ مسلم باب اوقات الصلوت الخمس ح ۱۳۸۲ (85) بخاری باب وقت العصر ح ٥٤٦

(86) بخاری باب وقت العصر ح ٥٤٦ (87) مسلم باب اوقات الصلوت الخمس ح ۱۳۸۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آنحضرت ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ سورج میرے حجرے میں رہتا تھا اور دیواروں پر سایہ نہ چڑھتا تھا۔''

پھر کہا مسلم نے۔

وقال ابو بکر لم یظهر الفئ بعد۔ ⑧⑧ ''اور اسی طرح ابوبکر نے کہا ہے۔''

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

یصلی العصر و الشمس واقعة فی حجرتی۔ ⑧⑨ ''نماز عصر پڑھتے اور سورج حجرے میں ہوتا تھا۔''

اور روایت کی ہے ترمذی نے۔

صلی رسول ﷺ العصر و الشمس فی حجرتها۔ ⑨⓪

''نبی ﷺ نے نماز عصر پڑھی اور آفتاب حجرے میں ہوتا تھا۔''

پھر کہا:

وفی الباب عن انس و ابی اروی و جابر و رافع بن خدیج۔ ⑨①

''اور اس باب میں انس اور ابی اروی اور جابر اور رافع بن خدیج سے روایت ہے۔''

اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح کہ

صلی النبی ﷺ العصر و الشمس فی حجرتی لم یظهر الفئ بعد۔ ⑨②

''نماز پڑھی نبی ﷺ نے عصر کی ایسے وقت کہ سورج میرے حجرے میں ہوتا تھا اور دیواروں پر سایہ نہ چڑھتا تھا۔''

اور نسائی نے اس طرح کہ:

ان رسول الله ﷺ صلی صلوة العصر و الشمس فی حجرتها لم یظهر الفئ من حجرتها۔ ⑨③

''آنحضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی کہ سورج میرے حجرے میں تھا اور دیوار پر سایہ نہ آیا تھا۔''

اور ابوداؤد نے اس طرح:

ان رسول الله ﷺ کان یصلی العصر و الشمس فی حجرتها قبل ان تظهر۔ ⑨④

''آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے کہ سورج میرے حجرے میں ہوتا تھا اور حجرے سے باہر نہ ہوا تھا۔''

اور ایسی ہی روایت کی ہے امام مالک نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور روایت کی ہے مالک نے نافع مولی ابن عمر سے۔

---

⑧⑧ مسلم باب اوقات الصلوت الخمس ح ۱۳۸۲

⑧⑨ مسلم باب اوقات الصلوت الخمس ح ۱۳۸٤

⑨⓪ ترمذی کتاب صلوة باب التعجیل العصر ح ۱۵۹۔ طحاوی ص ۱۹۳ ج ۱

⑨⓪ ترمذی مع تحفة الاحوذی باب تعجیل العصر ص ۵۱۷ ج ۱

⑨① ابن ماجه باب وقت العصر ح ۶۸۳۔ عبدالرزاق ص ۵٤۸ ج ۱۔ تغلیق التعلیق ص ۲۵۷ ج ۲

⑨② نسائی المواقیت باب تعجیل العصر ح ۵۰۶

⑨③ ابوداؤد باب وقت العصر ح ۴۰۷۔ بیهقی ص ۳۶۳ ج ۱۔ ابو عوانه ص ۳٤۱ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کتب الی عماله ان اهم امركم عندی الصلوة فمن حفظهما و حافظ عليها حفظ دينه و من ضيعهما فهو لما سواه يضع ثم كتب ان صلوة الظهر حين كان الفئ ذراعا الى ان يكون ظل احدكم مثله الحديث۔ ①

قال ابن عبد البر تحت حديث ابی هريرة الذی يجئ فی متمسكات المؤلف انه موقوف فی المؤطا الا انه فی حكم المرفوع فان المواقيت لا تؤخذنا بالرای كذا فی المحلی فكان هذا الحديث لعمر ايضاً فی حكم المرفوع۔

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو خط لکھا کہ ضروری امر میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی تو تمام دین کی باتوں کی حفاظت کی اور جس نے اس کو کھویا تو وہ کتا بے دین ہوا۔ پھر لکھا کہ ظہر اس وقت پڑھو کہ سایہ گز بھر ہونا ایک مثل آخر حدیث تک کہا ابن عبد البر نے بذیل اس حدیث ابی ہریرۃ کے کہ جو مؤلف کی دلیلوں میں آگے آوے گی کہ یہ موقوف ہے مؤطا میں مگر حکم میں مرفوع کے ہے اس واسطے کہ نماز کا وقت بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے کوئی اپنی عقل سے نہیں کہہ سکتا یونہی ہے محلی میں تو یہ حدیث بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ والے حکم میں مرفوع کے ہوئی۔''

کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں۔

قوله باب وقت العصر و قال ابو اسامة عن هشام فی قعر حجرتها كذا وقع هذا التعليق فی رواية ابی ذر والاصيلی و كريمة و الصواب تاخيره عن الاسناد الموصول كما جرت به عادة المصنف و الحاصل ان انس بن عياض وهو ابو ضمرة الليثی و ابا اسامة رويا الحديث عن هشام وهو ابن عروة بن الزبير عن ابيه عن عائشة و زاد ابو اسامة التقييد بقعر الحجرة وهو اوضح فی تعجيل العصر من الرواية المطلقة و قد وصل الاسماعيلی طريق ابی اسامة فی مستخرجه لكن بلفظ ''والشمس واقعة فی قعر حجرتی'' و عرف بذلك ان الضمير فی قوله فی حجرتها عائشة و فيه نوع التفاوت اسناد ابی ضمرة كلهم مدينون و المراد بالحجرة وهی بضم المهملة و سكون الجيم البيت و المراد بالشمس ضؤها۔ قوله فی رواية الزهری و الشمس فی حجرتها ای باقية و قوله لم يظهر الفی ای فی الموضع الذی كانت الشمس فيه و تقدم فی اول المواقيت من طريق مالك عن الزهری بلفظ و الشمس فی حجرتها قبل ان تظهر ای ترتفع فهذا الظهور غير ذلك الظهور و محصله ان المراد بظهور الشمس خروجها من الحجرة و بظهور الفئ انبساطه فی الحجرة و ليس بين الروايتين اختلاف لان انبساط الفئ لا يكون الا بعد خروج الشمس قوله (ابن عيينة عن الزهری) فی رواية الحميدی فی مسنده عن ابن عيينة ثنا الزهری و فی رواية محمد بن منصور عند الاسماعيلی

① موطا وقوت الصلوة ح ٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن سفیان سمعته اذنای و وعاه قلبی من الزهری قوله و الشمس طالعة ای ظاهرة قوله بعد الضم بلا تنوین قوله وقال مالك الی اخره یعنی ان الاربعة المذكورین دورة عن الزهری بهذا الاسناد فجعلوا الظهور للشمس و ابن عیینة جعله للفئ و قدمنا توجیه ذلك و طریق الجمع بینهما و ان طریق مالك و صلها المؤلف فی اول المواقیت و اما طریق یحیٰ بن سعید وهو الانصاری و صلها الزهلی فی الزهریات و اما طریق شعیب وهو ابن ابی حمزة فوصلها الطبرانی فی مسند الشامیین و اما طریق ابن ابی حفصة وهو محمد بن میسرة فرویناه من طریق ابن عدی فی نسخة ابراهیم بن طهمان عن ابی حفصة و المستفاد من هذا الحدیث تعجیل صلوة العصر فی اول وقتها و هذا هو الذی فهمته عائشة و كذا الراوی عنها عروة و احتج به علی عمر بن عبد العزیز فی تاخیر صلوة العصر كما تقدم و شذ الطحاوی فقال لا دلالة فیه علی التعجیل لاحتمال ان الحجرة كانت قصیرة الجدار فلم تكن الشمس تحتجب عنها الا بقرب غروبها فیدل علی التاخیر لا علی التعجیل و تعقب بان الذی ذكره من الاحتمال انمهت یتصور مع التاع الحجدةوقد عرف لاستفاضة و المشاهدة ان حجر ازواج النبی ﷺ لم تكن متسعة ولا یكون ضوء الشمس باقیا فی قعر الحجرة الصغیرة الا و الشمس قائمة مرتفعة والامتی مالت حدا ارتفع ضوء ها عن قعر الحجرة ولو كانت الجدار قصیرة قال النووی كانت الحجرة ضیقة العرصة قصیرة الجدار بحیث كان طول جدارها اقل من مسافة العرصة بشئ یسیر فاذا صار ظل الجدار مثله كانت الشمس بعد فی او اخر العرصة انتهیٰ و الی هنا انتهیٰ كلام الحافظ۔②

اقول قوله تعقب الخ لا ریب فیه اصلا لمن له قریحة سلیمة عن التعصب ان الجواب عنه بان لاوجه للشعیقب فیه لان الشمس لا تحجب عن الحجرة القصیرة الجدر الا بقرب غروبها ولا دخل ههنا لاتساع الحجرة ولا لضیقها و انما الكلام فی قصر جدرها جهل بحت و تعصب محض لان مجرد قصر الجدر لا یصلح سببا لتاخیر الاحتجاب الی قرب الغروب حتی ینضم معه اتساع العرصة فانا اذا فرضنا جدارا ارتفاعه ذراعین و فرضنا ساحة قدامه ذراعا فلا یمكن ان یصیر ظل الجدار مثلة او مثلیه ما دامت الشمس ای ضؤها فی الساحة بل غایة ما یوجد الظل مقدار نصف الجدار و اذا فرضنا ساحة قدام ذلك الجدار وقدر اربعة اذرع و شیئاً فاذا یحصل الظل للجدار مثلیه و مع ذلك لا تخرج الشمس عن الساحة و هذا لا یخفی علی من له عقل ساذج من التعصب و الحمیة فعلم من هذه التمثیل البدیهی انه لا بد من انضمام اتساع العرصة مع قصر الجدر و الحال انه كان عرصة فی حجرة عائشة

②فتح الباری باب وقت العصر ص ٣٦ ج ٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساویا اللجدار المغربی سوی شئ یسیر کما قال قال النووی فثبت شذوذ الطحاوی و سقط جواب المجیب عن التعقیب فافهم۔

''یہ باب وقت عصر کے بیان میں ہے روایت کی ابواسامہ نے ہشام سے کہ دھوپ بیچ حجرے میں ہوتی تھی یہ نسخہ اسی طرح پر ہے روایت ابی ذر اور اصیلی اور کریمہ میں اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اصل روایت سے اس کو پیچھے روایت کرنا چاہیے جیسے کہ مصنف کی عادت ہے اور حاصل یہ ہے کہ انس بن عیاض یعنی ابوضمرۃ لیثی اور ابواسامہ دونوں حدیث کو ہشام بن عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ کے واسطہ سے حضرت عائشہ سے اور ابواسامہ نے بیچ حجرے کے قید لگادی ہے اور یہ قید تعجیل میں بہت کھلی ہوئی ہے روایت بے قید سے اور اسماعیلی نے اپنی مرویات میں ابواسامہ کی روایت کو موصول کردیا ہے لیکن لفظ اس کے یہ ہیں کہ سورج بیچوں بیچ حجرے میں ہوتا تھا اور اس سے جانا گیا کہ حجرتہا میں ضمیر جو ہے وہ حضرت عائشہ کی طرف پھرتی ہے اور اس میں ایک طرح کا التفات ہے اور ابوضمرۃ کی سند میں سب راوی مدنی ہیں اور حجرہ سے مراد گھر ہے اور سورج سے مراد دھوپ ہے اور یہ قول روایت زہری میں کہ سورج میرے حجرے میں ہوتا تھا مراد اس سے یہ ہے کہ سورج باقی رہتا تھا اور یہ قول کہ سایہ نہیں چڑھتا تھا یعنی جہاں آفتاب ہوتا تھا اور اس کی بحث اول وقتوں کی بحث میں مالک کی روایت زہری سے جو تھی اس میں ہوچکی ہے جس کے لفظ یہ تھے کہ سورج حجرے میں ہوتا تھا پہلے اس سے کہ چڑھے یعنی بلند ہو سو یہاں ظہور کے معنے وہ ظہور کے نہیں اور محصل یہ کہ مراد سورج کے ظہور سے اس کا حجرے سے نکل جانا ہے اور مراد سایہ ظہور کے ظہور سے اس کا حجرے میں پھیل جانا ہے اور دونوں روایتوں میں اختلاف نہیں کیونکہ سایہ کا پھیلنا سورج کے نکل جانے کے بعد ہوتا ہے اور قول کہ ابن عیینہ سو حمیدی کی روایت میں اس کی مسند میں ہے کہ روایت کی ابن عیینہ نے اور کہا کہ روایت کی ہمیں زہری نے اور روایت محمد بن منصور میں نسخہ اسماعیلی میں روایت کی سفیان نے میرے کانوں نے اسے سنا اور دل نے یاد رکھا زہری سے اور یہ قول کہ سورج چمکتا تھا یعنی خوب ظاہر تھا اور یہ قول کہ مالک نے آخر تک یعنی چاروں شخصوں مذکور نے زہری سے اسے سند کے ساتھ روایت کی ہے سو ظہور سورج کے لئے کیا ہے اور ابن عیینہ نے سایہ کے لئے کیا ہے اور اس کی وجہ اور موافقت کا طریقہ دونوں روایتوں میں آگے گزر چکا اور مالک والی سند کو مؤلف تے اول وقتوں میں بحث میں موصول کیا ہے اور یحیٰ بن سعید کی سند زہری کی مرویات میں ذہلی نے اس کو موصول کردیا ہے اور شعیب کی سند طبرانی نے اپنے شامیوں کی مسند میں اسے موصول کردیا ہے اور سند ابن ابی حفصہ کی کہ وہ محمد بن میسرۃ ہے سو روایت کی اسے ہم نے طریق ابن عدی سے نسخہ ابراہیم بن طہمان میں کہ جس کی روایت ہے ابن ابی حفصہ سے اور فائدہ اس حدیث سے عصر کا جلدی پڑھنا اول وقت پر ہے اور یہی حضرت عائشہ نے اس سے سمجھا ہے اور اسی طرح اس کے راوی عروہ نے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز پر عصر کی نماز دیر کرکے پڑھتے دیکھ کر عروہ نے اسے حدیث سے حجت پکڑی ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور طحاوی نے سب سے کنارہ ہوکر یہ کہہ دیا کہ اس حدیث میں تعجیل عصر کی دلالت نہیں بسبب محتمل ہونے اس بات کے کہ حجرے کی دیواریں چھوٹی ہوں تو اس سے سورج رک نہیں سکتا تھا۔ سوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غروب کے وقت کے تو دلالت اس حدیث کی عصر کے دیر پر ہوئی نہ جلدی پر اور یہ قول طحاوی کا یوں رد کیا گیا ہے کہ یہ احتمال جب چلتا کہ حجرہ چوڑا ہوتا اور یہ بات بطور نقل اور مشاہدہ کے معلوم ہے کہ ازواج مطہرات کے حجرے چوڑے نہ تھے اور چھوٹے حجرے کے وسط میں دھوپ لے اس کے باقی نہیں رہ سکتی کہ سورج بلند ہو۔ کیونکہ سورج کے نیچے ہوتے ہی وسط سے دھوپ چڑھ جاوے گی اگر چہ دیواریں چھوٹی ہی ہوں کہا انہوں نے کہ حجرے کا تنگ تھا صحن اور چھوٹی تھیں دیواریں اس کی اس قدر کہ صحن سے بھی کچھ چھوٹی تھیں تو جب دیوار کا سایہ ایک مثل ہوتا تھا تو سورج صحن کے کنارہ پر ہوتا تھا ہو چکی عبارت نووی کی اور یہاں تک تھا کلام ابن حجر کا۔

مَیں کہتا ہوں کہ یہ رد قول طحاوی کا جو شخص عقلمند ہے اور کچھ اسے تعصب نہیں ہے اس کے نزدیک بلاشک ہے اور یوں جواب دینا کہ اس رد کی کچھ حاجت نہیں کس لئے کہ سورج چھوٹی دیواروں کے حجرے سے سوا وقت غروب کے نہیں رک سکتا چوڑائی اور تنگی کو اس میں کچھ دخل نہیں۔ البتہ دیواروں کے چھوٹے پن میں گفتگو ہے تو یہ جواب محض نادانی اور تعصب ہے کیونکہ فقط دیواروں کا چھوٹا ہونا بغیر چوڑائی کے ملائے سورج کے رکاؤ کا سبب نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ مثلاً ہم جب دو گز کی اونچی دیوار فرض کریں اور صحن گز بھر کا تو جب تک دھوپ انگنائی میں ہے دیوار کی ایک مثل یا دو مثل سایہ نہیں ہو سکتا بلکہ بہت دور ہو گا تو دیوار سے آدھا ہو گا اور جب صحن کچھ اوپر چار گز لیا تو ابھی دھوپ انگنائی میں ہو گی کہ دیوار کا سایہ دو مثل ہو جاوے گا۔ اور یہ اس شخص پر ظاہر ہے جس کی عقل بلا امیزش ہے اور اس کو کچھ تعصب نہیں ہے۔ تو اب اس کھلی ہوئی مثال سے معلوم ہو گیا کہ دیواروں کے چھوٹے ہونے کی حالت میں صحن کی چوڑائی کا ملانا بھی ضرور ہے اور حال یہ ہے کہ چوڑائی حضرت عائشہ کے حجرے کی دیوار کے لمباؤ سے کچھ ہی بڑی تھی جیسا کہ نووی نے کہا تو اب طحاوی کا کہنا جاتا رہا اور جواب مجیب کا اٹھ گیا اور سمجھ لے۔"

اور کہا نووی نے بیچ شرح صحیح مسلم کے تحت حدیث عائشہ کے۔

قوله كان يصلى العصر و الشمس فى حجرتها قبل ان تظهر و فى رواية يصلى العصر و الشمس طالعة فى حجرتى لم يفى الفئ بعد و فى رواية والشمس واقعة فى حجرتى معناه كله التبكير بالعصر فى اول وقتها وهو حين يصير ظل كل شئ مثله و كانت الحجرة ضيقة العرصة قصيرة الجدار بحيث يكون طول جدارها اقل من مساحة العرصة بشئ يسير فاذا صار ظل الجدار مثله دخل وقت العصر يكون الشمس بعد فى اواخر العرصة لم يرتفع الفئ فى الجدار الشرقى انتهٰى۔ ③

اقول وما رد عليه بانه يمكن ان يكون طوله اقل من نصف مساحة العرصة فيكون الصلوة عند المثلين و الشمس فى حجرتها فهو جهل بحت لانه اختراع الامكان على خلاف الواقيعات المرئيات المشاهدات كمن قال فى حق زيد موجود انه يمكن ان يكون ميتاً وهو كما ترى۔

③ شرح مسلم باب اوقات الصلوت الخمس ص ۲۲۲ ج ۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یہ قول کہ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج حجرے میں رہتا اور دھوپ دیوار پر نہیں چڑھتی تھی اور مطلب ان سب روایتوں کا عصر کی نماز جلدی پڑھنے کا ہے اور وہ ایک مثل ہے اور حجرہ تنگ تھا اور دیوار اس کی چھوٹی تھی اس طرح کہ لمبائی دیوار کا سایہ ہوتا تھا تو عصر کا وقت ہو جاتا تھا اور سورج کنارہ میں صحن کے ہوتا تھا اور سامنے کی دیوار پر سایہ نہیں چڑھتا تھا ہو چکی عبارت نووی کی۔

میں کہتا ہوں اور جو یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ دیوار کی لمبائی انگنائی کے آدھے سے بھی کم ہو تو دو مثل پر نماز ہو جب بھی سورج حجرہ میں رہے تو یہ نادانی ہے کیونکہ خلاف ایک امر واقعی دیکھے ہوئے کے ہے۔ یہ تو ایسا ہے کوئی زید موجود کو یوں کہہ دیوے کہ ممکن ہو کہ مردہ ہو اور یہ جیسی بات ہے سب جانتے ہیں۔''

اور کہا محلی میں حنفی میں تحت اول قول عائشہ کے۔

کان یصلی العصر والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر ای تعلو و تصعد من قاعة الدار الی الجدار الشرقی قال الخطابی معنی الظهور ههنا الصعود و منه قوله تعالی "و معارج علیها یظهرون" ④

قال عیاض قیل المراد تظهر علی الجدر و قیل ترتفع کلها عن الحجرة و علی هذا فتظهر بمعنی تزول عنها کما قال فتلك شكاة ظاهر عنك عارها انتهی۔

''آنحضرت عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج حجرہ میں ہوتا تھا اور دھوپ صحن سے دیوار شرقی پر نہیں چڑھتی تھی خطابی نے کہا ہے کہ معنی ظہور کے یہاں چڑھنے کے ہیں اور اسی قسم سے یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ''سیڑھیاں ہیں کہ اس پر چڑھتے ہیں'' عیاض نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دھوپ دیوار شرقی پر نہیں چڑھتی تھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ سب دھوپ حجرہ سے باہر ہونا۔ مراد ہے تو اب ظہور کے معنے زایل ہونے کے ہوں گے۔ جیسے اس مصرعہ عربی میں ہے۔ ہو چکی عبارت محلی کی۔''

پس خلاصہ مطلب حدیث عائشہ کا یہ ہوا کہ عائشہ کے حجرہ تنگ صحن والے میں جس کی دیوار قدرے چھوٹی تھی صحن سے ابھی تک آفتاب کی دھوپ باقی رہتی تھی اور سایہ دیوار مغربی کا صحن میں سے دیوار مشرقی پر نہیں چڑھتا تھا یعنی سایہ ایک ہی مثل ہوتا تھا کہ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور روایت کی بخاری نے سیار بن سلامہ سے۔

قال دخلت انا و ابی علی ابی برزة الاسلمی فقال له ابی کیف کان رسول الله ﷺ یصلی المکتوبة فقال کان یصلی الهجیر التی تدعونها الاولی حین تدحض الشمس و یصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحله فی اقصی المدینة و الشمس حیة۔⑤

''کہا سیار بن سلامہ نے کہ میں اور میرے باپ (ہم) ابی برزہ کے پاس گئے تو میرے باپ نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ فرض نماز کس وقت پڑھا کرتے تھے کہا کہ ظہر تو سورج ڈھلتے ہی پڑھا کرتے تھے اور عصر پڑھ کر بعضے لوگ کنارہ مدینہ کے رہنے والے اپنے گھر پہنچ جاتے تھے اور آفتاب تیز رہتا تھا۔''

---

④ الزخرف ۳۳ ⑤ بخاری باب وقت العصر ح ۵۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا ابوداؤد نے۔

حدثنا یوسف بن موسی نا جریر عن منصور عن خثیمة قال حیاتها ان تجد حرها۔⑥

''روایت کی ہمیں یوسف بن موسیٰ نے کہ کہا روایت کی ہمیں جریر نے اور کہا کہ یہ روایت منصور کے واسطہ سے خثیمہ سے ہے کہ حیات سورج کی یہ ہے کہ اس کی تیزی موجود رہے۔''

اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں۔

قوله الی رحله بفتح الراء و سکون المهملة ای مسکنه قوله فی اقصیٰ المدینة صفة للرحل قوله والشمس حیة ای بیضاء نقیة قال الزین بن المنیر المراد بحیاتها قوة اثرها حرارة ولو نها و شعاعا و انارة و ذلك لا یکون بعد مصیر الظل مثلی الشئ انتهیٰ۔⑦

''رحل کے معنی گھر کے ہیں اور کنارہ مدینہ گھر کی صفت ہے اور سورج جیتا ہے یعنی سفید ہے کہا زین بن منیر نے کہ مراد اس کی حیات سے سب سے لوازم آفتاب کے قائم رہنا ہے اور یہ دو مثل پر نہیں رہتی۔''

و فی ابی داؤد باسناد صحیح عن خیثمة احد التابعین قال حیاتها ان تجد حرها۔ انتهیٰ۔⑧

''اور ابوداؤد میں صحیح اسناد سے خثیمہ کی روایت ہے کہ وہ منجملہ تابعین کے ہیں کہ حیات سورج کی یہ ہے کہ حرارت موجود ہو۔''

اور روایت کی ہے بخاری نے انس بن مالک سے

قال کان رسول الله ﷺ یصلی العصر و الشمس مرتفعة حیة فیذهب الذاهب الی العوالی فیاتیهم و الشمس مرتفعة و بعض العوالی من المدینة علی اربع امیال او نحوه۔ انتهیٰ۔⑨

''آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور آفتاب بلند اور تیز ہوتا تھا۔ سو بعضے جانے والے چار میل کے مدینہ سے چار میل جاتے تھے اور سورج بلند رہتا تھا۔''

اور مسلم نے انس سے۔

قال کنا نصلی العصر ثم یذهب الذاهب الی قباء فیاتیهم و الشمس مرتفعة۔⑩

''انس نے کہا کہ ہم لوگ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور بعضے جانے والے قباء جاتے تھے اور سورج بلند رہتا تھا۔''

اور انہی الفاظ سے امام مالک نے انس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ہے نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

ان رسول الله ﷺ کان یصلی العصر ثم یذهب الذاهب الی قباء فقال احدهما (الضمیر الی الزهری و اسحاق بن عبدالله الروایین عن انس فیاتیهم وهم یصلون) وقال الاخر و الشمس مرتفعة۔⑪

''آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور پھر بعضے جانے والے قباء پہنچ جاتے تھے۔ اب ایک راوی کا تو یہ قول ہے کہ ان کو نماز پڑھتے جا پکڑتے تھے اور ایک کا یہ قول کہ وہاں پہنچنے کے بعد سورج بلند رہتا تھا۔''

---

⑥ابوداؤد کتاب الصلوة باب وقت العصر ح ٤٠٦
⑦ فتح الباری باب وقت العصر ح ٥٥١ ص ٢٩ ج ٢
⑧ابوداؤد کتاب الصلوة باب وقت العصر ح ٤٠٦
⑨ بخاری باب وقت العصر ح ٥٥٠۔
⑩ مسلم کتاب المساجد باب اسحباب التکبیر بالعصر ح ١٤١٠
⑪ موطا وقوت االصلوة ح ١١۔ نسائی المواقیت ح ٥٠٧

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نسائی کی دوسری روایت میں یوں ہے۔

ان رسول الله ﷺ کان یصلی العصر و الشمس مرتفعة حیة یذهب الذاهب الی العوالی و الشمس مرتفعة۔⑫

''آنحضرت ﷺ عصر پڑھتے اور سورج بلند اور تیز رہتا تھا اور بعضے جانے والے نجد کی طرف جاتے تھے اور سورج بلند رہتا تھا۔''

اور تیسری میں یوں ہے۔

کان رسول الله ﷺ یصلی بناء العصر و الشمس بیضاء محلقة۔⑬

''آنحضرت ﷺ ہمارے ساتھ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور سورج کی ٹکیہ تیز رہتی تھی۔''

اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے انس بن مالک سے۔

ان النبی ﷺ کان یصلی العصر و الشمس مرتفعة حیة فیذهب الذاهب الی العوالی و الشمس مرتفعة۔⑭

آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج اس قدر بلند ہوتا تھا کہ نجد کی طرف جانے والے وہاں پہنچ جاتے تھے اور سورج پھر بھی بلند رہتا تھا۔

اور روایت کی ہے ابوداؤد نے انس سے۔

ان رسول الله ﷺ کان یصلی العصر و الشمس بیضاء مرتفعة حیة فیذهب الذاهب العوالی و الشمس مرتفعة۔⑮

''نبی ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج تیز اور بلند رہتا تھا اور بعد نماز کے نجد جانے والے وہاں پہنچ جاتے تھے پھر بھی سورج بلند ہی رہتا تھا۔''

پھر کہا

حدثنا الحسن بن علی حدثنا عبد الرزاق انا معمر عن الزهری قال و العوالی علی میلین او ثلثلة قال و احبسه قال او اربعة انتهیٰ۔⑯

''روایت کی مجھے حسن بن علی نے اور کہا روایت کی ہمیں عبدالرزاق نے اور کہا کہ روایت کی ہم کو معمر نے زہری سے کہ انہوں نے کہا کہ نجد کی سمت جانا دو میل تھا یا تین۔ معمر کہتے ہیں مجھے یوں بھی یاد پڑتا ہے کہ شاید چار میل کہی۔ ہو چکی عبارت ابوداؤد کی۔''

اور روایت کی ہے امام مالک نے نافع مولی بن عمر سے۔

ان عمر بن الخطاب الی عماله ان اهم امرکم عندی الصلوة فمن حفظها و حافظ

---

⑫ نسائی باب تعجیل العصر ح ۵۰۷ ⑬ نسائی باب تعجیل العصر ح ۵۰۷۔ طحاوی ص ۱۹۰ ج ۱

⑭ ابن ماجہ کتاب الصلوة وقت صلوة العصر ح ۶۸۲ ⑮ ابو داؤد کتاب الصلوة وقت صلوة العصر ح ۴۰۴

⑯ ابو داؤد کتاب الصلوة وقت صلوة العصر ح ۴۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیها حفظ دینه و ضیعها فهو لما سواها اضیع ثم کتب ان صلوا الظهر اذا کان الفئ ذراعا الی این یکون ظل احدکم مثله و العصر و الشمس مرتفعة بیضاء نقیة قدر ما یسیر الراکب فرسخین ارثلثة قبل غروب الشمس۔ ⑰

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو خط لکھا کہ بڑا ضروری کام میرے نزدیک نماز ہے اس کا حفاظت رکھنے والا تمام دین کی باتوں کا حفاظت رکھنے والا ہے اور اس کا ضائع کرنے والا دین کی باتوں سے بالکل بے بہرہ ہے۔ پھر لکھا ہے کہ ظہر ایک گز سایہ سے ایک مثل تک پڑھا کرو اور عصر ایسی پڑھا کرو کہ سورج بلند ہو اور تیز ہوا کرے کہ بعد نماز کے غروب سے پہلے سوار دو تین فرسنگ چلا جاوے۔''

اور امام مالک کی ایک روایت میں یوں آیا ہے۔

ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشعری ان صلی العصر و الشمس بیضاء نقیة قدر ما یسیر الراکب ثلثة فراسخ ۔⑱

''حضرت عمر بن خطاب نے ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ عصر ایسی پڑھنا کہ سورج صاف روشن ہو کر نماز کے بعد سوار تین فرسنگ چلا جاوے۔''

کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں۔

قوله و الشمس مرتفعة حية فيه اشارة الى بقاء حرها وضوٴها كما تقدم (اى فى كلام ابى داؤد وابن المنير)وقوله بعد ذلك فياتيهم و الشمس مرتفعة اى دون ذلك الارتفاع لكنها لم تصل الى الحد الذى توصف به بانها منخفضة و فى ذلك دليل على تعجيله ﷺ بصلوة العصر لوصف الشمس بالارتفاع بعد ان تمضى مسافة اربعة اميال و روى النسائى و الطحاوى و اللفظ له من طريق ابى الابيض عن انس قال كان رسول الله ﷺ يصلى بنا العصر و الشمس بيضاء محلقة ثم ارجع الى قومى فى ناحية المدينة فاقول لهم قوموا فصلوا فان رسول الله ﷺ قد صلى قال الطحاوى نحن تصم ان اولئك يعنى قوم انس لم يكونوا يصلونها الاقبل اصفرار الشمس فدل ذلك على انه ﷺ كان يعجلها۔

(قوله و بعض العوالى)كذا وقع ههنا اى بين بعض العوالى و المدينة المسافة المذكورة و روى البيهقى حديث الباب من طريق ابى بكر الصنعانى عن ابى اليمان شيخ البخارى فيه وقال فى أخره و بعد العوالى بضم الموحدة و بالدال المهملة و كذلك اخرجه المصنف فى الاعتصام تعليقاً و وصله البيهقى من طريق الليث عن

⑰موطا وقوت الصلوة ح ٦ ص ٤

⑱موطا وقوت الصلوة ح ٨ ص ٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونس عن الزهری لکن قال اربعة امیال او ثلثة وروی هذا الحدیث ابو عوانة فی صحیحه و ابو العباس السراج جمیعاً عن احمد بن الفرج ابی عتبة عن عبلة محمد بن حمیر عن ابراهیم بن ابی عبلة عن الزهری واللفظ له و العوالی من المدینة علی ثلثة امیال و اخرجه الدار قطنی عن المحاملی عن ابی علیة المذکور بسنده فوقع عنده علی ستة امیال و رواه عبدالرزاق عن معمر عن الزهری فقال فیه علی میلین او ثلثة فتحصل من ذلك ان اقرب العوالی من المدینة مسافة میلین و ابعدها مسافة ستة امیال ان کانت روایة المحاملی محفوظة (قوله) و بعض العوالی الی آخره مدرج من کلام الزهری ولم یقف الکرمانی علی هذا فقال هو اما کلام البخاری او انس اوالزهری کما هو عادته انتهی مختصراً۔⑳

آفتاب بلند اور تیز ہو اور اس قول میں اشارہ ہے کہ روشنی اور تیزی باقی رہے چنانچہ آگے گزر چکا ہے یعنی ابوداؤد اور منیر کے کلام میں۔ اور یہ قول کہ بعد نماز کے وہاں پہنچ جاتے تھے اور سورج بلند رہتا تھا یعنی پہلی بلندی سے کم اور بلند اس لئے کہا کہ اس مرتبہ تک نہیں پہنچا کہ عرف میں اس کو پست کہا جاوے اور اس میں آنحضرت ﷺ کے عصر جلدی پڑھنے کی دلیل ہے۔ کیونکہ چار میل جانے کے بعد سورج بلند رہتا تھا اور نسائی اور طحاوی نے ابی الابسیض کی سند سے بواسطہ حضرت انس کے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمارے ساتھ عصر پڑھا کرتے تھے اور سورج کی ٹکیہ روشن رہتی تھی پھر میں مدینہ کے سرے پر اپنی قوم میں جاتا تھا اور ان سے کہتا تھا اٹھو نماز پڑھو آنحضرت ﷺ تو نماز پڑھ چکے۔ کہا طحاوی نے کہ ہاں وہ لوگ یعنی قوم انس کے سورج کے زرد ہونے سے پہلے ہی عصر پڑھ لیتے تھے تو اس سے یہ بات نکلی کہ آنحضرت ﷺ جلدی عصر پڑھتے تھے اور یہ قول کہ اور بعضی نجد کی زمین یہاں یونہی مروی ہے یعنی بعضی عوالی کی زمین اور مدینہ میں وہی مسافت ہے۔ اور اس باب میں بیہقی نے روایت کی ہے طریقہ ابوبکر صنعانی سے اور انہوں نے ابوالیمان بخاری کے استاد سے اس میں لفظ بعض کی جگہ دال سے بعد بائے موحدہ کے پیش کے ساتھ کہا اور اسی طرح بخاری نے معلق روایت کی ہے اور بیہقی نے اس کو موصول کیا ہے سند لیث سے کہ وہ بواسطہ یونس زہری سے روایت کرتے ہیں لیکن کہا ہے کہ چار میل یا تین میل اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں یہی حدیث روایت کی ہے۔ اور ابوعباس سراج نے اور دونوں کی سند یہ ہے روایت ہے احمد بن فرج ابی عتبہ سے کہ روایت کی انہوں نے محمد بن حمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی عبلہ سے انہوں نے زہری سے اور لفظ اس کے یوں ہیں عوالی کی زمین مدینہ سے تین میل ہے اور روایت کی دار قطنی نے بواسطہ محاملی اور ابی عتبہ کی سند مذکور کے ساتھ اور ذکر کئے اس میں چھ میل اور روایت کی عبدالرزاق نے زہری سے تو اس میں دو اور تین میل کہی تو ان سب روایتوں سے حاصل ہوا کہ ورلی (قریبی کنارہ) جانب زمین عوالی کی مدینہ منورہ سے دو میل کی مسافت پر ہے اور پرلی چھ پر اگر محاملی کی روایت چھ میل والی محفوظ ہے اور یہ میلوں کی

⑳فتح الباری وقت العصر ح ۵۵۱ ص ۲۹ ج ۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل زہری کا کلام ہے کرمانی کو یہ حال نہ کھلا تو وہ بطور شک کے اپنی عادت کے موافق کہنے لگا کہ یہ کلام بخاری کا ہے یا انس کا یا زہری کا ہو چکی عبارت فتح الباری کی مختصر طور پر۔"

اور کہا فتح الباری میں تحت اس حدیث انس کے "**كنا نصلى العصر ثم يذهب الذاهب منا الى قباء فياتهم و الشمس مرتفعة۔**"

قوله: كنا نصلى العصر اى مع الرسول ﷺ كما يظهر ذلك من الطريق الاخرى وقد رواه خالد بن مخلد عن مالك كذلك مصرحابه اخرجه الدارقطني في غرائبه۔

قوله يذهب الذاهب منا الى قباء كانّ انساً اراد بالذاهب نفسه كما تشعر بذلك رواية ابى الابيض المتقدمة قوله:

الى قباء فياتهم اى اهل قباء وهو على حد قوله و اسأل القرية و الله اعلم قال النووى في الحديث المباردة بصلوة العصر في اول وقتها لانه لا يمكن ان يذهب (الذاهب) بعد صلوة العصر ميلين لو اكثر و الشمس لم تتغير (الا اذا صلى العصر حين صار ظل الشئ مثله) ففيه دليل الجمهور في ان اول وقت العصر مصير ظل كل شئ مثار خلافا لابى حنيفة وقد و مضى ذلك في الباب الذى قبله انتهى مختصراً۔㉘

یہ قول ہم پڑھتے تھے عصر یعنی ساتھ آنحضرت ﷺ کے جیسا کہ ہویدا ہوتا ہے دوسرے طریق سے اور البتہ روایت کی اس کو خالد بن مخلد نے مالک سے ایسی ہی اس کی تصریح کے ساتھ روایت کی اس کو دارقطنی نے اپنی غرائب میں اور یہ قول کہ پھر جانے والا طرف قبا کے جاتا تھا انس نے جانے والے سے اپنے کو ارادہ کیا جیسا کہ مخبر ہے اس کے ساتھ روایت ابی الابیض کی جو گذری اور قبا سے اہل قبا مراد ہیں جیسا کہ قرآن میں قریہ سے مراد اہل قریہ ہیں اور اللہ تعالیٰ داناتر ہے کہا نووی نے کہ اس حدیث میں عصر جلدی پڑھنی مراد ہے کیونکہ بعد نماز عصر کے ممکن نہیں کہ جانے والا دو میل یا زیادہ اس سے جاوے اور سورج متغیر نہ ہو (مگر جب ایک مثل پر پڑھے) پس اس میں جمہور کی دلیل ہے اس بات پر کہ اول وقت عصر کا ایک مثل ہے خلاف ابوحنیفہ کے اور البتہ یہ گذرا پہلے باب میں ہو چکی عبارت فتح الباری کی مختصر طور پر۔

کہا امام نووی نے۔

قوله و الشمس مرتفعة حية قال الخطابى حياتها صفاء لونها قبل ان تصفر او تفير وهو مثل قوله بيضاء نقية وقال هو ايضاً و غيره حياتها وجود حرها و المراد بهذه الاحاديث وما بعدها المبادرة لصلوة العصر اول وقتها لانه لا يمكن ان يذهب (الذاهب) بعد صلوة العصر ميلين و ثلثة و الشمس بعد لم تتغير بصفرة و نحوها الا اذا صلى العصر حين صار ظل الشئ مثله و لا يكاد يحصل هذا۳۱لا في الايام الطويلة انتهىٰ۔㉙

㉘ فتح البارى وقت العصر ح ۵۴۹ ص ۲۸ ج ۲ ㉙شرح مسلم باب استحباب التكبير بالعصر ص ۲۲۵ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ قول کہ سورج بلند روشن ہوتا کہا خطابی نے سورج کی حیات سے یہ مراد ہے کہ اس کا رنگ صاف ہو زرد نہ ہو۔ اور اسی طرح سورج کے صاف ہونے سے مراد ہے اور خطابی اور علماء نے کہا ہے کہ حیات سے مراد گرمی اور تیزی کا رہنا ہے اور مراد ان سب حدیثوں سے عصر کی نماز میں جلدی ہے کہ اول وقت پڑھو۔ کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ جانے والا دو یا تین میل جاوے اور آفتاب متغیر نہ ہو جب تک کہ عصر ایک مثل پر بڑے دنوں میں نہ پڑھی جاوے۔''

اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم اور مالک نے انس سے۔

كنا نصلي العصر ثم يخرج الانسان الى بنى عمرو بن عوف فيجدهم يصلون العصر۔⑳

''ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر بعضے لوگ بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ کے پاس جاتے اور ان کو نماز عصر پڑھتے پاتے۔''

اور روایت کی ہے مسلم نے انس سے۔

انه قال صلى لنا رسول الله ﷺ العصر فلما انصرف اتاه رجل من بنى سلمة فقال يا رسول الله انا نريد ان ننحر جزو رالنا و نحن نحب ان تحضرها قال نعم فانطلق و انطلقنا معه فوجدنا الجزور لم تنحر فنحرت ثم قطعت ثم طبخ منها ثم اكلنا قبل ان تغيب الشمس۔㉛

''آنحضرت ﷺ ہم لوگوں کو جب عصر کی نماز پڑھا چکے تو ایک شخص آپ کے پاس آیا بنی سلمہ میں سے اور کہا کہ ہم اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں اور آپ بھی تشریف لے چلیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا پھر اور ہم سب گئے تو اونٹ ہمارے سامنے ذبح ہوا اور پارچہ ہوکر بقدر ضرورت پکایا اور ہم نے غروب سے پہلے کھایا۔''

اور روایت کی ہے مسلم نے رافع بن خدیج سے۔

يقول كنا نصلي العصر مع رسول الله ﷺ ثم ننحر الجزور فنقسم عشر قسم ثم نطبخ فناكل لحماً نضيجاً قبل مغيب الشمس۔㉜

''رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز آنحضرت ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر اونٹ ذبح ہوتا اور دس حصے ہوکر پکتا اور غروب سے پہلے اچھا پکا ہوا گوشت ہم کھاتے تھے۔''

کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں۔

قوله الى بنى عمرو بن عوف اى بقباء لانها كانت مناز لهم و اخراج المصنف لهذا الحديث مشعر بانه كان يرى ان قول الصحابى كنا نفعل كذا مسند ولو لم يصرح باضافته الى زمن النبى ﷺ وهو اختيار الحاكم وقال الدار قطني والخطيب و غيرهما هو موقوف و الحق انه موقوف لفظاً مرفوع حكما لان الصحابى اورده فى مقام الاحتجاج فيحمل على انه اراد كونه فى زمن النبى ﷺ وقد روى ابن المبارك هذا الحديث عن مالك فقال فيه كان رسول الله ﷺ يصلي العصر الحديث اخرجه

⑳ بخاری باب وقت العصر ح ٥٤٨۔ مسلم باب استحباب التبكير بالعصر ح ١٤١١

㉛ مسلم كتاب المساجد باب استحباب التبكير بالعصر ح ١٤١٤

㉜ مسلم كتاب المساجد باب استحباب التبكير بالعصر ح ١٤١٥

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النسائی قال النووی قال العلماء کانت منازل بنی عمرو بن عوف علی میلین من المدینة و کانوا یصلون هو فی وسط الوقت کانهم کانوا یشتغلون باعمالهم و حروثهم فدل هذا الحدیث علی تعجیل النبی ﷺ بصلوة العصر فی اول وقتها و سیاتی فی حدیث الزهری عن انس ان الرجل کان یأتیهم و الشمس مرتفعة۔(33)

''یہ قول کہ بنی عمرو بن عوف یعنی قباء کیونکہ وہ وہاں رہتے تھے اور اس حدیث کو بخاری کا روایت کرنا جتاتا ہے اس بات کو کہ بخاری کا عندیہ یہ ہے کہ صحابی کا یہ کہنا کہ ہم یوں کیا کرتے تھے مسند حدیث کی قسم سے ہے اگرچہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کرنے کی تصریح صحابی نہ کرے اور یہ بات حاکم کی بھی مختار ہے اور دارقطنی اور خطیب وغیرہ نے کہا ہے کہ اس طرح کی حدیث موقوف ہے اور حق بات یہ ہے کہ ایسی حدیث لفظوں میں موقوف ہوتی ہے اور حکم میں مرفوع اس واسطے کہ صحابی دلیل کے مقام پر لایا ہے تو محمول ہوگی اس پر کہ صحابی اس کی مراد آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس فعل کا کرتا ہے اور ابن مبارک نے یہ حدیث مالک سے روایت کی ہے اور اس میں کہا کہ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے آخر حدیث تک۔ نسائی میں یہ روایت ہے نووی نے کہا ہے کہ علماء نے کہا ہے کہ بنی عمرو بن عوف کے گھر مدینہ سے دو میل پر تھے اور بیچ کے وقت میں وہ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے کیونکہ کھیتی وغیرہ کا کام کیا کرتے تھے تو دلالت کی اس حدیث نے آنحضرت ﷺ کے عصر جلدی پڑھنے پر اول وقت میں اور آگے حدیث زھری میں انس کی روایت میں آوے گا کہ یہ لوگ وہاں پہنچ جاتے تھے اور سورج بلند رہتا تھا۔''

اور کہا ملا عابد سندھی حنفی نے کہ حدیث رافع بن خدیج کی یعنی جس میں اونٹ ذبح کرنے کا ذکر ہے دلیل ہے مذہب جمہور پر کہ ایک مثل کے بعد وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے چنانچہ کلام ان کا بعینہ عنقریب آوے گا اور کہا نووی نے ذیل میں اسی حدیث کے نحر جزور کے۔

هذا تصریح بالمبالغة فی التبکیر بالعصر۔(34) ''یہ تصریح ہے عصر کے جلدی کرنے میں۔''

اور دلیل میں حدیث بنی عمرو بن عوف کے۔

و فی هذه الاحادیث و ما بعدها دلیل لمذهب مالك و الشافعی و احمد و جمهور العلماء ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیئ مثله وقال ابو حنیفة لا یدخل حتی یصیر ظل الشیئ مثلیه و هذه الاحادیث حجة للجماعة علیه مع حدیث ابن عباس رضی الله عنه فی بیان المواقیت و حدیث جابر و غیر و ذلك انتهی۔(35)

''اور یہ اگلی حدیثیں دلیل ہیں امام شافعی اور مالک اور احمد رحمہ اللہ اور سب علماء کے مذہب کی کہ عصر کا وقت ایک مثل پر ہوتا ہے اور امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں ہوتا جب تک دو مثل سایہ نہ ہو اور یہ حدیثیں اور حدیث

(33) فتح الباری وقت العصرح ۵۴۹ ص ۲۸ ج ۲۔ (34) شرح مسلم باب استحباب التبکیر بالعصر ص ۲۲۵ ج ۱

(35) شرح مسلم باب استحباب التبکیر بالعصر ص ۲۲۵ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس اور جابر وغیرہ کی جو وقتوں کے بیان میں ہیں۔ ان پر حجت ہیں۔"

پس خلاصہ مطلب ان احادیث کا یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ بعد عصر کے دو کوس یا تین کوس یا چھ کوس تک کوئی جاتا تو بھی آفتاب کو بلند پاتا اور ایسے وقت میں پڑھتے کہ آفتاب میں خوب گرمی اور روشنی اور شعاع اور تیزی ہوتی اور ایسے وقت میں پڑھتے کہ بعد نماز کے اونٹ کو ذبح کر کے اور قطع کر کے اور دس حصے تقسیم کر کے اور خوب پکا کر کھاتے تو بھی آفتاب باقی رہتا تو دیکھو کہ یہ امور سوا اس کے کہ عصر ایک مثل پر پڑھیں کیونکر ہو سکتے ہیں مقام غور اور تامل کا ہے بشرطیکہ انصاف ہو اور حدیث سے اعتقاد ہو اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم نے ابوبکر بن عثمان سے۔

قال سمعت ابا امامة يقول صلينا مع عمر بن عبدالعزيز الظهر ثم خرجنا حتى دخلنا على انس بن مالك فوجدناه يصلي العصر فقلت يا عم ما هذه الصلوة التي صليت قال العصر و هذه صلوة رسول الله ﷺ التي كنا نصلي معه۔(36)

"کہا عثمان نے میں نے ابوامامہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ نماز پڑھی ظہر کی پھر وہاں سے ان کے ساتھ انس بن مالک کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے میں نے کہا اے چچا یہ کیسی نماز ہے کہا کہ عصر کی نماز ہے اور ایسی نماز ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔"

اور روایت کی ہے مسلم نے علاء بن عبدالرحمٰن سے۔

انه دخل على انس بن مالك في داره بالبصرة حين انصرف من الظهر و د داره بجنب المسجد فلما دخلنا عليه قال اصليتم العصر فقلنا له انما انصرفنا الساعة من الظهر قال فصلوا العصر فقمنا فصلينا فلما انصرفنا قال سمعت رسول الله ﷺ يقول تلك الصلوة المنافق يجلس يرقب الشمس حتىٰ اذا كانت بين قرني الشيطان قام فنقرها اربعاً لا يذكر الله فيها الا قليلا۔(37)

"علاء بن عبدالرحمٰن انس بن مالک کے پاس گئے بصرہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر اور ان کا گھر مسجد کے پاس تھا غرضکہ جب ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے ہم نے کہا ہم نے اسی دم ظہر پڑھ کر چلے آتے ہیں کہا عصر پڑھو ہم نے کھڑے ہو کر عصر پڑھی جب پڑھ چکے تو انہوں نے کہا آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نماز منافق کی ہے بیٹھا ہوا سورج کو دیکھتا رہتا ہے جب غروب ہونے لگا تو چار ٹکریں لگا لیتا ہے کچھ یونہیں اس میں تھوڑا سا پڑھ لیتا ہے۔"

کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں۔

قوله سمعت ابا امامة وهو اسعد بن سهل بن حنيف وهو عم الراوی عنه و فی القصة

(36) مسلم كتاب المساجد باب استحباب التبكير بالعصر ح ١٤١٢

(37) مسلم كتاب المساجد باب استحباب التبكير بالعصر ح ١٤١٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل علی ان عمر بن عبدالعزیز کان یصلی الصلوۃ فی آخر وقتھا تبعا لسلفه الی ان انکر علیه عروۃ فی العصر دون الظھر لان وقت الظھر لاکراھة فیه بخلاف وقت العصر وفیه دلیل علی صلوۃ العصر فی اول وقتھا ایضاً وھو عند انتھاء وقت الظھر ولھذا تشکك ابو امامة فی صلوۃ انس اھی الظھر او العصر فیدل ایضاً علی عدم الفاصلة بین الوقتین و قوله له یا عم ھو علی سبیل التوقیر و لکونه اکبر سنا منه مع ان نسبھما مجمتع فی الانصار لکنه لیس عمه علی الحقیقة واللہ اعلم انتھیٰ۔[38]

''یہ قول کہ میں نے ابی امامہ سے سنا یہ شخص اسعد بن سہل بن حنیف راوی کے چچا ہیں اوراس قصہ میں دلیل ہے کہ عمر بن عبدالعزیز آخر وقت نماز پڑھا کرتے تھے اپنے بڑوں کی دیکھا دیکھی یہاں تک کہ عروہ نے ان پر نکیر کیا تو انہوں نے اس سے رجوع کیا چنانچہ یہ قصہ اوپر گزر چکا اور سوا اس کے نہیں کہ عروہ نے ان پر عصر کے باب میں نکیر کیا ظہر کے باب میں نہ کیا۔ کیونکہ ظہر کے وقت میں کراہت نہیں بخلاف وقت عصر کے۔ اوراس میں سے یہ دلیل بھی نکلی کہ عصر کی نماز کا اول وقت انتہائے ظہر ہے۔ اسی واسطے ابوامامہ نے انس کی نماز میں شک کر کے پوچھا کہ یہ ظہر کی نماز ہے یا عصر کی تو اس نے دلالت کی کہ ان دونوں وقتوں میں فاصلہ نہیں اور ابوامامہ نے حضرت انس کو چچا توقیر اور بڑا جان کر کہا تھا اور نہ وہ ان کے چچا حقیقت میں نہ تھے ہاں دونوں کا نسب انصار میں ہے آگے اللہ جانے ہو چکی عبارت فتح الباری کی۔''

اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں ذیل میں ان دونوں حدیثوں کے۔

ھذان الحدیثان صریحان فی التبکیر بصلوۃ العصر فی اول وقتھا و ان وقتھا یدخل بمصیر ظل کل الشیٔ مثله و لھذا کان الاخرون یؤخرون الظھر الی ذلك الوقت و انما اخرھا عمر بن عبد العزیز علی عادۃ الامراء قبله قبل ان تبلغه السنة فی تقدیمھا فلما بلغته صار الی التقدیم و ھذا حین ولی عمر بن عبد العزیز المدینة نیابة لا فی خلافته لان انسا رضی اللہ عنه توفی قبل خلافة عمر بن عبدالعزیز بنحو تسع سنین انتھیٰ۔[39]

''یہ دونوں حدیثیں عصر کی جلدی پڑھنے میں کھلی ہوئی ہیں اوراس میں کہ عصر کا وقت ایک مثل پر ہوتا ہے اسی واسطے ظہر کی تاخیر اس وقت تک وہ لوگ کرتے تھے اور عمر بن عبدالعزیز نے اس واسطے تاخیر کی کہ ان کے پہلے امیروں کی عادت تھی اور جلدی کے باب کی حدیث کے پہنچنے سے پہلے تاخیر کیا کرتے تھے اور جب عمر بن عبد العزیز کو جلدی کی حدیث پہنچ گئی تو انہوں نے اس طرف رجوع کیا۔ اور یہ قصہ اس زمانے کا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نیابت کے طور پر مدینہ کے والی تھے نہ ان کی خلافت کے زمانہ میں کیونکہ انس ان کی خلافت سے نو برس پہلے مر چکے تھے ہو چکی عبادت نووی کی۔''

اور کہا ملا عابد سندی حنفی نے مواہب لطیف شرح مسند ابی حنیفہ میں۔

فالجمھور علی ان وقت العصر یدخل بصیرورۃ ظل کل شیٔ مثله بالافراد بدلیل ما

فتح الباری وقت العصر ح ۵۴۹ ص ۲۸ ج ۲۔ [39] شرح مسلم باب استحباب التبکیر بالعصر ص ۲۲۵ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخرجه البخاری عن رافع بن خدیج قال کنا نصلی مع النبی ﷺ صلوۃ العصر ثم ننحر الجزور فنقسم علی عشر قسم ثم نطبخ فناکل لحما نضیجا قبل ان یغیب الشمس و عند الشیخین عن انس قال کان رسول اللہ ﷺ یصلی العصر و الشمس مرتفعة حیة فیذهب الذاهب الی العوالی فیاتیهم و الشمس مرتفعة و بعض العوالی من المدینة علی اربعة امیال و فی روایة الی قباء و فی حدیث اسعد بن سهل بن حنیف فیما اخرجاه عنه قال صلینا مع عمر بن عبد العزیز الظهر ثم خرجنا حتیٰ دخلنا علی انس بن مالك فوجدناه یصلی العصر فقلت یا عم ما هذه الصلوۃ قال العصر و هذه صلوۃ رسول اللہ ﷺ التی کنا نصلی معه و عندهما من حدیث عائشة ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی العصر و الشمس فی حجرتها قبل ان تظهر و قد ثبت ان جبرئیل صلی بالنبی ﷺ فی الیوم الاول صلوۃ العصر عند صیرورة ظل کل شئ مثله و صلی فی الیوم الثانی حین کان ظل کل شئ مثلیه و قال الوقت ما بین هذین الوقتین و علی هذا کافة العلماء من الصحابة و التابعین و الائمة۔ انتهی ⑩

''سو جمہور اس پر ہیں کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے بدلیل اس حدیث رافع بن خدیج کے جسے بخاری نے روایت کیا ہے کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر اونٹ ذبح کرتے اور دس حصے کر کے اسے پکاتے اور غروب سے پہلے خوب اچھا پکا ہوا گوشت کھا لیتے اور شیخین نے انس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج بلند اور تیز رہتا تھا اور جانے والے نجد کے بعضے گاؤں میں پہنچ جاتے تھے اور بعضے گاؤں مدینہ سے چار میل پر ہیں اور ایک روایت میں قبا کا جانا آیا ہے اور اس حدیث میں جو اسعد بن سہل بن حنیف سے شیخین نے روایت کی یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ظہر پڑھی پھر نکلے اور انس کے پاس گئے تو ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پایا تو میں نے پوچھا کہ چچا یہ کونسی نماز ہے تو انہوں نے کہا عصر ہے اور آنحضرت کے ساتھ ہم عصر اسی وقت پڑھا کرتے تھے اور شیخین نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے اور سورج ان کے حجرے میں ہوا کرتا اور دھوپ دیواروں پر نہ پھیلتی اور بلا شک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جبرئیل نے آنحضرت ﷺ کو نماز پڑھائی پہلے دن عصر کی ایک مثل پر اور دوسرے دو مثل پر اور کہا کہ ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے اور اس پر اکثر صحابہ اور تابعین اور امام ہیں۔ ہو چکی عبارت مواہب لطیفہ کی۔''

پس حاصل مطلب مع الشرح حدیث اول کا یہ ہوا کہ عمر بن عبد العزیز باقتداء سلف امرائے بنی امیہ کی نماز ظہر کی مثلاً اخیر وقت میں پڑھتے یعنی قریب ایک مثل کے نہ بعد اس کے جیسا کہ مقتضی ہے اجماع صحابہ اور تابعین اور تمام ائمہ کا سوا امام ابوحنیفہ کے اوپر دخول وقت عصر کے بعد ایک مثل کے جیسا کہ کلام میں سبھوں کے گزرا اور بہت صریح دلالت کرنے والا اس پر کہ تاخیر عمر بن عبد العزیز کی ایک مثل تک تھی نہ خارج اس کے قول امام نووی کا شرح مسلم سے نقل ہو چکا تو ایسے وقت

---

⑩ المواهب اللطیفة شرح مسند ابی حنیفة ص ۲۱۵ مخطوط.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ابوامامہ نے ساتھ عمر بن عبدالعزیز کے ظہر پڑھی اور بعد نماز کے جبکہ انس کے پاس گئے تو ان کو عصر پڑھتے پایا تو پوچھا کہ یہ کون سی نماز پڑھتے ہو انس نے جواب دیا کہ عصر پڑھتا ہوں اور اسی وقت میں ہم صحابہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور حاصل دوسری حدیث کا یہ ہوا کہ علاء بن عبدالرحمٰن اپنے وقت معمول پر یعنی ایک مثل کے قریب نہ خارج اس کے ظہر پر انس کے گھر میں کہ وہ گھر مسجد کے قریب ہی تھا گئے تب انس نے پوچھا کہ عصر پڑھ چکے ہو انہوں نے کہا کہ ہم نے ابھی ظہر پڑھی ہے انس نے کہا کہ ابھی پڑھو نماز عصر کی تو پڑھی ہم نے عصر اور پھرے تب کہا انس نے کہ نماز تاخیر کر کے وقت اول سے پڑھنی نماز منافق کی اور روایت کی ہے نسائی اور ابوداؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

قال كانت قدر صلاة رسول الله ﷺ الظهر فى الصيف ثلاثة اقدام الى خمسة اقدام و فى الشتاء خمسة اقدام الى سبعة اقدام۔ ⑪

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی نماز ظہر کی مقدار گرمی میں تین قدم سے لے کر پانچ قدم تک تھی اور جاڑے میں پانچ قدم سے لے کر سات قدم تک۔''

کہا مرقاۃ الصعود میں۔

قال الخطابى هذا الامر يختلف فى الاقاليم و البلدان و ذلك لان العلة فى طول الظل و قصره هو زيادة ارتفاع الشمس فى السماء و انحطاطها و كانت صلوة رسول الله صلى ﷺ بمكة و المدينة و هما من الاقاليم الثانى و قول ابن مسعود ينزل على هذه التقدير فى ذلك الاقاليم دون الاقاليم ان التى هى خارجة عن الاقاليم الثانى انتهى مختصراً۔ ⑫

''خطابی نے کہا کہ یہ امر اقلیموں اور شہروں میں مختلف ہے اس لئے کہ لمبائی سایہ کی اور کوتاہی سورج کی بلندی اور پستی سے ہے اور آنحضرت ﷺ کی نماز مکہ اور مدینہ میں تھی اور یہ دونوں جگہ دوسری اقلیم میں ہیں اور وہ قول ابن مسعود کا اس صورت پر انہی اقلیموں میں لگے گا اور ولایتوں میں نہیں ہو چکی عبارت مرقاۃ کی بطور مختصر کے۔''

اور کہا فتح الودود میں۔

و المراد ان يبلغ مجموع الظل الاصلى و الزائد هذا المبلغ لان يصير الزائد هذا المبلغ و يعتبر الاصلى سوى ذلك اقول و الدليل عليه ظاهر الحديث و هو ليس بمستثنىٰ عنه الظل الاصلى بل الاطلاق على سبيل الشمول كما لا يخفى۔ ⑬

''اور مراد یہ ہے کہ سایہ اصلی اور زائد دونوں مل کر اس حد کو پہنچے نہ یہ کہ صرف سایہ زائد اس حد کو پہنچے اور اصلی لگ لیا جاوے میں کہتا ہوں کہ دلیل اس پر ظاہر حدیث ہے کیونکہ اس میں سے سایہ اصلی کو علیحدہ نہیں کیا جاتا بلکہ مطلق دونوں کے شمول کے طور پر بولا گیا ہے چنانچہ ظاہر ہے۔''

---

⑪ نسائی باب آخر وقت الظهر ح ٥٠٤۔ شرح السنه ص ٢٠٢ ج ٢۔

⑫ حاشیه ابی داؤد ص ٥٨ ج ١ ومعالم السنن مع مختصر سنن ابی داؤد للمنذری ص ٢٣٧ ج ١ مختصراً

⑬ حاشیه ابی داؤد ص ٥٨ ج ١ باب وقت الظهر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہا ارکان اربعہ میں۔

و خمسة اقدام یکون اقل من المثل انتھیٰ۔ ''اور پانچ قدم ایک مثل سے کم ہوتے ہیں۔''

(جواب استدلال حدیث ابردوا بالصلوۃ)

پس حاصل مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی نماز ظہر مکہ مدینہ میں ایسے انداز سے ہوتی تھی کہ گرمی میں ابتدا میں اس کے تین قدم معہ سایہ اصلی کے ہوتی تھی اور انتہاء پانچ قدم معہ سایہ اصلی کے اور جاڑے میں ابتدا میں اس کے پانچ انچ قدم مع سایہ اصلی کے ہوتی اور انتہا اس کے سات قدم معہ سایہ اصلی کے ہوتی۔ الغرض دونوں موسم کی نمازوں کی انتہاء بعد وضع کرنے سایہ اصلی کے ایک مثل کے ورے پر ہوتی ہے اور اس سے کبھی رسول اللہ ﷺ نے تجاوز نہیں کیا پس یہ ہیں دلائل قویہ جمہور کے اس مذہب پر کہ آخر وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور بعد اس کے وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے اور دلائل انصار مذہب مشہور امام ابی حنیفہ کے جن میں سے جناب مؤلف ہیں تو چار جناب مؤلف نے بیان کئے ہیں۔

(الف) دلیل اول یہ کہ روایت ہے ابو ہریرۃ وغیرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔

اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم رواہ شیخان وغیرھما۔[44]

''جس وقت گرمی کی شدت ہووے تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ ہے روایت کیا شیخین وغیرہ نے اس حدیث کو۔''

وجہ استدلال مؤلف نے یہ کہی ہے کہ اس حدیث کی تفسیر ہے روایت عبداللہ بن رافع کی ابو ہریرۃ سے۔

انہ سأل ابا ھریرۃ عن وقت الصلوۃ فقال ابو ھریرۃ انا اخبرك فصل الظھر اذا کان ظلك مثلك رواہ مالك۔[45]

''عبداللہ بن رافع نے ابو ہریرۃ سے نماز کا وقت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں بتاؤں ظہر ایک مثل پر پڑھا کر روایت کیا مالک نے۔''

اور یہ حدیث دال ہے اس پر کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے اس قدر کہ دس رکعتیں ظہر کی پڑھ سکیں اور اگر مسبوق آملے تو وہ بھی دس رکعتیں اپنی پڑھ سکے پہلے آنے آخر وقت کے اور اس میں قریب دو مثل کے وقت آجاوے گا پس جواب اس کے دو ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے جو شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں بیان کیا ہے۔

قالوا معناہ مع الفیٔ الاصلی بحیث یکون المجموع ذلك القدر و یحصل ذلك بالابراد فی الصیف و التبکیر فی الشتاء فلا دلیل فیہ لمن قال ببقاء وقت الظھر بعد ما صار الظل مثلہ۔ انتھیٰ۔

''مشائخ نے کہا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ مع سایہ اصلی کے مجموعہ اس قدر ہو اور یہ مقدار گرمی میں ابراد اور جاڑے میں تبکیر سے حاصل ہو جاتی ہے تو اب اس میں اس شخص کی دلیل نہ رہی جس نے ایک مثل کے بعد ظہر کا

---

[44] بخاری باب الابراد بالظھر فی شدۃ الحر ح ٥٣٤۔ مسلم باب استحباب الابراد بالظھر ح ١٣٩٥

[45] مؤطا وقوت الصلوۃ ح ٩ ص ٥

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت رہنا بتایا ہے ہو چکی عبارت محلی کی۔"

اقول! شرح اس کی یہ ہے کہ ابو ہریرہ نے سایہ اصلی کو استثناء تو کیا ہی نہیں پس مراد ایک مثل سے ان کے کلام میں ایک مثل معہ سایہ اصلی کے ہوگی اور وہ بھی تقریباً تو جبکہ سایہ اصلی کو اس میں سے نکالیں اور تحقیقاً مقدار سایہ کی معلوم کریں تو اس قدر وقت نکلتا ہے کہ بخوبی نماز ظہر سے امام اور مسبوق قبل انتہاء ایک مثل کے فارغ ہو سکتے ہیں پس نہیں ہوئی دلیل اوپر باقی رہنے وقت ظہر کے بعد اختتام ایک مثل کے بیچ اس حدیث کے۔

دوسرا جواب یہ کہ جبکہ ثابت ہو چکیں حدیث صحیحہ دالہ اس پر کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں رہتا اور مقدم ہونا ان احادیث کا سوائے ایک حدیث کے جو جبرئیل کی امامت ہے معلوم نہیں تو کہ ان سب کو منسوخ کہیں پس واجب ہوا جمع اور اتفاق کرنا اس حدیث ابو ہریرہ میں اور ان احادیث میں تو کہتے ہیں ہم کہ مراد ابو ہریرۃ کی یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہو جا امام ہو کر خواہ مسبوق ہو کر ایسے وقت تک کہ سایہ تیرا مثل تیرے ہو ایسا ہی کہا ہے امام نووی نے اور شیخ سلام اللہ حنفی نے معنی میں اس قول کے۔

و صلی المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شئ مثله لوقت العصر بالامس۔

"اور دوسرے دن ظہر پڑھی ایک مثل پر جو پہلے دن کے عصر کا وقت تھا۔"

جو کہ حدیث میں جبرئیل کے وارد ہے واسطے دفع تعارض کے حدیث جبرئیل اور حدیث

اذا صليتم الظهر فانه وقت الى ان يحضر العصر۔(46) "جب تم ظہر پڑھو تو عصر کا وقت آنے تک اس کا وقت ہے۔"

سے اور واسطے دفع اشتراک کے جیسا کہ ضمن میں اول حدیث کے ہماری احادیث میں سے کلام ان کا نقل کیا گیا۔

(جواب استدلال سے احادیث اجارہ سے)

(ب) دلیل ثانی مؤلف کی یہ ہے کہ روایت ہے عبداللہ بن عمر سے:

ان رسول الله ﷺ قال انما مثلكم ومثل اهل الكتاب كرجل استاجر اجراء فقال من يعمل لى من غدوة الى نصف النهار على قيراط قيراط فعملت اليهود ثم قال من يعمل لى من نصف النهار الى صلوة العصر على قيراط قيراط فعملت النصارىٰ ثم قال من يعمل لى من العصر الى ان تغيب الشمس على قيراطين فانتم هم فغضب اليهود و النصارىٰ فقالوا ما لنا كنا اكثر عملا و اقل عطاء رواه الشيخان و الترمذی۔(47)

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری کہاوت اور اہل کتاب کی کہاوت اس آدمی کی سی ہے کہ اس نے کئی مزدور لگائے اور کہا جو میرا کام فجر سے دوپہر تک کرے تو اسے ایک قیراط (دیا جائیگا) سو یہ تو یہود ہوئے پھر کہا کہ جو نماز عصر تک دوپہر سے کرے تو اسے بھی ایک قیراط (دیا جائے گا) یہ نصاریٰ ہوئے پھر کہا کہ نماز عصر سے شام تک

(46) مسلم کتاب المساجد باب اوقات الصلوۃ ح ۱۳۸۵۔

(47) فتح الباری باب من ادرکه رکعة العصر ص ۳۶ ج ۲ ص ۴۰ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کرے تو اسے دو قیراط (دیے جائینگے) سو وہ تم ہو اور یہود اور نصاریٰ جل گئے کہ ہم سے کام تو بہت لیا اور اجرت تھوڑی دی۔ روایت کی یہ حدیث شیخین اور ترمذی نے۔"

وجہ استدلال مؤلف کی یہ ہے کہ یہود نے اپنے عمل کو جو فجر سے ظہر تک تھا اور نصاریٰ نے اپنے عمل کو جو ظہر سے عصر تک تھا عمل سے مسلمین کے بہت بڑا ساتھ صیغہ افعل التفضیل کے کہا تو معلوم ہوا کہ وقت عصر کے سے وقت ظہر کا بہت ہی بڑا ہے تو چاہیے کہ دو ثلث وقت ظہر کا ہو اور ایک ثلث وقت عصر کا جیسا کہ دو قیراط ہیں بہ نسبت ایک قیراط کے پس ہو جائے گا وقت ظہر کا سوا سایہ اصلی کے دو مثل تقریباً۔ پس جواب اس کے چار ہیں جو کلام سے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کے جو رد میں قاضی ابو زید دبوسی حنفی کے صادر ہو چکا ہے مستفاد ہوتے ہیں چنانچہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

قوله فی حدیث ابن عمر و نحن کنا اکثر عملا تمسك به بعض الحنفية كابی زيد فی كتاب الاسرار الی ان وقت العصر من مصير كل شئ مثله لانه لو كان من مصير ظل كل شئ مثله لكان مساويا لوقت الظهر وقد قالوا كنا اكثر عملا فدل على انه دون وقت الظهر و اجيب بمنع المساواة و ذلك معروف عند اهل العلم بهذا الفن و هوان المدة التی بين الظهر و العصر اطول من المدة التی بين العصر و المغرب و اما ما نقله بعض الحنابلة من الاجماع علی ان وقت العصر ربع النهار فمحمول علی التقريب اذا فرعنا علی ان اول وقت العصر مصير الظل مثله كما قاله الجمهور و اما علی قول الحنفية فالذی من الظهر الی العصر اطول قطعا و علی التنزل لا يلزم من التمثيل و التشبيه التسوية من كل جهة و بان الخبر اذا ورد فی معنی مقصود لا تؤخذ منه المعارضة لما ورد فی ذلك المعنی بعينه مقصود افی امر اخرو بانه ليس فی الخبر نص علی ان كلا من الطائفتين اكثر عملا لصدق ان كلهم مجتمعين اكثر عملا من المسلمين و باحتمال ان يكون اطلق ذلك تغليبا وباحتمال ان يكون ذالك قول اليهود خاصة فيندفع الاعتراض من اصله كما جزم به بعضهم و تكون نسبة ذلك للجميع فی الظاهر غير مرادة بل هو عموم اريد به الخصوص و بانه لا يلزم من كونهم اكثر عملا ان يكونوا اكثر زمانا لاحتمال كون العمل فی زمنهم كان اشق و يؤيده قوله تعالی ﴿رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْراً كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ و ممّا يؤيد كون المراد كثرة العمل و قلته لا بالنسبة الی طول الزمان و قصره كون اهل الاخبار متفقين علی ان المدة التی بين عيسیٰ و نبينا صلی الله عليه وسلم دون المدة التی بين نبينا و قيام الساعة لان جمهور اهل المعرفة بالاخبار قالوا ان مدة الفترة بين عيسیٰ و نبينا صلی الله عليهما وسلم ستمائة سنة و ثبت ذلك فی صحيح البخاری عن سلمان و قيل انها دون ذلك حتیٰ جاء عن بعضهم انها مائة و خمس و عشرون سنة و هذه مدة المسلمين بالمشاهدة اكثر من

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك فلو تمسكنا بان المراد التمثيل بطول الزمانين و قصرهما للزم ان يكون وقت العصر اطول من وقت الظهر ولا قائل به فدل على ان المراد كثرة العمل وقلته و الله سبحانه و تعالىٰ اعلم انتهىٰ۔ (48)

''حدیث ابن عمر میں اس قول سے کہ ہم سے کام بہت لیا بعضے حنفیوں نے جیسے ابی زید, نے کتاب الاسرار میں یہ تمسک کیا ہے کہ وقت عصر کا اگر ایک مثل پر ہو تو ظہر کے وقت کے برابر ہو جاوے گا حالانکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم سے بہت کام لیا ہے تو دلالت ہوئی اس بات پر کہ عصر کا وقت ظہر کے وقت سے کم ہے اور جواب دیا گیا ہے مساوات کے منع سے اور یہ بات اہل علم اس فن کے نزدیک مشہور ہے کیونکہ وہ مدت جو ظہر اور عصر کے مابین ہے لمبی ہے اس مدت سے جو عصر اور مغرب کے مابین ہے اور وہ جو حنبلیوں نے نقل کیا ہے اجماع اس پر کہ وقت عصر چوتھائی دن ہے تو وہ تقریب پر حمل کیا گیا ہے جس وقت یہ تفریع کی ہم نے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر ہوتا ہے جیسا کہ جمہور نے کہا ہے اور بہر کیف حنفیوں کے قول پر تو وہ مدت جو عصر اور ظہر کے مابین ہے لمبی ہے یقینی اور اگر اس کا خلاف مانا جاوے تو تمثیل میں ہر طرح کی مساوات لازم نہیں ہے اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ ایک ایسے معنی میں جو اصل مراد ہیں جب حدیث وارد ہوے تو ایسے معنی سے جو امر دیگر میں ضمنی مراد ہے معارضہ نہیں کیا جاتا اور ایک جواب یوں ہے کہ حدیث میں کھلا یہ نہیں ہے کہ یہود اور نصاریٰ ہر ایک کے کام بہت ہیں بسبب اس کے کہ یہ بات بھی صادق آ سکتی ہے کہ دونوں نے مل کر مسلمانوں سے بہت کام کئے اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ تغلیب کے طور پر یوں فرما دیا ہو اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ خاص قول یہود کا ذکر کر دیا ہے تو اصل میں اعتراض ہی نہیں جیسا کہ بعضوں نے یہی توجیہ بالیقین کی ہے تو اب ظاہر میں دونوں فرقوں کی طرف نسبت مراد نہ ہوگی بلکہ عام بول کر خاص مراد لیا گیا ہے اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ عمل میں بہت ہونے سے زمانے کی زیادتی لازم نہیں کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ان پر عمل سخت سخت تھے اور اس کی تائید کرتی ہے یہ آیت اور اس بات کی تائید پر کہ کثرت عمل بخیال کثرت زمانے کے یہاں مراد نہیں یہ امر ہے کہ اہل تاریخ اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین جو مدت ہے وہ اس مدت سے کم ہے جو آنحضرت اور قیامت کے مابین ہے۔ کیونکہ جمہور تاریخ دان نے کہا ہے کہ زمانہ فترۃ چھ سو برس ہیں اور یہ صحیح بخاری میں سلمان فارسی کی روایت سے ثابت ہے اور بعضوں نے اس سے بھی کم کہا ہے یہاں تک کہ بعضوں سے سوا سو برس کی روایت آئی ہے اور مدت مسلمانوں کی جو آج کے دن تک ہے دیکھی بھالی بات ہے کہ اس سے زیادہ ہے سو اگر دلیل ٹھہرا دیں ہم اس پر کہ بڑائی اور چھوٹائی دونوں زمانوں کی مراد ہے تو لازم آوے گا کہ عصر کا وقت ظہر کے وقت سے لمبا ہو جاوے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں تو معلوم ہو گیا کہ صرف کمی بیشی عمل کی مراد ہے آگے اللہ پاک جانے ہو چکی عبارت فتح الباری کی۔''

... جوابات مع شرح یہ ہے کہ صدر کلام شیخ الاسلام کا رد ہے ابوزید دبوسی حنفی پر اور قول ان کا ''وبان المخبر اذا

(48) ... ی ص ۴۰ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورد" (الخ) جوابات ہیں استدلال مؤلف کے سووہ چار ہیں۔

اول جواب یہ کہ جو حدیث ایک معنی پر دلالت کرے اور اسی معنی کے قصد سے وہ صادر ہو تو اس کے معارض نہ ہوگی وہ حدیث جس میں وہ معنی پائے جاتے ہیں لیکن وہ حدیث بقصد اس معنی کے وارد نہیں ہوئی بلکہ ارشاد سے ان کی غرض کچھ اور ہے۔

اقول تشریح اس کی یہ ہے کہ احادیث یک مثلی جو سابق میں نقل ہوئیں مقصود ان سے تحدید ہے آخر وقت ظہر کے اور اول وقت عصر کے تو دلالت ان حدیثوں کی وقت ظہر اور عصر پر بطور عبارت النص کے ہوئی اور حدیث اجارہ کی جس سے مؤلف کو استدلال ہے غرض اور قصد اس کے سوق سے اخبار ہے اس بات سے کہ یہود اور نصاریٰ دونوں فریق باوجود کثرت عمل کے کمتر ہیں امۃ محمد یہ سے بیچ جزائے عمل کے اور بقاء اس امت کا قلیل ہے بہ نسبت ان دونوں کے مل کر پس دلالت اس حدیث کی اوپر کمی وبیشی وقت عصر اور ظہر کے اگر تسلیم بھی کی جاوے تو بطور اشارۃ النص کے ہو گی اور یہ قاعدہ ہے کہ اشارۃ النص معارض عبارۃ النص کے نہیں ہوا کرتی بلکہ عبارۃ النص مرجح اور معمول بہ ہوئی ہے اور اشارۃ النص مرجوح اور متروک ہوتی ہے جیسا کہ کہا صدر الشریعۃ حنفی نے توضیح میں:

اما المتن فکنز حجم النص علی الظاهر و المفسر علی النص و المحکم علی المفسر و الحقیقة علی المجاز و الصریح علی الکنایة والعبارة علی الاشارة و الا شارة علی الدلالة انتهیٰ۔ (49)

"لیکن متن سو جیسا کہ غالب رہنا نص کا ظاہر پر اور مفسر کا نص پر اور محکم مفسر پر اور حقیقت کا مجاز پر اور صریح کا کنایہ پر اور عبارت کا اشارۃ پر اور اشارۃ کا دلالت پر ہو چکی عبارت توضیح کی۔"

اور کہا علامہ تفتازانی نے تلویح میں:

اعلم ان الثابت بالاشارة و العبارة سواء فی الثبوت بالنظم و فی القطعیة ایضاً عند الاکثر الا انه عند التعارض یقدم العبارة علی الاشارة لمکان القصد بالسوق کقوله علیه السلام فی النساء انهن ناقصات عقل و دین الحدیث سبق لبیان نقصان دینهن و فیه اشارة الی ان اکثر الحیض خمسة عشر یوماً وهو معارض بما روی انه علیه السلام قال اقل الحیض ثلثة ایام و اکثره عشرة ایام وهو عبارة فرجح انتهیٰ۔ (50)

"جان کہ جو ثابت ہوا اشارہ اور عبارت سے نظم قرآن سے ثابت ہونے میں دونوں برابر ہیں قطعی ہونے میں بھی اکثر اہل اصول کے نزدیک ہاں جب دونوں میں معارضہ پڑے تو عبارۃ اشارۃ پر مقدم ہے کہ وہ سیاق کلام کا سبب ہے جیسے کہ عورتوں کے باب میں آنحضرت ﷺ کا یہ قول کہ وہ عقل اور دین میں ناقص ہیں آخر حدیث تک سیاق تو اس کا ان کے دین اور عقل کے نقصان کے باب میں ہے اور اس میں اشارۃ یہ بھی ہے کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ دن ہیں اور یہ اشارہ معارض ہے اس کے جو آپ نے فرمایا کہ اقل مدت حیض تین دن اور اکثر مدت حیض کی دس دن ہیں اور یہ عبارۃ النص ہے تو یہ مقدم ہے ہو چکی عبارت تلویح کی۔"

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث اجارہ یہود و نصاریٰ سے تاخیر نماز عصر کی افضل واولیٰ لکھا ہے از روئے دلالت نص

---

(49) توضیح مع التلویح فصل فی الصریح والکنایة ص ۲۵۵ ج ۱ (50) التلویح ص ۲۵۵ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اپنے موطا میں اور اس حدیث سے یہ استدلال نہ کیا کہ وقت عصر کا بعد مثلین کے ہوتا ہے اب معلوم ہو کہ دلالۃ النص کمتر ہوتی ہے اشارۃ النص سے عند التعارض:

ان الدلالة ایضاً كالاشارة لكن الاشارة اولى عند التعارض كذا فى نور الانوار و التوضيح و غير هما من كتب الفقة۔ ⑤①

''دلالت بھی اشارۃ کی طرح ہے لیکن اشارہ اولی ہے معارضہ کے وقت۔ اسی طرح پر ہے نور الانوار اور توضیح اور دیگر اصول کی کتابوں میں۔''

اور حال اشارۃ النص کا سابق معلوم ہو چکا کہ بمقابلہ عبارت النص کے مرجوح اور غیر معمول بہ ہو جاتا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے حدیث موطا کی بستان المحدثین میں نقل کر کے توجیہ و تشریح اس حدیث کی خوب سی کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں نسخہ شانزدہم از موطا روایت امام محمد بن الحسن شیبانی است و امام مذکور بجہت شہرت و کثرت احوال نویسان محتاج تعریف و توصیف نیست موطا خود را برین حدیث ختم نمودہ۔

اخبرنا مالك حدثنا عبد الله بن دينار ان عبدالله ابن عمر اخبره ان رسول الله ﷺ قال ان اجلكم فيما خلا من الامم كما بين صلوة العصر الى مغرب الشمس و انما مثلكم و مثل اليهود و النصارى كرجل استعمل عمالا قال من يعمل لى الى نصف النهار على قيراط قيراط فعملت اليهود ثم قال من يعمل لى من نصف النهار الى العصر على قيراط قيراط فعملت النصارىٰ على قيراط قيراط ثم قال من يعمل لى من صلوة العصر الى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين الا فانتم الذين تعملون من صلوة العصر الى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين فقال فغضب اليهود و النصارىٰ و قالوا نحن اكثر عملا و اقل عطاء قال هل ظلمتكم من خقكم شيئاً قالوا لا قال فانه فضلى اعطيه من شئت قال محمد هذا الحديث يدل على ان تاخير العصر افضل من تعجيلها الا ترى انه جعل ما بين الظهر الى العصر اكثر مما بين العصر الى المغرب فى هذا الحديث و من عجل العصر كان ما بين الظهر الى العصر اقل مما بين العصر الى المغرب فهذا يدل على تاخير العصر و تاخير العصر افضل من تعجيلها ما دامت الشمس بيضاء نقية لم يخالطها صفرة و هو قول ابى حنيفة رحمه الله و العامة من فقهاء نا رحهم الله تعالىٰ انتهىٰ۔ ⑤②

''روایت کی مالک نے عبداللہ بن عمر سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدت تمہاری بہ نسبت زمانہ امتوں سابق کے ایسی ہے جیسے نماز عصر سے مغرب تک اور کہاوت تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مانند اس شخص کے ہے کہ اس نے کئی مزدور ٹھہرا کر کہا کہ کون میرا کام کرے دو پہر تک ایک قیراط کی اجرت پر سو وہ یہود ہو لئے پھر کہا کون

---

⑤① توضیح مع التلویح فصل فی الصریح والکنایة ص ٢٥٥ ج ١ و نور الانوار دلالة النص ص ١٤٠ ج ٣ بتحقیق الزاهدی
⑤② موطا محمد ص ٤٠٧ آخر الکتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو پھر ظہر سے عصر تک کرے ایک قیراط پر سووہ نصاریٰ ہوئے پھر کہا عصر سے شام تک دو قیراط پر کون کرے سووہ تم ہوئے کہ نماز عصر سے شام تک دو قیراط پر کرتے ہو۔ پھر فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ جل گئے کہ ہم نے کام تو بہت کیا اور مزدوری کم خدا نے فرمایا کہ کیا تمہاری حق تلفی ہوئی کہا کہ نہیں فرمایا کہ یہ میرا انعام ہے جس کو چاہوں دوں۔ کہا امام محمد نے یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ تاخیر عصر کی اس کی جلدی سے افضل ہے کیا تجھے سوجھتا نہیں کہ ظہر کے اور عصر کے مابین جو ہے اسے زیادہ ٹھہرایا ہے بہ نسبت اس کے کہ جو عصر سے غروب تک ہے اور جو عصر جلدی پڑھے گا تو ظہر سے عصر تک کا وقت کم ہو جاوے گا اور عصر سے غروب تک کا بڑھ جائے گا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ تاخیر عصر کی افضل ہے تعجیل سے اور تاخیر جب تک ہے سورج صاف رہے زردی آمیز نہ ہو جاوے۔ اور یہی قول ابی حنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا ہے ہو چکی عبارت مؤطا کی۔''

''راقم الحروف گوید آنچہ امام محمد ازیں حدیث استنباط کردہ صحیح است و مدلول حدیث ہمیں قدر است کہ مابین صلوۃ العصر الی المغرب الشمس کمتر از مابین نصف النہار الی صلوۃ العصری باید تا قلت عمل و کثرت عطا کہ مقصود از تشبیہ است درست گردد این معنی بدون تاخیر عصر از اول وقت آن متحقق نمی شود اما آنچہ از بعضے فقہاء منقول است کہ باین حدیث تمسک کردہ اند در آنکہ وقت عصر از مابعد المثلین شروع می شود و قبل از ان وقت ظہر است پس دلالت حدیث بران ممنوع است آرے اگر لفظ مابین وقت العصر الی الغروب می بود گنجایش ایں استدلال می شد لفظ حدیث مابین صلوۃ العصر الی مغرب الشمس است و ظاہر است کہ صلوۃ العصر در اول وقت متحقق نمی شود تا مدعا حاصل کرد مدار تشبیہ بر مقالہ ما بین نماز عصر است بر وفق آنچہ معمول آن جناب بود تا وقت غروب و آن کمتر از مابین ظہر و عصر می شد گو از ابتدای وقت عصر تا غروب مساوی آن باشد و اگر کسی را بخاطر رسد کہ تشبیہ برائے تفہیم است و درین صورت تخلیل لازم آید زیرا کہ صلوۃ عصر را تعینے نیست ہر کسی دو وقتے از اوقات متسعہ می خواند بخلاف وقت عصر کہ فی نفسہ متعین است گوئیم تشبیہ برائے تفہیم مخاطبین است و مخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب را می شناختند پس نسبت بایشان بوجہ احسن تفہیم متحقق شد و دیگران را بسماع از ایشان ایں معنی واضح شد و تفہیم متحقق شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہ در وقت معمول نماز عصر آنجناب فرمودہ است کان یصلی العصر و الشمس فی حجرتہا لم یظہر الفیٔ بعد و معلوم است ایں بیان و تفسیر غیر از کسانی را کہ آن حجرۃ مبارک را دیدہ باشند و بودن آفتاب را دران حجرۃ و ظہور سایہ دادران مقایسہ کردہ باشند فائدہ نمی کند کذا ہذا و نیز باید دانست کہ آنچہ در کلام امام واقع شدہ کہ و من عجل العصر کان مابین الظہر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب بظاہر مخدوش است زیرا کہ موافق قاعدہ ظلال انقضاء مثل وقتی می شود کہ ربع النہار باقی می ماند در اکثر بلدان پس وقتین مساوی باشند نہ زیادہ و کم و می تواں توجیہ کرد کہ مراد امام از مابین الظہر وقت المتعارف للصلوۃ است یعنی از ابتدای وقت متاخر خصوصاً در ایام صیف کہ ابراد آن مستحب است واللہ اعلم۔''(53)

جواب دوسرا: یہ کہ اس حدیث اجارہ میں یہ نہیں کہا کہ ہر ایک فرقہ نے علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے بلکہ بظاہر الفاظ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فریقوں نے مل کر کہا ہو کہ ہم نے زیادہ عمل کیا ہے پس زیادتی عمل فقط

(53) بستان المحدثین مترجم (تذکرۃ موطا و مسند امام اعظم) ص ۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاریٰ کے عمل مسلمین سے ثابت نہ ہوئی تو کہ وقت ان کے عمل کا وقت عمل مسلمین سے زائد نہ کہو۔

جواب تیسرا یہ ہے کہ بباعث کثرت عمل یہود کے بہ نسبت نصاریٰ کے احتمال ہے کہ دراصل زیادہ رکھنے والے اپنے عمل کو یہودی ہوں اور یہ نسبت ظاہری طرف دونوں کے مجازاً ہوا زراہ تغلیب کے اور بطور اطلاق عام اور ارادہ خاص کے۔

جواب چوتھا یہ کہ ان لوگوں نے اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے عمل سے مسلمانوں کے اور عمل کے زیادہ ہونے سے زمانہ عمل کا زیادہ ہونا ضرور نہیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تھوڑے زمانے میں مثلاً ایک دن میں کوئی اس قدر کام کرے کہ وہ کام اسی قدر دوسرے آدمی سے دو دن میں ہوا اور یہ بات بہت موٹی ہے اور قابل وہم لڑکوں تک کے بھی نہیں۔ اور یہی مراد ہے اس حدیث میں بحق عمل نصاریٰ کے یعنی اگر نصاریٰ کو بھی زیادہ رکھنے والے اپنے عمل کو ٹھہرادیں تو معنی اس کے یہی ہیں کہ فقط عمل ان کا زیادہ ہے عمل سے مسلمین کے نہ یہ کہ زمانہ ان کے عمل کا زیادہ ہے زمانہ عمل مسلمانوں کے سے بہ تمسک دو وجہ کے وجہ اول یہ کہ ارشاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ: ﴿ربنا و لا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا﴾ (54)

''اے پروردگار نہ بوجھ رکھ ہم پر جیسے کہ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا''

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پہلی امتوں کے کثیر تھے اور شاق تو اس سبب سے عمل ان کا کثیر ہوا امت محمدیہ سے نہ بسبب طول زمانہ کے۔ وجہ ثانی یہ کہ مدت عمل نصاریٰ کی نصف ہے مدت عمل سے جو متعین کی بحساب ان دونوں کے اس لئے کہ مدت عمل کو مومنین کے آج تک بارہ سو برس ہوئے اور مدت عمل نصاریٰ کی جو معیاد اس کی عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک ہے قریب چھ سو برس کے ہے جیسا کہ روایت کیا ہے بخاری نے سلمان سے کہ زمانہ فترت کا عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک چھ سو برس ہیں۔ (55)

اور خدا جانے کہ آئندہ اس امت کو کب تک بقاء ہے اور مدت نصاری کی بہ نسبت مؤمنین کے کس قدر کم ہو جائے گی پس کس طرح کہو گے کہ زمانہ عمل نصاریٰ کا ہے عمل مومنین کے سے تو ظہر کا وقت عصر کے وقت سے بڑا ہو جاوے پس معلوم ہوا کہ نصاریٰ نے اگر اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے تو باعتبار شاق ہونے عمل کے جیسا کہ شاہد ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ربنا و لا تحمل علینا الایۃ نہ باعتبار طول مدت کے تو نہ ثابت ہوا اس قول سے نصاریٰ کے زیادہ ہونا وقت ظہر کا وقت عصر سے فللہ الحمد دلیل ثالث مؤلف کی یہ ہے کہ روایت ہے ابوذر سے کہا

كنا مع رسول الله ﷺ في سفر فاراد المؤذن ان يؤذن للظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم ابرد ثم اراد ان يؤذن فقال له ابرد حتى رأينا في التلول ثم اراد ان يؤذن فقال النبي ﷺ ان شدة الحر من فيح جهنم رواه الشيخان۔ (56)

''ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے سو مؤذن نے ظہر کی اذان کا ارادہ کیا۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھنڈک ہونے دے پھر ارادہ کیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ اتنی ٹھنڈک یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ برابر ہو جاوے اور فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کا بھپارہ (بھاپ) ہے روایت کی یہ حدیث شیخین نے۔''

---

(54) البقرہ ۲۸٦ (55) بخاری کتاب منقب الانصار ح ۳۹۴۸

(56) بخاری کتاب الابراد بالظهر فی شدة الحر ح ۵۳۸۔ مسلم باب استحباب الابراد بالظهر ح ۱۴۰۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جواب استدلال حدیث ابوذر غفاری)

وجہ استدلال مؤلف نے دو بیان کئے ہیں ایک یہ کہ سایہ ٹیلوں کا بعد ڈھل جانے بہت آفتاب کے ہوتا ہے پس اقل یہ کہ ڈھلے بقدر چوتھائی حصہ آدھے دن کے پس ہوگا اس وقت سایہ آدمی کا نصف قد اور جب شروع ہو کر ظہور سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگا تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑھ قد پس جب ایسے وقت اذان ہوئی تو پھر نماز بوجہ مسنون سے اور نماز مسبوق سے دو مثل تک پہلے آخر ہونے وقت کے فراغت ہوگی۔ دوسری یہ کہ تجربہ کیا گیا یعنی گولہ بنا کر مثل ٹیلے کے زمین پر رکھا گیا تو جب سایہ کو ایک مثل دیکھ کر نماز پڑھی تو قریب دو مثل کے پہلے آخر وقت کے فراغت پائی پس جواب اس کے استدلال واہی سے تو کیا دیویں کیونکہ وہ مجرد ایک ابلہ فریبی ہے اور دعوٰی بے دلیل اس لئے کہ اولاً دعوٰی یہ کیا کہ اقل یہ کہ ڈھلے دن بقدر چوتھائی آدھے دن کے اور اس پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر کہا کہ وقت ظہور سایہ ٹیلوں کے برابر ڈیڑھ قد سایہ آدمی کا ہوتا ہے اور یہ محض غلط بلکہ ظہور سایہ ٹیلوں کا آدھے قد سایہ آنے کے بھی پہلے ہو جاتا ہے اور مساوی ٹیلوں کے بھی اسی وقت ہو جاتا ہے جبکہ سایہ ہر شے کا برابر ہوتا ہے جس کو ارتفاع ٹیلے کی زمین سے پہچان ہو وہ جانتا ہے پھر دعوٰی کیا کہ نماز مسبوق کی اور امام کے پہلے آخر وقت آنے کے دو مثل کے قریب تک ہوتی ہے یہ بھی غلط ہے اور دھوکا وہاں مسبوق کون تھا جس کو شامل کیا ہے ایک حادثہ معینہ منقضیہ میں مسبوق کا کیا ذکر کیا یہ تحدید آئندہ نمازوں کی تھی کہ مسبوق کا وقت پیدا کیا حکایت ماضی میں اس چیز کا جو ثابت نہ ہو ضم کرنا بڑی حماقت ہے اور پھر دعوٰی دس رکعت ظہر سے فراغت ہونے کا قریب دو مثل کے بھی غلط کیونکہ اگر بالفرض بعد ایک مثل کے نماز شروع ہو تو بھی سوا مثل کے اندر اندر دس رکعت نماز سے فراغت ہوتی ہے ایسا ہی دعوٰی اس کا اپنے تجربہ میں کہ جبکہ بعد ایک مثل ٹیلہ کے نمازیں شروع ہوئیں تو قریب دو مثل کے فراغت پائی بھی غلط ہے اور فراغت دس رکعت ظہر سے بوجہ مسنون سوا مثل کے اندر حاصل ہو سکتی ہے۔ جناب مؤلف سے تعجب ہے کہ امام صاحب کی مدح میں کہہ چکے ہیں کہ وہ ہر شب میں ہزار رکعت پڑھتے تھے جس کے بحساب گھنٹوں کے بعد وضع کرنے چار گھنٹہ کے فی گھنٹہ ایک سو پچیس رکعت ہوتی ہیں جیسا کہ باب اول کی رو میں گذرا اور اپنے دس رکعت ظہر سے اتنے وقت میں فراغت ہونی بیان کرتے ہیں کہ ایک مثل ٹیلوں کی سے قریب دو مثل کے سایہ گذر گیا تھا سوچنے کا مقام ہے تو اس کے استدلال تو بالکل واہی ہوئے اور اس حدیث کی ہرگز مثل پر دلالت نہیں۔ ہاں البتہ ظاہر حدیث سے بادی الرائے میں اس قدر سمجھا جاتا ہے کہ پڑھنا ظہر کا بعد ایک مثل کے اس حادثہ سفر میں آنحضرت ﷺ سے صادر ہوا ہے اور اس سے یہ شبہ گزرتا ہے کہ وقت ہر ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے پس جواب اس سے تین ہیں۔ اول یہ کہ مساوی کہنا راوی کا سایہ ٹیلوں کو ظاہر ہے کہ تخمیناً اور تقریباً ہے نہ بایں طور کہ گز رکھ کر ناپ لیا تھا اسی واسطے صحیح مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں مساوات کا ذکر نہیں ہے بلکہ اتنا ہی ہے کہ:

حتی رأینا فیئ التلول. (57) ”یہاں تک کہ دیکھا ہم نے سایہ ٹیلوں کا۔“

اور صحیح بخاری میں بھی تین مقام میں بلا ذکر مساوات ہے دو جگہ کتاب المواقیت میں ہے حتیٰ رأینا فیئ التلول اور

(57) مسلم باب استحباب الابراد بالظهر ح ١٤٠٠- ابوداؤد باب وقت الظهر صلوة الظهر ح ٤٠١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جگہ بدء الخلق میں ہے۔ (58)

حتیٰ فاء الفیٔ اور راوی نے اس کی تفسیر کی یعنی التلول یعنی وقع الظل تحت التلول کذا ذکر فی الکرمانی ترجمہ خلاصہ ان عبارتوں کا یہ ہے یعنی ظاہر ہوا سایہ نیچے ٹیلے کے اور دیکھا ہم نے سایہ ٹیلوں کا اور وہ تخمیناً برابر ہونا پھر بھی بمعہ سایہ اصلی کے ہے نہ اس طرح سے کہ سایہ اصلی الگ کر کے مساوی کہا ہے وہذا لا یخفی علی من لہ ادنی عقل تو دراصل اس وقت سایہ ٹیلوں کا بعد نکالنے سایہ اصلی کے تخمیناً آدھی مثل ہو گا یا کچھ زیادہ اور مثل کے ختم ہونے میں اتنی دیر ہو گی بخوبی نماز سے فارغ ہوئے ہوں گے۔ دوسرا جواب یہ کہ مساوات سایہ کے ٹیلوں سے مقدار میں مراد نہ ہو بلکہ ظہور میں یعنی پہلے سایہ جانب مشرقی معدوم تھا اور مساوات نہ تھی ٹیلوں سے کیونکہ وہ موجود نہیں اور وقت اذان کے سایہ جانب مشرقی بھی ظاہر ہو گیا پس برابر ہو گیا ٹیلوں کے ظاہر ہونے میں اور موجود ہونے میں نہ مقدار میں جیسا کہ کہا فتح الباری میں۔

و یحتمل ان یراد بھذہ المساواۃ ظھور الظل بجنب التل بعد ان لم یکن ظاھرا فساواہ فی الظھور لا فی المقدار انتھٰی۔ (59) و ھکذا فی المحلی۔

''اور احتمال ہے کہ ارادہ جاوے اس برابر سے ٹیلے کے نیچے سایہ کا ظاہر ہو جانا کہ پہلے بالکل نہ تھا تو برابری ظہور میں ہوئی مقدار میں نہ ہوئی ہو چکی عبارت فتح الباری کی اور اسی طرح پر ہے محلی میں۔''

تیسرا جواب یہ کہ یہ تاخیر آنحضرت ﷺ سے سفر میں واقع ہوئی ہے پس شاید کہ آنحضرت نے اس ارادہ سے تاخیر کی ہو کہ ظہر کو عصر سے جمع کر کے پڑھیں گے جیسا کہ اور سفروں میں جمع کرنا دو نمازوں کا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاوے گا پس سفر کے وقت پر حضرت ﷺ کے وقت کو قیاس مع الفارق ہے یہ جواب بھی حافظ ابن حجر نے دیا ہے جیسا کہ کہا فتح الباری میں۔

و یقال قد کان فی السفر فلعلہ اخر الظھر حتیٰ یجمعھا مع العصر انتھٰی (60) و ھکذا نقلہ فی المحلی الحنفی علی وجہ القبول و التسلیم۔

''اور کہا جاتا ہے کہ سفر میں تھے شاید کہ تاخیر ظہر کی اس لئے کی ہو کہ عصر کے ساتھ ملا دیں۔ ہو چکی عبارت فتح الباری کی اور اسی طرح محلی میں مان کر اور تسلیم کر کے نقل کیا ہے۔''

قلت منشاء تاویلات کا یہی ہے کہ احادیث صحیحہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں رہتا ثابت ہیں جمعاً بین الادلۃ یہ تاویلیں حقہ کی گئیں۔

دلیل رابع مؤلف کی یہ کہ حدیث میں بریدہ کے واقع ہے۔

فلما ان کان الیوم الثانی امرہ فابرد بالظھر فابرد بھا فانعم ان یبرد بھا رواہ مسلم فی تمام الحدیث۔ (61)

''اور جب دوسرا دن ہوا آنحضرت نے حکم کیا ان کو تو ظہر ٹھنڈک میں پڑھی اور اسے خوب ٹھنڈا کیا

---

(58) بخاری کتاب المواقیت الصلوۃ باب الابراد بالظھر فی السفر ح ۵۳۹۔ وبدء الخلق باب صفۃ الجنۃ الفا مخلوقۃ ح ۳۲۵۸

(59) فتح الباری باب الابراد فی السفر ص ۲۱ ج ۲ (60) فتح الباری باب الابراد فی السفر ص ۲۱ ج ۲

(61) مسلم باب اوقات الخمس ح ۱۳۹۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کی مسلم نے پوری حدیث میں۔''

اور روایت میں ابوموسیٰ کے یوں وارد ہے۔

ثم اخر االظهر حتیٰ كان قريباً من وقت العصر بالامس رواه مسلم۔ (62)

''پھر تاخیر ظہر کی کی یہاں تک کہ دوسرے دن کی عصر سے قریب ہوگئی۔''

(جواب دلیل رابع)

وجہ استدلال یہ بیان کی ہے کہ نماز دوسرے دن بہت ٹھنڈی کر کے پڑھی تھی بایں طور کہ قریب تھا آخر اس کا ابتداء وقت پہلے دن کی عصر کے اور پہلے دن عصر اس وقت پڑھی تھی کہ آفتاب اونچا اور سفید تھا اور اس وقت پانچ گھڑی دن تھا اور دوسرا یہ کہ لفظ فانعم ان یبرد کا اول خود دلالت کرتا ہے دو مثل پڑا اور اگر مجمل کہو تو بیان کر دیا ہے اس کو حدیث ابی سعید کی نے جو اوپر گزری اقول وہ حدیث یہ ہے کہ کہا ابوسعید خدری نے۔

اذن مؤذن النبی صلی ﷺ للظهر فقال ابرد ابرد او قال انتظر انتظر فان شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة رواه الطحاوی وغیره۔ (63)

''آنحضرت کے مؤذن نے اذان دی تو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈک کر یا فرمایا ٹھیر جا کس لئے کہ گرمی کی شدت دوزخ کا بھپارہ (بھاپ) ہے جب گرمی کی شدت ہوا کرے تو نماز ٹھنڈک میں پڑھا کرو۔''

پس ہر چند کہ جواب اس کا یہی تھا کہ کچھ نہ بولتے۔ آنست جوابش کہ جواب نہ دہی۔ لاکن تاہم واسطے دفع اشتباہ بعضے ناواقفوں کے کہا جاتا ہے اس حدیث سے دو مثل تو کیا ایک مثل سے تجاوز کی بو بھی نہیں آتی اور آج تک کسی حنفی نے بھی نہیں کہا کہ فانعم ان یبرد بہا سے جس کے یہ معنی ہیں کہ خوب ٹھنڈا کیا اس ظہر کو دو مثل تک ٹھنڈا کرنا مراد ہے اور یہ استنباط اس مؤلف ہی نے اختراع کیا ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

غور کرو کہ خوب خوب ٹھنڈا کرنے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ایک مثل سے باہر نکل جاوے اور جو دو استدلال کی مؤلف نے بیان کی ہیں وہ بالکل واہی اور پوچ (کمزور اور لغو) ہیں۔ وجہ اول اس لئے کہ عصر پہلے دن کی آنحضرت نے ایک مثل پر پڑھی تھی جس کو مؤلف کہتا ہے کہ پانچ گھڑی دن رہے پڑھی تھی اور پھر ظہر دوسرے دن کی اس پانچ گھڑی دن رہے کے قریب کہتا ہے اور دلیل اس پانچ گھڑی کی مقدار پر اس کو ٹھہراتا ہے کہ آفتاب اس وقت بلند اور سفید خالص تھا اور اتنا نہیں جانتا کہ پھر ڈیڑھ پہر دن رہے بھی آفتاب سفید اور بلند ہوتا ہے شاید اس کے نزدیک پھر ڈیڑھ پہر دن رہے آفتاب نیچا اور زرد ہوتا ہوگا اور پانچ گھڑی دن رہے بلند اور سفید ہو جاتا ہوگا۔ یہ باتیں سوائے بادلوں کے کسی سے صادر نہیں ہوتیں۔ اور وجہ ثانی اس لئے لغو ہے کہ لفظ فانعم ان یبرد بہا کا جس کے یہ معنی ہیں کہ خوب ٹھنڈا کیا کسی عاقل کے نزدیک خواہ وہ ہندو ہی ہو دو مثل پر دلالت نہیں کرتا اور نہ اس کے اجمال کو حدیث ابوسعید کی اٹھاتی ہے۔ کیونکہ اس میں بھی ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے ایک مثل سے تجاوز کرنا معلوم ہو چنانچہ حدیث بالا اس کی

(62) مسلم باب اوقات الخمس ح ۱۳۹۱

(63) بخاری کتاب الابراد بالظهر فی شدة الحر ح ۵۳۸۔ مسلم باب استحباب الابراد بالظهر ح ۱۴۰۰۔ طحاوی ص ۱۸۶ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول ہے پھر معلوم نہیں کہ مؤلف مجنون کس خبط سے انعم ان یبرد بہا سے دو مثل نکالتا ہے فالی اللہ المشتکی ۔

پس ان چاروں دلیلوں مؤلف کی سے بوجہ معقول جوابات ہولئے اور ثابت ہو گیا کہ اس کی ایک دلیل سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے چہ جائے دو مثل تک۔ اب سنو کہ مؤلف نے حدیث جبرائیل سے بھی جو متمسک جمہور کے درباب ایک مثل کے ہے استدلال کیا ہے اس پر کہ وقت ظہر کا دو مثل تک رہتا ہے اور وجہ استدلال یہ بیان کی ہے کہ جبرائیل نے دوسرے دن ظہر اس وقت پڑھی تھی جس وقت پہلے دن عصر پڑھی تھی یعنی ایک مثل پر پس اس سے اشتراک دونوں نمازوں کا ایک وقت میں بقدر چار رکعت کے پیدا ہوا اور پھر وہ اشتراک منسوخ ہے حدیث:

اذا صلیتم الظهر فانه وقت الی ان یحضر العصر۔ (64) ”جب تم ظہر پڑھو تو اس کا وقت ہے عصر کے وقت ہونے تک۔“

(رد کرنا حنفیوں کا صاحب ہدایہ کی دلیل)

سے تو آخر وقت ظہر کا ایک مثل منسوخ ہوا بدلالت حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اور متعین ہوا دو مثل وقت ظہر کا تو جواب اس کا تحت اول حدیث کے احادیث ایک مثلی میں سے کلام سے شیخ سلام اللہ حنفی اور امام نووی کے گذرا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جبرائیل نے دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر فراغت پائی تھی نہ یہ کہ شروع کی تھی اور پہلے دن عصر اس وقت میں یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی تھی پس اشتراک نہ رہا تو کہ اس کے نسخ سے آخر وقت ظہر کا دو مثل ہو جاوے اور ان معنی کو امام نووی نے خوب مدلل بیان کیا ہے پس طرف پہلی حدیث ایک مثلی کے رجوع کرنا چاہیے اور ایک دلیل عقلی مؤلف نے بیان کی ہے وہ یہ کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھنے سے بالیقین نماز اپنے وقت میں ادا ہوتی ہے اور اگر ایک مثل بعد پڑھیں تو شاید ہے کہ اللہ کے نزدیک وقت نہ ہوا ہو پس ہوگی نماز قبل وقت کے اور یہ درست نہیں بالا جماع پس اس کا جواب یہ ہے اگر باوجود قیام دلائل قطعیہ کے اور اتفاق تمام جہان کے اوپر ایک مثل کے خلاف امام ابو حنیفہ کا بے دلیل موجب اس بات کا ہو سکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے قبل دو مثل کے نماز عصر کی پڑھنی قبل وقت سے ہوگی۔ اس احتمال سے کہ شاید عند اللہ وقت نہ ہوا ہو تو چاہیے کہ اگر کوئی مدعی بلا دلیل دعوی کرے کہ وقت نماز عصر کا بعد تین مثل کے داخل ہوتا ہے اور اس پر کچھ دلیل نہ رکھتا ہو جیسا کہ امام ابو حنیفہ دو مثل پر کوئی دلیل نہیں رکھتے تو اس کے دعوے بلا دلیل سے نماز عصر کو تین مثل کے ورے جائز نہ رکھیں اس احتمال سے کہ شاید اللہ کے نزدیک تین ہی مثل کے بعد وقت ہوتا ہے اور یہ کوئی نہیں کہے گا حتی المؤلف الحنفی ۔ حالانکہ یہ قول تین مثل کا اور حنفیوں کا دو مثل کا دونوں برابر ہیں بے دلیل ہونے میں۔ پس معلوم ہوا کہ مجرد خلاف بے دلیل عمل سے اوپر بادلیل اور متفق علیہ جمہور کے مانع نہیں ہوتا اور باعث عدم احتیاطی کا نہیں ہوتا اور ایک دلیل دو مثل پر صاحب ہدایہ نے بیان کی ہے وہ یہ کہ رسول ﷺ نے **ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فیح جهنم** یعنی ٹھنڈا کر و ظہر کو شدت گرمیوں میں۔ اور شدت گرمی کی دیار عرب میں عین مثل پر ہوتی ہے پس ٹھنڈک اسی وقت پر ہوگی جبکہ ایک مثل سے سایہ متجاوز ہوگا جیسا کہ ہدایہ میں فرماتے ہیں ولہ قولہ علیہ السلام ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فیح جهنم واشد الحر فی دیارهم فی هذا الوقت پس جواب دینا اس تقریر کا ہم کو ضرور نہیں کیونکہ خدا کے فضل و کرم سے حنفیوں ہی نے اس کو رد کر دیا ہے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری میں۔

---

(64) مسلم کتاب المساجد باب اوقات الصلوۃ ح ۱۳۸۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تو آخر وقت ظہر کا ایک مثل منسوخ ہوا بدلالت حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اور متعین ہوا دو مثل وقت ظہر کا تو جواب اس کا تحت اول حدیث کے احادیث ایک مثلی میں سے کلام سے شیخ سلام اللہ حنفی اور امام نووی کے گذرا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جبرائیل نے دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر فراغت پائی تھی نہ یہ کہ شروع کی تھی اور پہلے دن عصر اس وقت میں یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی تھی پس اشتراک نہ رہا تو کہ اس کے نسخ سے آخر وقت ظہر کا دو مثل ہو جاوے اور ان معنی کو امام نووی نے خوب مدلل بیان کیا ہے پس طرف پہلی حدیث ایک مثلی کے رجوع کرنا چاہیے اور ایک دلیل عقلی مؤلف نے بیان کی ہے وہ یہ کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھنے سے بالیقین نماز اپنے وقت میں ادا ہوتی ہے اور اگر ایک مثل بعد پڑھیں تو شاید ہے کہ اللہ کے نزدیک وقت نہ ہوا ہو پس ہوگی نماز قبل وقت کے اور یہ درست نہیں بالاجماع پس اس کا جواب یہ ہے اگر باوجود قیام دلائل قطعیہ کے اور اتفاق تمام جہان کے اوپر ایک مثل کے خلاف امام ابوحنیفہ کا بے دلیل موجب اس بات کا ہوسکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے قبل دو مثل کے نماز عصر کی پڑھنی قبل وقت سے ہو گی۔ اس احتمال سے کہ شاید عند اللہ وقت نہ ہوا ہو تو چاہیے کہ اگر مدعی بلا دلیل دعوی کرے کہ وقت نماز عصر کا بعد تین مثل کے داخل ہوتا ہے اور اس پر کچھ دلیل نہ رکھتا ہو جیسا کہ امام ابوحنیفہ دو مثل پر کوئی دلیل نہیں رکھتے تو اس کے دعوے بلا دلیل سے نماز عصر کو تین مثل کے ورے جائز نہ رکھیں اس احتمال سے کہ شاید اللہ کے نزدیک تین ہی مثل کے بعد وقت ہوتا ہے اور یہ کوئی نہیں کہے گا حتی المؤلف الحنفی۔ حالانکہ یہ قول تین مثل کا اور حنفیوں کا دو مثل کا دونوں برابر ہیں بے دلیل ہونے میں۔ پس معلوم ہوا کہ مجرد خلاف بے دلیل عمل سے اوپر بادلیل اور متفق علیہ جمہور کے مانع نہیں ہوتا اور باعث عدم احتیاطی کا نہیں ہوتا اور ایک دلیل دو مثل پر صاحب ہدایہ نے بیان کی ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے **ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم** یعنی ٹھنڈا کرو ظہر کو شدت گرمیوں میں۔ اور شدت گرمی کی دیار عرب میں عین مثل پر ہوتی ہے پس ٹھنڈک اسی وقت پر ہوگی جبکہ ایک مثل سے سایہ متجاوز ہوگا جیسا کہ ہدایہ میں فرماتے ہیں **ولـه قوله عليه السلام ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم و اشد الحر فی ديارهم فی هذا الوقت** (65) پس جواب دینا اس تقریر کا ہم کو ضرور نہیں کیونکہ خدا کے فضل وکرم سے حنفیوں ہی نے اس کو رد کر دیا ہے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری میں۔

وهذا الاستدلال ضعيف جدا و دلالة حديث الابراد على بقاء وقت الظهر بعد المثل ممنوع بل الابراد امر اضافي وشدة الحر انما يكون عند الزوال و بعض الابراد يحصل قبل بلوغ الظل مثل الشئ ولو كان الحر في ديارهم حين بلوغ ظل الشيئ مثله اشد مما قبله لكان مقتضى الامر بالابراد تعجيل الصلوة في اول وقت والله اعلم انتهىٰ۔ (66)

''اور یہ دلیل پکڑنا کھلا ضعف ہے اور دلالت کرنا حدیث ابراد ظہر کا اس پر کہ ظہر کا وقت بعد ایک مثل کے رہتا ہے مسلم نہیں ہے۔ بلکہ ابرد ایک امر اضافی ہے اور شدت گرمی کی عین دوپہر میں ہوتی ہے اور ایک مثل پہلے کچھ شدت گھٹ جاتی ہے اور اگر ان کے ملک میں ایک مثل پر شدت گرمی کی ایک مثل کے پہلے سے زیادہ ہوتی تو یہ چاہیے تھا کہ جلدی کر کے اول وقت پر نماز ہوآگے اللہ جانے۔''

اور کہا مولانا عبدالعلی حنفی نے ارکان اربعہ میں۔

و يخدشه ان روى النسائي و ابو داؤد عن ابن مسعود قال كان قدر صلوة رسول

(65) ہدایہ باب المواقیت ص ۸۱ (66) تفسیر مظہری (النساء۱۰۳) ص ۲۲۷ ج ۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله ﷺ الظهر فی الصیف ثلثة اقدام الی خمسة اقدام و فی الشتاء خمسة اقدام الی سبعة اقدام و خمسة الاقدام تکون اقل من المثل فقد علم ان البرد یحصل اذا کان ظل القامة خمس اقدامها فلا یعارض حدیث الابراد حدیث جبرئیل انتهیٰ۔

"اور اس میں خدشہ ہے کیونکہ نسائی اور ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مقدار نماز ظہر گرمی میں تین قدم سے پانچ تک تھی اور جاڑے میں پانچ سے سات تک اور پانچ قدم ایک مثل سے کم ہوتے ہیں سو جانا گیا کہ پانچ قدم سایہ قدم آدم پر ٹھنڈک حاصل ہو جاتی تھی تو حدیث ابراد اور حدیث جبرئیل میں معارضہ نہیں رہا۔"

اور کہا شیخ ابن الہمام نے جو حنفیوں کے سردار ہیں فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں۔

ان غایة ما لزم من استدلال الهدایة ان وقت الظهر یبقی بعد بلوغ الظل مثله ولا یلزم منه الانتهاء الی بلوغ الظل مثلین فالدلیل قاصر عن المدعیٰ انتهی۔67

وما قال ابن الهمام فی الجواب الا ان یقال انه ﷺ صلی فی الیوم الثانی عند بلوغ الظل مثلین فهو المتعین للعصر من دون معارض فیهما قبیلة وقت الظهر انتهیٰ فجوابه ما قال الشیخ سلام الله الحنفی فی جواب من استدل بما روی عنه علیه السلام انه صلی العصر حین صار ظل کل شئ مثلیه علی کون اول وقت العصر بمصیر الظل مثلین وهو ما فی المحلی وهو کما تری حکایة حال لا یدل علی کون اول وقته ذلك انتهیٰ۔ والاعتذار عن ایراد ابن الهمام علی استدلال صاحب الهدایة بانه لا قائل بکون ما بعد بلوغ الظل المثل و قبل بلوغه مثلین خطأ عظیم لانه خلاف ما هم علیه من ان وقت العصر من بعد بلوغ الظل المثل الی مثلین قبلهما و بعدهما الی الغروب و علی التنزل لا یقتحم المانع فانه یطلب الدلیل علی القول او عدم ذلك القول فکیف یجد به عدم قولهم بلا دلیل اطمینانا فافهم فیبقی ایراد ابن الهمام کما کان انتهی۔

"دلیل ہدایہ کی یہ ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو اس سے یہ کیونکر لازم آیا کہ دو مثل تک وقت کی انتہاء ہے تو دلیل میں اثبات مدعا سے نقصان رہا ہو۔ ہو چکی عبارت فتح القدیر کی اور وہ جو جواب میں ابن الہمام نے کہا ہے کہ مگر یہ کہا جاوے کہ آنحضرت ﷺ نے دوسرے دن دو مثل پر عصر پڑھی تو وقت عصر کا معین ہو گیا اور اس سے پہلے ظہر کا وقت رہ گیا تو جواب اس کا وہ ہے جو سلام اللہ حنفی نے محلی میں اس کے جواب میں کہا ہے جس نے آنحضرت کے دو مثل پر نماز عصر پڑھنے سے عصر کا اول وقت دو مثل پر ثابت کیا ہے کہ یہ ایک حکایت حال ہے اس پر دلالت اس میں نہیں کہ وہ اول وقت ہے ہو چکی عبارت محلی کی اور ابن الہمام نے ہدایہ کی دلیل پر اعتراض جو کیا ہے اس سے یوں عذر کرنا کہ اس کا تو کوئی قائل بھی نہ تھا بڑی خطا ہے اس واسطے کہ مشائخ کے مسلک کا انکار کرنا ہے وہ تو اس پر ہیں کہ وقت عصر کا مثل اور مثلین سے غروب تک اور اگر وہ عذر مانا بھی جائے تو معترض کب چپکا رہ سکتا ہے وہ تو دلیل طلب کرے گا بے دلیل صرف کسی کے قائل نہ ہونے سے اس کو اطمینان کا

67 فتح القدیر شرح هدایه ص ۱۹۴ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ کیونکر ہوگا سمجھ لے تو غرضکہ اعتراض ابن الہمام کا اپنے حال پر رہا۔"

پس ان عبارتوں حنفیہ کی سے چار جواب دلیل صاحب ہدایہ کے معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ دعویٰ حاصل ہونے ٹھنڈک کا دیار عرب میں ایک مثل پر نہ ورے اس کے مخدوش ہے کیونکہ ابن مسعود کی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ گرمیوں میں پانچ قدم سایہ ڈھلنے تک نماز ظہر کی پڑھا کرتے اور جاڑے میں سات قدم تک جو ایک مثل ہوتا ہے فارغ ہو چکتے اور ظاہر ہے کہ وہ پانچ قدم ایک مثل سے کم ہی ہیں تو معلوم ہوا کہ اس دیار میں پانچ قدم پر دو قدم پہلے ایک مثل سے ٹھنڈک ہو جاتی ہے اور یہی قدر مراد حدیث ابوداؤد میں جو مجمل ہے پس حدیث ابراد معارض حدیث جبرئیل کی جس میں ایک مثل وقت ظہر کا پایا جاتا ہے نہیں ہے ہذا حاصل جواب مولانا عبدالعلی۔

دوسرا جواب یہ کہ شدت گرمی کی تو وقت زوال ہی کی ہوتی ہے اور بعد زوال کے ایک مثل کے ورے کچھ تو ٹھنڈک ہو جاتی ہے پس کافی ہے مقتضی امر کو اسی قدر اور اگر بقول صاحب ہدایہ کے ملک عرب میں ایک مثل پر زیادہ شدت گرمی کی ہوتی ہے بہ نسبت نصف النہار کے یا پاؤ مثل کے تو یا آدھی مثل کے تو مقتضی امر کا یہ ہوا کہ قبل ایک مثل کے ٹھنڈک میں نماز پڑھیں۔

(خلاف کرنا مؤلف تنویر کا)

اقول یہی مجمل ہے قول اس شخص کے کا جو ابردوا بالظہر کے معنی کرتا ہے کہ ظہر اول وقت میں پڑھو یعنی اگر تم کہو کہ شدت گرمی کی عین مثل پر ہوتی ہے بہ نسبت اول وقت کے تو اول وقت پڑھو تو کہ ابراد حاصل ہو بیچ وقت ظہر کے کہ ایک مثل ہے پس دفع ہو گیا یہاں سے اعتراض مؤلف کا جو مسئلہ تیسرے میں اس معنی پر کیا تھا اور اس معنی کو واہی کہہ کر واہی بن گیا تھا یہ نہ سمجھا کہ یہ معنی مطلقاً نہیں بلکہ اس تقدیر پر ہے جو ہم نے اور ہمارے پیشواؤں کچے حنفیوں نے اختراع کی ہے کہ دیار عرب میں گرمی وقت ایک مثل کے بہ نسبت اول وقت کے زیادہ ہوتی ہے فتدبر۔

(رجوع کرنا امام کا اپنے مذہب مثلین سے)☆

تیسرا جواب یہ فرض کیا کہ ملک عرب میں ایک مثل کے بعد ہی ٹھنڈک ہوتی ہے لیکن تم نے تو ہر ملک میں یہی حکم دے رکھا ہے پس ایک ملک کی گرمی پر ہر ملک کو کس دلیل سے قیاس کیا ہے۔

هذان الجوابان مما قال القاضي ثناء الله قدس سره۔(68)

"یہ دونوں جواب وہ ہیں جن کی تقریر قاضی ثناء اللہ نے کی ہے۔"

---

(68) تفسیر مظهری ص ۲۲۷ ج ۲ ☆ قولہ فتدبر اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مثل پر خوب ٹھنڈک ہو جاتی ہے جیسا کہ خود مؤلف تنویر نے تیسرے طریق میں حدیث ابوذر کی نقل کی کہ جب مؤلف نے آذان دینے کا ارادہ کیا تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ "ٹھنڈک ہونے دو" پھر ارادہ کیا تو بھی یہی فرمایا پھر تیسری بار ارادہ کیا تو فرمایا کہ "اتنی ٹھنڈک یہاں تک کہ ٹیلوں کے برابر سایہ ہو جائے انتہی مختصراً" اور اس حدیث کو دلیل ٹھہرائی اور مؤلف کے اور پیشواؤں کا یہ حال ہے کہ فرماتے ہیں مثل پر بہت شدت گرمی کی ہوتی ہے چنانچہ قاضی ثناء اللہ حنفی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ قال ابو حنيفة اشد الحر في ديارهم في هذالوقت حين صار ظل كل شئي مثله یعنی فرمایا امام ابوحنیفہ نے کہ بہت شدت گرمی کی مثل پر ہوتی ہے اور شیخ سلام اللہ حنفی محلی میں نقل کرتے ہیں کہ صاجب ہدایہ نے دلیل پکڑی ہے یہ کہ ابراد نہیں حاصل ہوتا مگر بعد جانے شدت گرمی کے اور نہیں جانے شدت گرمی کے مگر بعد مثل کے اور مثل تک بہت شدت ہوتی ہے عبارتہ هكذا واستدل صاحب الهداية بان الابراد لا يحصل الا بعد ذهاب اشتداد الحرو لا يذهب في تلك البلاد الا بعد كون الظل مثله انتهى پس اب مؤلف تنویر اگر اپنی دلیل کو ٹھیک رکھا چاہیں تو چاہئے کہ پہلے اپنے امام اور پیشواؤں کی تکذیب کریں اور تقلید بے دلیل سے باز آویں قال اشاعر واهرب التقليد فهو ضلالة ان المقلد في سبيل الهالك تلطف حسین عافاہ اللہ فی الدارین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا جواب یہ کہ بطور فرض محال کے فرض کیا کہ ہر ملک میں عرب ہو خواہ ہند ہو خواہ روم خواہ شام گرمی وقت ایک مثل تک زیادہ رہتی ہے اور بعد ایک مثل کے ٹھنڈک ہوتی ہے۔ لیکن ایک مثل کے بعد سے دومثل تک وقت رہنا ظہر کا کہاں سے کہاں ثابت ہوتا ہے تو دلیل ناقص رہی ہذا مفاد کلام ابن الہمام۔

اقول اگر ایک مثل سے نمازیں شروع ہوں اور لمبی قرأت اور طویل رکوع اور سجود سے بیس رکعتیں پڑھیں تو ڈیڑھ مثل تک بخوبی فراغت حاصل ہوتی ہے پھر کیا دلیل ہے باقی رہنے پر وقت ظہر کہ دومثل تک پس ثابت ہوا کہ کوئی دلیل قوی یا ضعیف نہیں جس سے وقت ظہر کا دومثل تک ثابت ہو اسی واسطے جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے جن کو شاہ عبدالعزیز بیہقی وقت کہا کرتے تھے باوجودیکہ بڑے حنفی اور فقیہ تھے صاف کہہ دیا ہے کہ یہ وقت دومثل تک کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت نہیں ہوتا اور اسی واسطے صاحبین امام سے مخالف ہو کر موافق جمہور کے ہو گئے جیسا کے ابتدا مسئلہ میں کلام ان کا تفسیر مظہری سے نقل کیا گیا۔ پس اسی واسطے امام قمقام عالی مقام انصاف میں عدل آئین امامنا و مولانا ابو حنیفہ النعمان افاض اللہ علیہ شأبیب العفو والغفران اپنے مذہب کو اخیر میں چھوڑ کر قائل ہوئے ہیں کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور حنفی لوگ ان کے متبع پھر بھی مانند کچہری عدالت کے وکیلوں کے ان کی طرف سے وکیل ہو کر جھگڑا اور مجادلہ نہیں چھوڑتے بڑا تعجب ہے کہ مدعی اور مدعی علیہ تو آپس میں راضی اور موافق ہو گئے ہیں اور وکیلوں کو جنگ وجدال سے اب تک صبر نہیں ہے اور رجوع امام کا اپنے مذہب سے طرف قول صاحبین اور جمہور کے بہت ائمہ حنفیہ نے اپنی کتب میں لکھا ہے۔ ایک ان میں سے صاحب خزانۃ الروایات ہیں کہ ملتقی البحار سے رجوع امام کا نقل کرتے ہیں اور ایک صاحب فتاویٰ شافی ہیں اور ایک صاحب کتاب انیس اور ایک صاحب الجواہر المنیر شرح تنویر الابصار ہیں اور ایک امام ہندوانی ہیں اور ایک صاحب صراط القویم ہیں چنانچہ ملا عابد سندھی حنفی مواہب لطیفہ شرح مسند امام ابی حنیفہ میں فرماتے ہیں۔

قد الف الشيخ زين الدين بن نجييم صاحب البحر رسالة لتائيد مذهب الا مام فی هذه المسألة خا صة واستدل علی مطلوبه بادلة متعددة و اجاب عنها الشيخ ابو الحسن السندی فی حاشيته علی فتح القدير (لابن الهمام) لكن لما رايت رجوع الامام الی قول الجمهور ما وسعنی ذكر شئی من الادلة و الجواب عليها رد الاختصار مع انه روی فی المسألة المذكورة عن الامام ابی حنيفة روايات متعددة منها رواية الصيرورة الظل مثلين سوی فئ (الزوال) و منها رواية المثل و المشهور ان كلتا الروايتين فی خروج الظهر و مجيئ العصر و ذكر فی المحيط البرهانی و الاسراء لا تعرض فی رواية المثلين بخروج الظهر و انما هی فی مجيئ العصر و منها ان المعتبر فی خروج الظهر و فی مجيئ العصر المثلان ثم المشهور بين الاصحاب ان الاولی رواية محمد رحمه الله و الثانية رواية الحسن عنه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و الثالثة رواية اسد بن عمرو عنه و ان الاولى هي ظاهر الرواية فلذلك اتخذها الناس مذهبا للامام كما هو راى الاحناف فى ظاهر الرواية و جعل صاحب المبسوط الاولى رواية ابى يوسف عنه والثانية رواية محمد عنه و الثالثة رواية الحسن عنه و جعل الطحاوى فى شرح الاثار الرواية الاولى رواية ابى يوسف و الثانية رواية الحسن عنه و ذكر فى خزانة الروايات ناقلا عن الملتقى البحار ان ابا حنيفة قد رجع فى خروج وقت الظهر و دخول وقت العصر الى قولهما و ممن نقل ايضا رجوع الامام الى قول صاحبيه صاحب الفتاوى الشافى و صاحب كتاب الانيس و صاحب الجوهر المنير شرح تنوير الابصار و ذكره ايضاً فى زيادات الهندوانى على مستدرك الشيبانى فى باب ما يحل اكله و ما لا يحل وقال قد صح رجوع ابى حنيفة عن قوله لا يحل اكل لحم الخيل و عن اختلاف الشفق و خروج وقت الظهر و دخول وقت العصر و عن اشياء عددها و ممن نقل الرجوع ايضا صاحب الصراط القويم فاذا كان هذا القدر مقررا فى رجوع الامام الاعظم قول اهل مذهب اذا كان الامام فى جانب و صاحباه فى جانب فلمفتى بالخيار ان شاء افتى بقول الامام و ان شاء افتى بقول الصاحبين (كان العدول الى قول الجمهور واجبا) اما قول صاحب البحر لا نفتى ولا نعمل الا بقول الامام الاعظم و ان افتى المفتون بخلافه فذلك محله فيما لم تختلف الرواية فى تلك المسئلة عن الامام و لم ينقل عنه الرجوع والافمتى اختلف الروايات عنه و كانت (احد لها) مما يتمسك صاحباه و يرويانه عن الامام فهل ذلك الابيس اقول الامام ثمن افتى بقولهما فانما افتى بما روياه من قول الامام لا برايهما المجرد عن قول الامام فتنبه۔ انتهىٰ كلام السندى۔ (69)

''اور بلا شک شیخ زین الدین بن نجیم صاحب بحر الرائق نے ایک رسالہ خاص اس مسئلہ میں تالیف کیا ہے جس میں اپنے امام کے مذہب کی تائید کی ہے اور اپنے مطلوب پر چند دلیلیں پیش کی ہیں اور اس کا جواب شیخ ابوالحسن سندی نے ابن الہمام کی فتح القدیر کے حاشیہ میں دیا ہے لیکن میں نے جو امام کا رجوع جمہور کے قول کی طرف دیکھا تو دلیلیں اور جوابات ذکر نہ کئے اور امام سے اس مسئلہ میں چند روایتیں ہیں یوں بھی ہے کہ سوا سایہ اصلی کے دو مثل سایہ ہو اور ایک مثل کی بھی روایت ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ دونوں روایتیں ظہر کے جانے اور صرف عصر کے آنے میں ہیں اور محیط برہانی اور اسرار میں مذکور ہے کہ دو مثل کی روایت میں ظہر کے جانے کی بحث نہیں ہے وہ تو صرف عصر کے آنے کی ہے اور یوں بھی روایت ہے کہ ظہر جانے میں تو ایک مثل کا اعتبار ہے اور عصر آنے میں دو مثل کا پھر مشائخ میں مشہور یوں ہے کہ پہلی روایت امام سے امام محمد کی ہے اور دوسری حسن کی اور تیسری اسد

(69) المواهب اللطيفه شرح مسند ابى حنيفة ص ٢١٥ تا ٢١٦ مخطوط۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عمرو کی اور پہلی روایت ظاہر الروایت ہے اسی واسطے لوگوں نے اسے مذہب ٹھہرایا ہے جیسا کہ حنفیوں کی رائے ظاہر الروایت میں ہے اور صاحب مبسوط نے پہلی روایت ابی یوسف کی ٹھہرائی ہے اور دوسری محمد اور تیسری حسن کی اور طحاوی نے شرح آثار میں پہلی ابی یوسف کی اور دوسری حسن کی اور ملتقی البحار کے حوالے سے خزانۃ الروایات میں مذکور ہے کہ امام ابی حنیفہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے امام کا رجوع صاحبین کے قول کی طرف نقل کیا ہے صاحب فتاوی شافی ہے اور صاحب کتاب انیس اور صاحب جوہر منیر شرح تنویر الابصار اور زیادات ہندوانی بھی جو مستدرک شیبانی پر ہے حلال اور حرام کے باب میں رجوع ذکر کر کے کہا ہے اور بلا شک صحیح ہو گیا رجوع ابی حنیفہ کا اس قول سے کہ گھوڑے کا گوشت حلال نہیں اور اختلاف شفق سے اور وقت ظہر کے جانے اور عصر کے آنے سے اور کئی مسئلے ذکر کئے ہیں اور ان لوگوں میں سے صاحب صراط قویم بھی ہے سو جب یہ روایات رجوع ٹھہریں اور ان سے ملاوہ قول اہل مذہب کا کہ جب امام ایک جانب ہوں اور صاحبین ایک جانب تو مفتی کو اختیار ہے کہ صاحبین کے قول پر فتوی دیوے یا امام کے قول پر تو اب جمہور کے قول کی طرف پھرنا واجب ہو گیا اور یہ قول صاحب بحر کا ہے کہ ہم تو امام کے ہی قول پر فتوی اور عمل رکھتے ہیں اگر چہ اور مفتی فتوی دیویں اس کے مخالف تو وہ ایسے مقام پر ہے کہ جہاں روایتیں مختلف ہیں اور رجوع منقول نہ ہو ورنہ جہاں روایات مختلف ہوں اور ایک ایسی ہو کہ صاحبین اپنا عملدرآمد اس پر ٹھہراویں اور امام سے اس کو نقل کریں تو وہ بھی امام ہی سے نقل کرتے ہیں نہ محض اپنے راوی سے۔ ہو چکا کلام سندی کا۔''

اور اسی سبب سے بہت سی کتب مشہورہ متداولہ معتبرہ ہیں جیسے بدائع اور غایۃ البیان حاشیہ ہدایہ اور ینابیع اور غرر الاذکار اور برھان اور فیض وغیرہا میں ایک مثل کی تصحیح کی ہے اور اسی کو مذکور فی الاصل کہا ہے اور قابل عمل کے ٹھہرایا ہے اور طحاوی نے بھی اسی کو اخذ کیا ہے جیسا کہ کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں

وروی عن ابی حنیفة ان وقت الظهر الی المثل کما قالت الثلاثة الباقیة و الجمهور و البدایع هو الصحیح المذکور فی الاصل و فی غایة البیان بها اخذ ابو حنیفة وهو المشهور عنه و فی الینابیع هو الصحیح عن ابی حنیفة و الدر المختار هو قولهما و زفر و قال الطحاوی و به ناخذ و فی غرر الاذکار هو الماخوذ به و فی البرهان هو الاظهر لبیان جبرئیل وهو نص فی الباب و فی الفیض و علیه عمل الناس الیوم و به یفتی انتهی۔

''اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ وقت ظہر کا مثل تک ہے جیسا کہ اور تینوں اور جمہور کہتے ہیں۔ اور بدائع میں ہے کہ یہی صحیح ہے۔ اور یہی اصل میں مذکور ہے اور غایۃ البیان میں ہے کہ اسی کو امام ابو حنیفہ نے اختیار کیا ہے اور یہی روایت امام سے مشہور ہے اور ینابیع میں مذکور ہے کہ یہی صحیح ہے امام ابو حنیفہ سے اور درمختار میں ہے کہ یہی قول ہے صاحبین کا اور زفر کا اور طحاوی نے کہا ہے کہ ہم لوگ اسی کو لیتے ہیں اور غرر الاذکار میں ہے کہ یہی لیا گیا ہے اور برہان میں ہے کہ یہی ظاہر تر ہے کیونکہ جبرئیل نے بیان کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہی نص ہے اس باب میں اور فیض میں ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے ان دنوں اور اسی پر فتوی دیا گیا۔ ہو چکی عبارت محلی کی۔''

اور واضح ہو کہ نقل کرنا ہمارا رجوع امام کی کو طرف مثل کے اور بیان کرنا ہمارا معتمد ہونے کو اور قابل فتوی کے ہونے کو نزدیک بہت علماء حنفیہ کے بھی محض بطور الزام ہے اور بصورت اظہار خبر واقعی کے نہ بایں طور اور اس نظر سے ہے کہ امام کے رجوع سے ہم کو گنجایش عمل کی احادیث ایک مثلی طور پر ہوئی حاشا وکلا اس لئے کہ اگر ہم امام ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین بھی اور تمام حنفی اگلے پچھلے ایک مثل کے قایل نہ ہوتے تو بھی ہم کو احادیث ایک مثلی صحیحہ مرویہ عن النبی ﷺ پر عمل کرنے میں کچھ تامل نہ ہوتا ہمارے نزدیک عالموں بالحدیث کو اتباع رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مجتہد کے عمل اور اخذ پر موقوف نہیں جیسا کہ باب ثانی کے جواب میں بدلائل قطعیہ ثابت کیا گیا واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

فالحمد لله على ما وفقنا لاثبات المثل للفصل بين الظهر و العصر بالحجج الساطعة و القول الفصل و ايدنا على نفى الفصل بالمثلين الذى لم يثبت فى حديث صحيح ولا ضعيف عن النبى سيد الثقلين و لم يتلقاه بالقبول جمهور اهل العلم من المجتهدين الماجورين فى النشاتين و صلى الله على رسوله محمد و آله الطالبين للمحسنين۔

''اللہ کا شکر ہے اس پر کہ اس نے ہمیں توفیق دی کہ ایک مثل ظہر اور عصر میں روشن دلیلوں سے اور قول فیصل سے ہم نے فاصل ثابت کیا اور اس پر کہ اس نے ہماری تائید کی او پر نفی فاصلہ مثلین کے کہ وہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں آنحضرت سے ثابت نہیں اور جمہور علماء مجتہدین نے اس کو قبول بھی نہیں کیا اور اللہ رحمت نازل کرے اپنے رسول اور اس کی آل پر جو دو جہان کی نیکی کے طالب تھے۔''

❀❀❀❀❀❀❀❀

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال: مسئلہ پانچواں جمع کرنا دو نمازوں کا بیچ ایک وقت کے۔

اقول: اس مسئلہ کی تحقیق کان لگا کر سننی چاہیے کہ اس مسئلہ میں جناب مؤلف نے ابلہ فریبی اور حق پوشی کی ہے کہ دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کو کچھ التفات نہیں۔ یعنی ایک روایت ابوداؤد کی جس کے راوی میں ضعف تھا ہماری دلیل ٹھہرا کر نقل کر دی اور جو روایت صحیحہ متعددہ اس میں تھیں چھوڑ دیں ایسا ہی ایک روایت معجم اوسط طبرانی کی سے اور ایک روایت اربعین حاکم کی ہے جن میں کچھ ضعف تھا دلائل ٹھہرا کر نقل کر کے ان کے بعض راویوں پر طعن کر دیا اور جو روایتیں صحیحہ متعددہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ اور مسند ابی یعلی اور مصنفات بیہقی اور مؤطا امام مالک اور مؤطا امام محمد اور معانی الآثار طحاوی اور مستخرج لابی نعیم وغیرہا میں مشہور اور متداول تھیں نقل کر کے ان کا جواب نہیں دیا کاش صحاح ستہ ہی کی صحیح حدیثوں کو دلیل ٹھہراتا اور پھر ان سے جواب دیتا یہ کیا دین داری ہے اور کیا مردانگی کہ کتب متداولہ صحیحہ بخاری و مسلم جیسی کو چھوڑ کر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور ان سے دو روایتیں ضعیف نقل کر کے ان کا جواب دے دیا تا کہ عوام کو یقین ہو کہ مجوزین جمع بین الصلوتین کی فقط اسی قدر دلیلیں رکھتے ہیں جن کو مؤلف نے ضعیف کر دیا خیریت جو کیا بزعم خود اچھا کیا اب ہم سے تحقیق اس مسئلہ کی کما ینبغی سننی چاہیے کہ اپنی دلیلیں کیسی قوی پیش کرتے ہیں اور تمام حنفیوں کے عذرات کو جو مؤلف نے بیان کیے ہیں وہ بھی اور جو حنفیوں نے بیان کیے ہیں وہ بھی کس طرح بالاستیعاب نقل کر کے ان کا جواب دیتے ہیں۔

(جمع کی دو صورتیں ہیں)

پس مخفی نہ رہے کہ جمع بین الصلوتین فی السفر صحیح اور ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے بروایت جماعت عظیمہ کے صحابہ کبار سے جن میں ہیں علی اور عبداللہ بن عمر اور انس اور عبداللہ بن عمرو بن عاص اور عائشہ اور ابن عباس اور اسامہ بن زید اور جابر اور ابو جحیفہ اور معاذ بن جبل اور ابن مسعود فی احد الروایتین اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور ابو موسی اشعری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور کئی سوائے ان کے اور مروی ہیں روایتیں ان کی ان تیرہ کتب حدیث میں جن کا ذکر بالا گذرا اور کتنی کتب میں سوائے ان کے لیکن مجموعہ روایات میں بعضی تو ایسی ہیں کہ ان میں فقط جمع کرنا رسول اللہ ﷺ کا دو نمازوں کو بیان کیا ہے اور کیفیت اس جمع کی بیان نہیں کی پس حنفی لوگ ان حدیثوں میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس جمع سے جمع صوری ہے یعنی پہلی نماز کو آخر وقت میں پڑھا اور دوسری کو اول وقت میں پڑھا تو یہ بظاہر اور بصورت جمع معلوم ہوتی ہیں اس طور پر کہ اس میں تاویل جمع صوری کو دخل ہے بیان کی گئی ہے اس لئے وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالف کی دخل نہیں ذکر کرتے ہیں تو مصنفین بافہم اور ناظرین باعلم ان حدیثوں مجملۃ الکیفیت کو بھی انہیں احادیث مبینۃ الکیفیت پر محمول سمجھیں تو وہ واضح ہو کہ جمع بین الصلوتین دو قسم ہے جمع تقدیم اور جمع تاخیر پس دونوں قسموں کی حدیثیں علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہیں

(احادیث جمع تقدیم)

حدیثیں جمع تقدیم کی روایت کی ہے مسلم نے طریق سے حکم بن عقبہ کی ابو جحیفہ سے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال خرج رسول الله ﷺ بالهاجرة الی البطحاء فتوضأ فصلی الظهر رکعتین و العصر رکعتین و بین یدیه عنزة قال شعبة و زاد فیه عون عن ابیه ابی حجیفة و کان یمر من ورائها المرأة و الحمار۔⑦⓪

''ابوحنیفہ نے کہا نکلے رسول اللہ ﷺ دوپہر کو طرف بطحاء کے اور وضو کیا اور ظہر اور عصر پڑھی اور ان کے آگے ایک برچھی کھڑی تھی اور عورتیں اور گدھے اس سے ادھر پھرتے تھے۔''

اور دوسری روایت بخاری کی اس طرح پر ہے:

خرج علینا رسول الله ﷺ بالهاجرة فصلی بالبطحاء الظهر و العصر رکعتین و نصب بین یدیه عنزة۔⑦①

'' نکلے آنحضرت ﷺ دو پہر کو اور نماز پڑھی بطحاء میں ظہر کی دو رکعت اور عصر کی دو رکعت اور ان کے آگے ایک برچھی کھڑی تھی۔''

کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں۔

فیه دلیل علی القصر و الجمع فی السفر و فیه ان الافضل لمن اراد الجمع وهو نازل فی وقت الاولی ان یقدم الثانیة الی الاولی انتهیٰ۔ ⑦②

''اس حدیث میں دلیل ہے قصر اور جمع کرنے کی سفر میں اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو شخص ارادہ جمع کرنے کا رکھتا ہے اور ٹھہرا ہے پہلے وقت میں تو اس کے لئے افضل ہے کہ دوسری نماز کو پہلی نماز کے وقت میں ادا کرے ہو چکی عبارت نووی کی۔''

اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں۔

و ظاهره تقدیم العصر فی وقت الظهر انتهیٰ۔

اقول وجه الظهور کون الهاجرة ظرف الخروج و الوضوء و الصلوة جمیعا لان کلا من الخروج و الوضوء و الصلوة مرتب الوقوع و متقارب الوجود فان الفاء علی لفظه فتوضأ فصلی للترتیب بلا مهلة قال فی الفوائد الضیائیه الفاء للترتیب بلا مهلة انتهی ⑦③

وقال المحشی الملا صادق قوله قدس سره بلا مهلة هذا القید مما فات المصنف و لا بد منه لا یقال یستفاد من قوله و ثم مثلها بمهلة لانا نقول لاثم ذلك لجواز ان یستفاد منه التفاوت بالعموم و الخصوص و نحن نقول لو لا تنصیص المصنف علیه فی شرحه لامکن ان یقال خالف الجمهور و اختار کون الفاء لمطلق الترتیب انتهیٰ

⑦⓪ بخاری باب سترة بمکة وغیرها ح ۵۰۱۔ مسلم باب سترة المصلی ح ۱۱۲۰۔
⑦① بخاری کتاب الصلوة باب الصلوة الی العنزة ح ۴۹۹۔
⑦② شرح مسلم باب سترة المصلی والندب الی الصلوة الی السترة ص ۱۹۶ ج ۱
⑦③ (شرح جامی) بحث حرف العطف ص ۳۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیکون المعنی علی ما تقتضیه الفاء انه علیه السلام خرج فی الهاجرۃ و توضأ فی الهاجرۃ و صلی الظهر و العصر فی الهاجرۃ فان قلت یحتمل انه علیه السلام صلی الظهر کما قلتم ای غیر متراخ عن الخروج فی الهاجرۃ و التوضی فیها لکنه صلی العصر بعد دخول وقتها قلنا هذا خلاف الظاهر و قد تقرر ان النصوص من الکتاب و السنة تحمل علی الظواهر ما لم یصرف منها مانع قطعی کذا قال فی العقائد النسفیة (74)

و هنا لم یوجد مانع یمنع حمل الحدیث علی الظاهر فان قلت ما یتمسك به الحنفیة من احادیث الجمع الصوری و انکار بعض الصحابة کابن مسعود عن الجمع و قطعیة ثبوت تعین المیقات للصلوات و نهی عمر بن الخطاب عن الجمع بین الصلوۃ مانعه عن حمل الحدیث علی الظاهر قلنا لا شئ ولا واحد مما تمسکوا به موجب لامتناع الجمع بین الصلوتین مطلقا مقدما کان الجمع او مؤخرا کما ستری فی مقام الجواب عن ادلتهم فیبقی ظواهر الاحادیث سالمة عن الموانع فتعین الحمل علیها فتدبر علی ان لفظ فصلی مع مقوله لفظ الظهر مع معطوف علیه وهو لفظ العصر مرتب غیر متراخ عن الخروج و التوضی فیهما و کیف یسوغ رلطا فصلی مع الفروج بعد ما ینزع عنه ما هو المعطوف علی معموله فافهم۔

اور ظاہر اس کا مقدم کرنا ہے عصر کا ظہر کے وقت میں ہو چکی عبارت محلی کی۔

''میں کہتا ہوں کہ وجہ ظاہر ہونے کی یہ ہے کہ دوپہر کو نکلتے ہی آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور یہ سب کچھ حرف فاء سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا مہلت تھا کہا فوائد ضیائیہ میں فا بلا مہلت کے ترتیب کے واسطے ہے۔ ہو چکی عبارت اس کی اور کہا ملا صادق بخشی نے کہ یہ قول کہ بلا مہلت ہے مصنف کافیہ سے رہ گیا ہے اور یہ ضرور چاہیے کوئی یوں نہ کہے کہ اس کے یہ کہنے سے کہ ثم فاء کی تائید ہے ساتھ مہلت کے مہلت نکلتی ہے۔ کیونکہ ہم کہیں گے کہ ہم یہ نہیں مانتے اس لئے کہ جائز ہے کہ اس سے فرق عموم اور خصوص کا نکلے اور ہم کہتے ہیں کہ اگر اس پر مصنف اپنی شرح میں جتلا نہ دیتا تو ممکن تھا کہ یہ کہا جاتا کہ اس نے جمہور کا خلاف کر کے فا کو مطلق ترتیب کے لئے ہونا پسند کیا ہے ہو چکی عبارت اس کی تو اب معنی فاء کے اقتضا پر یہ ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپھر کو نکلتے ہی وضو کر کے ظہر اور عصر پڑھتے۔ اگر کوئی کہے کہ ظہر تو جیسے تم کہتے ہو پڑھی لیکن عصر اپنے وقت پر پڑھی تو ہم کہیں گے کہ یہ خلاف ظاہر ہے اور یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ کوئی مانع قطعی جب تک نہ ہووے تو نصوص اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوتی ہیں چنانچہ ایسا ہی عقائد نسفی میں ہے اور کوئی مانع قطعی نہیں اگر کوئی کہے کہ وہ حدیثیں جمع صوری کی ہیں جن سے حنفیوں نے دلیل پکڑی ہے اور بعضے صحابہ جیسے عبداللہ بن مسعود کا جمع کو انکار کرنا اور نمازوں کے وقتوں کا قطعی ہونا اور حضرت عمر کا جمع صلوتین کو منع کرنا حدیث مذکور کے ظاہری معنی لینے کا مانع ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ کوئی بھی ان میں سے مطلق جمع کو خواہ مقدم ہو خواہ مؤخر مانع نہیں ہے چنانچہ ان کے ادلہ کے جواب کی جگہ معلوم ہوگا تو حدیث اپنے ظاہر معنی پر ہی سمجھ لے تو علاوہ بریں لفظ فصلی مع ظہر

(74) العقائد النسفیه مع نظم الزوائد ص۲٤٤ و مجمع البحار ص ۲۳۲ ج ۵ ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عصر مرتب ہیں ان میں فصل نہیں ہو سکتا۔''

پس حاصل ترجمہ اس حدیث کا یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ وقت زوال آفتاب کے بطحاء میں تشریف لے گئے پس اسی وقت میں بلا مہلت وضو کیا پس اسی وقت بلا مہلت ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا اور روایت کی ہے ترمذی اور ابوداؤد نے۔

حدثنا قتيبه بن سعيد نا الليث بن سعد عن يزيد بن ابی حبيب عن ابی الطفيل عن معاذ بن جبل ان النبی ﷺ كان فی غزوة تبوك اذا ارتحل قبل زيغ الشمس اخر الظهر الى ان يجمعها الى العصر فيصليهما جميعا و اذا ارتحل بعد زيغ الشمس عجل العصر الى الظهر و صلى الظهر و العصر جميعا ثم سار و كان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتى يصليها مع العشاء و اذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصليها مع المغرب۔⑮

''روایت کی ہمیں قتیبہ بن سعید نے کہا کہ روایت کی لیث بن سعد نے یزید بن حبیب سے انہوں نے ابوالطفیل سے انہوں نے معاذ بن جبل سے یوں کہ آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک میں تھے اور جب آپ سورج کے ڈھلنے سے پہلے سوار ہوتے تھے تو ظہر میں یہاں تک تاخیر فرماتے تھے کہ عصر کے ساتھ ملا لیتے تھے اور جب سورج ڈھلے سوار ہوتے تھے تو عصر میں جلدی فرما کر ظہر اور عصر ملا کر پڑھ لیتے تھے اور جب غروب سے پہلے سوار ہوتے تھے تو مغرب میں تاخیر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھ لیتے تھے اور جب غروب کے بعد سوار ہوتے تھے تو عشاء میں جلدی کر کے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے تھے۔''

یعنی آنحضرت ﷺ سفر غزوہ تبوک میں اگر قبل ڈھلنے آفتاب کے سوار ہوتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر سے ملا کر پڑھتے اور اگر بعد ڈھلنے آفتاب کے سوار ہوتے تو ظہر عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر سے ملا کر پڑھتے۔ اور اگر سوار ہوتے قبل غروب آفتاب کے تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے اور اگر بعد غروب کے سوار ہوتے تو عشاء کو بھی مغرب ہی کے ساتھ پڑھ لیتے۔ راوی اس کے سب ثقات ہیں۔

اما الاول فهو قتيبة بن سعيد بن جميل بفتح الجيم بن طريف الثقفی ابو رجاء البغلانی بفتح الموحدة و سكون المعجمة يقال اسمه يحی و قيل علی ثقة⑯ ثبت فقه والثانی هو الليث بن سعد بن عبدالرحمان الفهمی ابو الحارث المصری ثقة ثبت امام مشهور و الثالث ⑰ هو يزيد بن ابی حبيب المصری ابو رجاء و اسم ابيه سويد ثقة فقيه و الباقيان صحابيان كل ذلك فی التقريب۔⑱

''پہلا قتیبہ بن سعید بن جمیل جیم کی فتح سے بن طریف ثقفی ابورجا بغلانی نام اس کا یحیی ہے اور بعضوں نے علی کہا ہے ثقہ اور ثبت ہے اور دوسرا لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن فہمی ابو حارث مصری ثقہ ثبت فقیہ امام مشہور ہے اور تیسرا یزید بن ابی حبیب مصری ابورجا اور اس کے باپ کا نام سوید ہے ثقہ فقیہ ہے اور دونوں باقی صحابی ہیں

⑮ ترمذی باب المجمع بين الصلوتين ح ٥٥٣۔ مسند احمد ص ٢٤١ ج ٥۔ تاريخ بغداد ص ٤٦٦ ج ١۔ ابوداؤد باب الجمع بين الصلوتين ح ١٢٢٠ ⑯تقريب ص ٢٨١ ⑰ تقريب ص ٢٨٧ ⑱تقريب ص ٣٨١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سب کچھ تقریب میں ہے۔"
اور کہا ترمذی نے۔

و روی علی بن المدینی عن احمد بن حنبل عن قتیبة هذا الحدیث و حدیث معاذ حدیث حسن غریب تفرد به قتیبة لا نعرف احدا رواه عن اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ حدیث غریب والمعروف عند اهل العلم حدیث معاذ من حدیث ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی ﷺ جمع فی غزوة تبوك بین الظهر و العصر و بین المغرب و العشاء روا قرة بن خالد و سفیان الثوری و مالك و غیر واحد عن ابی الزبیر المكی انتهیٰ۔(79)

"اور روایت کی علی بن مدینی نے احمد بن حنبل سے انہوں نے قتیبہ سے اس حدیث کو اور حدیث معاذ کی حدیث حسن غریب ہے۔ اس میں قتیبہ اکیلا ہے ہم نہیں جانتے کسی کو کہ لیث سے روایت کی ہو اور حدیث لیث کی یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے معاذ سے حدیث غریب ہے اور اہل علم کے نزدیک مشہور حدیث معاذ کی حدیث ابی الزبیر سے کہ انہوں نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے اور انہوں نے معاذ سے اس طرح پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ تبوک میں جمع کیا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو روایت کی یہ حدیث قرہ بن خالد نے اور سفیان ثوری اور مالک اور اوروں کے ابی زبیر مکی سے ہو چکی عبارت ترمذی کی۔"

اور کہا ابوداؤد نے۔

ولم یروهذاالحدیث الاعن قتیبة وحده انتهیا۔ (80)

اقول لایخفے علی العالم باصول الحدیث ان تفردالروی بروایة انما یستلزم کونها منکرة شاذة مردودةاذا کان ذلك الراوی غیرضابط ولاثبت اویخالفه فی تلك الروایة واحفظ منه واضبط واما اذا کان المتفرد حافظا ثقة ثبتا ولم یخالفه احد فیهااوخالفه احد لکن المخالف مثله فی الحفظ والتثبت فحینئذ لا تکون روایته التی تفرد بها مردودة بل هی مقبو له ثم المقبو لة بشرط الاول صحیحة وبشرط الثانی حسنة قا ل الامام ابن الصلاح فیه تفصیل فما خالف مفرده احفظ منه واضبط فشاذ مردود وان لم یخالف وهو عدل ضابط فصحیح وان لم یخالف وهو عدل ضابط فصحیح وان رواه غیر ضابط لکن لا یبعد عن درجة الضابط فحسن وان بعد فمنکر انتهی۔ (81)

نقله السید جمال الدین المحدث صاحب روضة فی رسالته فی اصول الحدیث، ثم قال ویفهم من قوله واحفظ اضبط علی صیغة التفضیل ان المخالف ان کا ن مثله لا یکون مردوداانتهے وقال الامام النووی فی مقدمة شرحه علی صحیح مسلم واذا

(79) ترمذی مع تحفة الاحوذی ح ٥٥٤ ص ١٥٢ ج ٣.
(80) ابوداؤد مع عون المعبود باب بین الجمع بین الصلوتین ص ٤٧٢ ج ١ (81) مقدمه ابن الصلاح (معرفة الشاذ) ص ٣٧.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتفت المتابعات و تمحض فردا فله اربعة احوال حال يكون مخالفا لرواية من هو احفظ منه فهذا ضعيف و يسمى شاذا و منكرا و حال لا يكون مخالفا و يكون هذا الراوى حافظا ضابطا متقنا فيكون صحيحا و حال يكون قاصرا عن هذا و لكنه قريب من درجته فيكون حديثه حسنا و حال يكون بعيدا عن حاله فيكون شاذا منكرا مردودا فحصل ان الفرد قسمان مقبول و مردود و المقبول ضربان فرد لا يخالف رواية كامل الاهلية و فرد من هو قريب منه و المردود 'ايضاً ضربان فرد مخالف للاحفظ و فرد ليس فى روايته من الحفظ و الاتقان ما يجبر تفرده والله اعلم انتهىٰ⑧②

واذا تمهد هذا فنقول ان تفرد قتيبة بهذه الرواية عن الليث لا يضر صحة الحديث لان قتيبة ثقة ثبت كما مر عن التقريب ولم يخالفه احد فى تلك الرواية عن الليث و من ادعىٰ خلافه فعليه البيان و كذا تفرد الليث عبذه الرواية عن يزيد بن ابى حبيب ان قال به قائل لا يضر صحة الحديث لان الليث ثقة ثبت فقيه امام مشهور كما مر عن التقريب ولم يخالفه احد فى تلك الرواية عن يزيد و كذا تفرد يزيد بن ابى حبيب بهذه الرواية عن ابى الطفيل ان قال به قائل لا يضر صحة الحديث لان يزيد و ان خالفه ابو الزبير المكى فى الرواية عن ابى الطفيل لكن ابا الزبير المكى ليس با ثبت من يزيد بل ليس مساويا له لان يزيد ثقة فقيه كما مر عن التقريب فهو فى المرتبة الثانية لان مدحه موكل۔

و قد قال الحافظ فى التقريب فاما المراتب فاولها الصحابة فاصرح بذلك لشرفهم الثانية من اكد مدحه اما بأَفْعَلَ كا وثق الناس او بتكرير الصفة لفظا كثقة ثقة او معنىً كثقة حافظ انتهىٰ ⑧③ و ابا الزبير المكى صدوق فقط و مع ذلك مدلس قال الحافظ فى التقريب محمد بن مسلم بن تدرس بفتح المثناة و سكون الدال المهملة و ضم الراء الاسدى مولاهم ابو الزبير المكى صدوق الا انه يدلس من الرابعة انتهىٰ ⑧④فهو فى المرتبة الرابعة لما قال الحافظ الرابعة من قصر عن درجة الثالثة قليلا و اليه الاشارة بصدوق اَوْلَا باس به او ليس به باس انتهىٰ ⑧⑤

فكيف يخدش تفرد يزيد بن ابى حبيب بالرواية عن ابى الطفيل خلاف ابى الزبير المكى الذى هو دونه فى التثبت و الثقاهة فافهم۔

''اور یہ حدیث اکیلے قتیبہ نے روایت کی ہے اور کسی نے نہیں روایت کی ہو چکی عبارت ابوداؤد کی' میں کہتا ہوں کہ عالم اصول حدیث پر پوشیدہ نہیں کہ اکیلا ہونا راوی کا حدیث کو منکر شاذ مردود جب کرتا ہے کہ وہ راوی ضابط ثبت نہ ہو یا اس روایت میں اپنے سے زیادہ حافظ حدیث یا زیادہ ضابط کے مخالف پڑے اور جب یہ نہ ہو بلکہ وہ بھی حافظ ثقہ ہو اور مخالف نہ ہو یا ہو تو برابر والے سے ہو تو اس صورت میں وہ روایت مردود نہ ہوگی بلکہ مقبول ہوگی۔ پھر مقبول بشرط

⑧②مقدمہ شرح مسلم (مبحث الاعتبار والتابع) ص ١٨ ج ١ ⑧③تقریب (مقدمہ) ص ٩

⑧④تقریب ص ٣١٨ ⑧⑤تقریب (مقدمہ) ص ٩

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول صحیح ہے اور بشرط ثانی حسن کہا امام ابن صلاح نے اس میں تفصیل ہے سواگر وہ اپنے سے زیادہ مخالف ہے تو شاذ ہے اور اگر مخالف نہیں اور خود بھی ثقہ ہے تو صحیح ہے اور اگر ایسے غیر ضابط نے روایت کی ہے کہ وہ درجہ ضابط سے دور نہیں تو حسن ہے اور اگر دور ہے تو منکر ہے ہو چکی عبارت اس کی نقل کیا اس کو سید جمال الدین محدث نے کہ جو روضہ کے مصنف ہیں اپنے اصول حدیث کے رسالہ میں پھر کہا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مخالف ہونا بہت سے حافظ سے لیا ہے کہ اگر برابر والے سے مخالف ہو تو مردود نہ ہوگی اور کہا امام نووی نے اپنے مقدمہ میں جو شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب متابعت حدیث کی اور راوی کی روایت سے نہ ہو اور راوی اکیلا رہے تو چار حال اس کے ہو سکتے ہیں یا تو اپنے سے بڑھ کر راوی سے مخالف ہے تو یہ قسم تو ضعیف ہے اور اس کا نام شاذ منکر ہے اور یا مخالف نہ ہوگا اور یہ خود راوی بھی حافظ ضابط جید الروایۃ ہے تو یہ قسم صحیح ہے اور ایک حال اس سے کھٹکا ہے وہ یہ کہ اس کے قریب قریب راوی ہو تو حدیث حسن رہے گی اور ایک حال اس سے دور ہے تو شاذ منکر مردود ہے تو اب معلوم ہو گیا کہ اکیلی روایت دو قسم ہے مقبول اور مردود اور مقبول دو طرح ہے ایک یہ کہ اپنے سے بڑھ کر مخالف نہ ہووے اور ایک اس سے قریب اور مردود بھی وہ قسم ہے ایک یہ کہ اپنے سے بڑھ کر مخالف ہووے اور ایک یہ کہ راوی اچھا نہ ہو آگے اللہ جانے ہو چکی عبارت اس کی جب یہ تمہید ہو چکی تو ہم کہتے ہیں کہ اکیلا ہونا قتیبہ کا اس روایت میں لیث سے صحت حدیث کو مضر نہیں اس لئے کہ قتیبہ ثقہ ثبت ہے چنانچہ گذر چکا تقریب سے اور کوئی اس کے مخالف اس روایت میں نہیں اور جو اس کے خلاف کا مدعی ہے تو وہ بیان کرے اور اسی طرح اکیلا ہونا لیث کا اس روایت میں یزید بن ابی حبیب سے اگر کوئی کہے تو صحت حدیث کو مضر نہیں۔ کیونکہ لیث ثقہ ثبت فقیہ امام مشہور ہے جیسا کہ گذرا تقریب سے اور اس کے کوئی مخالف نہیں روایت میں اور ایسا ہی اکیلا ہونا یزید کا اس روایت میں ضرر نہیں کرتا صحت حدیث کو۔ کیونکہ یزید کے مخالف اگرچہ اس روایت میں ابوزبیر مکی ہے لیکن وہ یزید سے بڑھ کر نہیں بلکہ برابر بھی نہیں کیونکہ یزید ثقہ فقیہ ہے چنانچہ تقریب سے گذرا تو وہ مرتبہ ثانی رہا کیونکہ اس کی مدح میں تاکید ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے اول مرتبہ صحابہ کا ہے تو ان کے شرف کے سبب سے اس امر کی تصریح کریں گے دوسرے وہ جس کی مدح میں تاکید ہو یا تو صیغہ افعل التفضیل کے جیسے اوثق الناس یا دو دفعہ صفت کا بولنا لفظ کے طور پر جیسے ثقہ ثقہ یا معنی کے طور پر جیسے ثقہ حافظ اور ابوزبیر فقط ثقہ ہے اور مدلس بھی ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے محمد بن مسلم تدرس ابوزبیر مکی صدوق ہے مگر مدلس چوتھے طبقہ میں تو چوتھے مرتبہ میں ہوا چنانچہ تقریب میں چوتھا طبقہ وہ تیسرے سے کچھ گھٹ کا ہووے اور اسی کی طرف اشارہ ہے لفظ صدوق کا اور لا باس بہ ولیس بہ باس کا تو اب کوئکر خدشہ ڈالے گا خلاف ابوالزبیر مکی کا کہ وہ درجہ ثقاہت میں کم ہے یزید بن ابی حبیب کی روایت میں ابی الطفیل سے سمجھ لینا چاہیے۔''

پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث قتیبہ کی باوجود تفرد قتیبہ کے اول تو صحیح ہے کما حققنا، ورنہ اس کے حسن میں تو کسی اہل بصیرت کو کلام نہیں کما قال الترمذی وحدیث حسن غریب یعنی غریب ہے بنظر تفرد کے اور حسن ہے اس نظر سے کہ خلاف اس کا کسی احفظ اور اضبط سے بہ نسبت اس کے رواۃ کے مروی نہیں اور جو کہ مؤلف نے زیلعی حنفی سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث در باب جمع تقدیم کی مضبوط نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ زیلعی ائمہ جرح اور تعدیل میں سے نہیں اس کا مذہب تو یہ ہے کہ حنفی مذہب کے فقہ تراشی کرے نہ یہ کہ حدیثوں کو جرح کرے۔ اور جو کہ مؤلف نے یہ قول ابوداؤد سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بواسطہ عینی کے نقل کیا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ابوداؤد نے اپنی سنن میں حدیث صحیح ابوحنیفہ کی جو بخاری اور مسلم سے نقل ہو چکی ہے جس سے صاف جمع تقدیل ثابت ہوتی ہے روایت کی ہے اور یہ حدیث قتیبہ بن سعید کی جس کا صحیح ہونا ثابت کیا گیا ہے روایت کی ہے ور جرح قدح اس پر نہیں کیا اور سوائے تفرد قتیبہ کے جو کہ منافی صحت حدیث کے نہیں کما حققناہ کچھ زبان پر نہیں لایا پھر کس طرح تسلیم کیا جاوے کہ یہ قول بھی کہا ہو تو اگر جناب مؤلف کو کچھ غیرت آوے تو نشاندہی کریں کہ ابوداؤد نے کون سی کتاب میں یہ قول کہا ہے پس محقق ہوا کہ جمع تقدیم احادیث صحیحہ سے جو بعض ان سے بروایت شیخین ہیں اور بعض کم ان درجہ سے ثابت ہے

(احادیث جمع تاخیر)

اب سنو حدیثیں تاخیر کی روایت کی مسلم نے نافع سے۔

ان ابن عمر کان اذا جدبه السیر جمع بین المغرب و العشاء بعد ان یغیب الشفق و یقول ان رسول الله ﷺ کان اذ جد به السیر جمع بین المغرب و العشاء۔ (86)

''حضرت ابن عمر کو جب سفر پیش آتا تو بعد غروب شفق کے مغرب اور عشاء جمع کر لیا کرتے تھے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو جلدی سفر کی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو جمع کرتے۔''

اور روایت کی ہے ترمذی نے ابن عمر سے۔

انه استغیث علی بعض اهله فجد به السیر و اخر المغرب حتیٰ غاب الشفق ثم نزل فجمع بینهما ثم اخبرهم ان رسول الله ﷺ کان یفعل ذلك اذا جد به السیر۔ (87)

''ابن عمر کو بعضے رشتہ داروں کے پاس عیادت کے لئے جلدی جانے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے مغرب میں غروب شفق تک تاخیر کی پھر اتر کر مغرب اور عشاء ملا کر پڑھیں پھر لوگوں سے کہا کہ سفر میں آنحضرت ﷺ بھی یونہی کیا کرتے تھے جلدی کے وقت۔''

پھر کہا ترمذی نے۔

هذه حدیث حسن صحیح۔ (88) ''یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

اور روایت کی ہے بخاری نے سالم بن عبداللہ سے۔

و اخر ابن عمر المغرب و کان استصرخ علی امراته صفیه بنت ابی عبید فقلت له الصلوة فقال سر حتی سار میلین او ثلاثة ثم نزل فصلی فقال هکذا رایت النبی ﷺ یصلی اذا عجله السیر۔ (89)

''اور تاخیر کی ابن عمر نے مغرب میں اس سفر میں کہ اپنی بی بی صفیہ کے پاس انہیں پہنچنا ضروری تھا سو میں نے کہا نماز کا وقت آ گیا فرمایا کہ ابھی اور چلو یہاں تک کہ دو یا تین میل اور چلے پھر اتر کر نماز پڑھی اور کہا کہ جلدی کی سفر میں آنحضرت ﷺ بھی یونہی کیا کرتے تھے۔''

---

(86) مسلم باب جواز جمع بین الصلوتین فی السفر ح ۱۶۲۲

(87) ترمذی شریف کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ح ۵۵۵۔ نسائی باب الحال التی یجمع فیها بین الصلوتین ح ۶۰۰۔ مسند احمد ص ۱۱۴ ج ۶۔ بیهقی ص ۴ ج ۲۔ طحاوی ص ۲۷۹ ج ۱

(88) ترمذی مع تحفة الاحوذی ح ۵۵۵ ص ۱۵۵ ج ۳۔

(89) بخاری کتاب تقصیر الصلوة باب تصلی المغرب ثلاثا فی السفر ح ۱۰۹۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بات اولی عاقل بھی جانتا ہے کہ اگر بعد دخول وقت مغرب کے دو تین کوس مسافت چلیں تو شفق غائب ہو جاتی ہے اور وقت عشاء کا داخل ہو جاتا ہے اور صاف سنو کہ روایت کی ہے بخاری نے اسلم سے۔

قال کنت مع عبدالله بن عمر طریق مکة فبلغه عن صفیة بنت ابی عبید شدة وجع فاسرع الیها حتی اذا کان غروب الشفق ثم نزل فصلی المغرب و العتمة جمع بینهما وقال انی رایت النبی ﷺ اذا جدبه السیر اخر المغرب و جمع بینهما۔⁹⁰

''کہا تھا میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ مکہ کے رستہ میں تو ان کی بی بی صفیہ بنت ابی عبید کی بیماری کی خبر پہنچی کہ بہت بیمار ہیں تو وہ جھٹ پٹ چل دیئے جب شفق غروب ہوگئی تو مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھی اور کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ سفر کی جلدی میں مغرب میں تاخیر کر کے جمع کر لیا کرتے تھے۔''

اور روایت کی ہے نسائی نے اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سے۔

قال صحبت ابن عمر الی الحمی فلما غربت الشمس هبت ان اقول له الصلوة فسار حتی ذهب بیاض الافق و فحمة العشاء ثم نزل فصلی المغرب ثلاث رکعات ثم صلی رکعتین علی اثرها ثم قال هکذا رایت رسول الله ﷺ یفعل۔⁹¹

''کہا کہ میں حمی تک حضرت ابن عمر کے ساتھ تھا جب سورج ڈوب گیا تو میں یہ کہتے ہوئے ڈرا کہ نماز کا وقت آ گیا اور وہ شفق کے غروب تک چلے گئے پھر اتر کر تین رکعتیں مغرب کی پڑھیں پھر دو رکعتیں اس کے پیچھے پڑھیں اور کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یونہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

اور روایت کی ہے ابوداؤد نے نافع سے۔

ان ابن عمر استصرخ علی صفیة وهو بمکة فسار حتی غربت الشمس و بدت النجوم فقال ان النبی ﷺ کان اذا عجل به امرفی سفر جمع بین هاتین الصلوتین فسار حتی غاب الشفق فنزل فجمع بینهما۔⁹²

''ابن عمر کو ان کی بی بی کی شدت بیماری کی خبر پہنچی اور وہ مکہ میں تھے تو وہ چلے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا اور تارے ظاہر ہوئے تو کہا کہ جب آنحضرت ﷺ کو جلدی کا سفر پیش آتا تو ان دونوں نمازوں کو جمع کر لیا کرتے تھے پھر چلے گے اور شفق غروب ہوگئی پھر اتر کر دونوں نمازیں پڑھیں۔''

اور روایت کی ہے ابوداؤد نے عبداللہ ابن دینار سے۔

قال غابت الشمس و انا عند عبدالله بن عمر فسرنا فلما رایناه قد امسی قلنا الصلوة فسار حتی غاب الشفق و تصویت النجوم ثم انه نزل فصلی الصلوتین جمیعا ثم قال رایت رسول الله ﷺ اذا جدبه السیر صلی صلوتی هذه یقول یجمع بینهما بعد لیل۔⁹³

---

⁹⁰ بخاری کتاب الجهاد والسیر باب السرعة فی السیر ح ۳۰۰۰

⁹¹ نسائی باب الوقت الذی یجمع فیه المسافر بین المغرب والعشاء ح ۵۹۲۔ بیهقی ص ۱۶۱ ج ۳ و ص ۱۴۸ ج ۵

⁹² ابوداؤد صلوة المسافر اب الجمع بین الصلوتین ح ۱۲۰۷۔

⁹³ ابوداؤد باب بین الجمع بین الصلوتین ح ۱۲۱۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سورج ڈوب گیا اور میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا اور چلتے گے جب شام ہوئی تو میں نے کہا کہ نماز تو وہ چلی ہی گئی یہاں تک کہ شفق غروب ہوگئی اور تارے چمک نکلے تو اتر کر دونوں نمازیں پڑھیں۔ پھر کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ سفر کی ضرورت میں یونہی پڑھا کرتے تھے یعنی رات پڑے جمع کرلیا کرتے تھے۔''
پھر کہا۔

قال ابو داؤد رواه عاصم بن محمد عن اخيه عن سالم و رواه ابن ابى نجيح عن اسمٰعيل بن عبد الرحمن بن ذويب ان الجمع بين هما من ابن عمر كان بعد غيوب الشفق۔ (94)

''اور روایت کی عاصم بن محمد نے اپنے بھائی سے اس نے سالم سے اور روایت کی ابن ابی نجیح نے اس نے اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن ذویب سے یہ کہ جمع کیں دونوں نمازیں ابن عمر نے بعد غروب شفق کے۔''

اور روایت کی ہے امام محمد نے مؤطا میں بواسطہ امام مالک کے کہ ابن عمر نے بعد غائب ہونے شفق کے مغرب ساتھ جمع کی تھی۔ انتہی ذکرہ الحلی۔ ①

وما قال محمد بلغنا عن ابن عمر بطريق اخرى انه صلى المغرب حين اخر الصلوة قبل ان تغيب الشفق فكيف نسلمه بلا اسناد و على تقدير وجود الاسناد المتصل كيف يعارض الصحيحين و الترمذى و النسائى و ابا داؤد مع ان رواية الشيخين مقدمة على غيرهما كما مر عن شرح النخبة و سيجى ايضاً۔

''اور وہ جو محمد نے کہا ہے کہ ابن عمر سے دوسری روایت یوں ہمیں پہنچی ہے کہ ابن عمر نے غروب شفق سے پہلے پڑھی تھی تو وہ بلا سند کے کیونکر مسلم ہوسکتی ہے اور سند بھی ہو تو صحیحین اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد کی روایت کو کس طرح معارضہ کر سکتی ہے فقط شیخین کی روایت ہوئی تو بھی غیر پر مقدم رہی۔ چنانچہ شرح نخبہ سے اوپر گذر چکا اور آگے بھی آوے گا۔''

پس حاصل مطلب حدیث کا ابن عمر کا جو ان چھ کتابوں میں مروی ہے یہ ہوا کہ ابن عمر نے سفر عجلت میں مغرب اور عشاء کو بعد غائب ہونے شفق کے یعنی وقت عشاء میں پڑھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی سفر عجلت میں ایسا ہی کر لیتے تھے اور روایت کی ہے مسلم نے انس بن مالک سے۔

قال كان النبى ﷺ اذا اراد ان يجمع بين الصلوتين فى السفر اخر الظهر حتى يدخل اول وقت العصر ثم يجمع بينهما۔ ②

---

(94) ابوداؤد باب بين الجمع بين الصلوتين ح ۱۲۱۷۔ ① مؤطا محمد باب الجمع بين الصلوتين فى السفر والمطر ص ۱۲۹۔

② مسلم صلوۃ المسافرین باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفر ح ۱۶۲۶۔ امام محمد نے یہ روایت ابن عمر سے بغیر سند کے روایت کی ہے۔ جو قابل استدلال نہیں اور یہی روایت طحاوی نے اس سند کے ساتھ روایت کی ہے حدثنا فهد قال حدثنا الحمانى قال حدثنا عبدالله بن المبارك عن اسامة بن زيد قال اخبرنى نافع ان ابن عمر۔ (شرح معانی الاثار ص ۱۶۳ ج ۱) یہ حدیث انتہا درجہ ضعیف ہے اولا اس کا راوی حمانی بن یحیی بن عبدالحمید ہے جس کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور نسائی نے ضعیف کہا ہے امام احمد فرماتے ہیں اعلانیہ جھوٹ بولتا تھا ہم اسے سارق حدیث سے جانتے ہیں ابن نمیر فرماتے ہیں کذاب ہے (میزان ص ۳۹۲ ج ۴) دوسرا راوی اسامہ بن زید بن اسلم مولیٰ عمر ہے۔ جو ضعیف ہے امام احمد فرماتے ہیں منکر الحدیث ضعیف ہے ابن معین کہتے ہیں ضعیف ہے اس کی حدیث کوئی شئی نہیں ابو حاتم کہتے ہیں اس کی حدیث لی جائے قابل حجت نہیں۔ نسائی کہتے ہیں قوی نہیں ابن سعید کہتے ہیں قابل حجت نہیں ابن حبان کہتے ہیں واہی اور کمزور ہے امام ابوداؤد کہتے ہیں ضعیف قلیل الحدیث ہے ابن مدینی کہتے ہیں ثقہ نہیں ابن عدی کہتے ہیں صالح ہے۔ (تہذیب ص ۲۰۷ ج ۱) جمہور ائمہ نے اسکی تضعیف کی ہے جن کے مقابلہ میں ابن عدی کا صالح کہنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا یعقوب فسوی کہتے ہیں ہمارے اصحاب اسے ضعیف کہتے تھے۔ (تقریب ص ۱۰۷ ج ۱) الغرض یہ روایت سخت ضعیف ہے جو متفق علیہ حدیث کے مقابل قابل حجت نہیں صحیح یہی ہے کہ ابن عمر نے مغرب اور عشاء کو شفق کے غروب ہونے کے بعد جمع کیا تھا واللہ اعلم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آنحضرت ﷺ جب سفر میں دونمازوں کا جمع کرنا چاہتے تو ظہر کی اتنی تاخیر کرتے یہاں تک کہ عصر کا اول وقت آجاتا پھر دونوں کو جمع کر لیتے۔''

لفظ حتی اس حدیث میں بمعنی الی ہے کیونکہ داخل ہے فعل یدخل پر کہا مغتنم الحصول میں۔

وقد تدخل ای حتی علی الافعال فتنصبها بتقدیر ان و یکون للغایة الخ اور کہا شرح ملا میں و حتی کذلك ای مثل الی فی کونها لانتهاء الغایة انتهی۔ ③

اور جناب مؤلف کو بھی اس پر اقرار ہے چنانچہ تنویر الحق میں موجود ہے اور جبکہ حتی بمعنی الی ہوا تو ظاہر ہے کہ واسطے انتہاء اس فعل کے ہوگا جس کے متعلق ہوگا نہ واسطے انتہاء معمول متعلق اپنے کے چنانچہ بیچ حدیث **امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله** ④ کے حتی واسطے انتہاء اقاتل کے ہے نہ واسطے **انتهاء الناس** کے جو مفعول ہے اقاتل کا اور بیچ آیۃ **لا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط** ⑤ کے حتی واسطے انتہاء **لا یدخلون** کے ہے نہ واسطے انتہاء جنت کے جو مفعول ہے لا یدخلون کا جیسا کہ نہیں مخفی اس شخص پر بھی جو ہدایت النحو پڑھا ہوا ہوگا تو اس حدیث میں بھی حتی واسطے انتہا اخر کے ہوگا نہ واسطے انتہاء ظہر کے جو مفعول ہے اخر کا پس حاصل مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ جب آنحضرت ﷺ ارادہ جمع کرنے کا دونمازوں کا کرتے تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتے کہ منتہی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا یعنی ابھی تک ظہر نہ پڑھتے کہ عصر کا وقت آجاتا تو بعد داخل ہونے وقت عصر کے جمع بین الصلوتین کرتے اور ان معنی سے کسی کو اہل علم سے انکار نہیں مگر محرفین للنصوص کو کہ واسطے اتباع اور حمایت قول اپنے امام کے باوجود بداہت ان معنی کے کبھی نہ مانیں گے اور نئے محرف معنی خلاف نحو اور لغت کے اختراع کریں گے جیسا کہ جناب مؤلف فرماتے ہیں پس معنی حدیث کے یہ ہوئے کہ حضرت تاخیر کرتے نماز ظہر کو بایں طور پر کہ منتہی نماز ظہر کا اول وقت عصر کا ہوتا اور اس پر دلالت کرتا ہے پھرنا ضمیر بینهما کا دونوں وقتوں کی طرف بیچ حدیث آئندہ کے انتہی کلام المؤلف اور مردود ہونا اس معنی کا معلوم ہو چکا جبکہ ہم نے آیت اور حدیث کی سند اور گواہی سے ثابت کر دیا کہ اول وقت عصر کا منتہی تاخیر کا ہے نہ منتہی نماز ظہر کا جو مفعول ہے اخر کا۔ علاوہ یہ کہ اگر اول وقت عصر کا بقول مؤلف محرف کے منتہی ظہر کا ہو تو ثم یجمع بینهما کے کچھ معنی نہیں بنتے کیونکہ بعد انتہاء اور ہو چکنے ظہر کے اول وقت عصر تک پھر جمع کرنا اس کا ساتھ عصر کے کس طرح ہو اور یہ جو مؤلف نے ضمیر بینهما کی طرف دو وقتوں کے راجع ٹھیرائی ہے اس کا جواب تیسری حدیث میں آوے گا اور روایت کی ہے مسلم نے انس سے۔

ان النبی ﷺ اذا عجل علیه السیر یؤخر الظهر الی اول وقت العصر فیجمع بینهما ویؤخر المغرب حتی یجمع بینهما وبین العشاء حین یغیب الشفق۔ ⑥

''آنحضرت ﷺ کو جب جلدی کل سفر پیش آتا تو ظہر کی اتنی تاخیر کرتے اول وقت عصر کا آجاتا تو دونو کو جمع کر

---

③ شرح جامی حروف الجر ص ۳۳۷

④ بخاری کتاب الزکوۃ باب وجوب الزکوۃ ح ۱۳۹۹۔ مسلم کتاب الایمان باب الامر تقتال الناس ح ۱۲۴

⑤ الاعراف ۴۰۔ ⑥ مسلم باب جواز الجمع بین الصلوتن فی السفر ح ۱۶۲۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے اور تاخیر مغرب میں کر کے عشاء کے ساتھ جمع کر لیتے شفق کے غروب کے بعد۔''

اس میں بھی الی واسطے انتہاء تاخیر کے ہے بعینہ اُسی دلیل اور شواہد سے جو حتیٰ میں گذری۔ پس حاصل مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ جب آنحضرت ﷺ سفر عجلت کرتے تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتے کہ منتہی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا پھر جمع کرتے ظہر اور عصر کو یعنی بعد دخول اول وقت عصر کے اور مغرب کو بھی مؤخر کرتے یہاں تک کہ جمع کرتے اس کو ساتھ عشاء کے جبکہ شفق غائب ہو چکتی فقط لیکن جناب مؤلف اس حدیث میں بھی معنی تاخیر ظہر کے ویسے ہی کرتے ہیں جو اول حدیث انسؓ میں کرتے تھے پس باطل ہونا ان معنی کا بھی گذر چکا اور علاوہ اس سے دوسری تحریف اس حدیث میں مؤلف نے یہ کی ہے کہ حین یغیب الشفق کو طرف یجمع کا فقط باعتبار عشاء کے ٹھہرائی ہے جیسا کہ آیۃ ''فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق'' میں الی متعلق ہے فاغسلوا کے باعتبارِ ایدی کے تو جواب اس تحریف کا یہ ہے کہ اس آیت میں تو تعلق الی المرافق فقط فاغسلوا سے مع لحاظ وجوہ کے ممکن ہی نہیں اس لئے کہ وجوہ کی مرافق غایت نہیں ہوسکتی اس واسطے الی المرافق کو فقط بلحاظ ایدی کے فاغسلو سے تعلق دیا ہے بخلاف اس حدیث کے کہ وہاں تعلق حین یغیب الشفق کا یجمع سے بدون لحاظ مغرب اور عشاء کے دونوں کے ممکن نہیں اور یجمع ایسا لفظ ہے کہ اس سے لفظ مغرب کو جدا کر کے مظروف حین کا ہرگز نہیں کہہ سکتے کیونکہ جمع کرنا سوائے تعداد و اشیاء کے نہیں ہوسکتا فقط ایک ہی شے کو کوئی کیا جمع کرے گا اور اس کے کچھ معنی نہیں کہ جبکہ شفق غائب ہو چکتی تب عشاء اکیلی کو جمع کرتے ہاں البتہ اگر لفظ حدیث کے یصلی المغرب والعشاء حین یغیب الشفق ہوتی تو کہہ سکتے کہ حین متعلق ہے یصلی کے فقط باعتبار عشاء کے اور درحالتیکہ حدیث میں لفظ یجمع کا ہے تو تعلق حین کا ساتھ اس کے بعد تجرد اس کی کے مغرب سے کبھی نہیں ممکن فتدبر فیہ۔ اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

قال کان رسول اللہ ﷺ اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظھر الی وقت العصر ثم نزل فجمع بینھما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر ثم رکب۔⑦

''آنحضرت ﷺ جب سفر میں جاتے سورج ڈھلنے سے پہلے تو ظہر کو عصر کے وقت تک تاخیر کر کے دونمازوں کو جمع کر لیتے تھے اور اگر سورج ڈھلے سوار ہوتے تو ظہر پڑھ کر سوار ہو جاتے تھے۔''

مطلب اس حدیث کا سابقہ سے معلوم ہو چکا لیکن مؤلف محرف کی اس میں ایک اور تحریف ہے وہ یہ ہے کہ ضمیر بینھما کی راجع ہے طرف دو وقتوں کے یعنی طرف وقت ظہر اور وقت عصر کے تو معنی یہ ہوئے کہ جمع کرتے دو وقتوں کو نہ ایک وقت میں دو نمازوں کو پس جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں دو وقت کہیں بھی مذکور نہیں اگر ہے تو وقت عصر کا اکیلا مذکور ہے پھر جو چیز مذکور ہی نہ ہو اس کو مرجع ٹھہرانا بڑی حماقت ہے بخلاف ظہر اور عصر کے جس کو ہم مرجع ٹھہراتے

⑦بخاری باب یؤخر الظھر الی العصر ح ۱۱۱۱۔ مسلم باب جواز الجمع بین الصلوتن فی السفر ح ۱۶۲۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ وہ صریح اور ظاہر موجود ہے شاید بسبب غیظ و تعصب کے نظر نہیں آتا ہوگا لیکن اس کے نہ دیکھنے سے لفظ ظہر اور عصر کا جو صریح اور مبین ہے معدوم تو نہیں ہونے کا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اب ایک اعتراض اور ہے مؤلف کا ان احادیث انس پر وہ یہ ہے کہ ایک راوی ان حدیثوں کا زہری ہے اور اس کو عادت ہے ادراج کی جیسا کہ کہا طحاوی اور کرمانی اور زیلعی نے پس احتمال ہے کہ لفظ حتی یدخل اول وقت العصر کا پہلی حدیث انس میں اور لفظ الی اول وقت العصر کا دوسری اور تیسری حدیث میں اور لفظ حین یغیب والشفق کا دوسری حدیث میں زہری نے اپنی طرف سے ملا دیا ہوگا تو یہ حدیث مدرج ہوئی اور مجروح پس جواب اس کا یہ ہے کہ ان حدیثوں میں ادراج کی بو بھی نہیں آتی اور کسی لفظ کو ان سے مدرج نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ لفظ حتی یدخل اور الی اول وقت العصر جار مجرور ہیں اور متعلق تجمع کے اور حین یغیب الشفق ظرف ہے تجمع کا اور ہدایۃ النحو پڑھنے والا جانتا ہے کہ جار مجرور کو اور ظروف کو ذرہ بھر استقلال نہیں ہوتا اور بغیر اپنے متعلقات کے ان کا وجود ہی نہیں ہوتا اور سوائے اپنے متعلقات کے کچھ معنی مستقل نہیں رکھتے حالانکہ مدرج وہ کلمہ ہوتا ہے جس کو فی الجملہ استقلال ہو جیسا کہ روایت کی ہے خطیب نے طریق سے ابوقطن اور شبانہ کے ابوہریرہ سے قال قال رسول اللہ ﷺ اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار تو اس میں یہ لفظ مستقل اسبغوا الوضوء جو دراصل قول ابوہریرہ کا ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کا ابو قطن اور شبانہ نے حدیث مرفوع ویل للاعقاب میں ملا دیا اور روایت کی ہے دارقطنی نے اپنی سنن میں طریق سے عبد الحمید بن جعفر کے بسرۃ بنت صفوان سے۔

قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من مس ذکرہ او انثیيه او رفغيه فلیتوضاء۔⑧

”کہا سنا میں نے آنحضرت ﷺ سے کہ جس کسی نے اپنے ذکر یا فوطے یا رانیں چھولیں تو وہ وضو کرے۔“

تو اس میں عبد الحمید نے انثیيه اور رفغيه کو اپنے پاس سے ملا دیا۔

ذکر کلا الحدیثین مع بیان الادراج العلامۃ العلوی فی حاشیتہ علی شرح النخبۃ۔⑨

”دونوں حدیثیں مع بیان لفظوں کے ملا دینے کی علامہ علوی نے اپنے حاشیہ میں جو شرح نخبہ پر ہے ذکر کیا ہے۔“

پس الفاظ غیر مستقلہ میں جن کا وجود ہی نہیں ہوتا سوائے اپنے متعلقات کے اور کچھ معنی ہی نہیں رکھتے سوا متعلقات کے احتمال اور ادراج کا نکالنا بڑی جہالت کی بات ہے خاص کر حین یغیب الشفق کو جو اخیر میں دوسری حدیث کے واقع ہے مدرج کہنا کمال درجہ جہالت ہے کیونکہ وہ ظرف متعلق تجمع کے اور معمول اس کا ہے اور ادراج اخیر میں حدیث کے سوائے جملہ کے جو معمول بھی ہو کسی لفظ حدیث کا متصور نہیں۔ کہا شرح نخبہ میں۔

---

⑧ دار قطنی ص ۱۴۸ ج ۱۔ بیہقی ص ۱۷۳ ج ۱۔ مجمع الزوائد ص ۲۴۵ ج ۱۔
⑨ حاشیہ شرح نخبۃ الفکر (مبحث مدرج الاسناد) ص ۷۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اما مدرج المتن فھو ان یقع فی المتن کلام لیس منه فتارۃ یکون فی ادله و تارۃ فی اثنائه و تارۃ فی اخرہ وھو الاکثر لانه یقع بعطف جملة علی جملة۔ ⑰

''اور متن حدیث میں لفظ ملا دینا کہ جو اس میں نہیں تھا کبھی تو اول حدیث میں ہوتا ہے کبھی بیچ میں کبھی آخر میں اور یہ اکثر ہے کیونکہ یہ ایک بات کے ساتھ دوسری بات ملتی ہے۔''

اور کہا علوی نے حاشیہ میں۔

لانه یقع بعطف جملة علی جملة ای فی الواقع فیمکن استقلاله من اللفظ السابق فیتمیز من لفظ الحدیث انتھیٰ⑱

''ایک بات کے ساتھ دوسری ملتی ہے تو پہلی بات سے بالاستقلال الگ رہتی ہے تو حدیث کے لفظ جدا رہتے ہیں۔''

اور ابن دقیق العید نے۔

انما یکون الادراج لفظ تابع یمکن استقلاله عن اللفظ السابق انتھیٰ کذا فی حاشیة العلوی⑲ اقول مثاله ما روی ابو خثیمة و زھیر بن معاویة عن الحسن بن الحر عن القاسم بن مخیمرۃ عن علقمة عن عبدالله بن مسعود ان رسول الله ﷺ علمه التشھد فی الصلوۃ فقال قل التحیات لله فذکرہ حتی قال اشھد ان لا اله الا الله و اشھد ان محمدا رسول الله فاذا قلت ھذا فقد قضیت صلوتك ان شئت ان تقوم فقم و ان شئت ان تقعد فاقعد⑳ کذا رواہ ابو خثیمة فادرج فی الحدیث فاذا قلت الخ و انما ھو من کلام ابن مسعود لا من کلام النبی صلی الله علیه وسلم کذا ذکرہ العلوی فانظر الی استقلال الجملة فاذا قلت الخ۔

''لفظ کا ملانا ایسے پچھلے لفظ سے ہوتا ہے کہ وہ خود بھی پورا ہو سکے یونہی ہے حاشیہ علوی میں۔''

''میں کہتا ہوں مثال اس کی وہ حدیث ہے جو روایت کی ابو خثیمہ زہیر بن معاویہ نے حسن بن حر سے ان سے قاسم بن مخیمرہ سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں تشہد سکھایا تو کہا کہ التحیات للہ پڑھ پھر اسے ذکر کر کے جب یہاں پہنچے اشھد ان لا اله الا الله تو کہا اشھد ان لا الٰہ الا الله و اشھد ان محمدا رسول الله اور پھر کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب تو یہ کہہ چکا تو تیری نماز پوری ہو چکی تو اب کھڑا ہونا چاہے تو کھڑا ہو جا اور بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جا یونہی روایت کیا ہے ابو خثیمہ نے اور فاذا قلت ہذا اخیر تک ملایا ہوا کلام ابن مسعود کا آنحضرت ﷺ کا نہیں یونہی ذکر کیا علوی نے تو دیکھ لے اب استقلال اس کلام ملے ہوئے کا۔''

---

⑰ شرح نخبة الفکر (مبحث مدرج الاسناد) ص ۷۸ ⑱ شرح نخبة الفکر (مبحث مدرج الاسناد) ص ۷۸

⑲ شرح نخبة الفکر (مبحث مدرج الاسناد) ص ۷۸

⑳ ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب التشھد ح ۹۷۰۔ منذری فرماتے ہیں خطیب نے فرمایا فقد قضیت صلوتک سے لیکر حدیث کے آخر تک نبی اکرم ﷺ کا کلام نہیں بلکہ ابن مسعود کا کلام ہے جو حدیث میں مدرج ہو گیا ہے شبابہ نے زہیر بن معاویہ سے جو روایت ہے اس میں اس کو رسول اللہ کے کلام سے الگ کیا ہے اسی طرح عبدالرحمان بن ثابت نے حسن بن حسر سے روایت میں اس کو ایک جدا کیا ہے۔ (مختصر ابی داؤد ص ٤٥ ج ١ و عون المعبود ص ٣٦٧ ج ١)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ثابت ہوا کہ ان احادیث ثلٰثہ میں سے کسی میں ادراج متصور نہیں چہ جاوقوع اس کا اور اگر اعتراض کرو کہ اگر چہ اس حدیث میں زہری نے ادراج نہیں کیا لیکن اس کی عادت تو ہے اور جس کی عادت ایسی ہو وہ شخص مجروح ہوتا ہے ساقط العدالت اور حدیث اس کی نامقبول ہوتی ہے جواب اس کا یہ ہے کہ زہری کی یہ عادت نہیں کہ ادراج فاحش جو مسقط عدالت ہوتا ہے خاص کر ان احادیث میں جو بخاری مسلم کی مروی ہوں کہا علوی نے حاشیہ شرح نخبہ میں۔

قالو الادارا ج باقسامه حرام لما فيه من التلبيس و التدليس و ان كان بعضه اخف من بعض كتفسير لفظة غريبة مثل المزابنة و المخابرة و العرايا و نحوها مما فعله الزهري و غيره من الائمة بل لا يظهر التحريم في مثله سيماني المتفق عليه و قول ابن السمعافي و غيره المتعمد له ساقط العدالة و ممن يحرف الكلم عن مواضعه وَهو ملحق بالكذبين يحمل على ما عداه و قد ذكرنا من المصنف و من ابن دقيق العيد ما يدل على جوازه في الجملة انتهىٰ۔(61)

''کہا لوگوں نے حدیث میں لفظ ملانے کی ساری قسمیں حرام ہیں کیونکہ اس میں دھوکہ ہے اگر چہ بعضی قسمیں بعضی سے کمتر ہیں جیسے نئے لفظ کی تفسیر جیسے مزابنہ اور مخابرہ اور عرایا اور ایسے ہی لفظ چنانچہ زہری اور ائمہ حدیث نے کیا ہے سوایسی صورت میں حرمت نہیں معلوم ہوتی خصوصا متفق علیہ میں اور یہ قول ابن سمعانی وغیرہ کا قصد کرنے والا ساقط العدالۃ اور حرفوں کو جگہ سے بدلنے والا جھوٹوں میں سے ہے یہ اوپر کی بات کے سوا کی صورتوں میں صادق آوے گا اور ہم نے مصنف دقیق العید سے وہ عبارت ذکر کی ہے جو جواز پر کچھ دلالت کرتی ہے۔''

اور زہری کا اس درجہ کا امام ہے کہ کوئی بھی عالم بالحدیث اس پر کسی نوع کا طعن نہیں رکھتا بلکہ سب متفق ہیں اس کی جلالت شان اور علو مکان پر اور وہ راوی ہے سب اصحاب کا پھر جو کوئی زہری کا مجروح ہونا زبان پر لاوے تو وہ قابل فصد دلوانے کے ہے کیونکہ وہ مجنون ہے کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں۔

محمد بن مسلم بن عبيد الله بن عبد الله بن شهاب بن عبد الله بن الحارث بن زهره بن كلاب القرشي الزهري و كنيته ابو بكر الفقيه الحافظ المتفق على جلالته و اتقانه مات سنة خمس و عشرين و قيل قبل ذلك بسنة او سنتين وهو من رؤس الطبقة الرابعة۔ انتهى۔(62)

''محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب القرشی زہری اور کنیت اس کی ابوبکر ہے فقیہ حافظ ہے اور اس کی بزرگی اور حفظ سب مانتے ہیں سن پچیس میں انتقال ہوا اور بعضے برس دو برس پہلے بتاتے ہیں اور وہ طبقہ رابعہ کے لوگوں کا ایک منڈ ہے۔''

اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں۔

محمد بن مسلم بن عبدالله بن شهاب الزهري المدني الامام المعروف احد الفقهاء و ائمة المحدثين و العلماء الاعلام بالمدينة المشار اليه في فنون شريعة انتهىٰ۔

---

(61) حاشیه نخبة الفكر (مبحث مدرج المتن) ص ٧٩ (62) تقريب التهذيب ص ٣١٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری مدنی امام فقہاء میں سے اور محدثین میں سے اور بڑے علماء میں سے مدینہ میں ایک شخص مشہور تھا اور فنون شریعت میں نامی تھا۔''

اور کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی نے ترجمۃ المشکوۃ میں، زہری کہ تابعی مشہور است یکی از اعلام امت وائمہ ایشان است در فقہ وحدیث انتہی (63)

(ابطال جمع صوری بطریق نقل)

اور صاحب بخاری ومسلم وغیرہ اس کی جلالت شان اور ثقاہت اور ضبط احادیث میں رکھتے ہیں تو کیا طاقت ہے کسی کی ایک ایسے امام مجتہد رئیس کو مجروح کہے۔ اور اس کی روایت کو جو صحیحین میں مروی ہونا مقبول کہے۔ پس یہ دلائل ہمارے جواز جمع بین الصلوتین پر جن میں کسی طرح سے عذر اور تاویل اور جرح وقدح کو دخل نہیں لیکن جناب مؤلف تسلیم سے جواز جمع حقیقی کے منکر ہیں اور کئی عذر پیش کرتے ہیں ایک عذر پر ان کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سفر میں جمع حقیقی نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ سفر میں جمع صوری کرتے اور اس عذر پر مؤلف کو کئی باعث ہیں باعث اول کہ روایت ہے ابن مسعود سے۔

ان النبی ﷺ کان یجمع بین الصلوتین فی السفر رواه الطحاوی۔ (64)

''آنحضرت ﷺ سفر میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔ روایت کی طحاوی نے۔''

اور مراد اس حدیث جمع سے اس حدیث میں جمع صوری ہے بشہادت دو شاہدوں کے شاہد اول یہ کہ دوسری روایت میں ابن مسعود سے یہ مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ سوائے عرفات اور مزدلفہ کے کوئی نماز اپنے وقت کی سوائے نہ پڑھتے تھے جیسا کہ روایت کی ہے نسائی نے عبداللہ بن مسعود سے۔

قال کان رسول الله ﷺ یصلی الصلوة لوقتها الا بجمع و عرفات۔ (65)

''کہا ابن مسعود نے آنحضرت ﷺ وقت پر نماز پڑھا کرتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔''

پس نفی سے جو اس حدیث سے مستفاد ہوتی ہے معلوم ہوا کہ پہلی حدیث میں جمع صوری مراد ہے اور اسی کا اثبات ہے شاہد دوسرا یہ کہ ابن مسعود نے ایک سفر میں جمع صوری کی ہے جیسا کہ روایت کی ہے طحاوی نے عبدالرحمٰن بن یزید سے کہ وہ کہتے ہیں۔

صحبت ابن مسعود فی حجة فکان یؤخر الظهر و یعجل العصر و یؤخر المغرب و یعجل العشاء و یسفر بصلوة الغداة۔ (66)

''میں ابن مسعود کے ساتھ سفر حج میں رہا تو وہ ظہر کی تاخیر کر اور عصر کی جلدی کرتے تھے اور مغرب کی تاخیر اور عشاء کی جلدی کرتے اور فجر کی روشنی میں پڑھتے تھے۔''

---

(63) زہری مشہور تابعی ہیں اور اعلام امت میں سے ایک ہیں اور فقہ اور حدیث میں امام ہیں۔

(64) طحاوی ص ۱۶۰ ج ۱۔ مسند احمد ص ۲۱۷ ج ۱۔ عبدالرزاق ص ۵۴۸ ج ۲

(65) نسائی مناسك الحج باب الجمع بين الظهر والعصر بعرفة ح ۳۰۱۳

(66) طحاوی باب الجمع بين الصلوتين كيف هو ص ۱۶۶ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اس فعل سے ابن مسعود کے یہ معلوم ہوا کہ مراد حدیث مرفوع میں جمع صوری ہے پس جواب اس کا یہ کہ شاہد اول یعنی حدیث نسائی کی نامقبول اور مجروح اور متروک ہے کیونکہ دوراوی اس کے رواۃ میں سے مجروح ہیں ایک سلیمان بن ارقم کی اس کی توثیق اور تعدیل کسی نے نہیں کی بلکہ ضعیف کہا اس کو جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب میں۔

سليمان بن ارقم البصری ابو معاذ ضعيف۔⑥⑦ "سلیمان بن ارقم بصری ابومعاذ ضعیف ہے۔"

اور کہا مقدمہ تقریب میں:

من لم يوحد فيه توثيق لمقتبلو ووجد في اطلاق الغصف ولا لم يفسرو اليه اشارة بلفظ الصعف ۔⑥⑧

"آٹھویں اور ساتویں طبقہ کے وہ لوگ ہیں جن سے ایک سے زیادہ نے روایت کی ہو اور کسی نے ان کی توثیق نہ کی ہو لفظ مستور یا مجہول الحال سے اسی طرف اشارہ ہے۔"

اور ایک خالد بن مخلد کہ یہ شخص رافضی تھا اور صاحب احادیث افراد کا کہا تقریب میں۔

خالد بن مخلد القطوانی بفتح القاف و الطاء ابو الهيثم البجلی مولاهم الكوفی صدوق متشيع وله افراد انتهٰی۔⑥⑨

"خالد بن مخلد قطوانی صدوق شیعہ ہے اور مفرد حدیثیں روایت کرتا ہے۔"

اور ایسا ہی دوسرا شاہد بھی مقبول نہیں اس لئے کہ فعل ابن مسعود صحابی کا اس وقت بیان حدیث مجمل مرفوع کا جو ابن مسعود کے سوائے اور بہت سے صحابہ سے بھی مروی ہے ٹھہرایا جاتا جبکہ فعل رسول اللہ ﷺ کا بیان اس مجمل کا نہ پایا جاتا اور جبکہ بروایت رؤساء محدثین بخاری اور مسلم وغیرہما کے فعل آنحضرت ﷺ کا مبین ان احادیث مجملہ کا ثابت ہو گیا تو حاجت مفسر ٹھہرانے فعل ابن مسعود کے کیا ہے یعنی جبکہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور مؤطا امام محمد کی روایات میں صاف آ گیا کہ آنحضرت ﷺ جمع حقیقی کیا کرتے تھے جیسا کہ وہ روایتیں نقل ہو چکیں تو معلوم ہوا کہ جو حدیثیں کیفیت جمع سے مجرد ہیں مثلاً اول روایت ابن مسعود کی جس میں کلام ہے اور سوائے اس کے ان میں بھی ویسی ہی جمع مراد ہے اور وہ روایتیں مرفوعہ شیخین وغیرہما کی ان احادیث مجملۃ الکیفیت کی بیان پڑی ہیں پس کیا حاجت ہے کہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر فعل صحابی کو مجمل ٹھہرادیں کہا بحرالرائق حنفی نے۔

و حديث النبی ﷺ مقدم علی غيره انتهیٰ۔⑦⓪ آنحضرت ﷺ کی حدیث اور پر مقدم ہے۔

پس ثابت ہوا کہ حدیث اول میں ابن مسعود کی جمع صوری مراد نہیں اور ثبت اس کی نہ تو حدیث ثانی ابن مسعود کی جو نسائی نے روایت کی ہو سکتی ہے اور نہ فعل ابن مسعود کا اب اگر اعتراض کرو کہ اگر جمع حقیقی درست ہوتی تو ابن مسعود کیوں نہ اختیار کرتے اور جمع صوری کیوں کرتے تو جواب اس کا یہ ہے کہ جمع حقیقی رخصت ہے اور ترک اس کی افضل اور عزیمت ہے پس اگر فرض بھی کیا جاوے کہ ابن مسعود نے جمع صوری کی نہ حقیقی بلکہ جمع صوری بھی نہ کی اور نمازیں اپنی اپنی اول وقتوں میں پڑھیں تو اس اختیار کرنے عزیمت کے سے یہ تھوڑی ہی لازم آتا ہے کہ رخصت یعنی جمع حقیقی

⑥⑦تقریب ص ۱۳۲ ⑥⑧ تقریب (مقدمة) ص ۱۰ ⑥⑨ تقریب ص ۹۰ ⑦⓪البحر الرائق ص ۸۱ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممنوع ہو جاوے جیسا کہ کسی نے سفر میں افطار اختیار نہ کیا اور روزہ رکھا تو اس سے یہ تھوڑا لازم آتا ہے کہ اس شخص نے افطار کو منع جانا فتدبر باعث ثانی مؤلف کا عذر اول پر یہ ہے کہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا۔

صلی رسول اللہ ﷺ سبعاً جمیعا و ثمانیاً جمیعا الظهر و العصر و المغرب و العشاء رواه الشیخان و غیرهما فی روایة لمسلم بالمدینة فی غیر خوف ولا مطر وقال اراد ان لا یحرج امته⑪ و للطحاوی من جابر بالمدینة للترخص من غیر خوف ولا علة۔⑫

''آنحضرت ﷺ نے سات اور آٹھ رکعتیں پڑھیں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء روایت شیخین وغیرہ نے اور ایک روایت مسلم میں ہے مدینہ میں بغیر خوف اور مینہ کے اور کہا ابن عباس نے کہ آپ نے یہ ارادہ کیا کہ امت پر تنگی نہ رہے اور روایت کی طحاوی نے کہ مدینہ میں رخصت کے واسطے بغیر خوف اور سبب کے۔''

اور تفسیر ہے اس کی یہ حدیث ابن عباس کی کہ کہا:

صلیت مع النبی ﷺ بالمدینة ثمانیا جمیعا و سبعا جمیعا اخر الظهر و عجل العصر واخر المغرب و عجل العشاء رواه النسائی۔⑬

''میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ مدینہ میں آٹھ اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھیں تاخیر کی ظہر میں اور عصر میں جلدی اور تاخیر مغرب میں عشاء میں جلدی روایت کی نسائی نے۔''

پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ آنحضرت ﷺ جمع صوری کیا کرتے تھے پس جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیثیں جمع کی حالت قیام میں ہیں نہ حالت سفر میں چنانچہ الفاظ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے اس واسطے نسائی راوی اس حدیث کے نے ترجمہ اس حدیث کا یہ منعقد کیا ہے کہ **الوقت الذی یجمع فیها المقیم** تو کیفیت جمع پر کیفیت جمع مسافر کو قیاس کرنا باوجودیکہ مسافر کی جمع حقیقی شیخین وغیرہما کی روایت سے ثابت ہو چکی ہے قیاس مع الفارق ہے اور قیاس مقابل نصوص کے ہے پس ایسے قیاس کرنے والوں سے کیا بعید ہے کہ مسافر کو مقیم پر قیاس کر کے مسافر کی قصر کو بھی ناجائز رکھیں۔

تنبیه: اس حدیث میں ابن عباس کی جس سے جمع حالت اقامت میں ثابت ہوتی ہے بڑے جھگڑے اور اختلاف ہیں ترمذی کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ دعویٰ کہ یہ حدیث منسوخ ہے بالاجماع امام نووی کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ ٹھیک نہیں بلکہ حدیث معمول بہ ہے نزدیک بعض کے بظاہر معنی اور نزدیک اکثر کے بمعنی مؤول ہے تو تفصیل ہر ایک کی عبارات مرقومۃ الذیل سے معلوم کرنی چاہیے۔

قال النووی فی شرحه علی صحیح مسلم و للعلماء فیها تاویلات و مذاهب و قد قال الترمذی فی اخر کتابه لیس فی کتابی حدیث اجمعت الامة علی ترك العمل به الا حدیث ابن عباس فی الجمع بالمدینة من غیر خوف ولا مطر و حدیث قتل

---

⑪بخاری تاخیر الظهر الی العصر ح ۵۴۳۔ مسلم باب الجمع بین الصلوتین فی العصر ح ۱۶۳۴۔

⑫طحاوی باب الجمع بین الصلوتین ص ۱۶۱ ج ۱

⑬نسائی کتاب الصلوة باب الوقت الذی یجمع فیه المتیم ح ۵۹۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شارب الخمر فی المرة الرابعة(74)

وهذا الذی قاله الترمذی فی حدیث شارب الخمر هو کما قاله فهو حدیث منسوخ دل الاجماع علی نسخه و اما حدیث ابن عباس فلم یجمعوا علی ترک العمل به بل لهم اقوال منهم من تاوله علی انه جمع بعذر المطر و هذا المشهور عن جماعة من الکبار المتقدمین وهو ضعیف بالروایة الاخری من غیر خوف ولا مطر انتهیٰ۔ (75)

ورده الحافظ ایضا حیث قال فی فتح الباری قال مالک لعله کان فی مطر لکن رواه مسلم و اصحاب السنن من طریق حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر بلفظ من غیر خوف ولا مطر فانتفی ان یکون الجمع المذکور للخوف او للسفر او للمطر انتهی۔(76)

و قال النووی و منهم من تاوله علی انه کان فی غیم فصلی الظهر ثم انکشف الغیم و بان ان وقت العصر دخل فصلاها و هذا ایضا باطل لانه و ان کان فیه ادنی احتمال فی الظهر و العصر فلا احتمال فی المغرب و العشاء انتهی۔(77)

وتعقبه الحافظ بانه مبنی علی انه لیس للمغرب الا وقت واحد والمختار عنده خلافه وهوان وقتها یمتد الی العشاء فعلی هذا فالاحتمال قائم انتهی(78)

وقال النووی و منهم من تاوله علی تاخیر الاولی الی اخر وقتها فصلاها فیه فلماء فرغ منه ذا قلت الثانیة فصارت صورته صورة جمع و هذا ایضاً ضعیف او باطل لانه مخالف للظاهر مخالفة لا تحتمل و فعل ابن عباس الذی ذکرنا حین خطب و استدلاله بالحدیث لتصویب فعله و تصدیق ابی هریرة له و عدم انکاره صریح فی رد هذا التاویل انتهیٰ۔(79)

اقول و ذلک ما روی عن عبدالله بن شقیق قال خطبنا ابن عباس یوما بعد العصر حین غربت الشمس و بدت النجوم و جعل الناس یقولون الصلوة الصلوة قال فجاءه رجل من بنی تمیم لا یفتر ولا یثنی الصلوة الصلوة فقال ابن عباس اتعلمنی بالسنة لا ام لک ثم قال رایت رسول الله ﷺ جمع بین الظهر و العصر و المغرب و العشاء قال عبد الله بن شقیق فحاک فی صدری من ذلک شیٔ فاتیت ابا هریرة فسالته فصدق مقالته رواه مسلم (80)

قال الشیخ سلام الله فی المحلی قلت لیس فیها کما تری ما یدل علی ان صلوة ابن عباس للمغرب کانت بعد غیبوبة الشفق انتهیٰ۔

---

(74) کتاب العلل مه تحفة الاحوذی ص ٤٢٧ ج ١٠ و ملحق الصحیح سنن الترمذی ص٢٧٦ ج ٤
(75) شرح مسلم جواز بین الصلوتین ص ٢٤٦ ج ١۔ (76) فتح الباری ح ٥٤٣ص ٢٤ ج ٢
(77) شرح مسلم ص ٢٤٦ ج ١ (78) فتح الباری ح ٥٤٣ص ٢٤ ج ٢
(79) شرح مسلم ح ٢٤٦ ج ١ (80) مسلم کتاب المساخرین باب الجم بین الصلوتین فی الحضر ح ١٦٣٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال الحافظ هذا الذى ضعفه اى النووى استحسنه القرطبى و رجحة قبله امام الحرمين و جزم به من المقدماء ابن الماجشون و الطحاوى و قواه ابن سيد الناس بان ابا الشعثاء وهو راوى الحديث وقد قال به فيما رواه الشيخان من طريق ابن عيينة عن عمرو بن دينار فذكر هذا الحديث و زاد قلت يا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر و عجل العصر و اخر المغرب و عجل العشاء قال و انا اظنه قال ابن سيد الناس و راوى الحديث ادرى بالمراد من غيره قلت لكن لم يجزم بذلك بل لم يستمر عليه فقد تقدم كلامه لايوب و تجويزه ان يكون الجمع بعذر المطر لكن يقوى ما ذكر من الجمع الصورى ان طرق الحديث كلها ليس فيه صفة الجمع فاما ان تحمل على ظاهرها فيستلزم اخراج الصلوة عن وقتها المحدود بغير عذر و اما ان يحمل على صفة مخصوصة لا يستلزم لاخراج و يجمع بها بين متفرق الاحاديث وهو اولى والله اعلم انتهى(81)

وقال النووى و منهم من قال هو محمول على الجمع بعذر المرض او نحوه مما هو فى معناه من الاعذار و هذا قول احمد بن حنبل و القاضى حسين من اصحابنا و اختاره الخطابى و المتولى و الرويانى من اصحابنا وهو المختار فى تاويله لظاهر الحديث و لفعل ابن عباس و موافقة ابى هريرة و لان المشقه فيه اشد من المطر انتهى(82)

'وتعقبه الحافظ بانه لو كان جمعه ﷺ بين الصلوتين لعارض المرض لما صلى معه الا من به نحو ذلك العذر و الظاهر انه صلى الله عليه وسلم جمع باصحابه و قد صرح بذلك ابن عباس فى رواية انتهى(83)

و اجيب بانهم انما صلوا معه تحريا لفصل الصلوة خلفه فالجمع ابيح لهم تبعا للنبى ﷺ و ان لم يجز استقلالا انتهىٰ

وقال النووى و ذهب جماعة من الائمة الى جواز الجمع فى الحضر للحاجة لمن لا يتخذه عادتا وهو قول ابن سيرين و اشهب من اصحاب مالك و حكاه الخطابى عن القفال الشاشى الكبير من اصحاب الشافعى عن ابى اسحاق المروزى عن جماعة من اصحاب الحديث و اختاره ابن المنذر و يؤيده ظاهر قول ابن عباس اراد ان لا يحرج امته فلم يعلله بمرض ولا غيره اعلم انتهىٰ (84)

وكذا قال الحافظ و زاد بعد ابن سيرين ربيعة(85)

فانهم فان قلت يرد هذا التاويل ما رواه الترمذى عن ابن عباس مرفوعا من جمع بين الصلوتين بغير عذر فقد اتى بابا من ابواب الكبائر (86)

---

(81) فتح البارى ص ٢٤ ج ٢
(82) شرح مسلم ص ٢٤٦ ج ١
(83) فتح البارى ص ٢٤ ج ٢
(84) شرح مسلم ص ٢٤٦ ج ١
(85) فتح البارى ص ٢٤ ج ٢
(86) ترمذى كتاب الصلوة باب الجمع بين الصلوتين فى الحضر ح ٨٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلنا هذا الحديث لا يصلح للاحتجاج ففيه حنش وهو حسين بن قيس واه ضعيف بل متروك بل قيل كذاب قال الشيخ سلام المحدث حسين بن قيس واه قال الحافظ و غفل الحاكم فاستدركه قال الترمذی و حنش ضعيف عندهم ضعفه احمد وغيره انتهیٰ وقال الحافظ فی التقريب حنش متروك(87)

و قال نور الدين علی فی مختصر تنزية الشريعة الحسين بن قيس كذاب (88)

الحافظ السيوطی فی الوجيز حسين بن قيس كذبه احمد و قال القاضی محمد بن علی الشوكانی فی الفوائد المجموعة فی الاحاديث الموضوعة حسين بن قيس كذبه احمد(89)

قيل قد اخرج هذا الحديث الحاكم و قال حسين ثقة (90)

و تعقبه المنذری فقال لا نعلم احدا و ثقة غير الحصين بن نميره كذا ذكره نور الدين علی (91)

اقول و ان سلمنا توثيق الحاكم و غيره الحسين لكن التعديل لا يعارض الجرح الذی يكون مع بين السبب كالكذب فی جرح الحسين ما لم ينف المعدل ذلك السبب كما مر عن مسلم الثبوت و شرح النخبة و حاشية العلوی و انت تری ان الحاكم و غيره لم ينف سبب الجرح فی الحسين وهو الكذب علی انه قال الذهبی وهو من اهل الاستقراء التام فی نقد الرجال "لا يحل لاحدان يغتر بتصيحيح الحاكم ما لم ينظر الی تعقباتی و تلخيصاتی" ذكره الشيخ الاجل شاه عبد العزيز قدس سره فی بستان المحدثين۔(92)

کہا نووی نے شرح مسلم میں کہ علماء کے اس باب میں کئی مذہب اور چند تاویلیں ہیں اور ترمذی نے اپنی آخر کتاب میں کہا ہے کہ میری کتاب بھر میں کوئی ایسی حدیث نہیں کہ علماء نے اس کے چھوڑ دینے پر اتفاق کیا ہو مگر حدیث ابن عباس کی جمع صلوتین میں بلاخوف اور مینہ کے اور حدیث شراب خوار کو چوتھی دفعہ قتل کرنے کی اور یہ تقریر جو ترمذی نے کی ہے حدیث شراب خوار میں ٹھیک ہے کیونکہ وہ منسوخ ہے اور اجماع اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے رہی حدیث ابن عباس کی تو اس کے ترک پر اجماع نہیں بلکہ اس کے باب میں علماء کے چند قول ہیں۔ بعضوں نے تو کہا ہے کہ مینہ کے سبب سے جمع تھی اور یہی ایک جماعت متقدمین کبار سے مشہور ہے اور یہ دوسری روایت کی رو سے ضعیف ہے کہ اس میں بلاخوف اور بلا مینہ کے آیا ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی اس کو رد کیا ہے چنانچہ فتح الباری میں کہا ہے کہ مالک نے کہا ہے کہ شاید وہ جمع کرنا مینہ میں تھا لیکن مسلم اور اصحاب سنن نے سند حبیب بن ابی ثابت کی سے کہ ان نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے اس میں بلاخوف اور مینہ کے ہے سو اب یہ بات نہیں رہیں کہ وہ جمع کرنا خوف یا سفر مینہ کے سبب سے ہو ہوچکی عبارت اس کی اور نووی نے کہا ہے کے اور بعضے علماء نے یہ تاویل کی ہے کہ وہ بدلی کا دن تھا سو ظہر کی نماز پڑھی اتنے میں کھل گیا اور معلوم ہوا کہ عصر کا

---

(87) تقریب ص ٧٤ (88) تنزیہ الشریعة ص ٥٣ ج ١ (89) الفوائد المجموعه ص ١٥ (90) المستدرك ص ٢٧٥ ج ١
(91) الترغیب و الترهیب باب الترهیب من ترك الصلوة متعمداً ح ٨٢٤ ص ٤٤٢۔ تنزیه الشریعه کتاب الصلوة ح ٧٩ ص ١٠٤ ج ٢ (92) بستان المحدثین مترجم (مبحث صحیح حاکم) ص ٧٠

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت آ گیا سو اسے بھی پڑھ لیا ہے اور یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگرچہ کچھ یہ شبہ ظہر اور عصر میں ہو سکتا ہے تو مغرب اور عشاء میں تو نہیں ہو سکتا اور حافظ ابن حجر نے اس پر یہ کہا ہے کہ اس کی بنا تو اس پر ہے کہ مغرب کا وقت ایک ہے اور اس کے قائل کے نزدیک مغرب کا وقت عشاء تک ہے تو وہ شبہ اپنے حال پر رہا اور نووی نے کہا ہے کہ بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ آخر وقت میں ایک نماز پڑھی اثنے میں دوسری نماز کا وقت آ گیا تو وہ بھی پڑھ لی تو صورت جمع ہوئی اور یہ بھی ضعیف ہے یا باطل ہے کیونکہ ظاہر کا ایسا مخالف ہے جس کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا اور ابن عباس کا وہ فعل خطبہ کے وقت جسے ہم ذکر کر چکے اور حجت پکڑنا ان کا حدیث سے اپنے فعل کی تصدیق میں اور تصدیق کرنا ابو ہریرۃ کا اسے اور انکار نہ کرنا اس پر یہ تاویل رد میں کھلا ہوا ہے میں کہتا ہوں یہ وہ ذکر ہے جو عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ ابن عباس نے خطبہ پڑھا ایک دن جب سورج ڈوب گیا اور تارے نکل آئے اور لوگ نماز نماز چلا رہے تھے تو ایک آدمی نے بنی تمیم میں سے جب بڑھ کر یہی کہا تو ابن عباس نے کہا تیری ماں مرے کیا تو مجھے سنت سکھاتا ہے میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ ظہر اور عصر جمع کی اور مغرب اور عشاء عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ یہ بات میرے جی میں نہ لگی تو ابو ہریرہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی روایت کی یہ مسلم نے کہا شیخ سلام الحنفی نے محلی میں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس میں یہ دلالت نہیں کہ نماز ابن عباس کی شفق کے ڈوبنے کے بعد تھی اور کہا حافظ ابن حجر نے جس کو نووی نے ضعیف کہا ہے اس کو قرطبی نے مستحسن بتایا ہے اور پہلے اس سے امام الحرمین ترجیح دے چکے ہیں اور متقدمین سے ابن ماجشون اور طحاوی نے اس کا یقین کیا ہے اور تقویت دی اس کو ابن سید الناس نے یوں کہ حدیث کے راوی ابو شعثاء نے شیخین کی روایت میں کہ جو ابن عیینہ نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے اس کو مانا ہے چنانچہ اس میں راوی سے ہے کہ میں نے ابو شعثاء سے پوچھا کہ مجھے یوں گمان پڑتا ہے کہ ظہر کی تاخیر کی اور عصر کی جلدی اور مغرب کی تاخیر اور عشاء کی جلدی تو اس نے کہا میرا بھی یہی گمان ہے کہا ابن اسید الناس نے کہا راوی حدیث کا مراد حدیث خوب جانتا ہے میں کہتا ہوں لیکن ابو شعثاء نے اس پر یقین کامل نہیں کیا کیونکہ کلام کرنا اس کا ایوب سے اور یہ تجویز اس کی کہ جمع مینہ کے سبب تھی اوپر گذر چکا لیکن واسطے جمع صوری کے قوت کی وجہ یہ ہے کہ سارے اسباب کی حدیثوں میں طریقہ جمع کا کہیں مذکور نہیں سو اب اگر ظاہر پر حدیثوں کو رکھا جاوے تو ضرور نماز کا اپنے وقت معین سے بغیر عذر کے نکالنا لازم آوے گا اور یا یہ ہے کہ حدیثوں کو ایک طریقہ خاص ایسے پر محمول کرنا چاہیے کہ وقت سے نکالنا نہ لازم آوے اور احادیث متفرقہ میں یوں موافقت نکالی جاوے تو وہ اولی ہے ہو چکی عبارت اس کی اور کہا نووی نے اور بعضوں نے یوں کہا ہے کہ یہ عذر مرض پر محمول ہے یا اور کوئی ایسا عذر جو بیماری کے قائم مقام ہو اور یہ امام احمد بن حنبل اور قاضی حسین کا شافعیوں میں سے مقولہ ہے اور پسند کیا ہے اس کو خطابی اور متولی اور رویانی نے ہمارے ساتھیوں میں سے اور یہی پسندیدہ ہے ظاہر حدیث کے ڈھنگ سر بٹھانے میں بسبب فعل ابن عباس کے اور اس پر موافقت کرنی ابو ہریرۃ کی اور اس میں بہ نسبت مینہ کے تکلیف بھی زیادہ ہے ہو چکی عبارت اس کی اور اس پر حافظ ابن حجر نے اعتراض کیا ہے کہ اگر اس عذر سے یہ نماز پڑھتے تو ان کے ساتھ فقط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معذور ہی پڑھتے۔ حالانکہ ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے عام صحابہ کے زمرہ میں یہ نماز پڑھی۔ چنانچہ ابن عباس نے ایک روایت میں کھول کر کہا ہے ہو چکا اعتراض حافظ ابن حجر کا اور جواب یوں دیا گیا ہے کہ آپ کے ساتھ عام صحابہ نے آپ کی اقتدا کی بزرگی کے لئے وہ نماز پڑھی ہوتو ان کو جمع آں حضرت ﷺ کے اتباع میں مباح ہوگئی اگر چہ جدا مباح نہ تھی ہو چکی تقریر جواب کی اور کہا نووی نے ایک جماعت اماموں کی اس طرف گئی ہے کہ جو خو نہ پکڑے اس کو حالت اقامت میں ضرورت کے وقت جمع کرنا جائز ہے اور یہ مقولہ ابن سیرین اور اشہب کا مالکیوں میں سے ہے اور ذکر کیا خطابی نے قفال شاشی کبیر شافعی سے بواسطہ ابو اسحاق مروزی کے ایک گروہ اہل حدیث سے اور پسند کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور تائید کرتی ہے اس کی ابن عباس کی یہ بات کہ آپ نے رفع تنگی امت کے لئے یہ کیا کیونکہ بیماری وغیرہ کو سبب نہ ٹھہرایا ہو چکی عبارت اس کی۔ اور اسی طرح کہا ہے حافظ ابن حجر نے اور بعد ابن سیرین کے ربیعہ کا نام بڑھادیا ہے سمجھ لے تو پھر اگر تو کہے کہ اس تاویل کو ترمذی کی وہ روایت رد کرتی ہے جو ابن عباس سے مرفوع آئی ہے کہ جس کسی نے بلا عذر نمازوں کو جمع کیا تو کبیرہ گناہ کیا تو ہم جواب دیویں گے کہ یہ روایت حجت کے لائق نہیں اس میں حنش یعنی حسین بن قیس راوی ست اور ضعیف ہے بلکہ اس کی روایت متروک ہے بلکہ بعضوں نے اسے جھوٹا کہا ہے کہا شیخ سلام اللہ محدث نے حسین بن قیس روایت کا سست ہے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ حاکم نے اس کی استدراک میں غفلت کی ہے کہا ترمذی نے اور حنش ان لوگوں کے نزدیک ضعیف ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا کہ وہ متروک ہے اور نور الدین علی نے مختصر تنزیہہ الشریعۃ میں کہا ہے کہ حسین بن قیس بڑا جھوٹا ہے کہا حافظ سیوطی نے وجیز میں حسین بن قیس کو امام احمد نے جھوٹا بتایا ہے اور کہا قاضی محمد علی شوکانی نے فوائد مجموعہ میں جو احادیث موضوعہ کے بیان میں ہے حسین بن قیس کو امام احمد نے جھوٹا بتایا ہے لوگوں نے کہا ہے کہ اس حدیث کو حاکم نے روایت کر کے کہا ہے کہ حسین ثقہ ہے اور اس پر منذری نے اعتراض کیا ہے کہ سوائے حسین بن مغیرہ کے اور کسی نے اس کو ثقہ نہیں بتایا یونہی ذکر کیا ہے نور الدین علی نے میں کہتا ہوں کہ اگر ہم حسین کا ثقہ ہونا حاکم وغیرہ کے قول پر مان بھی لیویں تو تعدیل جرح کی معارض نہیں پڑا کرتی جو مع سبب کے ہو جیسے کہ جھوٹ حسین کی جرح میں ہے جب تک کہ تعدیل والا اس سبب کو نہ اٹھاوے۔ چنانچہ مسلم سے اوپر گذر چکا اور شرح نخبہ اور حاشیہ علوی سے اور یہ تجھے معلوم ہے کہ حاکم وغیرہ نے سبب جرح کی نہیں کی حسین کے باب میں کہ وہ جھوٹا تھا علاوہ یہ کہ ذہبی نے کہ وہ پوری تلاش کا آدمی ہے نقد الرجال میں کہا ہے کہ کسی کو حلال نہیں کہ حاکم کی صحت پر دھوکا کھاوے جب تک کہ میری باتوں پر نظر نہ ڈال لیوے شیخ بزرگ شاہ عبدالعزیز نے بستان المحدثین میں یہ ذکر کیا ہے۔

باعث ثالث: مؤلف کا عذر اول پر یہ ہے کہ احادیث شیخین کی انس سے یعنی جو کہ ہم نے جمع تاخیر میں نقل کی ہیں وہ بھی جمع صوری پر ہی دلالت کرتی ہیں بایں طور کہ الی ان میں واسطے انتہاء ظہر کے جو مفعول ہے متعلق الی ہے اور ضمیر بینہما کی طرف دونوں وقتوں کی راجع ہے نہ طرف دو نمازوں کے اور حین یغیب الشفق متعلق ہے یجمع کے فقط بلحاظ عشاء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پس جواب اس خرافات کا ذیل میں ان احادیث کے جو مقام جمع تاخیر میں منقول ہیں گذر چکا وہاں پر دیکھو۔

باعث رابع: مؤلف کا عذر اول پر یہ ہے کہ ابن عمر نے صفیہ بنت ابی عبید کی عیادت کے سفر میں عصر اور ظہر ما بین وقت دونوں نمازوں کے اتر کر اول ظہر پڑھی پھر عصر اور ایسا ہی مغرب اور عشاء اور بعض روایتوں میں یوں ہے کہ مغرب قبل غیوب شفق کے پڑھی اور عشاء بعد اس کے جیسا کہ روایت ہے عبداللہ بن واقد اور نافع سے۔

ان مؤذن ابن عمر قال الصلوة قال سر سرحتی اذا کان قبل غیوب الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء ثم قال ان رسول الله ﷺ کان اذا عجل به امر صنع مثل الذی صنعت فصار فی ذلك الیوم واللیلة مسیرة ثلاث رواه ابو داؤد و رواه عبد الله بن العلاء عن نافع قال حتی اذا کان عند ذهاب الشفق نزل فجمع بینهما۔(93)

ابن عمر کے مؤذن نے کہا کہ نماز کا وقت آ گیا تو انہوں نے کہا ابھی اور چلے چلو یہاں تک کہ جب شفق غروب ہونے پر تھی تو اتر کر مغرب پڑھی اور غروب شفق کا انتظار کیا۔ بعد غروب شفق کے عشاء پڑھی پھر کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی امر میں جلدی ہوتی تھی تو ایسا کیا کرتے تھے جیسے میں نے کیا اور اس رات دن میں تین منزل گئے روایت کی ابوداؤد نے اور روایت کی جابر سے بھی اور کہا ابوداؤد نے کہ عبداللہ بن علاء نے نافع سے روایت کر کے کہا ہے کہ جب شفق غروب ہونے لگی تو اتر کر دونوں نمازیں جمع کیں۔

اقول روایة ابی داؤد عن ابن جابر و قوله رواه عبدالله بن العلاء عن نافع تعلیقان ولا یکون حجة فیبقی علینا الجواب عن الروایة الاولی موصولة۔

اور روایت ہے نافع سے کہا:

خرجت مع عبدالله بن عمر فی سفر وهو یرید ارضا له فقال نزلنا منزلاً فاتاه رجل فقال له ان صفیة بن ابی عبید لما بها ولا ظن ان تدرکها فخرج مسرعا و معه رجل من قریش فسرنا حتی اذا غابت الشمس لم یصل الصلوة و کان عهدی بصاحبی وهو محافظ علی الصلوة فلما ابطأ قلت الصلوة رحمك الله فما التفت الی و مضی کما هو حتی اذا کان فی اخر الشفق فنزل فصلی المغرب ثم العشاء و قد توارت فصلی بنا ثم اقبل علینا فقال کان رسول الله ﷺ اذا عجل به امر صنع هکذا رواه الطحاوی و النسائی۔(94)

میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا اور وہ اپنے کھیت پر جاتے تھے کہ ایک آدمی نے آن کر کہا کہ صفیہ بنت ابی عبید بیمار ہے مجھے نہیں گمان کہ تم اسے دیکھ سکو تو وہ جلدی چل دیئے اور ان کے ساتھ ایک شخص قریش میں سے تھا تو ہم چلے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑھی حالانکہ وہ بڑے پابند نماز تھے جب دیر ہوئی تو میں نے کہا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے نماز کا وقت آ گیا انہوں نے نہ سنا اور چلے گئے یہاں تک کہ جب شفق چھپنے لگی تو اتر کر مغرب پڑھی پھر عشاء پڑھی رات پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا آنحضرت ﷺ کو جب کوئی جلدی امر ہوتا تو یونہی کیا

(93) ابوداؤد کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ح ۱۲۱۲–۱۲۱۳

(94) نسائی کتاب المواقیت باب الوقت الذی یجمع فیه المسافر ح ۵۹۶ طحاوی باب الجمع کیف هو ص ۱۶۳ ج ۱ اللفظ له

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے اسی طرح روایت کی ہے طحاوی اور نسائی نے۔

اور روایت کی عطاف سے کہ وہ روایت کرتے ہیں نافع سے کہ کہا:

اقبلنا مع ابن عمر حتی اذا کنا ببعض الطریق استصرخ علی صفیة زوجة بنت ابی عبید فراح مسرعا حتیٰ غابت الشمس فنودی بالصلوة فلم ینزل حتی اذا امسی فظن انه نسی فقلت الصلوة فسکت حتی اذا کاد الشفق ان یغیب نزل فصلی المغرب و غاب الشفق فصلی العشاء و قال ھکذا کنا نفعل مع رسول اللہ ﷺ اذا جد به السیر رواہ الطحاوی۔①

ابن عمر کے ساتھ ہم گئے ایک رستہ میں کہ ان کی بی بی کی بیماری کی خبر آئی یعنی صفیہ بنت ابی عبید کی تو وہ جلدی سے چل نکلے جب سورج ڈوب گیا تو نماز کے لئے کسی نے کہا تو وہ اترے نہیں یہاں تک کہ شام ہو گئی لوگوں نے گمان کیا کہ نماز کو بھول گئے تو میں نے نماز کو کہا تو وہ چپ ہو رہے یہاں تک کہ شفق غروب کے قریب پہنچی تو اترے اور مغرب پڑھی اور جب شفق غروب ہو گئی تو عشاء پڑھی اور کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ یونہی کیا کرتے تھے جب آپ کو سفر پیش آتا جلدی کا روایت کی طحاوی نے۔

اور روایت ہے کثیر سے کہ پوچھا ہم نے سالم بن عبداللہ سے۔

ھل کان عبد اللہ یجمع بین شئ من صلوته فی سفرہ فذکر ان صفیة بنت ابی عبید کانت تحته فکتبت الیه وھو فی زراعة له الی فی اخر یوم من ایام الدنیا و اول یوم من ایام الآخرة فرکب فاسرع السیر حتی اذا حانت الصلوة الظھر قال له المؤذن الصلوة یا ابا عبد الرحمن فلم یلتفت حتی اذا کان بین الصلوتین نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم رکب حتی اذا غابت الشمس قال له المؤذن الصلوة فقال کفعلك فی صلوة الظھر و العصر ثم سار حتی اذا اشتبکت النجوم نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلی انصرف فالتفت الینا فقال قال رسول اللہ ﷺ اذا حضر احدکم الامر الذی یخاف فوت فلیصل ھذہ الصلوة رواہ النسائی۔②

کیا عبداللہ بن عمر نماز جمع کیا کرتے تھے سفر میں تو انہوں نے ذکر کیا کہ صفیہ بنت ابی عبید نے جو ان کی بی بی تھیں اور انہیں لکھا اور وہ اپنی کھیتی پر تھے کہ میرا وقت اخیر ہے سو وہ جلد چل نکلے جب ظہر کا وقت آیا تو مؤذن نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن نماز کا وقت آ گیا انہوں نے نہ سنا اور جب وہ نمازوں کے بیچ کا وقت ہوا اتر کر کہا کہ تکبیر کہو جب سلام پھیروں میں تو پھر تکبیر کہہ پھر پوری نماز پڑھی اور سوار ہو گئے اور جب سورج ڈوب گیا تو مؤذن نے پھر کہا انہوں نے کہا مثل ظہر عصر کے کریں گے اور چلے گئے جب تارے نکل آئے تو اتر کر مؤذن سے کہا کہ تکبیر کہہ جب سلام پھیروں تو پھر تکبیر کہہ پھر نماز پڑھی اور پھر متوجہ ہو کر کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تمہیں کوئی ایسا کام پیش آوے کہ تم اس کے ہاتھ سے نکل جاتے رہنے کا خوف کرو تو اس طرح کی نماز پڑھا کرو۔ روایت کی نسائی نے۔

---

① نسائی باب الوقت الذی یجمع فیه المسافر ح۵۹۷۔ دار قطنی ص۳۹۴ ج۱ طحاوی الجمع بین الصلوتین کیف ھو ص۱۶۳ ج۱

② نسائی الوقت الذی یجمع فیه المسافر ح ۵۸۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روایت ہے نافع سے کہ کہا:

اقبلنا مع ابن عمر فلما كانت تلك الليلة سار حتى امسينا فظننا انه نيسن الصلوة فقلنا له الصلوة فسكت و سار حتى كاد الشفق ان يغيب ثم نزل فصلى و غاب و الشفق فصلى العشاء ثم اقبل علينا فقال هكذا كنا نصنع مع رسول الله ﷺ اذا جد به السير رواه النسائي۔③

نکلے ہم ابن عمر کے ساتھ جب شام ہوئی تو ہم نے جانا کہ وہ نماز بھول گئے تو ہم نے ان سے کہا کہ نماز کا وقت آ گیا وہ چپ ہو رہے اور چلے گئے یہاں تک کہ شفق غروب ہونے لگی تو اتر کر نماز پڑھی اور جب شفق ڈوب گئی تو عشاء پڑھی پھر ہم سے متوجہ ہو کر کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ یونہی کیا کرتے تھے۔

پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ آنحضرت ﷺ جمع صوری کیا کرتے تھے پس جواب اس کا یہ ہے کہ ابن عمر نے اس کیفیت میں ہرگز نمازیں جمع نہیں کیں جیسا کہ ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے بلکہ جمع کرنا ان کا بعد خروج وقت پہلی نماز اور بعد غیبوبۃ الشفق کے ہوا ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی سے اور دو روایت ابوداؤد سے اور ایک نسائی کی سے اور ایک روایت مؤطا امام محمد کی سے گذر چکا اور یہ روایات جو مؤلف کی طرف سے بالانقل ہوئی ہیں جن سے جمع صوری کرنی ابن عمر کی واضح ہوتی ہے یہ سب واہیات اور مردود اور شاذ اور مناکیر ہیں پس تفصیل وار ایک ایک کھوٹ سنئے جاؤ روایت اول ابوداؤد کی جس میں قبل غیوب الشفق واقع ہے اس لئے منکر ہے کہ مخالف ہے صحاح کے اور خود ضعیف ہے کیونکہ ایک راوی اس کا محمد بن فضیل بن غزوان ہے اور یہ مجروح ہے کہ نسبت کیا گیا طرف رفض کے اور مقلب الاحادیث ہے اور حدیث موقوف کو مرفوع کر دیا کرتا تھا کہا حافظ ابن حجر نے تقریب میں۔

محمد بن فضيل بن غزوان بفتح المعجمة و سكون الزاء الضبي مولاهم ابو عبد الرحمن الكوفي صدوق رمي بالتشيع (من التاسعة)④

محمد بن فضیل بن غزوان صدوق ہے لوگوں نے شیعہ کہا ہے۔

اور کہا نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعہ میں۔

محمد بن غزوان يقلب الاخبار و يرفع الموقوف انتهىٰ ⑤

محمد بن غزوان حدیثوں کو الٹ پلٹ کرتا تھا اور موقوف کو مرفوع کر ڈالتا تھا۔

اسی طرح روایت دوسری جس میں لفظ آخر الشفق کا واقع ہے اور اس کو طحاوی اور نسائی نے روایت کیا ہے وہ بھی منکر ہے۔ اس لئے کہ اس کی طحاوی والی اسناد میں بشیر بن بکر ہے اور وہ غریب الحدیث ہے ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف قالہ الحافظ فی التقریب⑥

اور اس کی نسائی والی اسناد میں ولید بن قاسم ہے اور روایت میں اس سے خطا واقع ہوتی تھی کہا تقریب میں:

الوليد بن القاسم بن الوليد الهمداني الكوفي صدوق و يخطى انتهىٰ۔ ⑦

③ نسائی الوقت الذی یجمع فیه المسافر بین الظهر والعصر ح ④ تقریب ص ۳۱۵
⑤ تنزیه الشریعة ص۱۱۲ ج۱ ⑥ ⑦ تقریب ص۷۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولید بن قاسم بن ولید ہمدانی کوفی صدوق ہے بھولکڑ بھول جاتا تھا۔
اسی طرح روایت تیسری طحاوی کی جس میں کا دالشفق دال سے واقع ہے وہ بھی منکر ہے کیونکہ اس میں عطاف ہے اور وہ وہمی ہے کہا تقریب میں:

عطاف بتشديد الطاء بن خالد بن عبدالله بن العاص المخزومي ابو صفوان المدني صدوق يهم انتهىٰ۔⑧

عطاف طا کی تشدید سے بن خالد بن عبداللہ بن العاص مخزومی ابوصفوان مدنی صدوق ہے وہمی تھا۔

(صحیحین کی تحقیر)

اور یہی راوی عطاف ہے راوی پانچویں روایت کا جس میں کا ددال سے وارد ہے اور اس کو نسائی نے روایت کیا ہے پس اس جگہ سے منکر ہونا اس روایت نسائی کا بھی معلوم ہو گیا اب رہی روایت چوتھی سو وہ شاذ ہے شاذ کی تعریف اس لئے کہ اس میں یہ کہا کہ ابن عمر نے اسی رات میں مغرب اور عشاء کو بھی مثل ظہر اور عصر کے بین الوقتین پڑھا حالانکہ یہ مخالف ہے روایات شیخین وغیرہما کی اور وہ ارجح ہیں سب سے بالاتفاق اور مقدم ہوتی ہیں سب پر موافقت اور نسخ نہ بن سکے کہا جناب حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ حجۃ اللہ البالغۃ میں:

اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع و انهما متواتران الى مصنفيهما و انه كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين و ان شئت الحق الصراح فقسهما بكتاب ابن ابى شيبة و كتاب الطحاوى و مسند الخوارزمى و غيرهما تجد بينها و بينهما بعد المشرقين انتهى۔⑨

صحیحین پر محدثین کا اتفاق ہے کہ جو حدیثیں ان میں متصل مرفوع ہیں یقینی صحیح ہیں اور اپنے مصنف تک یہ دونوں کتابیں متواتر پہنچتی ہیں اور جو اس میں کلام کرے وہ بدعتی گمراہ ہے اور اگر تجھے حق خالص درکار ہے تو کتاب ابن ابی شیبہ اور طحاوی کی کتاب اور مسند خوارزمی وغیرہ ٹٹول لے تجھے مشرق مغرب کا فرق معلوم ہو جاوے صحیحین اور غیر میں۔⑩

اور واضح ہو کہ جناب شاہ صاحب نے کتب احادیث کے طبقات ٹھہرائے ہیں پس طبقہ اولیٰ میں صحیحین اور مؤطا مالک کو رکھا ہے اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور مجتبیٰ نسائی اور مسند امام احمد کو طبقہ ثانیہ میں رکھا ہے اور مصنف عبد الرزاق اور مسند ابی یعلیٰ اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طیالسی اور کتب بیہقی اور کتب طحاوی اور طبرانی کو طبقہ ثالثہ میں جس میں سب اقسام کی حدیثیں یعنی صحیح اور حسن اور غریب اور معروف اور شاذ اور منکر اور مقلوب موجود ہیں ٹھہرایا ہے اور کتاب الضعفاء لابن حبان اور کامل بن عدی اور کتب خطیب اور جوزقانی اور ابن عساکر اور ابن نجار اور دیلمی اور مسند خوارزمی کو طبقہ رابعہ میں جس میں بہت خلط ملط ہے اور صحاح اور ضعاف اور منکرات اور موضوعات کی کھچڑی پک رہی ہے شمار کیا ہے۔ پس ہم نے خلاصہ ان کے کلام کا جو حجۃ اللہ البالغۃ میں فرما گئے ہیں بیان کر دیا ہے اور

---

⑧ تقريب ص ٢٤٠ ⑨ حجة الله البالغة (مبحث طبقات كتب الحديث) ص ١٣٤ ج ١
⑩ مسند خوارزمی سے مراد مسند ابی حنیفہ ہے جس میں متعدد کذاب راوی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالب تفصیل اور دلیل کو چاہیے کہ کتاب مستطاب حجۃ البالغۃ کے مطالعہ سے مشرف ہووے تا کہ صحیحین کی قدر معلوم ہو وے اور واضح ہو جاوے کہ یہ طبقہ اولی میں ہیں اور مقدم ہیں سب باقی کتب پر اور احادیث طحاوی وغیرہ کی جن کو جناب مؤلف بمقابل صحیحین کے متمسک ٹھہراتے ہیں قلعی کھل جاوے گی اور کہا شرح نخبہ میں:

ومن ثمه ای من هذه الجهة وهی ارجحية شرط البخاری علی غيره قدم صحيح البخاری علی غيره من الكتب المصنفة ثم صحيح مسلم لمشاركته للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی كتابه بالقبول ايضاً ثم يقدم فی الارجحية من حيث الاصحية ما وافقه شرطهما انتهیٰ۔⑪

اور اسی جگہ سے یعنی اسی جہت سے اور وہ زیادہ غالب ہونا شرط بخاری کا ہے غیر پر مقدم رکھی گئی ہے بخاری اور کتابوں پر پھر صحیح مسلم بسبب شریک ہونے اس کی کے بخاری کو علماء کے قبول میں پھر وہ مقدم ہے جو ان کی شرطوں کے موافق ہو۔

اور یہ قاعدہ ہے کہ جو ضعیف حدیث مقابل صحیح کے ہو وہ منکر ہوتی ہے اور جو حدیث ارجح کے ہو وہ شاذ کہلاتی ہے کہا مر عن شرح النخبۃ۔ پس مؤلف کی تمام حدیثیں مردود ہوگئیں ان میں سے چوتھی شاذ اور باقی تمام منکر۔ تنبیہ ایک حدیث حضرت طحاوی کی اور ہے جس میں لفظ عند کا واقع ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ ابن عمر نے شب مذکور میں نزدیک غائب ہونے شفق کے مغرب پڑھی تھی یعنی نہ بعد اس کے سوا گرچہ اس کو جناب مؤلف نے نہیں نقل کیا لیکن پھر بھی اس کی خدمت گزاری چاہیے تو واضح ہو کہ وہ حدیث بھی واہی اور منکر ہے اس لئے کہ دو راوی اس کے مجروح ہیں ایک یحیٰ بن عبدالحمید حمانی کہ یہ شخص چور تھا احادیث کا اور جھوٹا تھا کہا تقریب التہذیب میں:

يحي بن عبد الحميد بن عبد الرحمن بشهين بفتح الموحدة و سكون المعجمة الحمانی بكسر المهملة و تشديد الميم الكوفی حافظ الا انهم اتهموا بسرقة الحديث انتهیٰ۔⑫

یحیٰ بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بشمین با سے موحدہ کے زبر اور شین کے سکون سے الحمانی حا کے زیر اور تشدید میم سے کوفی حافظ ہے مگر علماء نے حدیث کی چوری کا اسے دھبہ لگایا ہے۔

اور کہا نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ میں:

يحی بن بن عبد الحميد كان يكذب و يسرق انتهیٰ۔⑬

یحی بن عبدالحمید جھوٹ بولتا تھا اور حدیث چراتا تھا۔

اور ایک اسامہ بن زید بن اسلم کہ یہ شخص ضعیف تھا بسبب حافظ نہ ہونے کے کہا تقریب میں:

اسامه بن زيد بن اسلم العدوی مولاهم المدنی ضعيف من قبل حفظه انتهیٰ۔⑭

اسامہ بن زید بن اسلم العدوی ضعیف ہے حفظ کی جانب سے۔

پس باطل ہوئیں سب روایتیں متمسکات کی جمع صوری والوں کی جن سے یہ ثابت کرتے تھے کہ ابن عمر نے شب

---

⑪ شرح نخبة الفكر (مبحث مراتب الصحيح) ص ٣٨
⑫ تقريب ص ٣٧٧
⑬ تنزيه الشريعة ص ١٢٧ ج ١
⑭ تقريب ص ٢٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور میں قبل غائب ہونے شفق کے مغرب پڑھی تھی اور عشاء بعد اس کے اور جمع صوری کی تھی اور باقی رہا ثبوت ہمارا اس بات کو کہ ابن عمر نے مغرب بعد غائب ہونے شفق کے پڑھی تھی اور جمع حقیقی کی تھی فللہ الحمد۔

باعث خامس مؤلف کا عذر اول پر یہ ہے کہ روایت ہے عمر بن الخطاب سے:

انه كتب في الافاق ينهاهم ان يجمعوا بين الصلوتين و يخبرهم ان الجمع بين الصلوتين في وقت واحد كبيرة من الكبائر رواه الامام محمد في مؤطا۔⑮

انہوں نے زمانہ میں لکھ بھیجا جہاں لوگ نمازوں کو جمع کرتے تھے کہ ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے امام محمد نے اپنی مؤطا میں یہ روایت کیا۔

پس اس نامہ خط سے معلوم ہوا کہ جمع بین الصلوتین ایک وقت میں بڑا گناہ ہے اور اس نامہ پر کسی صحابی کا انکار نہیں پایا گیا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک جمع کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دو نمازوں کو بطور جمع صوری کے ہوگا جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر روایت طبرانی کی۔

ان النبی ﷺ كان يجمع بين المغرب و العشاء يؤخر هذه في اخر وقتها و يعجل هذه في اول وقتها۔⑯

آنحضرت ﷺ مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے ایک کو آخر وقت تک تاخیر کر کے دوسری کو جلدی اول وقت میں پڑھ لیتے تھے۔

پس اسکا جواب یہ ہے کہ جمع صوری کی جیسے تحقیق ہوتی تم معلوم کر چکے ہو اس واسطے کہا جاتا ہے کہ منع کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا بین الصلوتین سے حالت اقامت میں بلا عذر تھا جیسا کہ شاہد ہے اس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و من بعدہم کا اوپر عدم جواز جمع بلا عذر کے اب رہی حدیث طبرانی کی جس سے صوری نکلتی ہے سو جواب اس کے دو ہیں۔ اول یہ ہے کہ اس کتاب کی حدیث بدون تصحیح کسی محدث کے یا پیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کی جاوے یہ کتاب اس طبقہ کی ہے جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور سقیم مختلط ہیں چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ سے نقل کیا گیا دوسرا یہ کہ فرض کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس میں سفر کا کیا ذکر ہے تو کہو کہ سفر کے جمع کی کیفیت بیان کی ہے تو کہا جائے گا کہ اس میں کیفیت اس جمع کی بیان کی ہے جو حالت قیام میں بلا عذر آنحضرت ﷺ نے جمع کی تھی جیسا کہ روایت میں ابن عباس کی جو نسائی نے روایت کی ہے اور جناب مؤلف کے باعث ثانی کے ضمن میں نقل ہو چکی ہے تصریح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حالت قیام میں مقام مدینہ میں ایسی جمع صوری کی تھی پس اس پر جمع سفری کو کس طرح قیاس کیا جائے فتدبر۔

تنبیہ دو حدیثیں اور کہ وہ جمع صوری پر دلالت کرتی ہیں اور ان کو جناب مؤلف نے نقل نہیں کیا پس ان کو نقل کر کے ان کا جواب بھی دینا چاہیئے ایک حدیث یہ جو روایت کی ہے ابوداؤد نے عثمان بن ابی شیبہ اور ابن المثنی سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابواسامہ سے اور وہ عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ محمد بن عمر

⑮ موطا محمد ۱۳۲ اس روایت کی سند اس طرح ہے اخبرنا الثقات عن العلاء بن حارث عن مكحول یہ سند قابل احتجاج نہیں محمد غیر ثقہ ہیں اور الثقات نامعلوم ہیں اور مکحول کی جناب عمرؓ سے روایت منقطع ہے (كتاب المراسيل ص ۲۱۳) ⑯طبرانی کبیر ص ۳۸ ج ۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن علی سے اور وہ محمد روایت کرتے ہیں اپنے دادا علی بن ابی طالب سے:

ان علیا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ثم ینزل فیصلی المغرب ثم یدعو بعشاء فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یر تحل ویقول ھکذا کان رسول الھه یصنع۔⑰

''حضرت علی جب سفر کرتے تھے چلے جاتے جب سورج ڈوب جاتا اور اندھیرا قریب ہوتا اتر کر مغرب پڑھتے اور پھر کھانا کھا کر عشاء پڑھتے پھر سوار ہو جاتے اور کہتے تھے کہ ایسے ہی آنحضرت ﷺ کیا کرتے تھے۔''

پس جواب اسکا یہ ہے کہ محمد بن عمر بن علی کو اپنے دادا علی سے ملاقات نہیں تو یہ روایت محمد کی ان سے مرسل ہوئی جیسا کہ کہا تقریب التہذیب میں۔

محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب صدوق من السادسة و روایته عن جدة مرسلة مات بعد الثلثین۔⑱

''محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب صدوق چھٹے طبقہ میں ہے اور روایت اس کی اپنے دادا سے مرسل ہے ایک سوتیس کے بعد اسکا انتقال ہو۔''

اور کہا مقدمہ کتاب میں۔

السادسة طبقة عاصر وا الخامسة لکن لم یثبت لھم لقاء احد من الصحابة کابن جریج انتھی۔⑲

''چھٹا طبقہ وہ ہے کہ پانچویں کے ہم زمانہ ہوئے ہیں لیکن انہیں ملاقات کسی صحابی کی نہیں ہے جیسے کہ ابن جریج۔''

اور روایت مرسل حجت نہیں ہوتی نزدیک جماعت فقہاء اور جمہور محدثین کے جیسا کہ کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں۔

ثم مذھب الشافعی والمحدثین او جمھور ھم و جماعة من الفقھاء انه لا یحتج بالمرسل انتھی مختصراً۔

''پھر مذہب شافعی اور محدثین کے گروہ اور ایک جماعت فقہاء کا یہ ہے کہ حدیث مرسل حجت نہیں۔''

اور دوسری روایت یہ ہے کہ روایت کی ہے طحاوی نے عائشہؓ سے۔

قالت کان رسول الله ﷺ یؤخر الظھر ویقدم العصر و یؤخر المغرب ویقدم العشاء۔⑳

''حضرت عائشہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تاخیر کرتے ظہر میں اور مقدم کرتے عصر کو اور تاخیر کرتے مغرب میں اور مقدم کرتے عشاء کو۔''

(ابطال جمع صوری بدلیل عقلی)

پس اسکا جواب یہ ہے کہ ایک راوی اس کا مغیرہ بن زیادہ موصلی ہے اور یہ شخص مجروح ہے کہ وہمی تھا قالہ الحافظ فی التقریب۔㉑

پس بحمد اللہ عذر اول سے مؤلف کے کہ آنحضرت ﷺ جمع صوری کیا کرتے تھے بوجہ احسن جواب ہو گیا۔ اور

⑰نسائی الوقت الذی یجمع فیه المسافر ح ٥٩٦ ⑱تقریب ص ٣١٢ ⑲تقریب التھذیب (مقدمه) ص ١٠

⑳ طحاوی باب الجمع بین الصلوتین کیف ھو ص ١٦٤ ج ١

㉑ تقریب ص ٦٠٥ امام احمد فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (الکاشف ص ١٤٨ ج ٣)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جتنی روایتیں حنفیہ کی دلایل جمع صوری کی تھیں سب کا ضعف ظاہر ہو گیا اور ثابت ہوا کہ کوئی حدیث صحیح ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت ﷺ جمع صوری سفر میں کیا کرتے تھے۔ اب سنو کہ یہ جمع صوری سفر میں جیسی کہ از راہ نقل کی باطل ہے۔ اور بے اصل ہے از راہ عقل کے بھی واہی ہے اس لئے کہ جمع بین الصلوتین رخصت ہے بحق مسافرین کے یعنی اپنے اپنے وقتوں میں نماز پڑھنی سفر میں بھی شاق ہوتی اس واسطے شارع نے ترحم سے اجازت جمع کی دے دی۔ پس اگر تم کہو کہ مراد جمع سے سفر میں جمع صوری ہے تو یہ جمع رخصت نہ رہی بلکہ اور مصیبت ہو گئی اس واسطے کہ آخر جز اول نماز کا اور اول جز دوسری نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہیں ممکن چہ جائے عوام مصلین جامعین بین الصلوتین تو جمع صوری اکثر لوگوں کو مشکل اور شاق ہوئی بہ نسبت ادا نمازوں کے اپنی اوقات میں کیونکر وقت تو ایک طرف طویل ہوتا ہے پس جس وقت چاہا اور فرصت ملی اول وقت یا اوسط یا آخر نماز پڑھ لی اور مصیبت سے تحری اور آخر اور اوائل اوقات کے بچے رہے ایسا ہی کہا امام ابن عبد البر اور خطابی نے جیسا کہ کہا محدث سلام اللہ حنفی نے محلی میں۔

وحمله الحنفيه على الجمع الصورى بان صلى الظهر فى اٰخر وقتها والعصر فى اول وقتها ورده ابن عبد البر والخطابى وغير هما بان الجمع رخصة فلو كان صوريا لكان اعظم ضيقا من الاتيان بكل صلوة فى وقتها لان اوائل الاوقات وا واخرها مما لا يدركه اكثر الخاصة فضلا عن العامة وصريح الاخبار ان الجمع فى وقت احدى الصلوتين انتهى والتعقيب بان معرفة اول الوقت واخره يحصل بحسب الظن و التخمين خصوصا فى صورة كثرة القافلة وحضور الناس الذين لهم مهارة فى معرفة الوقت ليس بشئى لان تخمين اوائل الاوقات والظن من خواص الخاصة والرخصة لعامة المصلين المسافرين ومنهم بل اكثرهم لا راى له ولا تخمين وكذ اكثرة القافلة لا توجد مع كل من يسافر بل كثير من الناس المسافرين من لا ثانى معه فالحق ان الجمع الصورى ليس برخصة والجمع الذى هو رخصة ليس بصورى انتهى۔

"اور محمول کیا حنفیوں نے اس کو جمع صوری پر اس طرح پر کہ ظہر کو آخر وقت میں پڑھا اور عصر اول وقت میں اور رد کیا ہے اسے ابن عبد البر اور خطابی وغیرہ نے اس طرح کہ جمع کرنا نماز کا رخصت ہے پھر اگر صوری ہوئے تو وقت پر نماز پڑھنی بڑی مشکل ہو گی کیونکہ اول و آخر وقت تو جاننے والے بھی مشکل سے جانتے ہیں عوام تو جان چکے اور ظاہر حدیثیں یہ ہیں کہ جمع ایک نماز کی وقت میں دو نمازیں ہیں ہو چکی عبارت اسکی اور یوں کہنا کہ اول اور آخر وقت اٹکل سے معلوم ہو سکتا ہے خصوصاً جہاں آدمیوں کی ایک جماعت ہو تو وہاں صاحب شناخت بھی ہوتے ہیں یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اول وقت اور آخر میں اٹکل کرنا بڑے بڑے صاحب شناخت کے لئے ہے اور رخصت عام نمازیوں اور مسافروں کے لئے ہے اور بعضے ان میں سے اکثر ایسے ہیں کہ ان کو کچھ اسباب میں سمجھ اور اٹکل نہیں اور پھر سارے مسافروں کے ساتھ قافلہ بھی پائے جاتے بلکہ بہت بیچارے مسافر تو ایسے ہیں کہ ان کو رفیق دوسرا بھی نہیں ملتا تو ٹھیک یہ بات ٹھہری کہ جمع صوری رخصت نہیں ہو سکتی اور وہ جمع صلوۃ جو رخصت ہے جمع صوری نہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جواب استدلال آیت ان الصلوۃ کانت...)

اور ایک عذر مؤلف کا یہ ہے کہ حدیثیں جواز کی ظنی ہیں کہ اخبار احاد ہیں اور توقیت نمازوں کی قطعی ہے۔ قال اللہ تعالی "ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا و حافظو علی الصلوات والصلوۃ الوسطی" ㉒ پس کیونکر احادیث ظنیہ سے متقضائے قرآن کو جو قطعی ہے چھوڑ کر جمع بین الصلوتین کو جائز کہیں پس جواب اسکا یہ ہے کہ یہ توقیت ہر مصلے پر اور ہر نماز کی عموم نص سے ثابت ہے تصویر اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان آیات سے عموماً ہر نماز کو ظہر ہو خواہ عصر خواہ مغرب ہو خواہ عشاء ہو خواہ فجر عموماً ہر نمازی پر خواہ مقیم ہو خواہ مسافر خواہ مریض خواہ سالم خواہ دریا میں ہو کشتی پر خواہ خشکی میں واجب کر دی ہے اور شاہد ہے اس عموم پر لفظ صلوۃ کا اور المومنین جو صیغ جمع سے ہے اور معرف باللام اور الفاظ عموم سے ہیں قال فی التوضیح وغیرہ ومنہا ای من الفاظ العام الجمع معرف باللام۔۔۔۔۔۔الخ۔ ㉓ "الفاظ عام میں سے وہ جمع ہے جس پر الف لام ہو۔"

(کتاب اللہ کی تخصیص خبر آحاد سے)

تو ہم کہتے ہیں کہ اس عموم سے مخصوص ہیں مصلی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کے جو مسافر ہوں ان احادیث صحاح سے جو جمع بین الصلوتین پر قطعاً اور یقیناً دلالت کرتے ہیں اگرچہ اخبار احاد ہیں کیونکہ تخصیص عام کتاب اللہ کی اخبار احاد سے ہمارے نزدیک درست ہے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء اسلام کا اور ائمہ اربعہ سے بھی منقول ہے اگرچہ بعض مشائخ حنفیہ جیسے مشائخ عراق کا اس میں خلاف ہے اور متاخرین حنفیہ بھی اس پر جم گئے ہیں کہا تلویح میں:

وعند جمهور العلماء اثبات الحكم فی جميع ما يتناوله من الافراد قطعا ويقينا عند مشائخ العراق وعامة المتاخرين وظنا عند جمهور الفقهاء والمتكلمين وهو مذهب الشافعی والمختار عند مشائخ سمر قند حتی يفيد وجوب العمل دون الاعتقاد ويصح تخصيص العام من الكتاب بخبر الواحد والقياس انتهی۔ ㉔

"اور جمہور علماء کے نزدیک یہ ہے کہ سب فردوں کو عام شامل ہے یقینی ثبوت حکم کو مشائخ عراق اور عام متاخرین کے نزدیک متضمن ہوتا ہے اور ظنی جمہور فقہاء اور متکلمین کے نزدیک اور وہی مذہب شافعی کا ہے اور مختار مشائخ سمرقند کا بھی ہے تو اب عام وجوب عمل کا مفید ہے اعتقاد کا نہیں اور صحیح ہے تخصیص قرآن کی خبر واحد اور قیاس کے ساتھ ہو چکی عبارت اس کی۔"

اور کہا مغتنم الحصول میں

تخصيص عام الكتاب بخبر الواحد جائز فی المختصر وبه قالت الائمة الاربعة انتهی۔

"تخصیص عام کی آیات قرآن میں خبر واحد کے ساتھ جائز ہے مختصر میں ہے اور یہی کہا ہے چاروں اماموں نے۔"

پس جناب مؤلف پر یہی حجت بس ہے کہ عدم جواز اس تخصیص کا خلاف ہے ائمہ اربعہ کے اس لئے کہ جناب کا یہ مذہب ہے کہ جو کچھ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے وہ مخالف ہے اجماع کے اور باطل ہے تو مؤلف ہم میں سے اس تخصیص کے جائز ہونے کی دلیل طلب نہیں کر سکتے لیکن پھر بھی ہم جواز اس تخصیص کا ثابت کرتے ہیں اور عدم جواز کا جواب

㉒ البقرہ ۲۳۸ ㉓ التوضیح مع التلویح ص ۸۹ ج ۱ ㉔ التوضیح مع التلویح ص ۸۹ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں مگر عربی عبارت میں کیونکہ عوام تو سمجھتے ہی نہیں پھر کیا فائدہ ہندی میں با آنکہ عربی عبارت میں اختصار ہے۔

فاعلم ان لنادليلين على الجواز الدليل الاول ما قال الفاضل المحقق جبيب الله القندهارى فى المغتنم وهو ان عام الكتاب قطعى المتن ظنى الدلالة وخاص الخبر بالعكس فتساديا نوجب الجمع وفى المسلم تبعا للتحرير يرد عليه مع ابتنائه على ظنية العام ان قطعية الخبر ضعيف لضعف ثبوته لان الدلالة فرع الثبوت بخلاف قطعية الكتاب فلا مساواة اقول قوة قطيعة دلالة الخبر بمعنى ان ثبت ثبت مدلوله لا ينا فى ضعف ثبوته فيجوز فثبتت المساواة انتهى۔ ㉕

اقول بناء هذا الدليل على ظنية دلالة العام من الكتاب وهو المذهب المنصور المتفق عليه الجمهور و وجهه ان كل عام يحتمل التخصيص واعترض عليه بانه ان اريد بالاحتمال مطلق الاحتمال يكون ناشيا عن الدليل اولا فهو لا يضر قطعيه العام كما ان احتمال الخاص المجاز بلادليل و قرينة لا يضر قطعية الخاص وان اريد الاحتمال الناشى عن الدليل منعنا وجوده و اجيب عنه بان المراد الاحتمال الناشى عن الدليل والدليل شيوع التخصيص وكفى به دليلا قال فى التلويح كل عام يحتمل التخصيص والتخصيص شايع فيه كثيرا بمعنى ان العام لا يخلوا عنه الا قليلا بمعونه القرائن كقوله تعالى "ان الله بكل شئى عليم" "ولله ما فى السموات والارض" حتى صار بمنزله المثل انه ما من عام الاوقد خص منه البعض وكفى هذاد ليلا على الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه ليس يشائع فى الخاص شيوع التخصيص فى العام حتى ينشأ عنه اختمال المجاز فى كل خاص انتهى㉖

واعتراض على الجواب بانا لانسلم ان التخصيص الذى يورث الشبهة والاحتمال شائع بل هو فى غاية القلة لانه انما يكون بكلام مستقل موصول بالعام فاجاب عنه فى التلويح وقال فيه نظرلان مراد الخصم بالتخصيص قصرالعام على بعض المسميات سواء كان بغير مستقل اوبمستقل موصول او متراخ ولاشك فى شيوعه وكثرته بهذاالمعنى فاذاوقع النزاع فى اطلاق اسم التخصيص على ما يكون بغير المستقل اوبالمستقل المنزاخى فله ان يقول قصرالعام على بعض المسميات شائع فيه بمعنى اكثر العمومات مقصور على البعض فيورث الشهبة فى تناول الحكم لجميع الافراد فى العلم سواء ظهرله مخصص اولا و يصير دليلا على احتمال الاقتصار على البعض فلايكون قطعيا فان قلت قصرالعام بالكلام الموصول قليل وبالمنزاخى نسخ وليس بتخصيص لان تاخير المخصص تجهيل

㉕ مسلم الثبوت (تخصيص الكتاب)ص ۲۷۷ ج ۱۔ التحرير مع التقرير ص ۲۱۹ ج ۲ ㉖التوضيح مع التلويح ص ۷۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلنا تاخیر المخصص کتاخیر الناسخ ولم یقولوا باستلزام تاخیر الناسخ التجھیل فکذا هذا فان قلت ان الدوام قطعا لیس بالصیغة فی المنسوخ بخلاف الکل فی العام قلنا هذا الفرق لایعتد به اذا لاحاجة فی فهم الدوام الی الصیغة بل یکفی له ظاهر الامر سیما وقت القرائن فان قوله تعالی "اقیموا الصلوة" یفید بظاهره دوام وجوب اقامة الصلوة علی تفصیل بینة الشارع مع عدم صیغة تدل وضعا علی الدوام فیه وان لم تقولوا بدلالة علی الدوام لزم عدم وجوب اقامتها بعد حین وهو خلاف ما اتفقوا علیه من وجوب اقامتها دائماً فظهر ان الفرق بین الکلام الموصول والمتراخی بان الاول مخصص والثانی ناسخ تحکم لادلیل علیه وثبت ان العام من الکتاب وغیره ظنی دلالة لکن المخالف المدعی بقطعیة العام یقول اولا ان لفظ العام موضوع للعموم قطعا وهو لازم له عند اطلاقه ومدلول له کالخاص الا بدلیل وثانیاً انه لو جاز ارادة البعض قرینة ودلیل لا رتفع الامان عن اللغة والشرع ولما صح منا مثلا الحکم بعتق جمیع عبید من کل عبدلی وهو حرا حبیب عما قال اولا بانا سلمنا وضع اللفظ لعموم وسلمنا دلالته علی العموم حین اطلاقه کما هو مقتضی اللزوم بینهما لکنا لانسلم قطعیة الدلالة علی المدلول بقیام مانع وهو شیوع التخصیص واحتمال المخصص کما حققناه وهذا لاینا فی اللزوم بین الدال والمدلول ولم یلزم الانفکاك بینهما لما سلمنا الدلالة علی العموم کذا فی شرح المسلم لمولنا بحر العلوم عبدالعلی اللکھنوی مع زیادة ایضاح۔ ㉗

واجیب عما قال ثانیا بان الظن یجب العمل به فلا یرتفع کذا فی المسلم نفسه ای تحکم علی ما نفهم من العام ظاهرا بلا توقف ونحکم بعتق جمیع عبید من قال کل عبدلی فهو حر فکیف یرتفع الامان بل یتحقق الارتفاع اذا خصصناه بلا دلیل وقرینة فالقول قول القائلین بظنیة العام من الکتاب وغیره فافهم ولاتقلد مخالفا للمحق۔

والدلیل الثانی۔ ما قال الفاضل المحقق القندهاری فی المغتنم ان الصحابة خصوا واحل لکم ما وراء ذلکم بلا تنکح المرأة علی عمتها ولاعلی خالتها ویوصیکم الله فی اولاد کم بلا یرث القاتل ولا تتوارث اهل الملتین ونحن معشر الانبیاء لا نرث ولانورث فان قیل مخصص بالاجماع لابالسنة قلنا بل اجماع علی التخصیص اذ وقع فلم ینکروان قیل انمایتم لولم یخص بقاطع قلنا لوکان تواتر کذا فی المسلم انتهی ㉘

وقال فی المسلم تلك الاحادیث مشاهیر لا جماعهم علی العمل بها فزیاداتها علی الکتاب وهو نسخ عندنا۔

㉗ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص ۳۵۰ ج ۱ (تخصیص الکتاب بخبر الواحد) ㉘ مسلم الثبوت ص ۲۷۷ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقول الظاهر انه استنبط شهرتها من اجماعهم علی العمل بها فلا نسلم صحة استنباطه اذا الشهرة بعد الاجماع علی العمل والاجماع بعد التخصیص ولم تکن تلك الاحادیث حین التخصیص الامن اخبار الاحادفمن یدعی شهرتها قبل التخصیص بها والعمل علیها فعلیه البیان فثبت بهذاالتحقیق ان تخصیص العام من الکتاب بخبر الواحد قبل تخصیصه بقطعی جائزوالمانعون ایضا یستدلون بدلائل منها ان العام من الکتاب قطعی وخبر الواحد ظنی فکیف یسقط حکمه وانی ینسخه ولو فی البعض فهو منقوض بما اثبتناه من ظنیة العام فلذا قال الندهاری انه غیر تام علی القول بظنیة انعام ومنها ان عمر رد حدیث فاطمة بنت قیس انه علیه السلام "لم یجعل لها سکنی ولا نفقة" لما کان مخصصا لقوله تعالی "اسکنوهن" فقال کیف نترك کتاب ربنا وسنة نبینا بقول امراة لاندری اصدقت ام کذبت واجیب عنه فی المسلم بان ردها لتردده فی صدقها ولذا وصفها بما وصف الاشعار العلیةالتردد وللر دانتهی۔(29)

قال الفاضل القندهاری التردد اما لاحتمال خبر الواحد کذب فقیه المدعی واما الجهالة امرها فی العد الة فینا فی تعدیل جمیع الصحابة الا ان یقال لعله قصور الضبط انتهی.

اقول یؤده تردد عمر فی تلك المرأة خاصة بدلیل نسبة اصدقت ام کذبت الیها خاصة والاقال کیف نترك کتاب ربنا وسنة نبینا لقول من یردی وبخبر متفرداومنها انه قال النبی ﷺ اذا روی عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب الله فان موافقه فاقبله وان خالفه فردوه قال فی المسلم محمول علی النسخ فانه مخالفة تامة فلا یصح بالضعیف واماالمخصص فله موفقه لانه بیان انتهی قال فی المغتنم الظاهرمن المخالفة ما یشتمل اخراج بعض ما کان داخلا سواء سمی تخصیصا اوبیانا او غیره وفی المنهاج منقوض بالمتواتر فی المسلم ورد بان غایة ما لزم منه تخصیص الحدیث والعلم المخصوص حجة فی الباقی.

اقول مراد ناقص انه خبرواحد فی مقابلة الاجماع علی العمل بالمتواترفلا یصلح حجة ومجرد احتمال تخصیص لا یجدی نفعا بل لابد من وجود مخصص لا یقال هو الاجماع لان الاجماع علی العمل لاان العمل اللاجماع قد یقال ظاهر الحدیث ایجاب تحقیق الحال فی محل رتبةفلا یتناول المتواتر ویقال خص بدلیل العقل والحق ان الحدیث ضعیف بل قیل موضوع بل من اشد الموضوعات بل قیل وضعته الزنادقة وقیل مخالف لقوله تعالی "ماآتکم الرسول" فمبطل لنفسه انتهی۔

اقول هذا هوالحق الذی ینبغی ان یؤمن به فان هذا الحدیث مکذوب موضوع باطل

(29) مسلم الثبوت ص ۲۷۷ ج ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لااصل له وضعه الزنادقة الملعونون واستدل به الجهلة المتعصبون فلذا رده المتقدمون والمتاخرون قال بحر العلوم مولنا عبدالعلی اللکھنوی الحنفی فی شرحه علی المسلم قال صاحب سفر السعادت انه من اشد الموضوعات. ㉚

قال الشیخ ابن حجر العسقلانی قد جاء بطرق لاتخلو عن المقال وقال بعضهم قد وضعه الزنادقة وایضا هو مخالف لقوله تعالی "ماآتکم الرسول فخذوه" فصحة هذا الحدیث یستلزم وضعه ورده فهو ضعیف مردود انتهی. ㉛

وقال ابن طاهر الحنفی صاحب یجمع البحار فی تذکرته وما اورده الاصولیون من قوله اذا "روی عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب الله فان وافقه فاقبلوه وان خالفه فردوه" قال الخطابی وضعته الزنادقة ویدفعه حدیث "انی اوتیت الکتاب ومایعدله" ویروی ومثله وکذا قال الصنغانی وهو کماقال انتهی. ㉜

وقال القاضی محمد بن شوکانی فی الفوائد المجموعة حدیث "اذا روی عنی حدیث فا عرضوه علی کتاب الله فاذا وافقه فاقبلوه وان خالفه فردوه قال الخطابی وضعة الزنادقة وید فعه "اوتیت القرآن ومثله معه" وکذا قال الصنغانی. ㉝

قلت وقد سبقهماالی نسبة وضعه الی الزنادقة ابن معین کما حکاه عنه الذهبی علی ان فی هذا الحدیث الموضوع نفسه ما یدل علی رده لانا اذا عرضناه علی کتاب الله خالفه فصی کتاب الله عزوجل "ماآتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا" ونحو هذا الایات انتهی. ㉞

فبطل جمیع ما تمسك به المانعون التخصیص بجمیعها وبقی ما اثبتناه من جواز تخصیص عام الکتاب بخبر الواحد قبل تخصیصه قطعی۔

"جان کہ ہمارے لئے جواز کی دو دلیلیں ہیں پہلی تو وہ جو فاضل حبیب اللہ قندہاری نے مغتنم میں کہا ہے کہ عام قرآن میں کا ثبوت میں یقینی اور دلالت میں ظنی ہوتا ہے اور خاص حدیث میں وہ اس کے برعکس ہوتا ہے تو دونوں برابر ہو گئے تو اب جمع واجب ہے مسلم میں تحریر کی متابعت کے طور پر ہے کہ عام روایت کے ظنی ہونے کی بنا پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یقینی ہونا حدیث کا ضعیف ہے بسبب صعف ثبوت اس کی کے کس لئے کہ دلالت ثبوت کی شاخ ہے برخلاف یقینی ہونے قرآن کے تو اب برابر نہ ہونے میں کہتا ہوں وجہ مضبوطی یقینی ہونے دلالت حدیث کے یہ ہے اگر یہ حدیث ثابت ہے تو مطلب اس کا ثابت ہے اور اس کو ضعف ثبوت منافی نہیں تو یہ بات جایز رہی اور برابری ثابت ہوگئی ہو چکی عبارت اس کی میں کہتا ہوں بنا اس دلیل ظنی ہونے دلالت عام قرآنی پر

㉚ سفر السعادت مع شحه الفارسی بعید الحق (خاتمة الکتاب) ص ٥٧٤

㉛ المقاصد الحسنه (ضمنا حدث اذا احدثتم) ص ٣٧ ㉜ تذکرة الموضوعات ص ٢٨

㉝ الفوائد المجموعه ض ٢٩١ ح ٧١ ㉞ زہری مشہور تابعی ہیں اور اعلام امت میں سے ایک ہیں اور فقہ اور حدیث میں امام ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور یہ مذہب قومی اور جمہور کا اتفاقی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہوتا ہے اور اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اس احتمال سے عام احتمال مراد ہے کہ پیدا ہونے والا کسی دلیل سے ہو خواہ نہ ہو تو یہ یقینی ہونے عام کو مضر نہیں جیسا کہ وہ احتمال مجاز کا قطعیہ خاص کو مضر نہیں کہ بلا دلیل اور بلا قرینہ کے ہو اور اگر احتمال دلیل والا لیا ہے تو ہم اس کا ہونا نہیں مانتے اور اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ مراد احتمال سے وہی دلیل والا ہے اور دلیل تخصیص کا پھیلنا ہے اور یہ دلیل کافی ہے تلویح میں کہا ہے ہر عام تخصیص کا احتمال رکھتا ہے اور تخصیص اس میں پھیل رہی ہے اس معنی کر کے کہ کوئی عام اس سے خالی نہیں ہوتا مگر بعض جگہ اور تخصیص مقام کے لگاؤ سے ہوتی ہے جیسے قول اللہ کا اللہ ہر چیز کو جانتا ہے اور واسطے اللہ کے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یہاں تک کہ ایک مثل مشہور ہوگئی ہے کہ کوئی عام نہیں جس میں تخصیص نہ ہوئی ہو اور اس قدر دلیل کافی ہے احتمال کے لئے اور یہ برخلاف اس احتمال کے ہے۔ جو خاص میں مجاز کا ہوتا ہے کیونکہ وہ ایسا نہیں پھیلا کہ ہر خاص میں مجاز کا احتمال چل جاوے ہو چکی عبارت اسکی۔ اور اس جواب پر یوں اعتراض کیا گیا ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ اسطرح کی تخصیص جو شبہ اور احتمال پیدا کر دے پھیل رہی ہے بلکہ وہ بہت کم ہے کیونکہ وہ وہ تو مستقل موصول کلام سے ہوتی ہے اور اس کا جواب تلویح میں ہے چنانچہ کہا ہے کہ اس میں بحث ہے کیونکہ مراد مقابل کی تخصیص سے گھر جانا عام کا بعض معنوں پر ہے خواہ وہ مستقل سے ہو یا نہ ہو اور موصول ہو یا نہ ہو اس کے پھیلاؤ میں کوئی شک نہیں جب بحث پڑی تخصیص کے بولنے کہ میں غیر مستقل سے ہے یا مستقل غیر موصول سے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ گھرنا عام کا بعض معنوں پر پھیل رہا ہے اس معنی کر کے کہا اکثر عام بعض معنوں پر گھر رہے ہیں تو اب عام کے سارے معنی کے شامل ہونے میں شبہ پڑ گیا خواہ مخصص ظاہر ہو یا نہ ہو اور احتمال کے لیے دلیل ہوئی تو عام قطعی نہ رہا۔ اگر تو کہے کہ تخصیص کلام موصول سے تو کم ہے اور غیر موصول تخصیص نہیں ہوتی نسخ ہوتا ہے کیونکہ مخصص کو مؤخر کرنا جہالت میں ڈالتا ہے تو ہم کہیں گئے کہ مؤخر کرنا مخصص کا مثل مؤخر کرنے ناسخ کے ہے اور ناسخ میں لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ جہالت میں ڈالنا لازم آتا ہے تو یہاں بھی یہی ہے اگر تو کہے کہ یقینی ہمیشگی منسوخ میں بمتقضائے لفظ کے نہیں بخلاف سارے معنی کے عام میں تو ہم کہیں گئے کہ یہ فرق اعتبار کے لائق نہیں کیونکہ ہمیشگی کے سمجھنے میں لفظ کی طرف حاجت نہیں بلکہ ظاہر امر کافی ہے خصوصا قرینوں کے ہوتے ہوئے مثلا قول اللہ تعالی کا کہ تم نماز پڑھو بظاہر فائدہ دیتا ہے کہ تفصیل شرعی کے مطابق نماز ہمیشہ کے لیے ہے باوجود نہ ہونے ایسے لفظ کے کہ اس میں ہمیشگی کی دلالت ہو اور اگر یوں کہہ دیں کہ اس میں ہمیشہ کی دلالت نہیں تو ایک وقت کے بعد نماز کا نہ واجب ہونا لازم آوے اور یہ اس کے خلاف ہے جس پر سب کا اتفاق ہے نماز ہمیشہ واجب ہے تو ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ فرق کلام موصول اور غیر موصول میں کہ ایک مخصص ہے اور ایک ناسخ سینہ زوری ہے کوئی اس پر دلیل نہیں اور یہ ثابت ہو گیا یہ کہ عام قرآنی وغیرہ دلالت میں ظنی ہیں لیکن جسے عام کے یقینی ہونے کا دعوی وہ پہلے تو یہ کہتا ہے کہ لفظ عام یقینی عموم کے لیے بنا ہے اور وہ اس کو لازم ہے بولنے کے وقت اور وہی اس کے معنی ہیں خاص کی طرح مگر جب کوئی دلیل اس کے خلاف آجاوے تو خیر پھر یوں کہتا ہے کہ بلا قرینہ اور دلیل کے اگر بعض معنی کا ارادہ عام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جائز ہو جاوے تو لغت اور شرح کا بھروسا اٹھ جاوے اور البتہ اس مقولہ سے میرے سارے غلام آزاد ہیں یہ حکم صحیح نہ ہو کہ سارے غلام آزاد ہیں پس جواب پہلی بات کا یوں دیا گیا ہے کہ ہم نے لفظ کا عموم کے لیے بنا مان لیا ہے اور یہ مانا کہ بولتے وقت عموم پر دلالت بھی کرتا ہے چنانچہ وضع اور دلالت میں ملازمہ ہے لیکن معنی پر یقینی دلالت کرنا بسبب ایک مانع کے نہیں مانتے اور وہ تخصیص کا پھیلاؤ ہے چنانچہ تحقیق اس کی اوپر ہم نے کی اور یہ بات لفظ اور معنی میں ملازمہ جو تھا اس کو منافی نہیں اور اس سے دونوں میں علیحدگی لازم نہیں آتی جبکہ ہم نے دلالت عموم پر مان لی یوں ہی ہے شرح مسلم مولانا بحر العلم لکھنوی میں مع زیادہ توضیح کے دوسری بات کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ گمان غالب پر عمل واجب ہے تو بھروسا نہ اٹھا یوں ہی مسلم کے متن میں ہے یعنی ظاہر میں عام سے جو ہم سمجھتے ہیں اس پر حکم کرتے ہیں بلا توقف تو اب ہم مثلاً سارے غلاموں کے آزاد ہونے کا اس شخص کے حق میں حکم کر دیں گے کہ کہے میرے سارے غلام آزاد ہیں تو اب کیونکر بھروسا اٹھا بھروسا تو جب اٹھے کہ بلا دلیل اور قرینہ کے ہم تخصیص کر لیں تو اب مقولہ ان ہی لوگوں کا رہا جو عام کے ظنی ہونے کے قائل ہیں تو خوب سمجھ لے اور غیر حق پر مت اڑ اور وہ دوسری دلیل وہ ہے جو محقق قندھاری نے مغتنم میں کہی ہے کہ صحابہ نے یہ آیت **واحل لکم الخ** کو اس حدیث سے مخصوص کی ہے کہ **لا تنکح المرأة الخ** اور یہ ایت **یوصیکم الله الخ** اس حدیث سے لا یرث القاتل الخ پھر اگر یوں کہا جاوے کہ یہ تخصیص اجماع سے ہے حدیث سے نہیں تو ہم کہیں گے کہ تخصیص اجماع پر ہے کیونکہ تخصیص بلا نکیر کے واقع ہوئی اور اگر یہ کہا جاوے کہ جب یہ پورا ہوتا ہے کہ یقینی سے تخصیص نہ ہوتی تو ہم کہیں گے کہ یہ اعتراض جب ہوتا کہ متواتر ہونا اس کا ثابت کرتے ہیں اور مسلم میں یہ کہا ہے کہ یہ حدیثیں مشہور ہیں بسبب اجماع ان کی کے عمل پر ان کے سوز یادت ان کی قرآن پر نسخ ہے ہمارے نزدیک مشہور میں کہتا ہوں کہ مشہور ہونا ان کا ان کے عمل کے اجماع سے نکالا ہے تو ہم اس نکالنے کی صحت کو نہیں مانتے اس واسطے کہ مشہور ہونا تو بعد اجماع کے ہے اور اجماع بعد تخصیص کے اور یہ حدیثیں تخصیص کے وقت خبر واحد تھیں تو جو شخص تخصیص سے پہلے اور عمل سے پہلے مشہور ہونا ان کا بیان کرتا ہے وہ دلیل لاوے سو ثابت ہوا اس تحقیق سے کہ تخصیص عام قرآن کی خبر واحد سے پہلے تخصیص ان کی یقینی سے جائز ہے اور مانعین بھی کئی دلیلوں سے حجت پکڑتے ہیں ایک تو یہ دلیل ہے کہ عام قرآنی یقینی ہے اور خبر واحد ظنی ہے تو اس کا حکم اس سے کیونکر ساقط ہو سکتا ہے اور وہ اس کا ناسخ کیونکر ہو سکتا ہے اگرچہ بمعنی بعضے معنوں میں ہی ہو اور یہ دلیل عام کی ظنی ہونے سے ٹوٹ گئی قندھاری نے کہا کہ دلیل عام کی ظنی ہونے کی بنا پر پوری نہیں ہے اور ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث فاطمہ بنت قیس کی کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے بعد طلاق کے مکان سکونت اور نفقہ نہیں ٹھہرایا جو اس آیت کی **اسکنوهن الخ** مخصص تھی نہیں اور کہا کہ ہم اللہ کا قرآن اور آنحضرت ﷺ کا طریقہ ایک عورت کے قول پر کیوں چھوڑ دیں وہ سچی ہے یا جھوٹی ہے اور جواب دیا گیا ہے اس کا مسلم میں کہ ان کا اس حدیث کو نہ ماننا اس لیے تھا کہ انہیں تردد تھا کہ وہ سچی ہے یا نہیں اس لئے کہا کہ نامعلوم وہ سچی ہے یا جھوٹی تا کہ تنبیہ ہو کر سبب نہ ماننے کا یہ ہے۔ ہو چکی عبارت اعتراض کی۔ کہا فاضل قندھاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہ ان کا تردد دیا تو اس لئے تھا کہ خبر واحد میں جھوٹ کا احتمال ہے تو اس میں تو مدعا ہے یا اس کی عدالت کا حال معلوم نہ تھا تو یہ اس کے مخالف ہیں کہ صحابہ سب صاحب عدالت ہیں ہاں یوں ہو سکتا ہے کہ اس کے قصور حافظ کے ہوں میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاص اس عورت کا باب میں تردد کر کے یہ کہنا کہ جانے وہ سچی ہے یا نہیں اور یہ نہیں تو یہ کہتے ہم قرآن اور آنحضرت ﷺ کا طریقہ ایک عورت کے کہنے سے کیونکر چھوڑ دیں اور ایک دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''جب کوئی حدیث مجھ سے پہنچے تو اسے قرآن پر پیش کرو نہیں تو چھوڑ دو'' مسلم میں کہا کہ یہ حدیث منسوخ کے حق میں ہے کہ اس میں بڑی مخالفت ہوتی ہے تو وہ امر سے نہیں ہو سکنے کا اور مخصص میں تو موافقت ہوتی ہے کیونکہ وہ تو بیان ہے ہو چکی عبارت اس کی کہا مغتنم میں مخالفت سے ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شامل ہے اس کو کہ سارے معنوں میں سے بعضوں کو نکال دیں خواہ اس کا نام تخصیص ہو یا بیان وغیرہ اور منہاج میں ہے کہ یہ دلیل حدیث متواتر سے ٹوٹ گئی ہے اور مسلم میں ہے کہ یہ نقص مردود ہے کہ غایۃ اسے یہ لازم آتا ہے کہ وہ حدیث مخصوص ہووے یعنی سوائے متواتر کے اور میں یہی دلیل ہے تو یہ عام مخصوص البعض ہوئی اور وہ اپنے معنی میں حجت ہوا کرتا ہے میں یہ کہتا ہوں کہ مراد دلیل کے توڑنے والے کی یہ ہے کہ خبر واحد مقابلہ میں اس اجماع کے ہے جو متواتر کے عمل پر ہے تو حجت اجماع نہیں ہو سکتی اور مجرد احتمال تخصیص کا نفع نہیں دیتا بلکہ مخصص کا ہونا ضروری ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اجماع ہے کیونکہ تو عمل پر ہے تو اجماع کے سبب سے نہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ ظاہر حدیث کا واجب کرتا ہے کہ اس کے رتبہ کی تحقیق ہو تو متواتر کو شامل نہیں ہونے کی یا یوں کہا جاوے کہ عقلی دلیل سے مخصوص ہے اور حق یہ ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے بلکہ موضوع ہے بعض لوگوں نے کہا بلکہ کہا بڑے موضوعات میں سے ہے بلکہ علماء نے کہا کہ زندیقوں نے اسے بنایا ہے اور بعض علماء نے کہا کہ وہ اس آیت کے مخالف ہیں کہ جو تمہیں رسول دیوے الخ اپنے آپ باطل کرنے والے ہوئے ہو چکی عبارت اس کی میں کہتا ہوں یہی وہ حق ہے جس کا یقین سزاوار ہے کیونکہ یہ حدیث جھوٹی ہے کچھ اس کی اصل نہیں زندیق ملعونوں نے بنالی ہے اور جاہل متعصبوں نے اس سے حجت پکڑی ہے اس واسطے اس کو متقدمین اور متاخرین نے رد کیا کہا بحر العلوم نے شرح مسلم میں کہ سفر السعادت نے کہا ہے کہ یہ حدیث بڑی موضوعات میں سے ہے شیخ حجر عسقلانی نے یہ کہ کئی طریقوں سے آئی ہے اور کوئی کلام سے خالی نہیں بعضوں نے کہا کہ زندیقوں نے بنالی ہے اور یہ بھی اس آیت کے خلاف ہے جو تمہیں رسول دیوے تو اس کو لو تو صحت اس کی اس کے وضع کو لازم پکڑتی ہے تو وہ ضعیف مردود ہے۔ ہو چکی عبارت اس کی اور کہا شیخ ابن طاہر حنفی نے جن کی مجمع البحار ہے اپنے تذکرہ میں کہ وہ جو اصول فقہ والی حدیث کہہ کر لاتے ہیں ہ مجھ سے جب کوئی حدیث تم کو پہنچے تو اسے قرآن سے ملاؤ اگر موافق ہووے تو اسے قبول کرو ورنہ چھوڑ دو خطابی نے کہا کہ زندیقوں نے بنالی ہے اور اس کو یہ حدیث دفع کرتی ہے کہ میں قرآن اور حدیث کے برابر دیا گیا ہوں اور بعضی روایتوں میں قرآن کی مثل بھی آیا ہے اسی طرح صنعانی نے کہا ہے اور یہ بات یونہی ہے ہو چکی عبارت اس کی اور کہا قاضی محمد بن شوکانی نے فوائد مجموعہ میں کہ یہ حدیث کہ جب تمہیں مجھ سے کوئی حدیث پہنچے تو اس کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن سے ملاؤ اگر موافق ہووے قبول کرو ورنہ چھوڑ و خطابی نے کہا کہ زندیقوں نے بنالی ہے اور اس کو یہ حدیث دفع کرتی ہے کہ میں قرآن اور اس کی مثل دیا گیا ہوں اور ایسا ہی صغانی نے کہا ہے میں کہتا ہوں کہ ان دونوں سے پہلے ابن معین نے وضع اس کی کو زندیقوں کی طرف نسبت کیا ہے چنانچہ ذہبی نے ابن معین سے اس کی حکایت کی ہے علاوہ اس کے خود اس میں وہ مضمون ہے جو اس کو رد کرتا ہے کیونکہ ہم نے جب اس کو قرآن پر پیش کیا تو قرآن میں ہے کہ جو تمہیں رسول دیوے اس کو لو اور جسے منع کرے اس سے باز رہو اور ایسی بہت سی آیتیں ہیں ہو چکی عبارت اس کی سو وہ باطل ہو گیا وہ سب جس سے تخصیص والوں کا مدعا تھا اور جواز تخصیص خبر واحد سے بلا تخصیص یقینی کے جیسے ہم نے ثابت کیا تھا۔"

پس حاصل ہوا یہ کہ توقیت ہر نماز کی نمازی پر عموم نص سے ظنی الدلالۃ ہوتا ہے واجب تھی لیکن اخبار احاد جمع بین الصلوتین نے اس عموم کی تخصیص کر دی اب اس توقیت کے یہ معنی ہوئے کہ اپنے اوقات میں ہر نماز پڑھنی عموماً ہر ایک مصلی پر فرض ہے سوائے نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کے یا مسافر کو یا غیر اس کے کو جس کے حق میں احادیث سے جمع ثابت ہے پہلے اپنے وقت کی یعنی دوسری نماز کے وقت میں پڑھنی بھی درست ہے یہ جواب بطور تحقیق اور ترقی کے ہے اور اگر اس سے تنزل کریں اور مان لیں کہ ہر عام ظنی نہیں ہوتا بلکہ وہ عام جس کی ایک دفعہ تخصیص ہو چکی وہ ظنی ہوتا اور اس کی تخصیص خبر واحد سے درست ہے نہ ہر عام کی تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہے اس لئے کہ اس عام میں جس میں گفتگو ہے پہلے ایک دفعہ احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ سے تخصیص ہو چکی ہے یعنی مصلی ظہر و عصر عرفات کے اور مغرب وعشاء مزدلفہ کے اس عام کے حکم سے مخصوص ہیں کہ ان جمع بین الصلوتین باتفاق اہل سنت کے درست ہے اور یہ قاعدہ اجماعی ہے کہ جب کہ ایک دفعہ کوئی عام مخصص ہو جاوے تو وہ بالاتفاق ظنی دلالۃ ہو جاتا ہے اور تخصیص اس کی خبر واحد سے بلکہ قیاس سے درست ہے کہا تلویح میں۔

لما لم یبق العام بعد التخصیص قطعیا جاز فی العام بعد التخصیص من الکتاب والخبر المتواتر من الحدیث معلوما کان المخصص او مجهولا ان یخصص بخبر الواحد والقیاس اجماعا۔⁽³⁵⁾

"جب بعد تخصیص کے عام یقینی نہ رہا خواہ مخصص معلوم ہو یا نہ ہو تو اب عام قرآن اور حدیث متواتر کی خبر واحد سے تخصیص جائز ہے۔"

اور اگر اعتراض کرو کہ بنا بر حنفی اصطلاح کے احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ کی مخصص نہیں کیونکہ مخصص نزدیک ان کے موصول چاہیے بلکہ وہ حدیثیں ناسخ ہیں اور عام منسوخ البعض کی قطعیت ان کے مذہب میں باقی رہتی ہے پس کس طرح یہ اخبار احاد مخصص اس عام قطعی کے ہو سکتی ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ حق یہی ہے جب کہ ایک دفعہ کسی عام کا بعض افراد پر قصر ہوتا ہے تو وہ عام ظنی الدلالۃ ہو جاتا ہے خواہ وہ قصر کلام موصول سے ہو خواہ متراخی سے اور حنفی جو فرق کرتے ہیں نسخ اور تخصیص میں ساتھ متراخی اور موصول ہونے کے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں رکھتے اگر کچھ ٹوٹی پھوٹی

⁽³⁵⁾ التلویح مع التوضیح (مبحث قصر العام) ص ۸۰ ج ۱۔ بتحقیق زکریا عمیرات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل ان کی ہے تو یہی ہے کہ تاخیر مخصص میں تجہیل لازم آتی ہے سو جواب اس کا پہلی عبارت میں گذرا پس اگر حنفی بلا دلیل قصر توقیت بلا کو بحق ماسوی مصلین عرفات اور مزدلفہ کے مستلزم ظنیہ عموم توقیت کا نہ مانیں گے اور اپنی اصطلاح بے دلیل پر جمے رہیں گے تو کیا اندیشہ اور اس عام کے ظنی ہونے میں کیا شک تم نہیں دیکھتے کہ جبکہ شیوع قصر کا عام میں باعث ظنی دلالۃ ہونے پر لفظ عام کا ہو گیا ہے جیسا کہ ہم نے عربی عبارت میں ثابت کر دیا ہے تو وقوع قصر کا ایک لفظ خاص میں کیونکر اس لفظ خاص کو ظنی الالت نہیں کرے گا فاعتبروا یا اولی الابصار

پس ثابت ہوا کہ جمع بین الصلوتین بعذر سفر وغیرہ منافی اور مخالف کتاب اللہ نہیں فللہ الحمد والمنۃ۔

جناب مؤلف نے بعد اس عذر ثانی کے جس کا جواب ختم ہوا جرح اور قدح کیا ہے ان روایات پر جن کو اس نے ہمارا متمسک ٹھہرایا تھا سو تم نے دیکھا کہ ان میں سے ہم نے کسی حدیث کو بھی دلیل نہیں پکڑی پس جرح ان کا کس کو ضرر کرتا ہے اور جناب مؤلف نے جرح اور قدح کے دو عذر اور در باب عدم جواز عمل کے احادیث جمع بین الصلوتین پر لکھی ہیں ایک عذر یہ ہے کہ روایت ہے ابوذر سے کہ کہا فرمایا مجھ کو رسول خدا ﷺ نے۔

كيف انت اذا كانت عليك امراء يوخرون الصلوو عن وقتها اويميتون الصلوة عن وقتها قال قلت فما تامرنی قال صل الصلوة لوقتها (رواه مسلم)[36]

"تیرا کیا حال ہوگا جب مال دار لوگ نماز کو وقت سے ٹال دیں گے یا مار ڈالیں گے میں نے کہا آپ مجھے بتائیے کہا تو اپنے وقت پر پڑھو۔"

(جواب اذا تعارضا تساقطا)

تو اس حدیث میں یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ نماز اپنے وقت پر پڑھنی چاہیے پس جب تک احادیث جمع الصلوتین کی مثل اس کی نہ ہوں تو نہ چھوڑا جاوے گا عمل اس پر پس جواب اس کا کیا دیویں اور کس ناواقف سے خطاب کریں اتنا نہیں جانتا کہ جب کہ مجوزین جمع کے اپنی اوقات کے نماز پڑھنے کی فرضیت کتاب اللہ سے مان کر پھر اس سے مسافر کو مخصوص ٹھہراتے ہیں پھر اس حدیث ابوذر سے یہ بات نہ کہہ سکیں گے؟ اور ایک عذر جناب مؤلف کا یہ ہے کہ ادنی درجہ ہوگا احادیث جواز جمع حقیقی کی اور احادیث عدم جواز کی متعارض ہوں گی اور یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جبکہ تعارض ہو درمیان دو حدیثوں کے تو وہ ساقط ہو جاتی ہیں پس دونوں قسموں کی حدیثیں ساقط ہوں گی اور ہمارا تمسک آیات اور احادیث توقیت سے باقی رہے گا پس یہ عذر بھی قابل جواب نہیں اس لئے کہ اول تو کوئی حدیث صحیح رسول سے مروی نہیں جس سے عدم جمع کا حالت سفر میں مستفاد ہو جیسا کہ سابق میں واضح ہو چکا ہے۔

(جواب مؤلف تنویر کے اخیر عذر کا)

اور اگر بالفرض کوئی حدیث مخالف احادیث جمع کی پائی بھی جاتی ہے اور دونوں میں تعارض واقع ہوتا تو پر یہ کس نے قاعدہ باندھا ہے کہ دونوں ساقط ہو جاتی ہیں یہ قاعدہ آج تک کسی اہل اصول فقہ یا حدیث سے مروی نہیں شاید

[36] مسلم باب كراهية تاخير الصلوة عن وقتها المختار ح ١٤٦٥۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف نے کسی دیوار پر لکھا دیکھا ہوگا اذا تعارضا تساقطا اہل اصول حدیث کا یہ قاعدہ شرح نخبہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اولا ان دونوں حدیثوں کو آپس میں موافقت کرنا چاہیے اور اگر بلا تکلف موافقت نہ ہو سکے تو مؤخر کو ناسخ کہنا چاہیے اور اگر تقدیم اور تاخیر معلوم نہ ہو تو دونوں مرجح اور اقوی ہو جیسے حدیث بخاری اور مسلم کی بہ نسبت غیر ان کی کہ اس کو اختیار کرنا چاہیے اور کتب اصول حنفیہ میں بھی ایسے مراتب ٹھہراتے ہیں اگرچہ ان میں جمع کو مؤخر کیا ہے غرضکہ اذا تعارضا تساقطا کا اہل اصول کوئی قائل نہیں اخیر عذر مؤلف کا یہ ہے کہ عدم جمع میں احتیاط ہے اس لیے اگر کوئی جمع نہ کرے گا تو نماز اس کی بالاتفاق اپنے وقت میں ہوگی اور اگر جمع کرے گا تو شاید اللہ کے نزدیک درست نہ ہو پس نماز اس کی بدون وقت کے ناجائز ہوگی۔

(جواب ان عذرات کا جن کا مؤلف تنویر نے تذکرہ نہیں کیا)

پس جواب اس کا یہ ہے کہ تشکیک مذکور اس صورت میں جاری ہوتی ہے جس میں طرفین کا مذہب مدلل بدلائل ہو اور صورت اختلاف کی ہو حالانکہ مسئلہ جمع میں مانعین کا دعوی بے دلیل ہے اور ناجائز کہنا ان کا خلاف ہے اختلاف نہیں پس اگر صحت میں عمل مدلل بدلائل کے قول بے دلیل شک ڈال دیا کرے تو سینکڑوں اعمال باطل ہو جاویں اور حق اور باطل میں کچھ تمیز نہ رہے پس رد ہوئے سب عذرات جناب مؤلف کے اب عذرات سے جو مؤلف نے بیان نہیں کیے بلکہ بعض اور حنفیوں نے بیان کیے ہیں جواب دیا جاتا ہے تو سنو کہ بعض یہ عذر کرتے ہیں کہ ابن مسعود نے۔

ما رایت رسول اللہ ﷺ صلوۃ الالمیقاتھا الاصلوتین صلوۃ المغرب والعشاء یجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا (رواہ البخاری ومسلم) (37)

میں نے نہیں دیکھا آنحضرت ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے مگر وقت پر ہی دیکھا ہاں دو نمازیں مغرب اور عشاء مزدلفہ میں اور فجر اس دن وقت سے پہلے پڑھی۔

پس جواب اس کے تین ہیں اول یہ کہ اگر اس نفی ابن مسعود کو تم سب احادیث اثبات پر جو باقی چودہ صحابہ سے مروی ہیں غالب ٹھہرا کر کہو کہ جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر ایک یہ پہاڑ مصیبت کا گرے گا کہ جمع بین الصلوۃ ظہر وعصر کو کیوں عرفات میں درست رکھتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود کے سے تو نفی جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہے پس جو تم جواب رکھتے ہو اسی کو ہماری طرف سے سمجھو یعنی اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کے تھا تو ہم کہیں گے جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی کیونکہ چودہ صحابی سوائے ابن مسعود کے اس کے ناقل ہیں تو اس واسطے ابن مسعود نے اس کا استثناء نہ کیا اور اب محمل نفی کا جمع بلا عذر ہوگی اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالقایسۃ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کون مانع ہے کہ مقائیسہ سے وعلی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا ہے دوسرا جواب یہ کہ جو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے۔

---

(37) بخاری باب تاخیر الظهر الی العصر ح ٥٤٣ – مسلم باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر ح ١٦٣٤۔

(38) شرح مسلم باب استحباب زیادۃ التغلیس لصلوۃ الصبح یوم النحر ص ٤١٧ ج ١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والجواب عن هذاالحدیث انه مفهوم وهم لایقولون به ونحن نقول بالمفهوم ولکن اذا عارضه منطوق قدمناه علی المفهوم وقد تظاهرت الاحادیث الصحیصة بجواز الجمع انتهی۔(38)

''اور جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مفہوم ہے اور وہ لوگ مفہوم کے قائل نہیں اور ہم جب قائل ہیں کہ منطوق مخالف نہ ہو اور جہاں مخالف ہو تو منطوق کو مقدم رکھتے ہیں اور حدیثیں جمع صلوۃ کی بہت ہیں ہو چکی عبارت اس کی۔''

تیسرا جواب یہ جو شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں کہا ہے

وقد صح فی البخاری عن ابن مسعود نفی رؤیة الجمع عنه ﷺ الا بمزدلفه ثم رایت فی مسند ابی یعلی من طریق ابن ابی لیلی عن ابن قیس الا زدی عن ابن مسعود کان ﷺ یجمع بین الصلوۃ فی السفر(39)

فلو حمل الاثبات فی حدیث ابن یعلی علی حال الجد فی السیر والنفی فی الحدیث البخاری علی حال النزول فی المنزل لکان له وجه فیؤل الی مذهب مالك انتهی۔

اور بلاشک صحیح ہوا بخاری میں ابن مسعود سے کہ سوائے مزدلفہ کے جمع صلوتین کرتے آنحضرت ﷺ کو نہ دیکھا پھر میں نے مسند ابویعلی میں طریقہ ابن ابی لیلی سے وہ ابی قیس ازدی سے اور وہ ابن مسعود سے راوی ہیں یہ دیکھا کہ ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سفر میں جمع صلوتین کیا کرتے تھے سو اگر حدیث ابویعلی میں اثبات جمع جلدی چلنے کے وقت پر حمل کیا جائے اور نفی جمع حدیث بخاری کی میں اوپر حال اترنے کے منزل پر حمل کیا جاوے تو البتہ ایک طریقہ ہوگا پس مائل امام مالک کے مذہب کی طرف ہو جاوے گی ہو چکی عبارت اس کی۔

اور بعض حنفی یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے

انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی تجیئ وقت الصلوۃ الاخری رواہ مسلم عن ابی ابن قتادة عن النبی ﷺ (40)

''گھٹاؤ یہ ہے کہ ایک نماز نہ پڑھی اور دوسری نماز کا وقت آ گیا روایت کی مسلم نے ابو قتادہ سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے''

تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث اسی شخص کے حق میں ہے کہ بلا عذر نماز میں تاخیر کرے نہ اس کے حق میں جو مسافر ہو اگر کہو یہ حدیث سفر میں فرمائی تھی پس مسافر کو بھی حکم اس کا شامل ہوگا تو کہا جاوے گا کہ اولا تو ظرف قول کا باعث اور قرینہ اس کی تعمیم یا تخصیص پر نہیں ہوتا اور اگر ظرف کو دخل ہو تو کہا جاوے گا کہ یہ قول آنحضرت ﷺ نے وقت نماز فجر کے اور فوت ہو جانے نماز فجر نیند میں فرمایا تھا جیسا کہ ابتداء اس حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے پس حکم سفر کے فجر ہی کا بیان کیا جس کا جمع کسی نماز سے ممکن نہ تھا نہ ظہر و عصر اور نہ مغرب و عشاء سفر کے کا۔ علاوہ یہ کہ مسافر جمع کرنے

---

(39) ابو مسند ابی یعلی ح ۵۳۹۱ ج ۶۔ طبرانی کبیر ح ۹۸۸۱ ص ۳۴ ج ۱۰ – ابن ابی شیبہ ص ۴۵۸ ج ۲ ہیثمی فرماتے ہیں ابویعلی کے رجال صحیح ہیں۔ (مجمع الزوائد ص ۱۵۹ ج ۲)

(40) مسلم کتاب المساجد ح ۱۵۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کو یہ ضرور ہے کہ ارادہ جمع کرنے کا پہلے نماز کے اندر اندر کر رکھے جس شخص نے ارادہ جمع کرنے کا نہ کیا یہاں تک وقت نماز اول کا گذر گیا تو بے شک اس کی جمع درست نہ ہوگی پس اگر قرینہ ظرف اس حدیث میں مسافر کو بھی شامل کرلو تو ایسا مسافر مورد اور محمل اس حدیث کا ہوگا اور اس میں ہمارا کیا حرج جبکہ ہم نیت جمع کو قبل گذرنے وقت پہلے نماز کے شرط صحت جمع کی جانتے ہیں فافہم اور بعض حنفی یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حمنہ بنت جحش کو اس کے ایام استحاضہ میں ایسی کیفیت سے نماز پڑھنی فرمائی تھی کہ وہ جمع صوری تھی اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو بھی جمع صوری ہی چاہئے پس اس کا جواب بھی ظاہر ہے کہ وہ مقیم تھے پس مقیم پر مسافر کی نماز کو قیاس کرنا باوجودیکہ اس کے حق میں ایسے نصوص قاطع تاویل کے وارد ہیں جن کے صاف جمع حقیقی معلوم ہوتی ہے قیاس مع الفارق ہے اور مقابل نصوص کے اور وہ بالاتفاق مردود ہوتا ہے فقط پس ثابت ہوا کہ عدم جواز جمع بین الصلوتین کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں اور مانعین جمع بین الصلوتین کی کوئی دلیل نہیں رکھتے اور جواز اس کا احادیث صحاح سے جو پندرہ صحابی سے مروی ہیں اور تیرہ کتب احادیث میں جن میں صحیحین بھی ہیں روایتیں ان کی ثابت ہیں اور بہت سے صحابہ اور تابعین اور ائمہ ثلثہ یعنی امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بھی اس کے جواز کے قائل ہیں۔

فلله الحمد اولا واخر وظاهر وباطنا على ما مددنا لاثبات الجمع فى السفر بين الصلوتين الصحيح ثابت المروى عن النبى صاحب قاب قوسين ﷺ صحبه صفوة الثقلين۔

اللہ کا شکر ہے کہ اول اور آخر ظاہر اور باطن اس پر کے اس نے مدد کی ہمارے اوپر ثابت کرنے سفر میں جمع صلوتین کے کہ وہ صحیح اور ثابت ہے آنحضرت صاحب قوسین سے درود نازل کرے اللہ ان پر اور ان کی آل پر اور اصحاب پر جو دونوں جہان کے برگزیدہ ہیں۔

تمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ کتاب

مخفی نہ رہے کہ بعد تحریر جواب باب ثانی تنویر کے اور اثبات اس امر کے تقلید مذہب معین کی بزعم وجوب تعین کے درست نہیں حاجت جواب باب ثالث کے تنویر کے جس میں جناب مؤلف نے احادیث کو اپنے محل سے بگاڑا تھا اور ان میں تحریفات کر کے طرف اپنے مذہب کے کھینچا تھا باقی نہ رہی تھی کیونکہ جب التزام کی کچھ حقیقت نہ رہی تو عالم بالحدیث بدوں تحریف اور پھیرنے حدیث کے طرف کسی مذہب کے عمل کرتے اور عوام کسی عالم ربانی سے لاعلی التعین اس عنوان سے کہ فلاناں مسئلہ حدیث میں کس طرح آیا ہے دریافت کرتے لیکن پھر بھی ہم نے چند مسائل کو باب ثالث سے قلمبند کر دیا ہے تاکہ لوگوں پر قوت دلائل اہل حق کی ظاہر جاوے اور جناب مؤلف کی خیانت اور تصرف سے احادیث میں اطلاع ہو جاوے۔ پس علماء باانصاف اور فضلاء بے احتساب سے امید یہ ہے کہ ان چند مسائل کو نمونہ تحقیق اہل حق سمجھ کر باقی مسائل کو بھی اس پر قیاس کریں اور ان مسائل میں جناب مؤلف کی چالاکی سے بچتے رہیں۔ اگر ہم کو آئندہ فرصت ہوئی تو باقی مسائل کی بھی تحقیق لکھیں گے۔

واخر دعوٰنا ان الحمدالله رب اللعٰلمين والصلوٰة علي خير خلقه محمد و آله و اصحابه اجمٰعين آمين يا رب اللعٰلمين۔

توفیق ایزدی سے جوابات یک قلم   سب واجب الرقم میں ہوئے ہیں گے خوش رقم
اہل ہنر کو اس خطا پر ہو جو شعور   اصلاح دلپذیر کریں اس میں باکرم!

هذا آخر ما الهم الله خالق الثقلين عبده العاجز محمد نذير حسين عافاه الله في الدارين بجاه سيد الثقلين۔(41)

محمد اسد علی اسلام آبادی۔علیم الدین حسین عظیم آبادی۔میر حسن شاہ بسالوی۔غلام علی قصوری۔حفیظ اللہ واعظ دھلوی۔حافظ ولی اللہ واعظ لاهور۔ محمد حسین بسالوی۔شهاب الدین هیرانواله۔محمد عبدالرحمن۔محمد۔محمد حکیم۔احمد اللہ۔برهان الدین غلام رسول قلعه ساکن میاں سنگھ ضلع گوجرانواله

(41) رقم محشی کی تحقیق میں وسیلہ بالاموات پر کوئی صحیح صریح دلیل موجود نہیں لہذا راقم کا اس مسئلہ میں مؤلف سے اختلاف ہے دلیل کی روشنی میں ما بعد الرسول ہر شخص سے اختلاف ممکن ہے جیسا کہ معیار الحق میں بھی اس کی پوری تفصیل موجود ہے واللہ اعلم بالصواب۔ (گوندلوی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) صورة ما كتبه العالم النبيل الفاضل الجليل الكامل اللورعی البارع المعی المولوی عليم الدين حسين الانصاری عظيم آبادی البخز نهسوی مقرظا على هذالكتاب

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لمن ظهر برهاته بحيث لايمكن كتمانه والصلوة على سيدالامام محمد النذير والبشير وعلى آله واصحابه الهادين الى منهج الاسلام اما بعد هذا شئى عجيب ما يدركه الااللبيب ما اطيب كلامه وما احسن نظامه الله اكبر كتاب اى كتاب تضمن اجزائه يواقيت وجواهر باهرة وتشتمل مضامينه على الأل ودرر فاخذة بل هو سراسرالحكمة اليمانية ونور انوار الشرعية البرهانية اذا رأيت ديباجة جمالة تذهب عنك كل العناومتى طالعت صفحة محيا كماله ياتى اليك كل الغنا هذا ما وصف به فهو قل وما بقى فهو الجل المفاضل الغطريف ذى المقام الشريف هو البليغ الذى ان تكلم اجزل واوجزو ان نطم افحم كل سن بانشائه وعجز كفى كلامه على غذارة فضله مرشد اودليلا ولايجد معانده مع الغلو فى العتوالى القدح فيه سبيلا بل يطاوع الاحباباحراء مدعه على لسانه بالاضطرار ولايتصور انكارضوء الشمس يوم الصحو وقت نصف النهار فالاعداء والخالان على فضله شاهدان عادلان كيف لاوهوبالشرف الوضاح والعلم التقى وبالحسب العالى واخلاقه الغرالذى واضح بالشرع الشريف مؤيداومرتبتهاالاسلام ساسية القدر سرمداالم تنظر الانوار منها تصاعدت ولاحت كضو الشمس فى البرو والبحر قد انتشرصيت كماله واشتهر بناء جلاله اعنى به العالم القمقام صفوة النبلاء الا علام المولوى السيد محمد نذير حسين حفظه الله عن المعراة والشين لازالت بدورفوائدطالعةمن مطالع الحديثوالقرآن وشموس معارفه مشرقة من آفاق النبيان احلى ان يجتنى من ثمار معانيه فى بساتين الطلام واشهمى ما يستلز به من فواكه تبيانه اولواالافهام صانه الله الكبير المتعال عن شرعين الكمال وابقاه مدى الزمان سالما عن مطاعن اهل البدعة والطغيان بحرمة سيد الثقلين جد الحسن والحسين امين امين امين۔

OOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) صورة ماکتبه العالم النبیل المولوی ابو عبدالله غلام علی قصوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رب نستعین

الحمد الله رب العلمين رب زدنى علما اما بعد فيقول العبد الضعيف ابو عبدالله غلام على قصورى قد فزت بمطالعة معيار الحق مولانا المحقق والمدقق محمد نذير حين الدهلوى فظفرت على مطالبه ومقاصده ونظرت فيه بامعان النظر طالبا المحامده ومفاسده ووزنته بتنوير الحق الذى فى جوابه وكررت المطالعة والمعانية وثنيت المقابلة والموازنة متفحصا لخطابه وجوابه صفحتها بالمقائسة وتتبعت اياهما باالمناوية فوجدت معيار الحق معيار الحق بل الحق ان ذلك كتاب ينطق بالحق رايته موافقا لما هو الحق حربا با لمحامدو الفتية مشتملا على الصواب امتجافيا عن المفاسدو ومما فيهما من المسائل المختلف اعظمها مسئله التقليد وعدمه وانه مقتص على احد من الائمة الاربعه وان التزم احد تقليد واحد منهم يلزم فى مدة عمروه فصاحب المعيار اثبت عدم وجوبه ببراهين الساطعةوحججالقاطعة وما اورد مسئلة الاواسندها الى الكتاب والسنة السيته ما اتى بدعوة الاواستشهد عليها بروايات الثقات والنقول المعتبرات من كتب سادات الحنفية والعمرى ان الكتاب والسنة واقوال المجتهدين واجماع المسلمين يؤيدقوله ولا يحوم الباطل بوجه من الوجوه حوله وليس قولى هذا بالتقليد واقتفاء بالاثار بل قلته بعد التحقيق وصرف النظار وانى قد صرفت برهة من الزمان وبضعة من الايام من قبل ذلك فى تحقيق تلك المسئلة فصفحت لذلك كثيرا من الكتاب والرسائل القديمة والجديدة وتتبعت واقوال المتقدمين والمتاخرين حتى صرت منها على اليقين فلله دره وعلى الله اجره حيث اوقدشموع الهدايته فى زمان شيوع الظلمة ونطق بالحق وقت خمول السنته ونمو فروع البدعة وما اوردفى تنوير الحق من اثبات وجوب التقليد والتزمه بالشخص معين من الحجج والداهين كل ذلك محدثته من عند نفسه ما سبقه فيه احد من العلمين وما جمع فيه من الدلائل لاثبات المرام وتكلف فى تلك المقام فهو ظاهر البطلان ما انزل الله بها من سلطان وما الحكم الاا لله اليه الا نابته والثقة وعليه التكلان وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه وعلماء امته مالاحت النجوم وتلت القرآن اللهم اهدنا لما اختلف فيه باذنك انك تهدى من تشاء الى صراط المستقيم برحمتك يا ارحم الراحمين۔

OOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)صورت تحریر عالم محقق وفاضل مولوی مدقق احمد الله حفظه الله شاگرد رشید مولانا ابو عبدالله موصوف سلمه الله۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔

الحمد لله والصلوة على رسوله اما بعد فيقول احقرالخليقته بل لاشئی فی الحقيقة احمد الله جعل الله اخراه خير من اولاه انى طالعت معيار الحق للاواحد الكامل محطه رجال الافاضل محى السنته ما حى البدعته وحيد زمانه فريدلوانه مولانا وبالفضل اولانا المشتهر فى الخافقين السيد محمد نذير حسين جزاه الله عنا خير الجزاء فى الدارين وطالعت ذلك الكتاب من اوله الى اخره واطلعت على باطنه وظاهرة فوجدته محلى بيواقيت التحقيق وجواهر ودرر فريدالتدقيق وزواهره جامع للمواهب اللطيفت هوالمطالب الشريفته مرقاة للصعود على منازل الحق الى الدرجات العلى والمعاة النجات فى طريق الصدق من الظلمات الدجى فانه خلاصته توضيح المحققين وتقيح المدققين كل مطالبه مبين رجل مقاصده مبدهن غايته تقريب نهايته تهذيب بادره يا طالب الحق انه مغتنم وعنده فحول العلماء مسلم وجعله عقد الجيدك والفوز به عيدك فانه اورد فيه النصوص القطعيته من الايات والاحاديث والنقول المعتبرة من فقهاء مذاهب الاربعة مؤيدة لمدعاه موكدة لما ادعاه بحيث لم يبق المخالفه دليل ولالفار من الحق سبيل ولا تغتر بهذيانات صاحب التنوير فانه لادليل له من صحاح الحديث ولاكتاب المنير والحق ما افاده مولانا فى معيار كمالا يخفى على الاخيار فجعل الله حجته با لغة وكلمته عالية وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه وعلماء امته اجمعين۔ آمين۔

OOOO

(۴)صورة ما قرظه الفاضل الكامل المعارف الواصل جامع المعقول والمنقول كشاف المعضلات الفروع والاصول اسوة الاتقياء زبدة الفقهاء الموفق من عندالله الصمد مولانا المولوى محمد بنجابى خلف الصدق المولوى بارك الله سلمه وغفرله۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد الله الذى هدانا لهذاوما كنا لنهتدى لولاان هدانا الله والصلوة واسلام على رسوله محمد الذى من آمن به وتبعه اهتدى ومن اعرض عن الافتدأ به ضل وغوى وعلى اله واصحابه الذين هم لجوم الهدى اما بعد فهذاالكتاب المطابق بالمسمى معيار الحق بل عين الحق حقيق بالقبول لامجال للعدول عنه لاهل الحق والانصاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وان انکره اھل التعصب والاعتساف الفه استاذنا ومولانا المحقق المدقق الکامل فی فن الفقه من الاصول والفروع والتفسیر والحدیث السید مولانا محمد نذیر حسین ادام الله فیوضه ولقد کنا مترددین فی هذه المسئلة عن معضلة فکشف عنها حجابها فاستنارت کالقمرلیله البدر جزاه الله عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء فی الدارین حال قال الله تعالی والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین وانا العبدالضعیف المفتقر الی الله محمد ابن مخدومی بارك الله غفرالله له ورسائرالمومنین۔ آمین

OOOO

(۵) صورتھا قرظه ونظمه سند السادات مصدرالخیرات والحسنات مجمع البرکات والکمالات وحید عصره فرید دهره الفاضل الامعی العالم اللوذعی رافع اعلام الشریعته قامع آثار الشرك والبدعته الصوفی الصافی الاسعد جناب میر حسن شاه قادری بتالوی مدظله۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا الصراط المستقیم بالنورالمبین والصلوة والسلام علی رسوله محمد سید المرسلین وعلی اله وصحبه الذین فازوا منه بالحظ الجسیم من نوراليقین اما بعد فلما کان علم الفقه اعظم العلوم قدر اوا علمها منزلا ورافعها شانا واسناها برهانا وکان مسئله وجوب تقلید امام واحد وعدم وجوب من ادق مسائله واغمضها قد تحیرت فیها افهام الاذکیاء وتقعس عن تحقیقها اذهان الفضلا فصنف فیها الفاضل التحریر العلامته والفاضل الفهامةصدر الفضلاء المدرسین فخر العلماء الراسخین الفقه الذی تزنیت بدرسه المساجد والمدارس واحتاج الی تفریع منطوقه ومفهومه کل الذاکر والمدارس احیی دروس المدارس وزان روسها وجمل صدور المجالس واطلع شموسها عمدة المفتین المحققین قدوة المحدثین والمدققین المبراعن الشین مولانا السید محمد نذیرحسین لا زالت شموس فضائله لامعته وانوار جلائله ساطعة کتاباسماه معیارالحق بالهام الله اللهم للصواب ولعمری ان ذلك الکتاب لاریب فی انه فی هذه المسئلة فصل الخطاب یسلك بمن یتامل فیه سبیل الرشاد یخلع ربقة وجوب التقلید الامام الواحد من اعناق العباد فانه برهن فیه علی ما هو الحق الحقیق من ان التقلید لامام من ائمته الهدی واجب التقلید الامام الواحد المعین غیرلازب کیف وهو هوس من هو ساتهم لم یاتو علیه بسلطان مبین واما ایدوه الا باقوال المقلدین لاالمجتهدین فضلاعن النص الصریح اوحدیث الماثور من سیدالمرسلین جزاه الله عنا خیر الجزاء وجعل سعیه مشکورا وکلامه بین اهل الحق مقبولا ومشهورا والحمدلله رب العلمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و آله و اصحابه اجمعین المرقظا ضعف عباداللہ میر حسن قادری فاضلی۔

OOOO

(٦)صورةما کتبہ وبسطرہ واقف علوم عجیبہ ماہر فنون غریبہ فاضل اجل وعالم اکمل مولوی حافظ عمر الدین ہوشیار پوری دام ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الکتاب معیار الذی مولانا المحقق والمدقق قدوۃ العلماء المتبحرین اسوۃ الفضلاء والمحدثین السید محمد نذیر حسن ادام اللہ فیوضہ فی الملوین کتاب یشتمل والحق الحق لاینفک عنہ والباطل لایحوم حولہ والحق ان ہکذا کان طریق السلف والخلف وما کان احد یرس تقلید احد واجبا علی احد ولقد رایت فی طحطاوی موافقا لما ہوہذا الکتاب حیث قال قولہ وفی النکاح الخلاصتہ لو قیل الحنفی ما مذہب الامام الشافعی فی کذا وجب ان یقول قال ابوحنیفہ رحمہ اللہ کذا وذلک لانہ یجب علی الشخص التکلم بالصواب لا بالخطاء وقول الغیر فی اعتقاد الحنفی خطاء یحتمل الصواب وتقدم فی الخطبتہ ان محل ہذا فی المجتہدا ما لمقلد فلا یجب علیہ ہذا الاعتقاد بل نصو علی جواز تقلید المفصول مع اوجود الفاضل مع ان المفضول خطاء ہ اکثر وقد اشارالی ذلک صاحب البحر فی بعص رسائلہ ولذا قال الشریف الحموی ثم لایخفی ما فی کلام الخلاصتہ الذی قوی بہ صاحب النہر بحثہ من النظر انتہی بلفظہ وایضافیہ واعلم ان الافتاء بقول ما ہو عین التقلید ولا نزاع فی جوازہ بشرط عدم التفلیق علی ما ذکرہ الشیخ الحسن وافودہ برسالۃ ویخالفہ ما ذکرہ العلامتہ ابن الملا فروخ حیث صرح بجواز العمل بالتلفیق واطال فی ذلک علی وجہ التخقیق وافردہ برسالۃ ایضا وعن القول بجواز التلفیق لابن الہمام فی التحریر ولصاحب البحر فی بعض رسائلہ وانہ قال ای صاحب البحر مع العمل بالتلفیق خلاف المذہب الی آخر ہ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وانا العبد المذنب المعروف بحافظ عمر الدین ہوشیاربوری غفراللہ لہ ولوالدیہ۔

OOOO

(٧)صورۃ کتبہ وقرظہ العالم الکامل الفاضل العادل ارشد الصلحاء واسعد الاتقیاء المولوی برہان الدین صاحب ادام اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ رب اللعلمین والصلوۃ علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اما بعد فما حققه العلامة المدقق الفهامة المحقق سند المحدثين حجة المفسرين رائج التوحيد واسنته ما حى الشرك والبدعته طالب الحسنين السيد المولوى محمد نذير حسين رزقه الله خدمته سنته سيد الثقلين فى معيار الحق فهو عند الحق الماموربه المطاع والعمرى هو الحقيق الحق بالاتباع تم۔

OOOO

(٨)صورۃ ما زبره المصقع الخطيب وامدره الاديب الحسيب النسيب والطبيب ابن الطبيب ذوالطبيعته النقادة والفتنته الوقادة المولوى محمد سليمان وقاه الله شر الاشباه والا قران مقرظا على هذا الكتاب

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد الك يامن بك الصبح يتنفس۔ واليل يسعس۔ والباطل يمحق والحق يخصص۔ والليث المقيد يتحمش والجروا مقلد يتبصبص۔وصلوة على رسولك الذى دخ به الايمان واندح۔ وزضخو فيه ولو امراة حدحة وشيخ دردح وبعد فهذه الرسالة احسن الرسائل۔ ليهتدوا بها اهل الزيغ والخفاثل دواء لاسقام الجهل شفاء لذوى النهل۔ ضاع بها رحيق التقليد الجامد وذهب رفيقه والكسر قنينه بعد ما طفح واختطف بصره بعد ما طمح۔ ولاح بان اهله غافل صفندد۔ لابل جاهل ضمخدد۔ فطوبى لمن اٰمن با لكتاب وصدق۔ نج نج۔ وبوسى لمن تعافاه ومزق۔ كخ كخ۔ كيف لاعبارته تعجب السحنان وتحقيقاته تنشط أذان الاذهان۔ نديم فى الغربة۔ مزيل الكربة نسيم المطيبته من الرياحين والا زهار يسر القلوب۔وحياض زلالته شفاء لكل مكروب۔كانه روض قمطورة يتغرد البلابل على اغصانه ويترنم العادل على عيدانه ولنعم ما تغرد واهرب عن التقليد فهو ضلالته۔ ان المقلد فى سبيل الهلاك وحبذا ما ترنم با گل سرخ كه اصلش عرق روى نبى است۔ رتبهء لاك نعمان نه برابر گيرند فيا معشر العلماء! ان اردتم الفوز الى السعادة۔ والوصول الى الغايته فلينظروا الٰى هذا الكتاب بعين الانصاف۔ لاعن التعصب والاعتساف۔ فانه سحر لاكنه حلال۔ وسحر ليس له من الشمس زوال خال عن الحشوو التطويل وحاشالله ان يكون لها عديل۔ وحقيق بان ينمق على جنات الحور من سواد طورالمحبوب وحرى بان يكتب نم الزمرد الا خضر على صفائح القلوب۔ اللهم ايد مؤلف مون ترصعه بجليته الطبع ويسرلى رويتهما ريا وقدرلى حضور محسلهما احسن نديا وانا العبد الضعيف محمد الشهير بسليمان الفلوارى العظيم آبادى مولدا ومنشا۔ والصفروى محتداومسكناً

OOOO

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹)صورۃ ما کتبہ الفاضل النبیل الادیب الجلیل مہبط فیوض سبحانی مولوی نور محمد ملتانی سلمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○الداھیۃ وما ادرك ماھیۃ کل خلق ورطۃ ونخلا متشتہ راکبون علی متن عمیاء یحیطون غلط عشواء وابشری لمن سلك سباسب الحق والصدق۔ وصنف فی اعلاء کلمۃاللہ کتابہ"معیار الحق" الذی یتحلی بروایت ودرایت وبلاغت رائعۃ

سواد الحروف فیہ کالیل مظلم — وھی سطرو منہ کالصبح یطلع
دقائقہ فیہ کشمس مضئیۃ' — علیھا سحاب منہ تبدو وتطلع
معانیہ فی الالفاظ یطلع ضؤھا؟ — کنور السراج با الزجاجۃ یلمع

ولی مصنفہ قدم لاعلام العلوم فارعۃ واھداب بارعۃ من استسعی یعبوبا ومن استسقی عنہ فقد استسقی اسکوبا۔ ولنعم ما قیل ان خلاصۃ الجوھر تظھر بالسبك ۔ ویدالحق یصدع رداء الشك

رفص فنون العلم فرد الدھر — بدر العلی شمس سماء الفجر
الماجد الجھبذ من سماعلی — اقرانہ مجدا بھذا القطر
واللہ یحمیہ ویبقیہ علی — خیرو لازوال جمیل الذکر

ولقد لمحت الکتاب المذبور فوجدتہ محتویا علی بدیع استملحتۃفیا ایھا الاخذان والخلان الحق احق ان یتبع۔ والصدق حقیق بان یستمع والاجتناب عن شھبا التقلید والغیاھب واختلاط الضلال والشوائب واجب والاغرض عن سوء العواقب رای صائب واوصی الناس بالرجوع الی مضامین ھذا الکتاب وامصیر وجمعت ھذا الحروف بایمانہ الفاضل التحریر المولوی تلطف حسین صین عن کل شین مستظھرا کاستظھار الرضیع باظیر الظھیر وقلت فی تاریخ طبعہ الا لیس نظیرہ

(۱۰)قصیدہ بلاغت رمیدہ من تالیفات افصح الادبا ابلغ البلغا محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی محمد علام اکبر خان صاحب سلمہ الرحمن الواھب درفضائل جناب مؤلف مدظلہ

ہوا ہے غیب سے مضمون یہ آج ذہن نشین — کہ طبع کو میں کروں باغ فکر میں گلچین
گلوں کو طبع کے رشتہ میں فکر سے لاکر — بناؤں ہار ثناء کا وہ جس کی ہو تحسین
بناؤ یا کوئی گلدستہ کرکے گل چینی — کہ طاق قصر ثنا کے کسی کے ہو تزئین
کھلا کے باغ طبیعت میں فکر کے گل کو — دماغ روح کو اپنے کروں میں عطر آگین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھلا ہے یعنی یہ شگوفہ طبع میں آج — کہ کیجیئے مدحت مفتی دین وشرع متین
وہ کون مولوی سید نذیر حسین — کہ جس کے فیض سے ہیں مستفیض اہل زمین
ہے حجت خلف خاص وعام جو بہ وقار — ہے اک وحید سلف جو بعزت وتمکین
ہے شمع بزم طریقت جو ذات با برکات — ہے جو محافل شرع متین کا صدر نشین
ہیں بہرہ ور علماء علم وفضل سے جس کے — ہیں راہیں صلحاء جس سے باصلاح ویقین
سپہر رشد کا شمس الضحی ہے آج وہ شخص — خدیو ارص ہدایت ہے جو بہ نیک آئین
طحاوی وقت کا ہے اپنے جو میان حدیث — ہے فقہ میں جو کم از صاحب ہدایہ نہیں
اصول میں جو ہے اب ثانی محبّ اللہ — کلام میں نسفی کے ہے مثل جو ان حین
ہے جو معانی میں در صاحب مطول پر — مفسری میں جو رازی سے ہے زیادہ ذہین
ہے صرف میں جو رضی سے زیادہ تر صراف — ہیں کہتے نحو میں جامی کا مثل جس کے تئیں
بلاغت اور لغت میں زمخشری سے تمام — بتاتے ہیں جسے اہل نظر زیادہ کہیں
بہم ہے وہ فن معقول میں شرف اسکو — کہ میر زاہد و قاضی کو بھی نصیب نہیں
عجیب ذات ہے کیا مجمع علوم وفنون — کہ جس کا آج نہیں ہند میں نظیرو قرین
پڑھوں وہ مطلع گذر کرخطاب غائب سے — کہ سن کے ہوں جسے حاسد چین بہ چین

مطلع ثانی

ہے اس میں ختم تیرا کل مدارج تحسین — کہ بس کروں تجھے کہہ سبط پاک سرور دین ہے
افتخار سیادت کی دود ماں کا تجھے — ہے تو شرف وہ ہر خاندان اہل زمین
ہے اپنے تو خلف الصدق ان اب وجد کا — کہ جن کے صدق سے ہاتھ آیا ہم کوصدق ویقین
خدا رکھے تیرا جاری جہان میں چشمہء فیض — دوام برسر تشنہلبان اہل یقین
مدام تجھ کو خدا ہم پہ ظل گر رکھے — محبّ رہیں تیرے جتنے ہیں خرم وشادمان
رہیں عدو تیرے پامال تا بہ یوم الدین — بس اب دعا پہ قصیدہ کو ختم کر مسلم
کہ اختصار سے سنتا ہوں طول خوب نہی — رہے زمانہ میں جب تک شیوع مذہب حق
رہے جہان میں تا سنت رسول امین — ہو علم وفضل کو جب تک جہاں میں نشوونما
ہوں بہرور طلبہ تا علوم سے بہ یقین — رہیں تہ فلک اہل حدیث تابہ ظفر
ہو بس زمانہ میں تاپست بدعی بے دین — رہے زمانہ تیرا معتقد بہ فضل وکمال
بہ نغمہ سنجی مدحت — زعین صدق ویقین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولہ قطعہ تاریخ

ہوا ہے باردگر طبع نسخہء معیار کہ اس سے پا کے لوگ ہوں ہدایت کے قریب
بھلا ہو کیسے نہ مرغوب اہل حق یہ کتاب کہ امر دیں کی ہے تنقیح اس میں اور تہذیب
ہر ایک صاحب تحقیق کا ہے اس پہ مدار نہ مانے گر کوئی تقلید یہ عنید ومریب
یہ ہے وہ نسخہ جسے لیتے ہیں بہ دل وہ لوگ جو امر حق کے ہیں محبوب اور دینکے حبیب
عجیب مایہ تحقیق حق ہے یہ نسخہ کہ صاد کرتا ہے جس پر ہر ایک مرد لبیب
ہے کیا کتاب یہ واللہ قاطع بدعات کہ جس سے آفت تقلید کی ہوئی تخریب
کتاب بس ہے ہر ایک کو عمل کے لئے یہ حکم عام ہے سائل ہو کوئی خواہ مجیب
ہے اب یہ جی میں کہ اس پر لکھوں میں وہ تاریخ کہ سن کے وجد میں آئے جسے ہر ایک ادیب
ہیں سال طبع میں اس کے فقط یہی دو لفظ عجیب لفظ ہے اک دوسرا ہے لفظ غریب

ایضاً

پھر ہوا طبع نسخہ یہ مسلم! رہے تم سے بھی ہاں کوئی تاریخ
سر الفت سے بول اٹھا ہاتف اس پہ لکھ رد غالیاں تاریخ

ولہ

دیکھ کر یہ نسخہ بے مثل میں بھی بے گمان لکھے سال طبع جب طالب ہوا اس بات کا
کاٹ کر سر احمق تقلید کا باردگر چھپ چکا بول اٹھے سب گلزار تحقیقات کا

(۱۱)قطعہ تاریخ نتیجہ طبع نقاد مربع نشین چار بالش علم وکمال زیب وسادہ فضل وافضال فخر زمان تحریر دوران جناب مولوی میر شاہ جھان صاحب دھلوی سلمہ داماد مؤلف مدظلہ

کامل تمہیں گر نجات کی خواہش ہے تاریخ کو اس کی روز و شب ورد کرو
اللہ کے نام ہیں تعجب کیا ہے ؟ یا ہادیؑ یا متینؑ یا مقتدر!

ولہ

میں نے جو پوچھی عالموں سے یہ بات کہ جنہیں دین میں ہو پاس سخن
تو جزا ان کی کیا لکھی ہے؟ کہا کہ جزا ہے سیعلمون غداً

ایضاً

طبع شد بار دگر معیار حق بارک اللہ ایں کتاب لاجواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از پے تحقیق حق آمد محک میکند مس راجدا از زرناب
نیست از خفاش چشمے چارہء ورنہ حق روشن تراست از آفتاب
یا اولی الابصار پاس امر حق داز تعصب اجتناب واجتناب
جوشبود گو درجہان پاس سخن ایں جہان جود چیست نقش روے آب
نقش روے آب کے ماند درست نقش دیں برلوح دل باید کتاب
عزت دیں باید و فوق عمل فخر دنیا را کہ آرد درحساب
ہیچ دانی چیست دنیا جیفہء طالبا نش راہی دانی کلاب
از پئے ایں فضلہء روبا وسگ بہر حق ہرگز مخور ایں پیچ و تاب
اتباع سنت احمد کنید! تا شوید از مقصد خود کامیاب
چوں محمد مصطفیٰ خوشنود شد از امام آری چرا خوف اعتاب
پیش قول احمد واصحاب او اترکو قولی بفرمود آنجناب
سال طبعش اہل حق می خواستند گفت کامل اے زہے خیر الکتاب

(۱۲) قطعه تاریخ طبع معیار از نتیجه فکر مولوی محمد سلیمان صاحب متخلص به حاذق در صنعت توشیح که قطع نظر اصل ماده از اول و آخر مصرع اول ۱۲۹۷ هج و از اول و آخر مصرع ثانی ۱۸۸۰ برمی آید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳چہ شد بار دگر معیار مطبوع ۷۰ ۲با سلوب جدید طرز وزیبا ۱
۷زطور معنیش بردل تجلی ۱۰ ۷زنور حرف اوہردیدہ بینا ۱
۲بنور او منور چشم حق میں۵۰ ۷زطبعش جوش دل ہر اہل تقویٰ۱
۲باستیصال تقلید معین ۵۰ ۴دریں عالم بود بے مثل یکتا ۱
۲بجنت قدسیاں گفتند ربی ۱۰ ۴۰۰تو ایں معیار حق مقبول فرما ۱
۴۰ملائک برفلک گویند ازیں طرز ۷ ۲۰۰خداوند کریما پادشاہا ۱
۵۰نماند در جہاں زنہار تقلید۴ ۷زما قبول فرما ایں دعا را۱
۵۰ہنیا لک ما احببت یا من ۵۰ ۳۰لک الاحسان والافضال تنشی۱
۸۰فان کلامک حق مطاع۷۰ ۸۰فاخزی اللہ تعسا من قولی ۱
۸جبی فخر دیں مقبول یزداں۵۰ ۳۰۰شفیقی مخلصی محبوب دلہا!۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰۰شود نامش عیاں بے شبہت وریب۲ ۴۰۰تلطف باحسین آری چو یکجا ا
۲بطبعش خوش نمود احیائے سنت۴۰۰ ۳چو اعجاز مسیح احیائے موتی ا
۲بشکرش می سرایم ہر شب وروزے ۲۰کلام حافظ مقبول دلہا ا
۸حماک اللہ عن شرالنواب۲ ۳جزاک اللہ فی الدارین خیرا ا
۲برائے سال طبعش ہاتف غب۲ ۲بحاذق نسخہ بے مثل گفتا ا

ولہ

معیار چو طبع شد سن طبع دل گفت بگو ترا چو ذوق است
حاذق گفتم کہ سال طبعش مجموعہ خاص اہل ذوق است

ولہ

مکرر طبع چوں معیار حق شد بحاذق گفت روزے ملہم غیب
کہ سال طبع او تعمیر سنت حبیب ایزد پاک است لاریب

(۱۳) قطعہ تاریخ مع تقریظ دلپذیر فلاطون دوران ارسطوئے زمان المتخلق باخلاق سید الثقلین جناب مولوی حکیم فضل حسین صاحب مھدانوی عظیم آبادی دام برکاتہ

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں کاش پوچھو کہ ماجرا کیا ہے

سبحان اللہ یہ کتاب لاجواب ہے جس کی ہر انتخاب ہے مومنین کے لیے اگر دستاویز ایمان کہیں تو بجا ہے اور مبتدعین کے لیے اگر آیت عذاب کہیں تو روا ہے آج کس کے قلم میں ایسا زور ہے کہ اس کی تعریف کر سکے اور کس کے دماغ میں یہ قوت ہے جو پوری طرح اس کے مطالب کو سمجھ سکے آج کون ایسا بشر ہے جو اس کے خلاف میں قلم اٹھاوے اور منہ کی نہ دکھاوے چونکہ یہ کتاب سراپا احادیث نبوی ﷺ اور کلام یزلی سے مؤلف ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اس کا جواب قرآن کی تحریف اور حدیث کی تردید برابر ہے یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ آخر یہ کتاب کس کی ہے؟ اور مؤلف اس کا کون ہے؟ یہ کتاب اس شخص کے رشحات قلم ہدایت رقم کا نتیجہ ہے جو آج شہرہ آفاق فخر واسماعیل اور اسحاق ہے جس سے شاہ عبدالعزیز کا نام اور شاہ ولی اللہ کی روح سرور ہے جس کی ذات پاک سے دہلی کیا کہ تمام پرنور ہے جو سچے مسلمانوں کا مایۂ فخر و نازش ہے جو ہر آن ہر لحظہ قابل ستائش ہے بشر ہے مگر فرشتہ صفت ہے تیرہویں صدی میں مروج آئین صحابیت ہے۔

مطلع جہان کا شرک سے بس صاف کردیا دین خدا کو قاف سے تا قاف کردیا

وہ کون سا مولانا واستاذنا ومرشدنا جناب مستطاب سیدی سید مولوی محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی جن کی تحقیق محققانہ سے ایک عالم نے فائدہ اٹھایا اور جنہوں نے صحاح ستہ کو بین الناس گلستاں اور بوستان سے بھی زیادہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلایا۔ اللہ تعالی ان کو اور ان حضرات کو جو اس کی طبع میں ساعی رہے دنیا اور آخرت میں جزائے خیر عنایت فرمائے۔ آمین یارب العلمین

قطعہ تاریخ

طبع چو شد معیار مکرر دین پیغمبر گشت قوی تر — کرد کتاب حمائل در بر آنکہ بدنیش بود تولا
گشت جدا از تن سر اعداء گفت مکرر ہاتف از من — جاالحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

(نوٹ) اس آیت کے عدد اگر دوبارہ پڑھی جاوے تو ۱۲۹۸ ہوتے ہیں اس لئے ایک عدد نکال دیا جس کا اشارہ مصرع ثالث میں ہے اور چونکہ اس کے مکرر پڑھے جانے سے تاریخ حاصل ہوتا ہے اس لئے گفت مکرر ہاتف از من مصرع ثالث میں ہے

(۱۴) تاریخ طبغرادفاضل اجل عالم بے بدل جناب مولوی کاظم علی صاحب ابن زبدۃ الاصفیاوقدوۃالاتقیاء ذوالمجدالظاہر والفصل الباہر مولانا السید محمد عالم علی درصنعت توشیح کہ اگر ازسرھر مصرع خرفی گیرند نیز ۱۲۹۷ھ برمی آید

دریں وقتیکہ در عالم فراغ است — نشاطے منتشر برکوہ وراغ است
گذشتہ از نگاہم ہم چوں کتابی — بنام ایزد زہے فصل الخطابی
بامراض شکوک آید شفائے — برائے تشنگان دیں ستائے
بر اعناق کلاب شرع مقبول — عجب نام خدا شمشیر مسلول
زر حق خوشا بود است معیار — حق وباطل کز و گردد نمودار
باوج رہبری خورشید ساطع — باحیائے سنن برہان قاطع
چوں ارباب ہوا ایں مہر دیدند — نقاب خامشی بررو کشیند
بلے ہر جا بود مہر آشکارا — سہارا جزنہاں بودن چہ یارا
چرا نبود چنیں مقبول تحریر — مؤلف نیست در ہر علم نحریر
امام وقت و استاد یگانہ — وحید عصر دیکتائے زمانہ
عزیز مصر تفسیر و معانی — کلیم طور فقہ و نکتہ دانی
بآثار و احادیث و تصوف — عدیم المثل ارباب تعرف
باعلام زمانہ او ستادئے — گرامی گوہرے والا نژادے
ید طولی بعلم آن کس کہ می داشت — علم از بہر اسکاتش برا فراشت
لبش چوں گشت در افشاں بتوحید — جہاں شد پاک از ظلمات تقلید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجنب فقہ وے فقہ وگر چیست	خجالت بروئے قاضی اگر زیست
بہ تحقیقش طحاوی را چہ یارا	کہ باشد رو بروے وے صف آرا
دریں ہنگام گرمے بود سبکی	بہ تیغ جتش می گشت منکی
بہ بحر فکر سال طبع وے دل	طپیدن داشت ہمچوں مرغ بسمل
کہ ناگہ گفت ہاتف بے سر زور	چراغ اہل دیں و کرد مسرور

۱۳۰۴-۷-۱۲۹۷ھ

ایضا

چو معیار حق و دین پمبیر	محلے گشتہ از طبع مکرر
زہر سطرش عیاں احیائے سنت	زہر حرفش شد استیصال بدعت
زعنوانش گریزاں شرک و تقلید	مضامینش ہمہ داعی بتوحید
بچشم اہل دیں کحل الجواہر	فدائے نامش ارباب خواطر
ز آیات و احادیث معین	شدہ معدوم تقلید معین
از و شادان و فرحاں روح مسلم	سجستانی بوصفش شاد و معلم
بخاری مرحبا گویان و شاباش	نسائی در ثنائے وے عرقپاش
ابو عیسی از و در انبیاء طے	زطبعش ابن ماجہ در نشاطے
ہزاراں آفریں از ابن ادریس	گریزاں از جہاں تلبیس ابلیس
رزین و بصری و نخعی و سفیان	بہ توصیفش ہمہ گشتند حسان
امام دارمی و ابن سیرین	زبان ہر یکے در مدح و تحسین
امام عصر نعمان محمد	امام مالک و یعقوب احمد
کجا تاب و توانائی نجامہ	کہ سازد نام ہریک درج نامہ
درآں عالم ہمہ مداح گشتند	سجل فتح بر نامش نو شتند
چوگشتم زیں چنیں آسرار آگاہ	شدم جویان تاریخش کہ ناگاہ
سردش غیب از فیض موبد	بگفتا گو بر باغ محمد ﷺ

۱۲ ھ ۹۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) رشحہ کلک جواهر سلک فاضل جلیل عالم عدیم المثل اکمل الاطباء إفضل الادبأ جناب مولوی عبدالعزیز صاحب نگر نهسوی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنو اے مومنان نیک آئین — لگے گھاتوں میں رہنے رہزن دیں
ہے دور پر فتن ہو جاؤ ہشیار — فریب رہزن دیں سے خبردار
مسلماں ہیں بہت کم چیدہ چیدہ — سو وہ بھی محنت و زحمت کشیدہ
بظاہر گو ہزاروں ہیں ریا کار — مسلماں آپ کو کرتے نمودار
سمجھ کر رسم آباء اور اجداد — مسلمانوں میں کرتے آپ کو یاد
نہ لیکن کام کچھ ایماں سے ان کو — ہزاروں شرک وہ کرتے خوش ہو
بہت ہیں اور ملکوں میں بھی رہزن — نہ لیکن ہند والوں سے ہیں پر فن
عجب یہ ملک فتنہ زا ہے — مسلمانوں کے حق میں کربلا ہے
وہ ہیں ایسے یہاں کے فتنہ پرواز — بنائے جن کو شیطاں اپنا ہم راز
سدا ہیں درپے آزار مومن — عداوت سے بنے خونخوار مومن
ہزاروں طرح کے فتنے اٹھائیں — الم تا کامل دین اس سے پائیں
سدا جاہل کو پھندے میں پھنسا کر — اسے آئین بے دینی بتا کر
کہیں تقلید واجب ہے سمجھ لو — نہ تم آئین آبائی کو بدلو
نمازوں میں نہ ہاتھ اپنا اٹھانا — نہیں خلف امام الحمد پڑھنا
کہیں سینہ پہ ہاتھ اپنا نہ رکھنا — بزیر ناف رکھ سنت پرکھنا
تراویح آپ سے گو آٹھ رکعت — ہوئی ثابت نہ کر اس طرف رغبت
نہیں آمین کو چلا کے کہنا — نماز ایسوں کے پیچھے بھی نہ پڑھنا
کہ ہیں یہ سب احادیث نبی ﷺ میں — نہیں لیکن کتاب مذہبی میں
کتاب مذہبی میں جو ہے کر لو — سوا اس کے اگر اوروں میں کچھ ہو
پڑھو اس پر عمل لیکن نہ کرنا — تم اپنی سنت آباء پہ مرنا
فقیہوں کو ہے میرے اس سے انکار — ہمیں کیوں کر بھلا اس سے نہ ہو عار
گہے بدعت کن و گا ہے موحد — مقلد گاہ و گہہ غیر مقلد
میں اک ملا مقلد کی حکایت — جو تھے مشہور لوگوں میں نہایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سناتا ہو بہو ہوں بے کم و کاست بیان چشم دیدہ کیوں نہ ہوراست
مرا جس روز بیٹا ہو کے رنجور چنے پڑھوائے حضرات نے بدستور
موحد نے اگر پوچھا کہ یہ کیا؟ کہا حضرت نے سن بدعت ہے تیجا
یہ میں نے روز اول ہی کیا ہے شناعت کی بھلا اب کون جاہے
جو پوچھا بدعتی نے آپ سے آ کہ اے حضرت کیا یہ آپ نے کیا؟
کہا نئیں رسم آبائی سے اصلا پھرا اب تک نہیں گھبرا گئے کیا
چنے پڑھوانے سے ہے کام تم کو وہ روز اولیں یا سوئمیں ہو
نہ چھوڑی میں نے یہ آئیں تمہاری کہ دینداری کی رسمیں ہیں یہ ساری
بھلا کیوں کر اسے میں چھوڑتا واہ! اسے سے ہے ہمیں یہ عزت و جاہ
نہ وہابی سائیوں طفل دلبستاں جو چھوڑوں رسم آئین بزرگاں
احادیث نبی سب کو سنا کر سبھی اخلاق پیغمبر بتا کر
رہوں آوارہ اور نظروں میں ہوں خوار سبھی اہل و دل سے پاؤں آزار
نہیں جس کام میں دنیا ہو حاصل نہ عزت جس سے ہو پیش و مقابل
نہیں فرزانہ ایسے کام کرتے نہیں امید موہومہ پہ مرتے!
بچا لے ان کے ہاتھوں سے خدایا مسلمانوں پہ وقت نازک آیا
نہیں بے سمجھے بل اکثر سمجھ کر مسلمانوں کو بہکائے برابر
مقلد ہیں ریاکاری میں یکسر نہیں ان کو ہے خوف روز محشر
مقلدین دین پہ دنیا کو رکھا ہائے نہ آیا ان کو کچھ خوف خدا ہائے
ہوئے گمراہ خود اوروں کو گمراہ کیا کرتے ہیں بس اللہ اللہ
مسلمانوں کو بد رستہ چلایا نہ بتلانا تھا جو ان کو بتایا
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کب کہ ہے تقلید واجب دو بتا اب
امام شافعی رحمہ اللہ مالک رحمہ اللہ نے کب ہے کہا تقلید واجب مستجب ہے
دیا احمد رحمہ اللہ، محمد رحمہ اللہ نے کہا ہے ابو یوسف رحمہ اللہ نے یا فتوی دیا ہے
نہیں قرآن میں کچھ اس کا نشاں ہے حدیثوں میں نہیں اس کا بیاں ہے
فقیہوں نے جو تھے قرآن سے غافل کیا ہے دین میں بے دینی کو داخل
مسلمانوں بس اب شکر خدا تم کرو صبح و مسا ہر دم ادا تم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بے نام و نشاں ہوتی ہے تقلید ہوئی جو گرم بازاری توحید
ہوئی رخصت شب تار ضلالت چمکنے اب لگی صبح سعادت
ہوئی بند ضلالت سے رہائی ہر اک جا شیوع رہنامائی
چھپی معیار حق یعنی دوبارہ ہوئے تقلیدیوں کے دل دو پارہ
چھپی ایسی کتاب رہنمائی ہزاروں نے ہے جس راہ پائی
نہ کیوں ہوئے سراپا یہ مدلل مؤلف جس کے ہیں شیخ مکمل
بعلم و فضل استاد یگانہ بزہد و ورع یکتائے زمانہ
اصولی و محدث اور مفسر فقیہوں میں بھی اقدم گو ہیں آخر
پڑا میں فکر سال طبع میں جب ندا ہاتف نے دی یہ غیب سے تب
تجھے کیوں ایسی فکر جاں گسل ہے کہ سال طبع سن مرغوب دل ہے
سن فصلی ہوا پھر اس سے خواہاں کہا تاریخ ہے تعویذ ایماں

۸۸ ف ۱۲

(۱۶)چکیدۂ قلم جواهر رقم طوطی زبان شریں بیان جناب مولوی ابو الخیرات محمد حبیب الله صاحب چاند یاری اعظم گڑهی مد ظله

حبیب اللہ از عالم رفت بدعت چو شد بار دگر مطبوع معیار
پئے تاریخ طبع او دل من چو مرغ افتاد اندر دام افکار
بدعات بشکت و بگفتا تعالی اللہ شد مطبوع معیار

۹۷ ھ ۱۲

ایضاً

طبع معیار شد ز فضل خدا شدہ مرغوب دل باہل یقیں
پے تاریخ طبع مے کردہ فکر تے ناگہہ او من مسکیں
ملہم غیب از دل الہام گفت ہذا الکتاب حامی دیں

۸۸ ف ۱۲

ولہ

طبع معیار چو شد بار وگر صیت مطبوعیش آمد در گوش
بہر تاریخ نمود م فکرے مظہر جلوہ حق گفت سروش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲ھ ۹۷

ولہ

مطبوع جو شد کتاب معیار در اہل نظر عجیب آمد
ہاتف بگفت سال طبعش معیار چہ خوش حبیب آمد

۱۲ھ ۹۷

ایضاً

معیار کا ظہور ہوا جب جہاں میں دل سے کہا کہ کہہ کوئی تاریخ تو غریب
دشمن کے سر کو لے کے کہا دل نے مجھ سے یوں معمور ہے حدیث سے معیار ہے حبیب

۱۲ ف ۸۸

(۱۷)قطعہ تاریخ طبع معیار وحید الدھر فرید العصر مولانا ابو التراب محمد حید علی صاحب چاند یاری اعظم گڑھی دام فضیہ ھو الغنی

بار ثانی چھپ گئی معیار کوئی تاریخ تم بھی اب لکھ دو
کہا حیدر نے دل سے اے حق گو ہوئی تفتیش بلا تب ہاتف
لکھیں احباب نے بہت تاریخ ما سوا حق کے لغوے کہہ دو

۱۲ھ ۹۷

(۱۸)قطعہ تاریخ نتیجہ طبع نکتہ پرور سخن گستر موردِ رحمت یزدانی مولوی محمد احسن سہسوانی

دوبارہ چھپنے سے معیار حق کے اے احسن ہوئی جو بات منقح سو برملا کہہ دو
سوائے حق نہیں دل میں ہوس تو ڈر کس کا چراغ اہل ہوا آج بجھ گیا کہہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر سوانح حیات!

شیخ کل حضرت مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اپنے ساٹھ سالہ درس حدیث کی وجہ سے شیخ کل کا لقب پایا یہ نصیب اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے!

مولد موضع بلتھو (ضلع مونگیر بہار) والد کا نام جواد علی جن کے جد اعلی سید احمد شاہ جاجیزی دہلی آ کر سکونت پذیر ہوئے مگر سلطان قطب الدین ایبک کے زمانہ میں بہار کے راجہ اندرون نامی نے موضع اوردین کے مسلمانوں کو بزم گاؤ کشی میں ذبح کرا دیا جس سلطان نے مولانا نورالدین کی قیادت میں ساٹھ ہزار کا لشکر جرار دوردین بھیجا۔ اس لشکر کے کئی سریہ تھے جن میں ایک جیش کے سپہ سالار میاں صاحب مرحوم کے جد اعلی احمد شاہ جاجیزی تھے خدا کے فضل سے یہ لشکر فتح یاب ہوا اور سالار لشکر کو نورالدین نے فوج اور افسروں کو حکم دیا کہ جو شخص یہاں سکونت اختیار کرنا چاہے ہماری طرف سے اس کو ہماری طرف اجازت ہے اس پر جن لشکریوں نے سکونت اختیار کر لی ان میں سے ایک سید احمد شاہ جاجیزی تھے جنہوں نے موضع ایکساری پسند فرمایا خداوند کریم نے ان کو چار بیٹے عطا فرمائے جن میں سے جواد علی کے اجداد موضع بلتھو میں رہنے لگے یہ گاؤں سورج گڑھ سے پانچ چھ میل کی مسافت پر واقع ہے جواد علی کی رحلت کے بعد آپ کے دو صاحبزادے سید سجاد حسن اور مولوی سید توسل حسین قصبہ سورج گڑھ میں نکل آئے مگر میاں صاحب اس سے پہلے تحصیل علم کے شوق میں گھر سے نکل آئے تھے

شجرہ نسب

صاحب ترجمہ سادات حسین سے ہے شجرہ نسب ۳۴ واسطوں سے حضرت علی علیہ السلام تک پہنچتا ہے اس خاندان کے افراد ہمیشہ علم کی صف میں ممتاز رہے ہیں سید بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قضاۃ شروع ہو کر نسلا بعد نسل جاری رہا یعنی قاضی سید وجیہہ الدین، قاضی سید جمال قاضی سید عبدالغنی قاضی مولوی سید عنایت اللہ مدرس مدرسہ شاہی دہلی قاضی سید محمد اکبر غازی رحمۃ اللہ علیہ قاضی سید عبدالنبی کی سند قضاۃ شاہ عالمگیری غازی دستخطی ۶ جمادی الاخری ۱۰۹۹ھ اور قاضی سید محمد سالم کی سند قضاۃ پر شاہ عالم بادشاہ کی مہر ۱۶ ربیع الاول ۱۱۷۵ھ کی ثبت ہے

عہد طفولیت

میاں صاحب کا عہد طفولیت لہو ولعب میں گذرا کبھی دریا میں شناوری کے جوہر دکھا رہے ہیں تو کبھی شپ شہوار کس پشت پر شہسواری کے کرتب دکھا رہیں ہیں جن سے صحت ہمیشہ کے لیے اچھی ہو گی مگر ابھی تک علم کے ایک قطرہ نے بھی ذہن کو تر نہ کیا تھا زمانہ اسی طرح گذر رہا تھا سید جواد علی مرحوم سے ایک برہمن کے مراسم تھے پنڈت صاحب جب ملنے آتے صاحبزادہ کو کھیل کود میں مصروف پاتے ایک روز کہنے لگے میاں تم اتنے بڑے ہو گئے ہو اور کچھ پڑھا نہیں دیکھو تمہارے خاندان میں سب مولوی ہیں مگر تم جاہل ہو یہ نصیحت کارگر ہوئی اور اپنے والد سے ہی پڑھنا شروع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا فارسی اور عربی کے مبادی تک آ پہنچے سید جواد علی کی رسائی یہیں تک تھی تشنگی علم بڑھنے لگی مگر گھر سے نکلے بغیر پیاس نہ بجھ سکتی تھی اور گھر میں عسرت مسلط تھی جس کی وجہ سے والد سے سفر کی اجازت طلب کرنا بے سود تھا مگر تا بکے۔ اپنے ہم عمر طالبعلم بشی الدین عرف مولوی مراد علی سے مل کر ان کے حفظ امانت کا اندازہ کرتے رہے جب یقین ہو گیا ان سے ایک روز قسم لے کر راز کہہ ہی دیا انہیں بجائے خود لگن تھی

تحصیل علم کے لیے سفر

دونوں دوست مشورہ کر کے کتابوں کی گٹھڑی بغل میں دبائے گھر سے چل نکلے اور صادق پور محلہ نمو ہیہ مولوی شاہ محمد حسین (یہ صاحب مولوی ولایت علی کے خلیفہ تھے) کی درسگاہ میں پہنچے اس وقت صوبہ بہار کا یہی مرکزی مدرسہ تھا یہاں دونوں نے مشکوۃ شریف اور ترجمہ قرآن مجید پڑھا یہ ۱۲۳۷ھ کا واقعہ ہے اور عمر کے سترہویں سال کی روئداد صادق پور صرف چھ مہینے ٹھہرے اسی دوران میں امام الوقت حضرت السید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ پٹنہ وارد ہوا جمعہ کی نماز پولیس لائن میں ہوئی سیدنا شہید دہلوی نے وعظ کیا یہاں میاں صاحب ان حضرات سے ملتے رہے یہ صحبتیں آخر کار دہلی کی طرف کھینچنے لگیں اس وقت مولانا شاہ عبدالعزیز کہ سید احمد بریلوی کے بھی مرشد تھے بقید حیات موجود تھے جن سے استفادہ کے شوق نے اور بھی بے قرار کر دیا اپنے رفیق سفر مولوی مراد علی کے ہمراہ پٹنہ سے بقصد دہلی روانہ ہوئے مگر زادراہ کی قلتوں اور پیادہ با مسافت کی صعوبتوں کی وجہ سے ۱۲۳۷ھ کے چلے ہوئے مسافر ۱۲۴۳ھ میں دہلی وارد ہوئے جب کہ شاہ عبدالعزیز صاحب سفر آخرت فرما چکے تھے میاں صاحب نے اس سفر میں چندے غازی پور میں قیام فرمایا جہاں بعض کتابیں مولوی احمد علی چڑیا کوٹی سے پڑھیں بنارس میں ٹھہرے یہاں کسی استاذ کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیے مگر سواری کا گھوڑا بیچ کر ایک کتاب؟ روپیہ میں خریدی آلہ آباد وارد ہوئے دائرشاہ اجمل میں رہ کر صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور دب تک وندہ رہے دائرہ شاہ اجمل کی ایدزبان پر رہی۔

دہلی میں ورود

۱۲۴۳ ہجری میں دہلی میں نزول فرمایا حضرت محمد اسحاق (خلیفہ و نواسہ شاہ عبدالعزیز کا فیضان علم و عمل جاری مگر اس وقت آپ شامل ہونے کی قابلیت نہ رکھتے تھے اس لئے ابتداء دوسرے اساتذہ سے اکتساب کیا یعنی

(۱) مولوی عبدالخالق متولی مسجد اورنگ آبادی سے کتب ذیل پڑھیں

کافیہ، قطبی، مختصر معانی، شرح وقایہ، نورالانوار، حامی

آپ کے یہ استاد شاہ محمد اسحاق صاحب کے شاگرد تھے اور تکمیل کے بعد شادی بھی آپ ہی کی دختر نیک اختر سے ہوئی مجلس نکاح میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب بہ معیت برادر خورد مولانا محمد یعقوب صاحب بطور کفیل و مہتمم موجود تھے نکاح کی رات شاہ صاحب مسجد مذکورہ میں طلبہ کو ترجمہ اور ابوداؤد پڑھاتے رہے صبح کے وقت نکاح پڑھایا اور دعوت ولیمہ تناول فرمانے کے بعد وہ دولت کدہ پر واپس تشریف لائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) ملا اخوند شیر محمد (متوفی ۱۲۵۷ھ) سے ذیل کی کتابیں پڑھی

شرح جامی مع حاشیہ عبدالغفور، زواہد ثلاثہ، صدرا شمس بازغہ

یہ بزرگوار مولانا شاہ عبدالقادر (متوفی ۱۲۴۳ھ) کے شاگرد تھے اور صحیح بخاری و تفسیر بیضاوی میں شاہ محمد اسمعیل شہید کے ہم سبق ۸۸ برس کی عمر میں وفات پائی

(۳) مولنا جلال الدین ہروی سے یہ کتابیں پڑھی

شرح مسلم، حمد اللہ، قاضی مبارک، شرح مطالع

یہ صاحب مشہور معقولی تھے درسیات صوبہ پنجاب و پشاور سے پڑھ کر دہلی آئے تھے

اور مولوی فضل امام خیر آبادی (متوفی ۵ ذیقعد ۱۲۴۴) سے تھوڑا سا حصہ افق المبین کا پڑھا

(۴) مولوی کرامت علی اسرائیلی مؤلف "سیرۃ احمدیہ" ان سے یہ کتابیں پڑھی

مطول، توضیح تلویح، مسلم الثبوت، تفسیر بیضاوی، کشاف (تا سورۃ نساء)

یہ حضرت مولانا فضل امام خیر آبادی اور شاہ رفع الدین (متوفی ۱۲۴۹) کے شاگرد تھے حدیث میں مولنا اسحٰق صاحب اور شہید رحمۃ اللہ کے تلمیذ۔ ان کے والد کا شعار حنفی تھا، مگر خود شافعی طریقہ پر کاربند تھے فقہ شافعی پر بہت نظر تھی اور شاہ عبدالعزیز کے مدرسہ کے قریب ہی قیام تھا

(۵) مولوی سید محمد بخش عرف تربیت خاں مہندس ان سے ریاضی کی چند کتابیں پڑھیں

خلاصۃ الحساب، قوشجی، تشریح الافلاک، شرح چغمنی

یہ صاحب خاندانی عالم اور مولانا شاہ رفیع الدین کے شاگرد تھے اور ریاضی اور فلسفہ کے ماہر متقدمین کی تصانیف پر بہت نظر تھی ہر مسئلہ پر علت کے متلاشی رہتے جس کی وجہ سے شاہ رفیع الدین نے آپ کا نام معلل رکھ دیا میاں صاحب کے زمانہ تک عمر اسی (۸۰) سال تھی اور ریلوے اسٹیشن دہلی کے قریب سکونت پذیر تھے ان کے دادا حضرت مجدد الف ثانی کے استاد تھے اور شہزادہ سلیم کی تعلیم و تربیت بھی انہیں کے سپرد تھی اسی بقیب سے دربار اکبری سے تربیت خان خطاب عطا ہوا جو ان کے بعد خاندان کے ہر فرد سے مثنیٰ ہو گیا اسی مناسبت سے مولوی سید محمد بخش مرحوم بھی تربیت خان کہلائے

(۶) الصدر الحمید شاہ محمد اسحٰق صاحب مہاجر مکی نبیرہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جن سے تفسیر وحدیث میں بعض کتابیں سماعۃً و اکثر قراۃ پڑھیں جن کی نقل سند پر موجود ہے

چند دلچسپ واقعات

دہلی میں ایک موقعہ پر کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی شرف الدین مرحوم (مفتی ریاست رام پور) جو مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے معاصرہ میں بھی رہ چکے تھے علم میں کامل تھے اس لئے ممدوح سے ہمسری کا ادعا بھی تھا شاہ صاحب کی رحلت کے بعد صدر بازار میں پنجابیوں کے ہاں فروکش ہوئے آپ کا شہرہ سن کر میاں صاحب بھی ملاقات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے گئے۔ اثنائے کلام میں میاں صاحب نے پوچھا! آج کل جناب کا کیا مشغلہ ہے؟ فرمایا نواب (رام پور) نے جلالین کے ترجمہ کی فرمائش کی ہے وہی لکھ رہا ہوں مگر بچارے دونوں جلالو تو بھولے بھالے تھے اور کچھ جانتے بھی نہ تھے اس لئے مجھ کو بہت کچھ بنانا پڑتا ہے میاں صاحب نے فرمایا آیت یورث کلالہ میں لفظ یورث۔ ورث۔ یَرِث سے مشتق ہے یا اورث یورث سے ہے؟ مگر مفتی صاحب سے کچھ جواب بن نہ آیا۔

مفتی صاحب کی دوسری مہمانی صدر الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تھی اس تقریب پر میاں صاحب بھی مدعو تھے مفتی صاحب نے آپ کا تعارف اپنے مہمان سے ان الفاظ میں کرایا کہ یہ بڑا وہابی ہے اس کے سامنے حضور کوئی مسئلہ بیان نہ فرمائیں مسئلہ کہنا ہو تو جمنا پار فرمایئے گا۔

اس پر مفتی صاحب (رام پور) نے میاں صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تم کو فقہ بھی آتی ہے؟ آپ نے جواب دیا میں کیا جانوں؟ مگر آپ سوال تو کیجئے مفتی صاحب نے فرمایا وضو کے کتنے فرض ہیں؟ میاں صاحب نے کہا معلوم ہوا کہ آپ وہی اعتراض کریں گے جو پہلے ملا فروخ مکی نے کیا اسی کو بحر الرائق میں لکھا ہے اسی کو نہر الفائق میں نقل کیا ہے ایسے اعتراضات کے جواب دلی کے بھٹیاروں کے لونڈے پیڑے بناتے ہوئے دیتے جاتے ہیں کوئی بڑی بات پوچھی ہوتی اس کے بعد میاں صاحب نے آپ سے سوال کیا کہ شوہر بی بی کی لاش کو ہاتھ لگا سکتا ہے غسل دے سکتا ہے اور تجہیز و تکفین کر سکتا ہے یا نہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا موت کے بعد نکاح فسخ ہو جاتا ہے اس پر میاں صاحب نے جواب دیا حضرت علی نے جناب سیدہ کو کیوں غسل دیا اور انکی تجہیز و تکفین کیوں کی؟ مفتی صاحب خاموش ہو کر رہ گئے

حافظ بارک اللہ (لکھوکے پنجاب) کی نظر مسائل فقہیہ پر خوب تھی اس لئے تو غل کی وجہ سے مرحوم نے پنجابی نظم میں ''انواع بارک اللہ'' وغیرہ چند کتابیں عامل بالحدیث ہونے سے پہلے لکھیں ایک مرتبہ فقہ کے کسی مسئلہ پر حافظ صاحب نے ۱۴ کتابوں کا حوالہ دیا مگر میاں صاحب نے اسی مبحث پر ۴۰ کتابوں کے نام گنوا دیے

ایک روز صحیح بخاری کے درس میں مولوی حافظ احمد علی مرحوم سہارنپوری کا یہ حاشیہ پڑھا گیا کہ خبر واحد سے عموم قرآن کی تخصیص جائز نہیں میاں صاحب نے برجستہ ۴۵ ایسے مواقع بتائے کہ ائمہ احناف نے خبر واحد سے عموم قرآن کی تخصیص کی ہے مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کی حاضری خدمت کے زمانے میں ایک مرتبہ دربارہ اولاً دنا جائز استفتاء آیا حضرت نے تمام شاگردوں کو اس پر لکھنے کا حکم دیا مگر میاں صاحب کے سوا کسی نے جواب نہ لکھا شاہ صاحب پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس لڑکے سے وہابیت کی جھلک آتی ہے بڑا اتیز ہے۔

شوق مطالعہ

یہ وسعت نظر کیوں نہ ہوتی تمام عمر تکمیل سے پہلے بھی اور بعد میں بھی مطالعہ میں گذری۔ اپنے کتب خانے کے علاوہ (جس کا بچا کھچا سا حصہ اس وقت کتب خانہ نذیر یہ پھاٹک حبش خاں دہلی میں محفوظ ہو چکا ہے) قلعہ معلی میں شاہان مغلیہ کا کتب خانہ تھا جو مرزا فخر الدین ولی عہد بہادر شاہ کے ساتھ مراسم کی وجہ سے ہر وقت آپ کے لئے کھلا رہتا تھا اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مقام کا التقاد مد نظر ہوتا تو کتاب گھر پر لے آتے شاہ عبد العزیز صاحب کا کتب خانہ تھا جس کی ابتداء شاہ عبد الرحیم صاحب سے ہوئی اور تکمیل مولانا شاہ عبد العزیز کے ہاتھوں۔ اس کتب خانہ تک شاہ محمد اسحٰق صاحب کے شاگرد ہونے سے رسائی ہوئی تھی لکھنو تشریف لے جاتے تو ملا عبد العلوم اور مولوی حامد حسین صاحب (شیعی) مصنف استقصاء الافہام کے مشہور کتب خانوں تک بھی دسترس تھی راولپنڈی نظر بند ہوئے وہاں سرکاری کتب خانوں سے کتابیں منگوا کر پڑھتے رہے زمانہ تدریس میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت لاحق ہوئی جو لکھنو کے سوا کہیں نہ ملتی تھی ایک طالبعلم کو پیادہ پا بھیج کر منگوائی بھوپال سے بھی کتابیں منگواتے رہے جس سے معلومات کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کتاب ایک مسئلہ سے متعلق کوئی حوالہ کسی مقدم تصنیف کا نظر سے گزرا تو اب یہ کوشش ہونے لگی کہ اصل کتاب کو دیکھیں اور اکثر اس اصل کو دیکھ بھی لیتے اس التزام سے نظر متاخرین کی تصانیف کے اصلی ماخذوں پر احاطہ کرتی گئی بالآخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ متاخرین کی تصانیف جو نظر سے گزرتیں کہ ان صاحب نے فلاں مضمون فلاں کتاب سے اخذ کیا ہے اور اکثر فرمایا کرتے کہ میں ان دونوں دادا پوتے (شاہ ولی اللہ اور اسمعیل شہید) کا قائل ہوں ان پتہ تو نہیں لگا کہ کہاں سے اخذ کرتے ہیں ورنہ متاخرین میں سے جس کی کتاب چاہو سامنے لے آؤ میں بتاؤں گا کہ ان کا ماخذ متقدمین میں سے فلاں صاحب کی تصنیف میں ہے بلکہ صفحہ اور اوارق ایسے دکھاؤں گا جو نقل محض ہے۔

تدریس

اپنے استاد اور دہلی کے بے تاج بادشاہ (الصدر الحمید) مولانا شاہ محمد اسحٰق کی ہجرت کے بعد میاں صاحب نے دہلی میں مسجد اورنگ آبادی میں مستقل درس قائم کیا جہاں ۱۲۷۰ ہجری تک جملہ علوم وفنون کی کتابیں بلا استثناء پڑھاتے لیکن بعد میں صرف تفسیر حدیث اور فقہ پر انحصار رکھا اب صحاح ستہ اور جلالین پورے ایک سال میں ختم کرتے اور کہتے تھے کہ میں ایک حدیث انما الاعمال بالنیات ہی کو ۲۷ روز میں پڑھتا تھا مگر اب وہ زمانہ نہیں اب تو ہتھیلی پر سرسوں جماتا ہوں یہ بھی فرماتے کہ میں نے صحاح ستہ کو گلستان بوستان کر دیا ہے علامہ عینی شارح ہدایہ و بخاری جیسے شخص کا ذکر آتا تو فرماتے ان کو خود اپنے گھر کی خبر نہیں ہدایہ کی نسبت فرمایا کرتے پہلے جو عالم ہدایہ کا درس دیتے تھے تو اس کے گھر جھنڈا لگا رہتا تھا سنو صاحب! میں نے اس کو کریما مقیما بنا دیا ہے۔

تلامذہ

آپ کے شاگردوں کی تعداد آپ کی سوانح (الحیاۃ بعد المماۃ) میں ۵۰۰ تک لکھی گئی ہے مگر جس سند الوقت محدث نے دہلی جیسے منبع علم میں ساٹھ سال تک تدریس کی ہو اس کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک کیوں نہ ہوگی اس تعداد میں بلاد ہند کے علاوہ عرب و عجم بخارا ترکستان کابل تربت کشمیر و دیگر ایشیائی حصص کے طلبہ کے نام بھی مرقوم ہیں جن میں سے چند علمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

بیرون ہند میاں صاحب کے شاگردان رشید

کابل میں مولوی عبد الحمید مولوی اخوان مولوی شہاب الدین اور مولوی عبد الرحیم۔ باجوڑ میں مولوی زین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العابدین۔ یاغستان میں مولوی محمد حسین۔ بخارا میں ملا رجب۔ سمرقند میں ملا جلال الدین۔ غزنی میں ملا شہاب الدین۔ قندھار میں ملا عبدالرحمٰن۔ توقند میں ملا نورالدین قہستانی' ملا عبدالنور' ملا عالم دین۔ ہرات میں ملا عزیز الدین' ملا سید محمد۔ حجاز میں شیخ عبدالرحمٰن بن عون نعمانی۔

نجد میں شیخ اسحٰق بن عبدالرحمٰن' شیخ علی بن قاضی و سید عبداللہ بن سعد بن عبدالعزیز مدہش و قاضی محمد بن ناصر بن مبارک و قاضی سعد بن عتیق۔

جزیرہ حبشان میں شیخ محمد بن ابراہیم اور سوڈان میں شیخ عبداللہ بن ادریس الحسنی

اندرون ملک میاں صاحب کے شاگرد

ہندوستان کے شاگردوں میں بے شمار ایسے حضرات ہیں جو سند الوقت کہلائے مثلاً مولانا حافظ محمد ابوابرہیم مرحوم موسس مدرسہ احمدیہ آرہ حضرت شاہ عین الحق پھلواری علامہ شمس الحق ڈیانوی صاحب ''عون المعبود'' مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی صوبہ بہار میں حافظ عبداللہ غازی پور میں اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب ''تحفۃ الاحوذی'' شرح جامع الترمذی مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں

پنجاب میں شیخ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی ابوسعید مولانا محمد حسین بٹالوی اور عارف باللہ سعید اللہ غزنوی امرتسری و ابنا امام صاحب مولانا عبدالجبار اور آپ کے دوسرے برادران عالی قدر و مولوی امیر حسن محدث و امیر مولوی احمد حسن و مولوی محمد بشیر محدث سہسوان میں مولانائے محمد سعید اور مولوی سید نذیر الدین احمد بنارس میں مولوی نواب وحید الزمان خان و مولوی بدیع الزمان حیدر آباد دکن میں مولوی ابو یحیٰ شاہ جہان پور میں مولوی عبدالحلیم شرر لکھنؤ میں مولوی اکرام حسین کاکوری میں مولوی محمد بن ہاشم سامرودی بمبئی میں حافظ عبید الرحمان عمرپوری دہلوی میں مولوی احمد اللہ صاحب پرتاب گڑھی دہلی میں (وہلم جر)

اور ان تمام شاگردوں سے ممتاز عبداللہ صاحب غزنوی امرتسری ہیں جنہوں نے اپنے تلمذ کا اعتراف ان لفظوں میں کیا

''بخدمت خاتم المحدثین شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب رسیدم در کتاب صحیح بخاری شروع نمودم۔ درآں میاں بلوائے شروع شد۔ دو چین بلوائے شدید کہ ہر کس بہ غم جان خود بود من بخواندان کتاب مذکور تا حدکہ نصاری غالب آمدند و اہل بلدہ را متفرق نمودند۔ درآن کتاب صحیح بخاری قریب اختتام بود مگر بہ سبب پرگندگی اہل بلدہ درمیان من و سید صاحب جدائی آفتاد و کتاب ناتمام ماند'' (از سوانح عمری عبداللہ صاحب غزنوی)

بلکہ تمام علمائے کرام کا سلسلہ واسطہ یا بلواسطہ میاں صاحب تک پہنچتا ہے باستثنائے ان حضرات سے جن کا زمانہ میاں صاحب سے متقدم ہے مثلاً شاہ ابوالحق لہراوی (اعظم گڑھی متوفی ۱۲۲۴ھ) و مرزا حسن علی محدث لکھوئی (م ۱۲۲۶ھ) و مولانا سید اولاد حسن (م ۱۲۵۳ھ) و مولوی سید حسین احمد (م ۱۲۷۵ھ) حضرت خاتمۃ المحدثین نواب سید صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) اور علماء صادق پور جن کی ابتداء حضرت مولوی ولایت علی (م ۱۲۶۹ھ) سے ہوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باستثنائے ان حضرات کے جو دور اول میں حلقہ احباب میں گھرے ہوئے تھے یعنی مولوی محمد اسمعیل علی گڑھی (م ۱۳۱۱ھ) وغیرہ اور صاحب ترجمہ کا سن ارتحال (۱۳۲۰ھ) ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں علم حدیث کی ترویج میاں صاحب ہی سے ہوئی اس لئے ان کا لقب ''شیخ الکل'' اپنی معنویت میں بجا اور صحیح ہے

علماء متقدمین کا احترام

میاں صاحب مرحوم علمائے متقدمین کا بہت احترام کرتے شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا شیخ اکبر اور اکثر الولایۃ المحمدیہ کے خطاب سے پکارتے اور اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی (استاد جناب السید نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ والی بھوپال) کہ ابن عربی کے اشد مخالفین میں سے تھے اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی برتری اور بزرگی کے روادار نہ تھے میاں صاحب سے شیخ اکبر مناظرہ کے لئے دہلی تشریف لائے دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر کا احترام ہاتھ سے نہ دیا اور آخر قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہو گئے اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی نے بھی کئی روز شیخ اکبر پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو فصوص الحکم پیش کرتے رہے میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا لیکن جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ

فتوحات مکیہ شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے اس پر مولانا صاحب شمس الحق صاحب حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے

لیکن یہی شیخ اکبر یہی ہیں جن کے متعلق عبداللہ صاحب غزنوی کے امیال وعواطف اپنے استاذ گرامی کے بالکل مخالف ہیں جیسا کہ ان کے ملفوظات میں پایا جاتا ہے اور یہ ماجرا ان کے ساتھ میاں صاحب کے زمانہ تلمذ ہی میں گزرا فرماتے ہیں

باز در دہلی نزد مولوی محمد حسین صاحب بودم از شخص کتاب ''فتوحات'' کہ ہمراہ شرح بود گرفتم تا مطالعہ نمائم در ہماں شب مے بینم کسے را کہ فرمود گویا کتابہا دیگر از زمی مفقود اند کہ کتاب ابن عربی می بینی باز در شہر کابل در حبس ومحنت رسالہ ایں طائفہ را روزے چند سطور گزرانیدم کہ حالتے آمد مرا پوشید تعبیرش بزمان نتوانم در خاطر ریختند کہ ایں کتابہا را بناید دید (بسوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم ص ۱۱۲)

تصنیف وتالیف

میاں صاحب کو تدریس میں انہماک کی وجہ سے تصنیف وتالیف کی فرصت کہاں مل سکتی جس قدر مسائل لکھے فتاوی نذیریہ مطبوعہ دہلی میں جمع ہو چکے ان کے سوا ایک مستقل کتاب ''معیار الحق لکھی (جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے) جس کے مطالعہ سے بصارت حاصل ہوتی ہے اور مصنف علام کی وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے یہ کتاب ردتقلید میں ہے اس کے لکھنے میں نہایت ہی تنقید سے کام لیا گیا ہے اور رطب ویابس سے قطعاً احتراز کیا گیا ہے جن کتابوں سے استشہاد کیا گیا ہے وہ انہی ماہرین فن کی کتابیں ہیں جن کو اس فن میں خاص خاص ملکہ حاصل تھا اور جو اپنے فن کے مسلم امام ہوں، محدث ہوں یا فقیہ، أمہ رجال ہوں یا اصولی، صوفی ہوں یا ادیب سب فن خاص کے منتخب اور مسلم الثبوت امام ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''معیار الحق'' کی تردید مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رام پوری نے انتصار الحق لکھی
جس کی چار تردیدیں میاں صاحب کے تلامذہ نے لکھیں

(۱) براہین اثنا عشر (۲) تلخیص اللا نظار فی ما بنی علیہ الانتصار (۳) اختیار الحق (۴) بحر زخار

پہلا رسالہ سید امیر حسن سہسوانی نے انتصار الحق کی اشاعت سے ایک روز بعد قلم برداشتہ لکھ کر شائع کر دیا کیونکہ انتصار الحق میں تحدی کی گئی تھی کہ جو کوئی ان بارہ مفصلہ ذیل کی تردید کر دے گا تو سمجھا جائے گا کہ اس نے ساری کتاب کی تردید کر دی۔

نظر بندی

انبالہ کے مشہور مقدمہ جس میں علمائے صادق پور (پٹنہ) ودیگر اعیان وانصار اہل حدیث گرفتار ہوئے تھے ۱۲۸۰ء ۱۲۸۱ھ میں ہوا اس مقدمہ کی لپیٹ میں میاں صاحب آ گئے ایک سال راولپنڈی میں محبوس رہے روزانہ پھانسی کی دھمکیاں دی جاتیں مگر پائے ثبات کو لغزش نہ ہوئی

حج بیت اللہ کا سفر اور مخالفین کی ریشہ دوانیاں

۱۳۰۰ھ میں حج بیت اللہ کے لئے گئے تو ہندوستانی مقلدین کی وجہ سے وہاں بھی سخت ابتلا میں گھر گئے اس سفر میں مولوی تلطف حسین مرحوم عظیم آبادی نے اپنے شیخ کی بڑی خدمت کی اس دور ابتلا ومحن میں بھی متواتر تین روز منی میں وعظ کا سلسلہ جاری رکھا رفقائے سفر نے جب اس تذکیر سے دشمنوں کی آتش حسد کو اور بھی تیز دیکھا تو منت سماجت سے خدمت عالی میں عرض کیا یہ وعظ بند فرمایئے مخالفین کی سازش بہت گہری ہو چکی ہے اب جان کی خیر نظر نہیں آتی اس کے جواب میں میاں صاحب نے صاف صاف کہہ دیا کہ سنو صاحب بہت جی چکا اب زندگی کی تمنا نہیں۔امام نسائی بھی اسی حرم میں شہید ہوئے جہاں میرے قتل کے منصوبے ہو رہے ہیں میں ہر وقت اپنے قتل کے لئے آمادہ ہوں مگر اس تبلیغ سے باز نہ آؤں گا۔مولانا ابو سعید حسین بٹالوی فرماتے ہیں کہ جب میں دہلی میں پڑھتا تھا میاں صاحب اکثر میری قیام گاہ پر تشریف لاتے اور صف نوال کے قریب ہی چٹائی پر بیٹھ جاتے میں باصرار عرض کرتا کہ فرش پر تشریف رکھئے تو فرماتے

بر بساط اغنیاء ہرگز نیاند اہل فقر! زانکہ نقش بوریا ایں قوم قوم را زنجیر ہست!

خاندان مغلیہ کے فلک شاہزادے آیا کرتے تو آپ ان کی تکریم کے لیے سروقد کھڑے ہو جاتے اور نذرانہ بھی پیش کرتے اگر مصاحبین میں سے ان شہزادوں پر کوئی تعریض کرتا تو ٹھنڈی سانس لے کر فرماتے آہ آج ان کی یہ حالت ہے ورنہ ہم جیسوں کا تو سلام لینا بھی یہ پسند نہ کرتے۔

اثر انگریزی بیان

میاں صاحب نماز فجر کے بعد ضرور ایک رکوع کا درس دیتے جس سے ایک سال میں قرآن مجید ختم ہو جاتا جب کبھی توحید باری تعالی کا مضمون آتا تو اس کو واضح طور پر سمجھاتے اور یہ بھی ساتھ ہی فرماتے مگر تم دلی والے یا پیر یا پیر ہی کہتے رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما قدروا الله حق قدرہ۔ چلو صاحب چلو!

مظفر پور (بہار) کے وعظ کا جو سماں قاضی مظفر حسین مرحوم مؤلف الحیاۃ والمماۃ نے دکھایا ہے اس سے آپ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے فرماتے ہیں مظفر پور میں ایک دفعہ خاکسار کی استدعا پر نماز مغرب کے القارعۃ ما القارعۃ کا بیان آپ نماز عشاء تک فرماتے رہے اس وعظ میں مختلف حصص ہندوستان کے نامی گرامی علماء کا مجمع عظیم الشان تھا علاوہ اس کے کہ وہ بیان عجیب پر کیف، پر لطف بلیغ اور حالات قیامت بہ الفاظ وعبارت مختلف جتنی جگہ وارد ہوئے ہیں ہر لفظ وعبارت کے مقابل میں اس کے کل مشاکل اور مرادف الفاظ وعبارت مختلف کو اکٹھا کر کے تطبیق دیتے اور ہر تعبیر کے متعلق فائدہ اور بیان خاص فرماتے جیسے القارعۃ کے ساتھ الحاقۃ وغیرہ کل الفاظ مرادف اور اوصاف متضاد جیسے خافضۃ رافعۃ قرآن مجید میں مختلف جگہ موجود ہیں یا مثلاً پہاڑوں کی نسبت کہیں کالعھن المنفوش وارد ہوئے کہیں ھباءً منبثا کہیں کانت الجبال کثیبا مھیلا کہیں واذا الجبال سیرت کہیں واذا الجبال نسفت آسمان کے بارہ میں کہیں واذا السماء کشطت کہیں واذا السماء انفطرت کہیں ہے تکون السماء کالمھل کہیں فتحت السماء فکانت ابوابا کہیں اذا السماء فرجت کہیں فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدھان زمین کے بارہ میں کہیں ہے اذا رجت الارض رجا اور کہیں ہے اذا دکت الارض دکا کہیں ہے اذا الارض مدت کہیں ہے یوم تبدل الارض غیر الارض دریا کے بارے میں کہیں ہیں اذا البحار فجرت کہیں ہے اذا البحار سجرت روز قیامت کی رازداری کے بارہ میں کہیں ہے خمسین الف سنۃ اهل قیامت کی نسبت کہیں ہے کنتم ازواجا ثلثۃ کہیں دو ہی قسم ہے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر نامہ اعمال دیے جانے کی نسبت کہیں ہے اما من اوتی کتابه بشماله کہیں ہے اما من اوتی کتابه وراء ظهره وغیرہ وغیرہ ان سب لفظوں میں تطبیق اور ہر تعبیر کے تحت خاص خاص فوائد اور اس کے ساتھ ساتھ حدیث سے شواہد لاتے ہیں اسی طرح سارے قرآن مجید کے کل الفاظ مشتملہ احوال قیامت کو مع تطبیق وتعبیر کے اسی طرح بیان فرمایا اس وقت عجیب سماں تھا کہ علماء عش عش کرتے اور عوام وخاص ہر قسم کے سامعین اپنا اپنا حصہ جدا جدا لے رہے تھے۔

آپ کے متعلق علماء عصر کی رائیں

جناب نواب السید صدیق حسن خان صاحب نے مولانا سید شریف حسین صاحب خلف الصدق حضرت میاں صاحب کی سند میں یوں لکھا ہے۔

”وابو شیخ الاسلام ومرکز علوم الاستجازه والاجازه والعالم الخبیر حقیقة ذلك ومجازه ومن مثله الثر لا یعنی ومالك بالمدینة ولا یسند واحاکم بجنداد“

مولانا شیخ محمد تھانوی (شاگرد حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب فرماتے ہیں)

وہ توجہ خاطر اقدس حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق قدس سرہ جانب مولوی نذیر حسین صاحب از بس بود ہر قدر کہ نو آموزاں براں نازمی کشد زیادہ آزاں مولوی صاحب در خیز خویش نہادہ فراموش کردہ باشند بعد یہ من دہلی ہمروزاز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماں کس عبارت است سلامتی اوشاں ضرورت است دہلی دو چشم می داشت جناب مولانا قطب الدین صاحب مرحوم جناب موصوف بالفضل یک چشم ماندہ است کہ آں عبارت از مولوی نذیر حسین صاحب از فقط

راقم احقر العاد شیخ محمد فاروقی تھانوی عفی عنہ ۱۲۹۲ھ

مولا قاضی بشیر الدین قنوجی غایتا الکلام میں فرماتے ہیں

""زبدة التكلمين" عمدة المحدثين من اولياء عصره و اكابر علماء دهره مولنا السيد نذير حسين دهلوى"

شیخ احمد بن احمد بن علی التونسی المغربی فرماتے ہیں

"لایوجد مثله في الارض"

وفات

محفل اسلامی کی یہ نورانی شمع ۱۰ رجب بروز دوشنبہ ۱۳۲۰ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو نماز مغرب کے بعد گل ہوگئی دوسرے روز صبح نو بجے جنازہ اٹھا ہزاروں کا مجمع ہمراہ تھا جس میں شہر کے تمام اہل علم صوفیاء اور عمائدین مشایعت میں تھے عید گاہ میں عبد السلام (آپ کے پوتے) نے نماز جنازہ پڑھائی اور شیدی پور کے قبرستان میں اپنے صاحبزادے مولوی شریف حسین کے پاس مدفون ہوئے

حافظ عبد المنان وفا' اور مولوی عبد الرحمان بقا (غازی پور) نے علی الترتیب تاریخ وفات نکالی

توفى هادى الناس مجتهدجر اور قضى نحبه هادى البرية عابد

لیکن ان حضرات میں سے جو داد سخن مولوی حکیم مختار احمد (حنفی موضع کرٹھیا ضلع مظفر پور) نے دی وہ اپنی نکتہ رسی کے لحاظ سے ہر قسم کی تعریف سے مستغنی ہے مرحوم نے عربی میں بیس اشعار لکھے جن کے پہلے دس شعروں دونوں مصرعوں میں علیحدہ علیحدہ صاحب ترجمہ کا سن وفات (ہجری یا فصلی) نکلتا ہے اور دوسرے دس اشعار میں کتاب سوانح عمری مولانا سید نذیر حسین دہلوی معروف بہ الحیاۃ و بعد المماۃ کے سن تدوین کی تاریخ بجائے بسم اللہ کے جو عبارت لوح نظم ہے وہ بھی ماہ و تاریخ کی متضمن ہم اور تمام مصرعے تخرجہ و تعمیہ کے عیب سے مبرا۔

اکثر شعراء نے قصائدہ اور مائدہ ہائے تاریخ عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں لکھے مثلا

جہاں سے اٹھ گیا اچھا امام اہلحدیث بجھ گیا اب چراغ دہلی کا

قدمات محدث امام علام بود جلیس بخاری وبزار

انتقال امام ومحدث زمان رحلت جناب سید محدث

سیدی جناب محمد نذیر محمد حسین موت اس عالم کی ہے عالم کی موت

محدث مکمل محقق فقیر رفت اے وائے محدث دہلوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغا سنجر طہرانی نے ایک طویل قطعہ لکھ کر اس شعر سے مادہ تاریخ نکالا

بسم الله المفيض العليم

از مولوی حکیم مختار احمد مظفر پوری

فات نور الفرقة السبحانيه — انه احى الاصول العاليه
ربنا اكرم بهذا وافيا — انت معطي العافيات العاليه
فيضه نهر مجيد باقى — فضله عم البلاد الصافيه
كان بحر الخلق اوعين العلى — كان تاج المدركات الباقيه
مخزن الطلاب بل شمس الوفا — شيخ أصحاب العقول الجاديه
رمز فن مجتبى نهر الصفاء — صدر ارباب الثنايا الصافيه
مصدر الاسرار تاج الاولياء — فخر دين الامة الربانيه
كان اهل الفيض بل بحر الهدى — كان مفنى المنكرات العاريه
ماتن معيار حق مقرن — شمس افلاك الفتاوى الجاريه
استفح يا مهتدى عالم الوصال — فات بدر السنة الفرقانيه
قد تمنى شرح ندب السالك — فخر قسط الحكمة السيئائيه
قد وفا متنا متينا وافل — نور الاشرف الامة القرانيه
اسمه فضل الحسين الجامع — نعته رمز الصدور الصافيه
مثله معدوم عصر فى العلاج — مفخر اهل الفنون العاليه
ابقراط الدهر فى نهر الشفا — بل رياض الحكمة اليونانيه
عين فيض الطب او عين العطا — ضوع قلب الحكمة اللقمانيه
نور بيت الطب جاء ت نفسه — فرح شرح الحكمة البقراطيه
استمع يا مقبلا عام الكتب — وهو شرح الواقعات الغانيه
واسمعوا عام الكتب ثانيا — شاعت المجوعةالرحمانيه
هاوها فل يا صبيحى ثالثا — جاء شرح الكفيات الطاربه

اظہار افسوس

مولانا عبدالجبار غزنوی (خلف الصدق وجانشین مولانا عبداللہ غزنوی قدس سرہ جو اکابر اولیاء اللہ سے تھے) تحریر فرماتے ہیں

''الٰہا! پروردگار! حیات ابدی وبقا سرمدی شایان شان تست۔ مالکا قیوما۔ ربوبیت مخلوقات وتربیت موجودات بہ امانت واحیا وایجاد وافنا سر پنہاں تست۔ ربا رحیما! تنزیل کتب وارسال رسل وبعثت ائمہ دین وخلفاء وسید المرسلین آیہ بینہ ربوبیت ورحمت بے پایان تست۔ حکیما لطیفا! رفع علم وقبض اہل العلم از جہان وظہور جہل وظلمات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابنائے زمان سر لطیف وحکمت بے نشان تست۔ بوصف لا یسئل عما یفعل وفعال لما یرید آسمان وزمین وما فیہن گواہان تست۔ وبشفت اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون قرآن مجید شاہد عیان تست۔ آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامہ۔ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز۔ وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور تعلیم قرآن تست وکل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ارشاد واجب الاذعان تست۔ درآیہ وانی ہدایہ وبشر الذین الصابرین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوت من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المھتدون تسکین بندگان تست۔ دور آیۃ کریمہ والملئکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اطمینان امیواران تست۔ اللہ! اللہ! اگر بشارات بیقینیہ وتسکینات صادقہ مرحم قلوب مجروحہ وجبیرہ دل ہائے شکستہ نبودے واللہ اعلم حال ما مصیبت زدگان انتقال امام العصر ومجروہان وفات مجدد الدھر چہ می شد ونوبت بکجا می رسید از ما وامثال ما باید پرسید کہ کدام سنگ صبر بر سینہ گذاشتیم کہ ہنوز بے بچوں امام الہدی سیدنا ومولانا محمد نذیر حسین زندہ ایم۔''

گرنہ قضا بود کہ باہم رویم ۔۔۔ می رسد آں وقت کہ ماہم رویم

اخباروں میں وفات کی اشاعت

علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں مطبوعہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

افسوس ناک واقعہ

اس ہفتہ کے واقعات میں ایک نہایت اندوہناک واقعہ جو غالب ہندوستان کے مسلمانوں میں نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ پڑھا جاوے گا یہ ہے کہ!

شمس العلماء سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو دس برس کی عمر میں دس مہینے کی طویل علالت کے بعد (۱۰) رجب یوم دوشنبہ کو مابین المغرب والعشاء انتقال فرمایا اور ان کی وفات سے حدیث کا چراغ گل ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون آپ ایک جید وفاضل اور مسلم الثبوت محدث تھے روایات فقہی کا جو استحضار آپ کو حاصل تھا وہ محتاج بیان نہیں آپ کے مناقب میں صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ آپ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک علم حدیث کی تدریس میں مصروف رہے اور علم کا ایک معتدبہ حصہ اس متبرک علم کی خدمت میں بسر ہوا ہزارہا طالبان حدیث آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوکر فیض یاب ہوئے ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرماوے اور ان کے پس ماندوں کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

اخبار ''وکیل'' امرتسر مطبوعہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء

شمس العلماء سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کی خبر ہم اپنے کسی گذشتہ پرچہ میں لکھ چکے ہیں اب دلی کے ایک پرائیویٹ خط سے معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح ۱۳ اکتوبر کو رہگرائے عالم جاودانی ہوئے انا اللہ وانا علیہ راجعون حق تو یوں ہے کہ آپ سلف الصالحین کی یادگار باقی تھے علم وعمل وزہد واتقاء میں پایہ بلند رکھتے تھے سن مبارک سو سے متجاوز تھا اور یہ کہنا داخل مبالغہ نہیں کہ آپ دہلی کے آخری نوحہ خواں تھے انہوں نے اپنی آنکھوں سے ان بزرگوں کی صورتیں دیکھی تھیں بلکہ ان ہم عصری کا شرف حاصل کیا تھا جن سے دہلی کو فی الحقیقت فخر ہے اور جو دہلی کیا ہندوستان بھر کے لیے مایہ تھے جن دنوں سرسید مرحوم نے آثار الصنادید لکھی ہے ان دنوں دہلی واقعی اہل کمال سے سرتاسر معمور تھی اور ہر فن کے باکمال آدمی موجود تھے باوجود اس فراوانی کے مولانا اس زمانہ میں بھی اس لائق سمجھے گئے تھے کہ ان کا نام ان چیدہ بزرگوں کی فہرست میں شامل ہو جو ہندوستان کے لیے موجب افتخار شمار ہوتے ہیں پس اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ظاہر ہے کہ اس کساد بازاری فضل وہنر میں ان کی کیا قدر و قیمت ہونی چاہیے مولانا مغفور نے باوجود کبر سن اور ضعف پیری کے سلسلہ درس وتدریس آخری وقت تک نہ چھوڑا اور اطراف واکناف کے طلبہ جو علم حدیث حاصل کرنے کے شوق میں ممالک دور دراز سے آپ کی خدمت میں آتے تھے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہے۔

اخبار ''دار العلوم'' دہلی مطبوعہ ۱۷ اکتوبر مطابق ۱۵ رجب ۱۳۲۰ھ

وفات حسرت آیات جناب شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مضمون دورِ ہجر کی تاب رقم نہیں ہائے شور ہائے ہائے صریر قلم نہیں

بڑے افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کی شام کو شمس العلماء سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے انا اللہ وانا علیہ راجعون یہ منحوس شام مسلمانان عالم میں قیامت تک یادگار رہے گی جس میں حدیث نبوی کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

آہ! اے بدنصیب قوم تیرے سارے فخر مٹ گئے تجھے ناز تھا کہ اس گزرے گئے زمانہ میں تو ایسے شخص کا وجود باجود رکھتی ہے جو شاہ عبدالعزیز اور شاہ اسحٰق کی بابرکت مجلسوں کا فیض یافتہ اور حدیث اور فقہ اسلام کا لاثانی عالم تھا جس نے دس نہ بیس بلکہ پورے پچھتر سال درس وتدریس جاری رکھا جس کے متبرک حلقہ درس سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آوازیں پچھتر سال میں ایک دن بھی خاموش نہ ہوئی ہوں جس نے ایک سوسات سال کا طویل زمانہ عمر بچپن سے لے کر تادم واپسیں تک اسلام کے مقدس علوم کی تعلیم وتعلم میں بسر کر دیا

ہائے ہائے خدا کے جلیل القدر آخری پیغمبر (دل وجانم ذرائے نامش باد) کی پاک حدیثوں کو اکیلے ہاں ہاں اکیلے حافظ کو ہم ہزار من مٹی کے بوجھ کے نیچے دبا کر آتے ہیں اور یہی ہاتھ جو اس خلیق اور مقدس انسان کے مصالحے کرتے تھے آج اسے قبر کے سپرد کر رہے ہیں۔

ہم حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد عبدہ جامعہ سلفیہ حاجی آباد فیصل آباد حفظ اللہ تعالی کے نہایت ممنون ومتشکر ہیں کہ انہوں نے حوالہ جات کی جدید تخریج وتحشیہ کر کے قارئین وناظرین کے لئے حوالہ تلاش کرنے میں سہولت پیدا کر دی جزاہ اللہ احسن الا جزاء فی الدنیا والاخر۔

ادارہ جناب علیم ناصری ایم اے لاہور کا نہایت شکر گزار ہے کہ آپ نے مکتبہ نذیریہ کی طبع دوم کے لئے اپنے تازہ ولولہ انگیز کلام سے نوازہ۔

۱۴ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ
۲۹ جولائی ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک
فقط والسلام
خادم علماء ربانی محمد حنیف یزدانی مدیر مکتبہ نذیریہ
علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاعر اسلام محمد علیم ناصری رحمۃ اللہ علیہ

جب سرکہنار اہل حق شہادت پا گئے
سنت وقرآن کے خورشید گہنا گئے

پھر ہوئے روشن ستارے چرخ صادق پور سے
جگمگائے سرحد وبنگال جن کے نور سے

جن کے دم سے پھر چمک اٹھے عزیمت کے چراغ
پھر مئے سے ہوئے لبریز ملت کے ایاغ

آسماں بھی گھات میں تھا اور عدو بھی تاک میں
اپنوں بیگانوں نے یہ گوہر ملائے خاک میں

چل گیا اہل ہوس پر ہوسحر ادھر افرنگ کا
پاک کرڈالا قصہ قتال وجنگ کا

لٹ گئی ولی فرنگی جبرو استبداد سے
کھود ڈالا ارض صادق پور کو بنیاد سے

ہوگئے برپا دارورسن کے امتحاں
تاکہ سلفی غازیوں کا مٹ سکے نام ونشان

درس اخلاف ولی اللہ ساقط ہوگیا
مسام ہندی سے راستہ راستی کا کھوگیا

جب نہ مسند کے لائق کوئی بھی پاگیا
اک فقیر راہ حق کو لاکے بٹھلایا گیا

وہ محدث وقت کا یعنی نذیر بے نظیر
سنت وقرآن کے اسرار میں پیروں کا پیر

کاروان سنت وتوحید کا شیرازہ بند
چشم حق بیں، ذہن حق آگاہ، قلب حق پسند

راہ نور دان ہدی کے واسطے میر سبل
طالبان حکمت عرفان دیں کا شیخ کل

جس کے فیض تربیت کی بو چمن اندر چمن
جس سے مہکے سرحد وبنگال وپنجاب و دکن

جس کے دم سے مرکز دلی بنا دار الحدیث (دار حدیث)
منکشف ہونے لگے سینوں پہ اسرار الحدیث (اسرار حدیث)

ہند میں دین سلف کا تذکرہ ہونے لگا
دیو بدعت اپنی جھوٹی عظمتیں کھونے لگا

ہرطرف ہونے لگا اقرار حق اظہار حق
مرد حق کی ہر ادا نور حق معیار حق

کتاب مستطاب خزینہ علم "**معیار الحق**" کی تخریج وتحقیق مع تقاریظ ائمہ اعلام ومختصر سوانح حیات حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آج مؤرخہ ۰۸ مئی ۲۰۰۷ کو پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

والحمد لله على ذلك حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه والصلوة والسلام على خاتم النبين محمد و على آله واصحابه اجمعين۔

ابوانس محمد یحیی گوندلوی
مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ سیالکوٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع ومصادر

- القرآن الحکیم
- احیاء علوم الدین — علامہ محمد حامد الغزالی م ۵۰۵ مع تخریج حافظ عراقی ط بیروت
- اختلاف الحدیث — امام محمد بن ادریس الشافعی ملحق بکتاب الام ط وفاء
- ارواء الغلیل — محدث جلیل محمد ناصر البانی باشرف زہیر الشاویش ط مکتبہ اسلامی
- اسبال المطر علی قصب السکر — امام محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی م ۱۱۸۲ھ تحقیق رفیق اثری ط جلالپور پیروالہ
- الاستیعاب — برحاشیہ الاصابہ امام ابوعمر بن عبدالبر الاندلسی ط دار لفکر
- الاشباہ والنظائر — لابن نجیم ط دار الکتب العلمیہ بیروت
- امعان النظر — علامہ محمد اکرم حنفی ط حیدر آباد سندھ
- ایضاح الحق الصریح — مولانا سید اسمٰعیل دہلوی ش بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ
- البحر الرائق — شرح کنز الدقائق زین الدین ابن نجیم الحنفی ط کراچی
- بستان المحدثین مترجم — شاہ عبدالعزیز دہلوی ترجمہ عبدالسمیع ط نور محمد کراچی
- بلوغ المرام — ابن حجر عسقلانی تحقیق صفی الرحمان ط دار الفرقان الکویت
- تاریخ بغداد — حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب م ۴۶۳ھ ط دار الفکر
- تبیض الصحیفہ — حافظ جلال الدین سیوطی ح ۹۱۱ تحقیق عاشق الٰہی مدنی ط مدینہ منورہ
- تبین الحقائق شرح کنز الدقائق عثمان بن علی الزیلعی م ۷۴۳ ط رتح ایم سعید کراچی
- التحریر مع التقریر والتحبیر — امیر ابن الحاج الحنفی ط مصر
- تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی — ابوعلی عبدالرحمان مبارکفوری تحقیق علی محمد معوض وعادل احمد الموجود ط بیروت ۲۰۰۱
- تدریب الراوی — حافظ جلالدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی م ۹۱۱ ط قدیمی کراچی
- تقریب الراوی مع تدریب الراوی — امام زکریا یحیی النووی ط قدیمی کراچی
- تذکرۃ الموضوعات — علامہ محمد طاہر بن علی الہندی م ۹۸۶ ط بیروت ۱۹۹۵ء
- الترغیب والترہیب — امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری م ۶۵۶ تحقیق مصطفی محمد عمارہ ط بیروت
- تفسیر احمدی — احمد بن ابی سعید ملاجیون م ۱۱۳۰ ط ممبئی
- تفسیر بیضاوی — قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی م ۶۸۵ برحاشیہ تفسیر سراج المنیر ط نولکشور
- تفسیر عزیزی — شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ط اولی محمدی ۱۳۰۹
- تفسیر مظہری — قاضی ثناء اللہ پانی پتی ط ابومحمد محی الاسلام حیدر آباد دکن
- تفسیر نیشاپوری برحاشیہ تفسیر طبری — نظام الدین الحسن بن محمد النیشاپوری ط بولاق مصر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- تقریب التہذیب حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ط گوجرانوالہ
- التقریر والتحبیر ابن امیر الحاج ط بیروت
- تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان سید محمد اسماعیل شہید ش ۱۲۴۶ھ ادارہ علم القرآن لاہور
- التلویح علی التوضیح ط الخیریہ ط ۱۳۲۲ء
- تنزیہ الشریعہ حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن الکنانی مراجعت عبدالوہاب وعبداللہ محمد الصدی ط بیروت
- تنویر العنین فی اثبات رفع الیدین سید اسمٰعیل بن عبدالغنی الشہید ۱۲۴۶ھ ط لاہور
- التوضیح صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود المحبوبی البخاری م ۷۴۲ ط پشاور
- تہذیب التہذیب حافظ ابوالفضل ابن حجر عسقلانی م ۸۲۵ھ ط حیدر آباد دکن
- تہذیب الاسماء امام ابوزکریا یحیی بن شرف النواوی ط مصر
- تیسر الاصول حافظ ثناء اللہ الزاہدی ط مجلس التحقیق الاثری جہلم
- تیسر التحریر محمد امین المعروف بامیر بادشاہ ط مصطفی البابی مصر
- جامع بیان العلم واہلہ ابوعمر بن عبدالبر النمری م ۴۷۳ھ ط بیروت
- جامع المسانید و(مسند خوارزمی) ابوالموائد محمد بن محمود الاخوارزمی ط سمندری فیصل آباد
- حجۃ اللہ البالغۃ امام الہند شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم الدھلوی م ۱۱۷۶ھ ط لاہور
- الحسامی حسام الدین محمد بن محمد بن عمر الاخسیکثی م ۶۴۴ھ ط کراچی
- درالمختار مع ردالمختار محمد علاء الدین علی الحصکفی م ۱۰۹۰ ط بیروت
- ردالمختار سید محمد امین المعروف ابن العابدین الشامی م ۱۳۰۶ھ ط بیروت
- رسالہ وصیۃ وآخر تفہیمات امام الہند شاہ ولی اللہ الدہلوی م ۱۱۷۶ھ
- سفر السعادت مع شرح فارسی علامہ فیروز آبادی ط نولکشور
- السنن امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ابن ماجہ القزوینی م ۲۷۳ ط سرگودھا
- السنن امام ابن ماجہ..................ط دارالسلام
- السنن امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی م ۲۷۵ھ ط کراچی
- السنن امام ابوداؤد السجستانی ط دارالسلام ریاض
- السنن امام ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی م ۲۷۹ھ ط کراچی
- السنن مع تحفۃ الاحوذی الامام الکبیر امام ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی ط بیروت
- السنن امام احمد بن شعیب النسائی م ۳۰۳ مع تعلیقات السّلفیہ
- السنن لابی محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی م ۲۵۵ھ مع تعلیق عبداللہ ہاشم ط ملتان
- السنن الکبری امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی م ۴۵۸ھ ط ملتان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- السنن مع التعلیق المغنی امام علی بن عمر الدارقطنی ط ملتان
- سیر اعلام النبلاء حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی ۷۴۸ھ موسسہ الرسالہ بیروت
- شرح جامی نور الدین عبدالرحمان بن احمد الجامی م ۸۹۸ ط م ملتان
- شرح السنۃ امام حسین ابن مسعود البغوی م ۵۱۶ تحقیق شعیب ارنووط
- شرح مسلم محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف النواوی ط کراچی
- شرح معانی الاثار امام ابوجعفر احمد بن محمد بن محمد الطحاوی م ۳۲۱ھ تحقیق محمد الزہری النجار ط بیروت ۱۹۷۸ء
- شرح نخبۃ الفکر حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ ط ملتان
- شرح عین العلم حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ ط ملتان ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ ط الثقافۃ الدینیہ قاہرہ
- صحیح ابوحاتم محمد بن حبان البستی ترتیب امیر علاء الدین الفارسی تخریج شعیب ارنووط
- صحیح امام المحدثین محمد بن اسمعیل البخاری م ۲۵۶ھ ط کراچی
- صحیح امام المحدثین محمد بن اسمعیل البخاری م ۲۵۶ھ ط دارالسلام الریاض
- صحیح مع شرح نووی ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری م ۲۶۱ ط کراچی
- صحیح ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری م ۲۶۱ ط دارالسلام ریاض
- صراط مستقیم مترجم سید احمد شہید ط لاہور
- ضعیف اور موضوع روایات ابوانس محمد یحیی گوندلوی بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ
- ضعیف الجامع الصغیر محدث ناصر البانی ط الکتب اسلامی ۱۹۹۰
- طبرانی کبیر امام ابوالقاسم سلیمان طبرانی م ۳۶۰ ط داراحیاء التراث الغربی
- طبقات الشافعیہ للشیخ تاج الدین السبکی ط بیروت
- طبقات الفقہاء ابواسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی م ۴۷۶ ط دارالقلم بیروت
- طحطاوی حاشیہ الدر المختار احمد
- عقد الجید مع الانصاف شاہ ولی اللہ م ۱۱۸۵ ط استنبول ترکی
- علل ترمذی مع صحیح السنن ترمذی مترجم امام ابوعیسی ترمذی
- العلل المتناہیہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی تخریج ارشاد الحق اثری ط فیصل آباد
- عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی ط بیروت
- عقائد نسفی شرح عقائد نسفی عمر بن محمد بن لقمان النسفی م ۵۳۷ھ ط ایچ ایم سعید کراچی
- غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر سید احمد بن محمد الحموی المصری ط ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
- غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی للشیخ ابراہیم الحلبی م ۹۵۶ھ سہیل اکیڈمی لاہور
- فتاوی بزازیہ بر حاشیہ فتاوی عالمگیری محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزازی الکردری م ۸۲۷ ط کوئٹہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- فتاوی عالمگیری للجماعۃ المجہولین ط کوئٹہ
- فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابوالفضل ابن حجر عسقلانی م۸۵۲ ط ریاض
- فتح القدیر شرح ہدایہ کمال ابن الھمام م۶۸۱ ط کوئٹہ
- فتح المغیث شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی م۹۰۲ ط دار الکتب العلمیہ بیروت
- فتوح الغیب مع شرح فارسی عبدالحق سید عبدالقادر جیلانی ط لاہور
- فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مع المستصفی عبدالعلی الانصاری ط بولاق مصر
- قواعد التحدیث علامہ محمد جمال الدین قاسمی ط دار الاحیاء السنۃ النبویہ
- قواعد الاحکام امام عز بن عبدالسلام تحقیق طہ عبدالروف سعید ط الازہر
- الکامل فی الضعفاء الرجال امام ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی م۳۶۵ ط دار الفکر
- الکفایہ حافظ ابوبکر خطیب البغدادی م۴۶۳ھ ط بیروت
- کتاب المجروحین امام احمد بن حبان البستی م۳۵۴ھ ط حلب ۱۳۹۶ھ
- کتاب المراسیل ابوعبدالرحمان بن ابی حاتم الرازی م۳۲۷ھ ط سانگلہ ہل
- کتاب الموضوعات امام ابوالفراج عبدالرحمٰن الجوزی م۵۹۷ھ تحقیق توفیق حمدان ط دار الباز مکہ مکرمہ
- کتاب المواقیت والجوہر عبدالوہاب شعرانی ط مصر ۱۳۰۶
- لسان المیزان حافظ ابوالفصل ابن حجر عسقلانی م۸۵۲ھ ط بیروت
- اللآلی المصنوعہ علامہ جلال الدین السیوطی م۹۱۱ تخریج ابوعبدالرحمان صلاح بن محمد بن عویضہ ط بیروت ۱۹۹۶
- لمعات التنقیح شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی ط مکتبہ المعارف العلمیہ لاہور
- الماتریدیہ للدکتور الشیخ شمس الدین افغانی م۱۴۱۸ھ ط مکتبہ الصدیق
- مجمع البحار الانوار محدث طاہر صدیقی الہندی م۹۸۶ھ ط مدینہ منورہ
- مجمع الزوائد حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی م۸۰۷ھ ط دار الفکر
- المحلی امام ابومحمد علی بن احمد بن حزم م۴۵۶ھ تحقیق خلیل ہراس ط مصر
- المختصر المنتہی الاصولی ملحق مسلم الثبوت امام ابن الحاجب المالکی م۶۴۶ ط مصر
- المختصر المؤمل علامہ ابوشامہ عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل دمشقی م۵۹۶ھ
- المدخل الی السنن الکبری امام ابوبکر بیہقی م۴۵۸ھ تحقیق الاعظمی ط ریاض
- مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان ابومحمد عبداللہ بن اسعد یافعی ط مرسسہ الاعلمی بیروت
- مرقاۃ شرح المشکوۃ علی سلطان محمد المعروف ملا علی قاری م۱۰۱۴ھ ط ملتان
- المستدرک ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری م۴۰۳ھ تحقیق مرعشلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مسلم الثبوت سلامہ البہاری ط الحسینیہ مصر
- مسند ابی یعلی امام ابویعلی احمد بن علی الموصلی تحقیق الاستاذ ارشاد الحق اثری ط جدہ ۱۹۸۸ء
- مسند احمد امام احمد بن محمد بن حنبل م ۲۴۱ھ ط دار صادر
- مسند الشافعی جمعہ امیر ابوسعید الجاوی ماہرین الفحل ط غراس
- مسند فردوس معہ تسدید القوس حافظ شیرویہ الدیلمی م ۹۰۵ھ دار الکتاب العربی
- مشکوۃ المصابیح ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی م ۷۴۲ ط کراچی
- مصنف ابن ابی شیبہ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی تحقیق کمال یوسف الحوت ط ۱۹۸۹ء
- مصنف عبدالرزاق امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی تحقیق حبیب الرحمٰن اعظمی ط المجلس العلمی
- مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ مولانا قطب الدین خاں دہلوی ط منشی نولکشور لکھنؤ
- معالم السنن مع مختصر سنن ابوداؤد حافظ ابوسلیمان حمد بن محمد البستی م ۳۳۸ھ ط سانگلہ ہل
- المعجم الاوسط حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی تحقیق محمود الطحان ط الریاض ۱۹۸۶ء
- المعجم الکبیر حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی تحقیق حمدی عبدالحمید سلفی ط ثانیہ بیروت
- المقاصد الحسنہ امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی ط دار الھجرۃ بیروت ۱۹۸۶ھ
- مقدمہ فی العلوم الحدیث حافظ ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمان المعروف بابن الصلاح م ۶۴۲ ط لاہور
- مقلدین ائمہ کی عدالت میں ابوانس محمد یحیی گوندلوی بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہو والہ سیالکوٹ
- مواہب اللطیفہ الشیخ محمد عابد سندھی مخطوط در مکتبہ راشدیہ نیوسعید آباد سندھ
- موطا مع تعلیق الممجد محمد بن حسن الشیبانی ط قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۶۱ء
- موطا مع ضوء السالک امام الائمہ مالک بن انس الاصبحی المدنی ط ملتان
- میزان الاعتدال امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی تحقیق علی محمد بجاوی ط سانگلہ ہل
- میزان الکبری شیخ عبدالوہاب شعرانی م ۹۷۳ ط مصر ۱۳۰۶ھ
- نبذ فی اصول الفقہ لابن حزم م ۴۵۶ھ تحقیق احمد حجازی السقاء ط مکتبہ الکلیات الأزہریۃ بالقاہرۃ
- نورالانوار حافظ احمد المعروف ملاجیون م ۱۱۳۰ھ ط ملتان
- نزہۃ النظر حاشیہ نخبۃ الفکر علامہ محمد عبداللہ ٹونکی ط مکتبہ رحمانیہ لاہور
- نظم الفرائد شرح العقائد حسن بن محمد سنبھلی دیوبندی ط لکھنؤ
- النظامی شرح حسامی مولانا نظام الدین الکیرانوی ط سعید اینڈ سنز کراچی
- وفیات الاعیان محمد بن ابوبکر بن خلقان ط مصر
- ہدایہ برہان الدین علی ابی بکر المرغینانی م ۵۹۳ھ ط ملتان
- ہدی الساری ابوالفضل ابن حجر عسقلانی ابن باز ط بیروت والریاض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوانس محمد یحیی گوندلوی کی بعض تصانیف

❁ ضعیف اور موضوع روایات

ضعیف اور موضوع روایات کا مجموعہ اردو زبان میں اپنے موضوع پر پہلی مستقل کتاب

❁ مقلدین ائمہ کی عدالت میں

ردتقلید اور حنفی مذہب کے خدوخال پر مدلل کتاب

❁ عقیدہ اهلحدیث

آسان ترتیب کے ساتھ عقائد اہلحدیث کی قرآن وحدیث، صحابہ کرام اور ائمہ سلف سے تائید وتصدیق

❁ خیر البراهین فی الجهر التامین

نماز میں بلند آواز سے آمین کا ثبوت اور مقلدین کے شکوک وشبہات کا ازالہ

❁ دین تصوف

تصوف کی حقیقت اور صوفیاء حضرات کے عقائد

❁ مطرقة الحدید

مرزا قادیانی کے حنفی ہونے پر مکمل بحث

❁ ضرب شدید علی اهل تقلید

دیوبندی علماء کی انگریز نوازی اور تقلیدی مفاسد پر عمدہ کتاب

❁ شریعت محمدیه اور طلاق ثلاثه

ایک مجلس کی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

❁ نداء لغیر الله

مسئلہ توحید میں اہل بدعت کے شکوک شبہات کا ازالہ

❁ جرابوں پر مسح

جرابوں پر مسح کا احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ثبوت

❁ بائیبل اور توهین انبیاء علیہ السلام

موجودہ بائبل میں انبیاء کی توہین کا مفصل بیان

❁ فتوی حرمت سود

سود کی حرمت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل فتوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یحیی گوندلوی کے تراجم حدیث

سنن ترمذی

تالیف. امام ابوعیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوع)

سنن ابن ماجه

تالیف. امام ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ (تحت الطبع)

شمائل الترمذی

تالیف. امام ابوعیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوع)

خصوصیات تراجم

- ترجمہ شگفتہ سلیس اور عام فہم
- ہر حدیث کی تخریج
- ہر حدیث پر صحیح اور ضعیف ہونے کا حکم
- ضعیف روایات کا وجہ ضعف
- صحیح احادیث سے فوائد واستنباطات
- مختلف مذاہب کے دلائل کا جائزہ اور صحیح مسلک کی مدلل توضیح
- احادیث کی فہارس
- مصادر ومراجع کی فہارس
- ان کتب کے مؤلفین کے مختصر حالات زندگی

بلاشبہ یہ تراجم سلیس ہونے اور تخریج وفوائد کے لحاظ سے ابھی تک منفرد ہیں

صحة مذهب اهل المدينه

مولف. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ وتخریج غیر مطبوع)

حقیقت وحدت الوجود

مولف. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ وتخریج غیر مطبوع)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ۔ سیالکوٹ

❁ جامعہ ہذا کی بنیاد 1980 کو بدست الحاج ملک محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ رکھی گئی اس وقت سے لے کر آج تک جامعہ بحمد اللہ خوش اسلوبی کیساتھ اپنے تعلیمی وتربیتی منازل طے کر رہا ہے۔

❁ جامعہ میں درس نظامی تحفیظ القرآن اور ناظرہ قرآن کا مکمل انتظام ہے۔

❁ جامعہ میں 1992 سے ہر سال رمضان المبارک میں دورہ تفسیر القرآن الکریم کرایا جاتا ہے۔

❁ جامعہ میں وفاق المدارس السلفیہ کا مکمل نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

❁ جامعہ بیرونی طلبہ کی رہائش، خوراک، علاج اور دیگر ضرویات کا کفیل ہے۔

❁ جامعہ میں بحمد اللہ دارالافتاء موجود ہے جس میں سائلین کے لئے فتوے جاری کئے جاتے ہیں۔

❁ جامعہ میں شعبہ تصنیف قائم ہے جس سے ابھی تک درجن بھر مختلف موضوعات پر کتب اور رسالے شائع ہو چکے ہیں جن میں عقیدہ اہلحدیث، داستان حنفیہ، مقلدین ائمہ کی عدالت میں، ضعیف اور موضوعات روایات، خیر البراہین فی الجہر تامین، مطرقۃ الحدید اور شریعت محمدیہ اور طلاق ثلاثہ وغیرہ شامل ہیں۔

علم حدیث کا شعبہ

❁ جامعہ کی خصوصیت ہے کہ اس میں علم حدیث پر بھرپور طریقے سے کام ہو رہا ہے جس کے تحت بحمد اللہ صحیح سنن ترمذی کی شرح اور خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی شائع ہو چکی ہیں اور سنن ابن ماجہ پر مکمل کام ہو چکا ہے۔ جو بہت جلد شائع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالی۔

علاوہ ازیں منکرین حدیث کے رد میں متعدد رسالے شائع ہو چکے ہیں۔

❁ جامعہ ساہووالہ کی مرکزی جامعہ مسجد اہلحدیث میں قائم ہے جگہ کی کمی کے باعث آئندہ منصوبہ میں جامعہ کے لئے الگ جگہ درکار ہے۔

❁ جامعہ کے تحت فری ڈسپنسری بھی زیر غور ہے۔

❁ احباب سے بھرپور تعاون کی اپیل ہے۔

مکتبہ ... ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

16032

منجانب: الحاج ملک محمد فیاض مہتمم۔ الحاج محمد یعقوب روپڑی ناظم

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ سیالکوٹ

P.C 51060　　Ph: 052-3510090

Sumama Composing Center Sahowala, Sialkot 03006126421

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

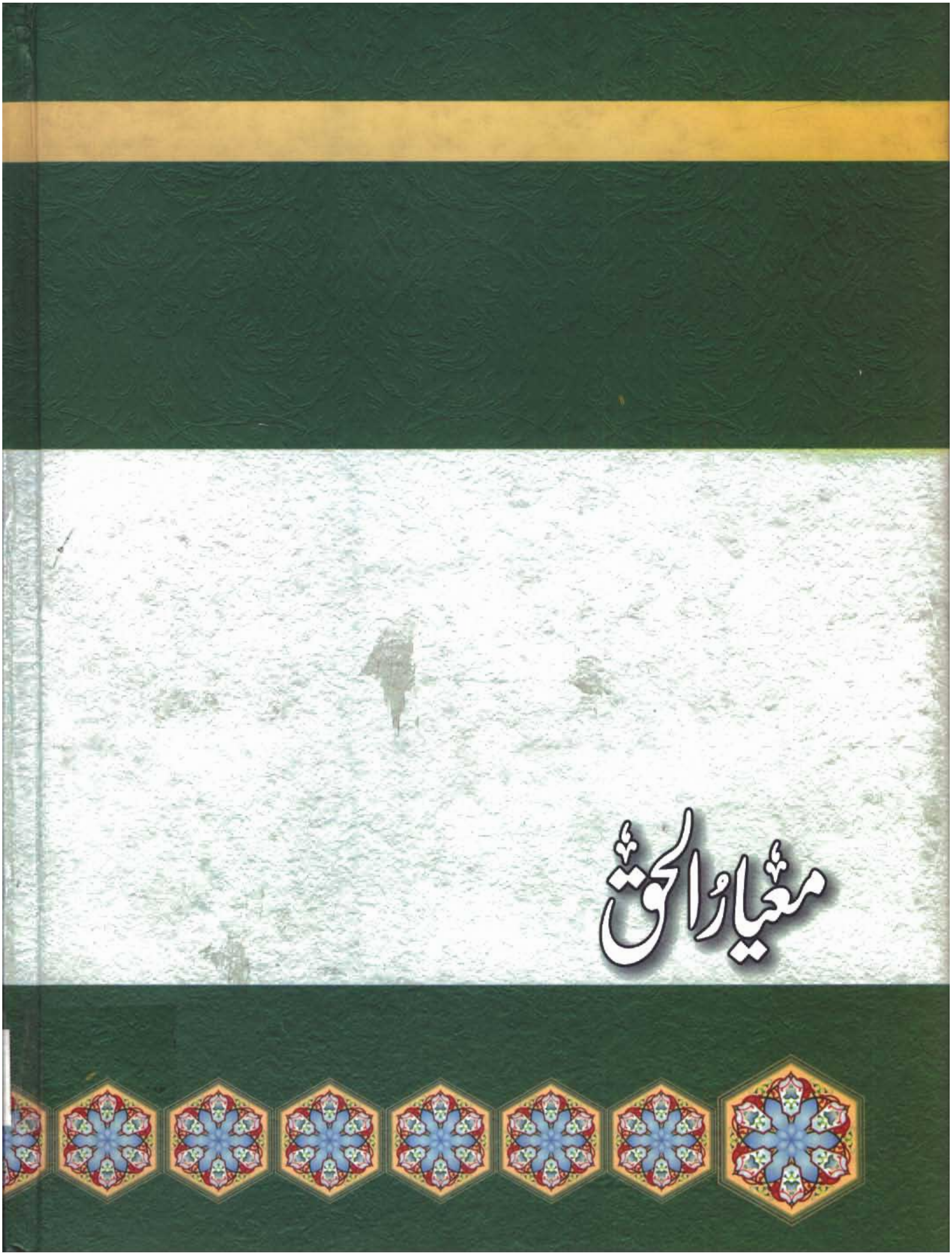

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ